Presented by: Rana Jabir Abbas

تفسیر نور الثقلین

جلد اول

الحبر الشیخ

عبد علی بن جمعة

العروسی الحویزی قدس سرہ

مترجم

حجۃ الاسلام علامہ محمد حسن جعفری

ادارہ منہاج الصالحین لاہور

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تفسیر نور الثقلین

مفسر

محدث جلیل العلامۃ الخبیر الشیخ عبد علی
بن جمعۃ العروسی الحویزی قدس سرہ

مترجم

حجۃ الاسلام علامہ محمد حسن جعفری حفظہ اللہ

تدوین و نظر ثانی

حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری مدظلہ العالی

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین (رجسٹرڈ)

جناح ٹاؤن' ٹھوکر نیاز بیگ' لاہور۔ فون 5425372

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ

نام کتاب	:	تفسیر نور الثقلین (جلد اوّل)
مفسر	:	محدث عبد علی بن جمعۃ العروسی الحویزی
مترجم	:	حجۃ الاسلام علامہ محمد حسن جعفری
نظر ثانی	:	حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری
پروف ریڈنگ	:	غلام حیدر چودھری
اشاعت	:	ستمبر ۲۰۰۵ء
صفحات	:	۶۰۰
ہدیہ	:	۳۰۰ روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین (رجسٹرڈ)

فرسٹ فلور دوکان نمبر 20 الحمد مارکیٹ' غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور فون۔ 7225252

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فہرست

عرض ناشر ۱۳

عظمت قرآن بزبان امیرالمومنین علیہ السلام ۱۶

امیرالمومنینؑ کی زبانی قرآنی علوم کا خاکہ ۱۸

حرف نخستین ۲۰

سورہ حمد کی تفسیر وفضائل ۲۶

فضائل سورۃ البقرہ ۵۸

قدرت خدا ۷۸

زمین کی مصلحتیں ۸۳

عصمت انبیاء ۱۱۳

ولایتِ علیؑ عہدِ خدا میں شامل ہے ۱۳۱

فلسفہ نماز وزکوٰۃ ۱۳۴

بے عمل خطیب ۱۳۵

عقل ۱۳۷

لقاء رب کا مفہوم ۱۳۸

بنی اسرائیل اور موسیٰ علیہ السلام ۱۴۱

گئو سالہ پرستوں کا انجام ۱۵۱

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

○ ...... رؤیت خداوندی پر اصرار کرنے والوں کا انجام ---- ۱۵۱
○ ...... بادلوں کا سایہ اور من وسلویٰ کا نزول ---- ۱۵۲
○ ...... باب حطّہ ---- ۱۵۳
○ ...... آنحضرتؐ کا معجزہ ---- ۱۵۴
○ ...... کیا تمام یہودی انبیاء کے قاتل تھے؟ ---- ۱۵۵
○ ...... بنی اسرائیل کی گائے کا واقعہ ---- ۱۶۴
○ ...... یہودیوں کی قساوت قلبی ---- ۱۷۰
○ ...... قساوتِ قلبی اور اس کے اسباب ---- ۱۷۳
○ ...... جنت و دوزخ کی ہمیشگی کی وجہ ---- ۱۸۰
○ ...... روح القدس ---- ۱۸۸
○ ...... یہودیوں نے مدینہ میں رہائش کیوں اختیار کی تھی؟ ---- ۱۹۱
○ ...... کسی کے فعل پر راضی ہونے والا بھی اس میں شریک ہے ---- ۱۹۷
○ ...... موت کی تمنا ---- ۱۹۸
○ ...... یہودیوں کو جبریلؑ سے عداوت کیوں تھی؟ ---- ۲۰۰
○ ...... نواصب و یہود کی ذہنی ہم آہنگی ---- ۲۰۱
○ ...... کتابِ خدا کو چھوڑنے کی شکلیں ---- ۲۰۷
○ ...... ہاروت و ماروت کا واقعہ ---- ۲۰۸
○ ...... ہاروت و ماروت کے متعلق ایک غلط مفروضہ کی تردید ---- ۲۰۹
○ ...... عصمتِ ملائکہ ---- ۲۱۲
○ ...... حضرت سلیمانؑ کے بعد جادو کا راج ---- ۲۱۴
○ ...... ادبِ رسولؐ کا تقاضا ---- ۲۲۶
○ ...... نبوت رحمت ہے ---- ۲۲۷

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

- ناسخ و منسوخ ۔۔۔۔۔ ۲۲۷
- یہود و نصاریٰ کی خوش فہمی ۔۔۔۔۔ ۲۲۸
- جنت اعمال کا بدلہ ہے ۔۔۔۔۔ ۲۲۸
- ''جدال احسن'' جائز ہے ۔۔۔۔۔ ۲۲۹
- یوم شوریٰ حضرت علیؑ کا احتجاج ۔۔۔۔۔ ۲۲۹
- مساجد سے منع کرنے والا بہت بڑا ظالم ہے ۔۔۔۔۔ ۲۳۰
- خدا ہر طرف موجود ہے ۔۔۔۔۔ ۲۳۰
- کیا دو قبلے مقرر کرنے سے اللہ پر الزام آتا ہے؟ ۔۔۔۔۔ ۲۳۲
- ہادیانِ دین بھی مجازی طور پر ''وجہ اللہ'' ہیں ۔۔۔۔۔ ۲۳۳
- خدا کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہے ۔۔۔۔۔ ۲۳۴
- اللہ نے کسی سابقہ مثال کے بغیر کائنات تخلیق کی ۔۔۔۔۔ ۲۳۴
- تلاوتِ کتاب کا حق ۔۔۔۔۔ ۲۳۵
- امامت ابراہیم علیہ السلام ۔۔۔۔۔ ۲۳۶
- بت پرست کلمہ پڑھ کر مسلمان بن سکتا ہے لیکن امام نہیں بن سکتا ۔۔۔۔۔ ۲۳۷
- عظمت بیت اللہ ۔۔۔۔۔ ۲۳۹
- طائف کی وجہ تسمیہ ۔۔۔۔۔ ۲۴۱
- امام زین العابدینؑ اور کعبہ کی سنگِ بنیاد ۔۔۔۔۔ ۲۴۷
- ذریت ابراہیمؑ میں سے اُمت مسلمہ ۔۔۔۔۔ ۲۵۰
- چچا بھی والد کے قائم مقام ہوتا ہے ۔۔۔۔۔ ۲۵۶
- ہادیانِ دین مثالی مومن تھے ۔۔۔۔۔ ۲۵۸
- اسلام اور ولایت ہی خدائی رنگ ہے ۔۔۔۔۔ ۲۵۸
- ضرورت کے وقت گواہی چھپانا حرام ہے ۔۔۔۔۔ ۲۵۹

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تحویلِ قبلہ ۲۶۳
درمیانی اُمت ۲۶۵
تحویلِ قبلہ سے اہلِ ایمان کی آزمائش مقصود تھی ۲۶۸
اہلِ کتاب جانتے تھے کہ تحویلِ قبلہ حق ہے ۲۷۲
قائم آلِ محمدؐ کی پیشین گوئی ۲۷۴
ذکرِ خدا ۲۷۶
اہلِ ایمان کی آزمائش ۲۸۱
صفا و مروہ کی پہاڑیاں ۲۸۶
سعی کا آغاز صفا سے کرنا چاہیے ۲۸۹
علمائے سوء ملعون ہیں ۲۹۵
مظاہر فطرت آیاتِ الٰہی ہیں ۲۹۷
تمام مصنوعات صانع کی دلیل ہیں ۲۹۸
قیامت کے دن جھوٹے پیر اپنے مریدوں سے بیزاری کا اعلان کریں گے ۲۹۹
کنجوس دولت مند حسرتوں کا شکار ہوگا ۳۰۰
شیطان کے نقشِ قدم پر مت چلو ۳۰۲
کافروں پر دعوتِ اسلام کا اثر مرتب نہیں ہوتا ۳۰۲
مُردار اور خون وغیرہ کیوں حرام ہیں؟ ۳۰۶
باغی کون اور عادی کون ہے؟ ۳۰۹
لولا علی لھلک عمر ۳۱۰
قصاص ۳۱۲
معافی کی صورت میں ۳۱۳
قصاص میں زندگی مضمر ہے ۳۱۵

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وصیّت ۳۱۵
جب وصیّت حق تلفی پر مبنی ہو تو اس میں ردّ و بدل کرنا درست ہے ۳۲۱
روزہ ۳۲۴
روزوں کا فلسفہ ۳۲۶
بیمار اور مسافر کے لیے رعایت ۳۲۷
خدا کی عطا کردہ رخصت کو ٹھکرانا کفرانِ نعمت ہے ۳۲۸
عظمتِ رمضان ۳۳۰
قرآن کے مرکزی موضوعات ۳۳۱
قرآن اور فرقان کا فرق ۳۳۳
ماہِ رمضان میں بلاضرورت سفر نہ کیا جائے ۳۳۳
خدا آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا ۳۳۴
عیدالفطر کی تکبیرات ۳۳۵
خدا قریب ہے اور وہ دعاؤں کو قبول کرتا ہے ۳۳۸
ماہِ رمضان میں حقوقِ زوجیت کی ادائیگی حلال ہے ۳۴۰
باطل طریقوں سے مال کھانے کی ممانعت ۳۴۶
رشوت دے کر دوسروں کا مال اپنے لیے حلال نہ کراؤ ۳۴۶
چاند شرعی اوقات کا ذریعہ ہے ۳۴۹
گھر میں دروازے سے داخل ہونا چاہیے ۳۵۰
حکمِ جہاد ۳۵۲
اپنے آپ کو قلاش کرنا اور خودکشی کرنا حرام ہے ۳۵۴
خدا بھلائی کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے ۳۵۷
حج و عمرہ کے احکام ۳۶۰

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

○...... اگر راستے میں رکاوٹ پیش آجائے تو؟ ---------- ۳۶۳
○...... حج رسولؐ ---------- ۳۶۷
○...... وقت سے قبل سر منڈوانا ---------- ۳۷۰
○...... فضلِ خداوندی کا مفہوم ---------- ۳۸۳
○...... افاضہ کا حکم ---------- ۳۸۳
○...... عرفات کی وجہ تسمیہ ---------- ۳۸۵
○...... رسولؐ خدا نے افاضہ کیسے کیا؟ ---------- ۳۸۶
○...... اہلِ ایمان کی دُعا ---------- ۳۸۹
○...... جھگڑالو دشمن ---------- ۳۹۷
○...... مرضاتِ الٰہی کا خریدار ---------- ۳۹۸
○...... اسلام میں مکمل داخل ہونے کا مقصد ---------- ۴۰۲
○...... مشرکین کو کس بات کا انتظار ہے؟ ---------- ۴۰۴
○...... شیطان کا نقشِ قدم ---------- ۴۰۴
○...... بعثتِ انبیاءؑ ---------- ۴۰۶
○...... اُممِ سابقہ پر ظلم وستم کے پہاڑ گرائے گئے تھے ---------- ۴۰۸
○...... مالی امداد کے حق دار ---------- ۴۰۸
○...... شراب کی تدریجی حُرمت ---------- ۴۱۲
○...... کتنی دولت راہِ خدا میں خرچ کی جائے؟ ---------- ۴۱۴
○...... یتیم پروری ---------- ۴۱۴
○...... ماہواری کے متعلق ہدایات ---------- ۴۲۰
○...... بیوی کھیتی ہے ---------- ۴۲۳
○...... قسم کی اہمیت ---------- ۴۲۷

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

○...... ایلاء کے احکام ---------- ۴۳۲

○...... عدت طلاق ---------- ۴۳۴

○...... عورت اپنے حمل، حیض اور طہر کو نہ چھپائے ---------- ۴۳۶

○...... زوجین کے حقوق و فرائض ---------- ۴۳۶

○...... طلاق کا مسنون طریقہ ---------- ۴۳۸

○...... خلع ---------- ۴۴۰

○...... حدود الٰہی سے تجاوز کرنا حرام ہے ---------- ۴۴۰

○...... کیا دوبارہ رجوع کے لیے متعہ کافی ہے ---------- ۴۴۲

○...... عورتوں کو ستانے کے لیے مت روکو ---------- ۴۴۴

○...... آیاتِ الٰہی کو مذاق نہ بناؤ ---------- ۴۴۵

○...... احکامِ رضاعت ---------- ۴۴۸

○...... بیوگان کی اشاروں کنایوں سے خواستگاری ---------- ۴۵۴

○...... زفاف سے قبل طلاق کے مسائل ---------- ۴۵۶

○...... اعتدال کو مدنظر رکھا جائے ---------- ۴۵۷

○...... عورت اور اس کے ولی کو حق مہر معاف کرنے کا حق ہے ---------- ۴۵۹

○...... کسی کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانا غلط ہے ---------- ۴۶۲

●...... نمازوں کی محافظت کرو اور نماز وسطیٰ کی محافظت کرو ---------- ۴۶۹

○...... وفات اور طلاق کے کچھ احکام ---------- ۴۷۳

○...... موت سے بھاگنے والوں کا انجام ---------- ۴۷۴

○...... خدا کو قرضِ حسنہ دینے والے ---------- ۴۷۷

○...... رزق کی کمی اور فراخی خدا کے ہاتھ میں ہے ---------- ۴۷۹

○...... قصہ طالوت و جالوت اور خدا کے انتخاب کا معیار ---------- ۴۷۹

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

- ایک دھاگے سے زلزلہ بپا کرنا ۴۸۴
- نیک لوگوں کی برکت ۴۹۲
- روح القدس ۴۹۸
- درندوں سے حفاظت کی عزیمت ۵۰۱
- آسیب سے نجات ۵۰۲
- فضائل آیت الکرسی ۵۰۳
- حی وقیوم ۵۰۴
- عرش وکرسی ۵۰۶
- عروۃ الوثقیٰ ۵۱۰
- نور وظلمت ۵۱۲
- منکرین ولایت کے عمل کی کوئی اہمیت نہیں ہے ۵۱۵
- ابراہیمؑ ونمرود ۵۱۸
- سو برس کی موت کے بعد زندہ ہونے والا ۵۲۰
- امام محمد باقرؑ اور ایک نصرانی پادری کا مباحثہ ۵۲۳
- عصمت انبیاء اور ابراہیمؑ کے لیے چار پرندوں کا زندہ ہونا ۵۳۲
- شیرِ قالین کا مجسم ہونا ۵۳۴
- لفظ ''جزو'' کا مفہوم ۵۳۶
- امام جعفر صادقؑ کا معجزہ ۵۴۱
- انفاق فی سبیل اللہ ۵۴۷
- احسان جتلانے اور دکھ دینے سے نیکی برباد ہو جاتی ہے ۵۵۰
- جذبہ ریا سے دی جانے والی خیرات قابلِ قبول نہیں ہے ۵۵۲
- اللہ کی راہ میں حلال اور عمدہ چیز خرچ کرو ۵۵۴

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

○...... شیطان غربت سے ڈراتا ہے ---------- ۵۵۶
○...... حکمت خیر کثیر ہے ---------- ۵۵۷
○...... علانیہ اور مخفی صدقات ---------- ۵۵۹
○...... کرم پیشۂ شاہِ مرداں علیؑ ---------- ۵۶۲
○...... سود اور سود خواروں کو تنبیہ ---------- ۵۶۸
○...... سود کیوں حرام ہے؟ ---------- ۵۶۸
○...... سود بربادی کا ذریعہ اور صدقات رزق میں اضافہ کا ذریعہ ہیں ---------- ۵۷۱
○...... سود کو چھوڑنا شرطِ ایمان ہے ---------- ۵۷۲
○...... تنگ دست مقروض کو مہلت دینی چاہیے ---------- ۵۷۵
○...... قرض کو لکھنا چاہیے اور گواہ مقرر کرنے چاہئیں ---------- ۵۷۹
○...... گواہی سے انکار کرنا جرم ہے ---------- ۵۸۲
○...... ایمان کا وہ حصہ جو دل سے مخصوص ہے ---------- ۵۸۴
○...... امم سابقہ کے وہ بوجھ جو اُمت مصطفیؐ سے ہٹائے گئے ہیں ---------- ۵۹۳

○○○

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عرض ناشر

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ادارہ منہاج الصالحین اپنا ارتقائی سفر طے کر رہا ہے اور گذشتہ آٹھ سالوں میں دوصد کتب مختلف موضوعات پر مومنین کی نظر کر چکا ہے جس سے پوری دنیا کے تشنگانِ علم اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں۔ جہاں ہماری کوشش رہی کہ بڑے بڑے محققین اور دانشوروں کی کتب کو سلیس اُردو میں پیش کریں وہاں ہمیں یہ فکر بھی دامن گیر رہی کہ اپنے قارئین کے سامنے ایسا مواد پیش کیا جائے جس میں فضائل آلِ محمدؑ کی جھلک نظر آئے۔ اس سلسلہ میں ہم نے بڑی بڑی ضخیم کتب چھاپ کر اپنے محترم قارئین سے دادِ تحسین حاصل کی ہے۔ اس کی زندہ و تابندہ مثال مشہور و معروف کتاب ''مدینۃ المعاجز'' ہے کہ جس کا اُردو زبان میں چار جلدوں میں ''معجزاتِ آلِ محمدؑ'' کے نام سے ترجمہ کیا جو کہ آلِ محمدؑ کے فضائل و مناقب کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔

زیر نظر تفسیر ''نور الثقلین'' بھی اسی جذبہ کی ایک جھلک ہے۔ اسی مودّت کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ قرآن مجید فرقانِ حمید حضور سرورِ کائناتؐ کا وہ زندہ و تابندہ معجزہ ہے جو صبح قیامت تک اپنی فصاحت و بلاغت، صوری و معنوی اثر آفرینی کے ساتھ چہار عالم میں ضوفشانی کرتا رہے گا، اور جادۂ حق سے بھٹکنے والے راہی کو نشانِ منزل دکھاتا رہے گا۔ اس زندہ جاوید کتاب کا یہ حُسن ہے کہ جن مفسرین و مولفین نے اپنے اپنے ذوقِ سلیم کے مطابق اس کے مفاہیم و مطالب کو درک کرنا چاہا یہ کتاب ہر کسی کے نقطۂ نظر پر پوری اتری۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کی گوناگوں تفاسیر لکھی گئیں۔ کسی مفسر نے اس کتاب کو ادب کی سان پر پرکھا، کسی نے نحو و صرف کو موضوع بحث بنایا، اور کسی نے علمِ کلام کی گتھیاں سلجھائیں۔ گویا کہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قرآن کا یہ کمال واعجاز ہے کہ اس پر جس جہت سے تحقیق کی جائے' نئے نئے مطالب ومفاہیم سامنے آتے جائیں گے۔

تفاسیر دو طرح کی لکھی گئیں۔ بعض مفسرین نے جو کچھ سمجھا' سوچا وہ زیب قرطاس کر دیا۔ یہ تفسیر نہیں ہے۔ تفسیر نام ہے جو کچھ قرآن کہے اسے واضح کرے۔ ہر مفسر کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو قرآن کے سپرد کر دے اور اس سے درسِ ہدایت لے۔ مفسر کو قرآن کا متعلم ہونا چاہیے نہ کہ معلم۔

آغازِ اسلام سے آج تک ہمارے بڑے بڑے محققین اور مفسرینِ قرآن نے فہم قرآن کے لیے بڑی بڑی زحمتیں اٹھائی ہیں۔ پوری دیانت داری' عرق ریزی اور انہماک سے تفہیم القرآن کے لیے کوشاں رہے۔

انہی میں سے ایک عالم ربانی' محدث اعظم فقیہ زمان اور مفسر قرآن جمعہ اسدی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی ہے کہ جنہوں نے قرآن کی منفرد اسلوب میں تفسیر لکھی۔ آپ نے اہلِ بیت عصمت وطہارت علیہم السلام کی روایات کے آئینہ میں قرآن مجید کی تفسیر لکھی۔ آپ نے پوری تحقیق و جستجو کی اور ہر آیت کے ضمن میں روایت پیش کی۔ اپنی طرف سے ایک حرف لکھنے کی سعی ناتمام نہ کی۔ اگر آپ کو پوری تحقیق و تفتیش کرنے کے بعد کوئی روایت نہیں ملی تو آپ نے اس آیت کی تفسیر ہی نہیں کی' گویا کہ آپ کی خواہش رہی ہے کہ آپ قرآن کے طالب علم کی حیثیت سے اس سے استفادہ کریں۔ آپ معلم قرآن نہیں بنے۔

قرآن قصیدہ ہے اہلِ بیت علیہم السلام کا۔ ہماری کئی سالوں سے کوشش تھی کہ قرآن کی تفسیر کی جائے' لیکن کافی عرصہ گزر گیا اس سوچ بچار میں کہ کون سا مفسر اور کون سی تفسیر؟ چونکہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں میں محبت اہلِ بیتؑ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ لہٰذا ہماری کوشش رہی کہ ایسی تفسیر پیش کی جائے کہ جو آلِ محمدؐ کے مناقب وفضائل کا پرتو ہو۔ ہم نے اس سلسلہ میں علماء علام اور بزرگانِ دین سے مشاورت بھی کی۔ اکثریت کا مشورہ تھا کہ تفسیر نورُ الثقلین کا ترجمہ کر کے چھاپ دیا جائے۔ اس سے عوام الناس کے لیے تفہیم القرآن سہل ہو جائے گی اور وہ اس روائی تفسیر سے خوب استفادہ کر سکیں گے۔

کتاب کا انتخاب تو ہو گیا لیکن سوال یہ ہے کہ اس مشکل ترین کام کی ذمہ داری کس کے سر پر ڈالی جائے۔ عربی زبان سے اُردو میں ڈھالنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اور پھر روایات کا ترجمہ کرنا بھی ہر کسی کے بس کی بات نہیں بلکہ اس کے لیے ایک باصلاحیت شخص کی تلاش تھی کہ جو صلاحیت کے باوجود تفسیری وتوضیحی کام کا جذبہ صادقہ بھی رکھتا ہو۔ اس قحط

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

الرجال زمانہ میں کسی علمی ادبی شخصیت کا ملنا نہایت مشکل کام ہے۔ ہمارے علماء کرام نے تحریر و تحقیق اور تالیف و تدوین کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ آسان راستے ڈھونڈ لیے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ مجالس کا راستہ ڈھونڈ لیا ہے جس سے بھاری بھرکم نذر و نیاز وصول ہوتی ہے' اور عوام الناس قبلہ و کعبہ کے القاب سے موسوم کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ یہ ملت کی زبوں حالی کا زمانہ ہے کہ جب مکتب کے راہنما اپنی مکتبی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہ ہوں۔ بہرکیف اس اہم کام کے لیے ہماری نگاہ اپنے باصلاحیت رفیق اور جذبہ مودّت سے سرشار دوست حجۃ الاسلام علامہ محمد حسن جعفری صاحب قبلہ پر پڑی۔ ہم نے اس اہم کام کے لیے ان کی خدمات حاصل کیں۔ آپ نے وفورِ محبّت کے ساتھ جذبہ آلِ اطہارؑ سے سرشار ہو کر اس اہم کام کی ذمہ داری اپنے سر لی۔ اس طرح پہلی جلد کا ترجمہ قارئین کے سامنے ہے۔ اگر کوئی ہم سے سہواً غلطی ہوگئی ہو تو امید ہے کہ قارئین اس کی نشاندہی فرمائیں گے۔

دعا ہے کہ پروردگار عالم بحق محمدؐ و آلِ محمدؑ ہماری توفیق خیر میں اضافہ فرمائے کہ ہم اس اہم اور کٹھن منصوبہ کو پورا کر سکیں۔ پروردگار اس کتاب مقدس کے صدقہ میں ہماری آخرت بخیر فرما اور ساتھ ہی قارئین کتاب کی دنیاوی اور اخروی مشکلات آسان فرما۔ آمین ثم آمین!

والسلام مع الاکرام

دعا گو!

ریاض حسین جعفری فاضل قم

سربراہ ادارہ منہاج الصالحین' لاہور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عظمت قرآن بزبان امیر المومنین علیہ السلام

ثُمَّ اَنزَلَ عَلَیهِ الکِتَابَ نُورًا لَا تُطفَأُ مَصَابِیحُهُ وَسِرَاجًا لَا یَخبُو تَوَقُّدُهُ وَبَحرًا لَا یُدرَكُ قَعرُهُ وَمِنهَاجًا لَا یُضِلُّ نَهجُهُ وَشُعَاعًا لَا یُظلِمُ ضَوءُهُ وَفُرقَانًا لَا یَخمُدُ بُرهَانُهُ وَتِبیَانًا لَا تُهدَمُ اَرکَانُهُ وَشِفَآءً لَا تُخشٰی اَسقَامُهُ وَعِزًّا لَا تُهزَمُ اَنصَارُهُ وَحَقًّا لَا تُخذَلُ اَعوَانُهُ فَهُوَ مَعدِنُ الاِیمَانِ وَبُحبُوحَتُهُ وَیَنَابِیعُ العِلمِ وَبُحُورُهُ وَرِیَاضُ العَدلِ وَغُدرَانُهُ وَاَثَافِیُّ الاِسلَامِ وَبُنیَانُهُ وَاَودِیَةُ الحَقِّ وَغِیطَانُهُ وَبَحرٌ لَا یَنزِفُهُ المُستَنزِفُونَ وَعُیُونٌ لَا یَنضِبُهَا المَاتِحُونَ وَمَنَاهِلُ لَا یُغِیضُهَا الوَارِدُونَ وَمَنَازِلُ لَا یَضِلُّ نَهجَهَا المُسَافِرُونَ وَاَعلَامٌ لَا یَعمٰی عَنهَا السَّائِرُونَ وَاٰکَامٌ لَا یَجُوزُ عَنهَا القَاصِرُونَ جَعَلَهُ اللّٰهُ رِیًّا لِعَطَشِ العُلَمَاءِ وَرَبِیعًا لِقُلُوبِ الفُقَهَاءِ وَمَحَاجَّ لِطُرُقِ الصُّلَحَآءِ وَدَوَاءً لَیسَ بَعدَهُ دَاءٌ نُورًا لَیسَ مَعَهُ ظُلمَةٌ وَحَبلًا وَثِیقًا عُروَتُهُ وَمَعقِلًا مَنِیعًا ذِروَتُهُ وَعِزًّا لِمَن تَوَلَّاهُ وَسِلمًا لِمَن دَخَلَهُ وَهُدًی لِمَنِ ائتَمَّ بِهِ وَعُذرًا لِمَنِ انتَحَلَهُ وَبُرهَانًا لِمَن تَکَلَّمَ بِهِ وَشَاهِدًا لِمَن خَاصَمَ بِهِ وَفَلجًا لِمَن حَاجَّ بِهِ وَحَامِلًا لِمَن حَمَلَهُ وَمَطِیَّةً لِمَن اَعمَلَهُ وَاٰیَةً لِمَن تَوَسَّمَ وَجُنَّةً لِمَنِ استَلأَمَ وَعِلمًا لِمَن وَعٰی وَحَدِیثًا لِمَن رَوٰی وَحُکمًا لِمَن قَضٰی - (اقتباس از خطبہ ۱۹۶ نہج البلاغہ)

"پھر اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسی کتاب بھیجی جو (سراپا) نور ہے۔ جس کی قندیلیں گل نہیں ہوتیں، ایسا چراغ ہے جس کی لو خاموش نہیں ہوتی۔ ایسا دریا ہے جسے تھاہ نہیں لگائی جا سکتی۔ ایسی شاہراہ ہے جس میں راہ پیمائی بے راہ نہیں کرتی۔ ایسی کرن ہے جس کی چھوٹ مدہم نہیں پڑتی۔ وہ ایسا (حق و باطل میں) امتیاز کرنے والا ہے جس

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی دلیل کمزور نہیں پڑتی۔ ایسا کھل کر بیان کرنے والا ہے جس کے ستون منہدم نہیں کیے جا سکتے' وہ سراسر شفا ہے (جس کے ہوتے ہوئے روحانی) بیماریوں کا کھٹکا نہیں۔ وہ سرتاسر عزت و غلبہ ہے جس کے یار و مددگار شکست نہیں کھاتے۔ وہ (سراپا) حق ہے جس کے معین و معاون بے مدد چھوڑے نہیں جاتے۔ وہ ایمان کا معدن اور مرکز ہے۔ اس سے علم کے چشمے پھوٹتے اور دریا بہتے ہیں۔ اس میں عدل کے چمن اور انصاف کے حوض ہیں۔ وہ اسلام کا سنگِ بنیاد اور اس کی اساس ہے۔ حق کی وادی اور اس کا ہموار میدان ہے۔ وہ ایسا دریا ہے کہ جسے پانی بھرنے والے ختم نہیں کر سکتے۔ وہ ایسا چشمہ ہے کہ پانی الچنے والے اسے خشک نہیں کر سکتے۔ وہ ایسا گھاٹ ہے کہ اس پر اترنے والوں سے اس کا پانی گھٹ نہیں سکتا۔ وہ ایسی منزل ہے کہ جس کی راہ میں کوئی راہرو بھٹکتا نہیں۔ وہ ایسا نشان ہے کہ چلنے والے کی نظر سے اوجھل نہیں ہوتا۔ وہ ایسا ٹیلہ ہے کہ حق کا قصد کرنے والے اس سے آگے گزر نہیں سکتے۔ اللہ نے اسے عالموں کی تشنگی کے لیے سیرابی' فقیہوں کے دلوں کے لیے بہار اور نیکوں کی رہ گزر کے لیے شاہراہ قرار دیا ہے۔ یہ ایسی دوا ہے کہ جس سے کوئی مرض نہیں رہتا۔ ایسا نور ہے جس میں تیرگی کا گزر نہیں۔ ایسی رسّی ہے جس کے حلقے مضبوط ہیں۔ ایسی چوٹی ہے جس کی پناہ گاہ محفوظ ہے۔ جو اس سے وابستہ ہو تو اس کے لیے سرمایہ عزت ہے اور جو اس کے حدود میں داخل ہو اس کے لیے صلح و امن کا پیغام ہے۔ جو اس کی پیروی کرے اس کے لیے ہدایت ہے جو اسے اپنی طرف نسبت دے اس کے لیے حجت ہے اور جو اس کی رو سے بات کرے اس کے لیے دلیل و برہان ہے اور جو اس کی بنیاد پر بحث و مناظرہ کرے اس کے لیے گواہ ہے اور جو اسے حجت بنا کر پیش کرے اس کے لیے فتح و کامرانی ہے۔ جو اس کا بار اٹھائے یہ اس کا بوجھ بٹانے والا ہے۔ جو اسے اپنا دستور العمل بنائے اس کے لیے مرکب (تیز گام) ہے۔ یہ حقیقت شناس کے لیے ایک واضح نشان ہے۔ (جو ضلالت سے ٹکرانے کے لیے) سلاح بند ہو اس کے لیے سپر ہے۔ جو اس کی ہدایت کو گرہ میں باندھ لے اس کے لیے علم و دانش ہے۔ بیان کرنے والے کے لیے بہترین کلام اور فیصلہ کرنے والے کے لیے قطعی حکم ہے''۔

○○○

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امیر المومنین علیہ السلام کی زبانی قرآنی علوم کا خاکہ

وَخَلَّفَ فِيكُم مَا خَلَّفَتِ الْأَنبِيَاءُ فِي أُمَمِهَا إِذْ لَمْ يَتْرُكُوهُم هَمَلًا بِغَيْرِ طَرِيقٍ وَاضِحٍ وَلَا عَلَمٍ قَائِمٍ: كِتَابَ رَبِّكُم فِيكُم مُبَيِّنًا حَلَالَهُ وَحَرَامَهُ وَفَرَائِضَهُ وَفَضَائِلَهُ وَنَاسِخَهُ وَمَنسُوخَهُ وَرُخَصَهُ وَعَزَائِمَهُ وَخَاصَّهُ وَعَامَّهُ وَعِبَرَهُ وَأَمْثَالَهُ وَمُرسَلَهُ وَمَحدُودَهُ وَمُحكَمَهُ وَمُتَشَابِهَهُ مُفَسِّرًا مُجمَلَهُ وَمُبَيِّنًا غَوَامِضَهُ بَينَ مَاخُوذٍ مِيثَاقُ عِلمِهِ وَمُوَسَّعٍ عَلَى العِبَادِ فِي جَهلِهِ وَبَينَ مُثبَتٍ فِي الكِتَابِ فَرضُهُ وَمَعلُومٍ فِي السُّنَّةِ نَسخُهُ وَوَاجِبٍ فِي السُّنَّةِ أَخذُهُ وَمُرَخَّصٍ فِي الكِتَابِ تَركُهُ وَبَينَ وَاجِبٍ بِوَقتِهِ وَزَائِلٍ فِي مُستَقبَلِهِ وَمُبَايَنٌ بَينَ مَحَارِمِهِ مِن كَبِيرٍ أَوعَدَ عَلَيهِ نِيرَانَهُ أَو صَغِيرٍ أَرصَدَ لَهُ غُفرَانَهُ وَبَينَ مَقبُولٍ فِي أَدنَاهُ مُوَسَّعٍ فِي أَقصَاهُ. (نہج البلاغہ، خطبہ اوّل سے اقتباس)

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں اسی طرح کی چیز چھوڑ گئے جو انبیاءؑ اپنی اُمتوں میں چھوڑتے چلے آئے تھے، اس لیے کہ وہ طریق واضح اور نشانِ محکم قائم کیے بغیر یوں ہی بے قید و بند انھیں نہیں چھوڑتے تھے۔ پیغمبر نے تمھارے پروردگار کی کتاب تم میں چھوڑی ہے۔ اس حالت میں کہ انھوں نے کتاب کے حلال و حرام، واجبات و مستحبات، ناسخ و منسوخ، رُخص وعزائم، خاص و عام، عبر و امثال، مقید و مطلق، محکم و متشابہ کو واضح طور سے بیان کر دیا ہے۔ مجمل آیتوں کی تفسیر کر دی۔ اس کی گتھیوں کو سلجھا دیا۔ اس میں کچھ آیتیں وہ ہیں جن کے جاننے کی پابندی عائد کی گئی ہے، اور کچھ وہ ہیں کہ اگر اس کے بندے ان سے ناواقف رہیں تو مضائقہ نہیں۔ کچھ احکام ایسے ہیں جن کا وجوب کتاب سے ثابت ہے، اور حدیث

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے ان کے منسوخ ہونے کا پتہ چلتا ہے اور کچھ احکام ایسے ہیں جن پر عمل کرنا حدیث کی رُو سے واجب ہے' لیکن کتاب میں ان کے ترک کی اجازت ہے۔

اس کتاب میں بعض واجبات ایسے ہیں جن کا وجوب وقت سے وابستہ ہے اور زمانہ آئندہ میں ان کا وجوب برطرف ہو جاتا ہے۔ قرآن کے محرمات میں بھی تفریق ہے۔ کچھ کبیرہ ہیں' جن کے لیے آتشِ دوزخ کی دھمکیاں ہیں اور کچھ صغیرہ ہیں جن کے لیے مغفرت کے توقعات پیدا کیے ہیں۔ کچھ اعمال ایسے ہیں جن کا تھوڑا سا حصّہ بھی مقبول ہے اور زیادہ سے زیادہ اضافہ کی گنجائش رکھی ہے۔

○○○

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حرفِ نخستین

علامہ اقبالؒ نے کہا تھا:

گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

''اگر تو مسلمان بن کر زندہ رہنے کا خواہش مند ہے تو پھر تو قرآن کے بغیر بحیثیت مسلمان زندہ نہیں رہ سکے گا''۔

قرآن مجید انسانیت کے نام پر اللہ کا آخری پیغام ہے جو روزِ قیامت تک باقی رہے گا اور مرورِ زمانہ اور امتدادِ ایام سے اس کی رہنمائی اور ہدایت میں کوئی فرق نہیں آئے گا اور انسانیت ہمیشہ اس قندیلِ نور سے کسبِ فیض کرتی رہے گی۔

قرآن مجید نے عرب جیسی جاہل قوم کی کایا پلٹ دی اور انہیں قعرِ مذلت سے نکال کر اوجِ ثریا پر پہنچا دیا۔ عرب کا وہ بدو جو اپنی سگی بیٹی پر رحم نہیں کرتا تھا اور اسے زندہ درگور کر دیتا تھا وہ قرآن کی تعلیم کے نتیجے میں دوسروں کی بیٹیوں کی عزت و ناموس کا محافظ بن گیا۔ اُونٹ چرانے والے دنیا کے شہنشاہ بن گئے۔ قرآن حکیم نے انسانیت کو وقار بخشا اور آدمیت کو افتخار عطا کیا۔

علمائے دین نے ہر دور میں قرآن مجید کی خدمت کی اور اس کے مفاہیم کو آسان الفاظ میں سمجھانے کی کوششیں کیں؛ اور قرآن حکیم کے مفاہیم کو آسان زبان میں بیان کرنے کا دوسرا نام تفسیر ہے۔

علمائے اسلام میں سے کچھ حضرات نے قرآن مجید کے ادبی حوالوں پر اپنی گفتگو کو مرکوز رکھا۔ بعض حضرات نے اسے صرف ونحو کے قواعد کے میزان پر تولا۔ کچھ حضرات نے اس کے شفا بخش پہلو کو مدنظر رکھ کر آیات شفا کی نشان دہی کی۔ غرض جس کسی کو کسی فن میں کمال حاصل تھا اس نے اس فن کے ذریعے سے قرآن حکیم کی خدمت کی اور اسے اپنے

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لیے ذریعہ سعادت و نجات سمجھا۔ اس کے برعکس بعض محدثین علماء نے غوامضِ قرآنی کے حل کے لیے رسول اکرمؐ اور ہادیانِ علیہم السلام کی احادیث کو نقل کیا۔ چنانچہ ایسے ہی مفسرین میں علامہ محدث شیخ عبد علی بن جمعہ کو ایک خصوصی مقام حاصل ہے۔ انھوں نے قرآن مجید کی تفسیر کے لیے صرف احادیث پیغمبر اور ہادیان دین علیہم السلام کے فرامین پر انحصار کیا۔ چنانچہ کتاب ہذا ان کی اسی کاوش کی مظہر ہے۔

تفسیر نور الثقلین قرآن مجید کی ایک بہترین تفسیر ہے اور اس کے مؤلف نے پوری کتاب میں اپنا قول پیش کرنے کی جسارت نہیں کی اور اس احتیاط پسندی کی حد یہ ہے کہ جن آیات کے متعلق ان کو معصومین کی احادیث نہ مل سکیں انھوں نے وہ آیات ہی نقل نہیں کیں، کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ اگر انھون نے اپنی فہم و فراست سے آیاتِ مجیدہ کی تفسیر کی تو وہ تفسیر بالرائے ہوگی اور تفسیر بالرائے ممنوع ہے۔

مگر ہم اس ترجمہ میں ان کی ترتیب سے اختلاف کرتے ہوئے تمام آیات کو نقل کریں گے اور ان کا ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں گے البتہ تفسیری بیان نور الثقلین سے ہی نقل کریں گے۔

اس مقام پر ہم اپنے قارئین کو یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ تفسیر ہذا میں بہت سے مقامات پر تطبیق کو تفسیر کے تحت بیان کیا گیا ہے، جب کہ قرآنِ مجید کے متعلق علمائے دین کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ تحمل النصوص علی ظواهرها ''نصوص کو ظاہر پر محمول کیا جائے''۔

لہٰذا اگر دورانِ مطالعہ آپ کو کہیں ''تطبیق''، ''تفسیر'' کے روپ میں نظر آئے تو اسے قرآن حکیم کی تنزیل کی بجائے تاویل سمجھ کر قبول کریں، کیونکہ قرآن مجید کا ایک ظاہر ہے اور اس کے ستر باطن ہیں اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کے علاوہ کوئی بھی شخص اس کے باطن سے واقف نہیں ہے۔

اہلِ علم اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ تفسیر نور الثقلین اچھی خاصی ضخیم تفسیر ہے اور اتنی بڑی کتاب کو اس دور میں لکھنا اور شائع کرانا آسان کام نہیں ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ میں اس سعادت کو حاصل کرنے کا مدت سے خواہش مند تھا، لیکن کوئی بھی ادارہ اتنی بڑی کتاب کو شائع کرنے پر آمادہ نہیں تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا کہ ادارہ منہاج الصالحین کے مدیر اور مروج الاحکام حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ ریاض حسین جعفری صاحب نے بندہ کو اس کارِ خیر کی ترغیب دی اور انھوں نے کہا کہ میں ہر قسم کے نفع و نقصان سے بے نیاز ہو کر خدمت قرآن کرنا چاہتا ہوں لہٰذا آپ اسی عظیم القدر تفسیر کا اُردو زبان میں ترجمہ کریں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یقیناً قحط الرجال کے دور میں ایسے افراد کا وجود کسی نعمت سے کم نہیں ہے اور کتاب ہذا کی اشاعت ان کی زندگی کا عظیم کارنامہ ہوگا۔ خداوندعالم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں کتاب کے ترجمہ کی سعادت عطا فرمائے اور عظیم اشاعتی ادارے منہاج الصالحین کے مدیر سرکار علامہ ریاض حسین جعفری صاحب کو اس کی نشر واشاعت کی توفیق عنایت فرمائے اور اہلِ ایمان کو اس تفسیر سے مستفید ہونے کی صلاحیت عطا فرمائے' اور خداوند عالم اس کارِخیر کو قبول فرمائے اور اسے ہماری دنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنائے اور اسے ہماری مغفرت کا وسیلہ قرار دے۔

این دعا از من واز جملہ جہاں آمین آباد

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احقر عباداللہ

محمد حسن جعفری

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمدللّٰه الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا واشھد علیھم امۃ وسطا قد جعلھم اللّٰه ھداۃ وقمرا منیرا ومنارا لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا وصلی اللّٰه علی محمد وعترتہ الحجج بما اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا ۔ المطعمین الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا ۔ انما نطعمکم لوجہ اللّٰه لا نرید منکم جزاء ولا شکورا ۔

jabir.abbas@yahoo.com

حمد وثنا اور درود شریف کے بعد بندہ گناہ گار اپنی خطاؤں کا اقرار کرنے والا عبدعلی بن جمعۃ العروسی الحویزی عرض کرتا ہے کہ میں نے کتاب اللہ کے خدمت گاروں اور وحی الٰہی کے نور سے اقتباس کرنے والوں کو مختلف راستوں پر چلتا ہوا محسوس کیا۔ میں نے یہ دیکھا کہ کچھ مفسرین نے صرف حل لغات کو اہمیّت دی۔ کچھ حضرات نے تراکیب نحویہ پر زور دیا۔ بعض حضرات نے صرفی مسائل کے استنباط کو اپنا مقصود ٹھہرایا اور کچھ دیگر افراد نے اعراب وتصریف کی مباحث پر زورِ بیان صرف کیا۔ کچھ افراد نے علم لغت واشتقاق کے بیان کو تفسیر کلام اللہ قرار دیا' اور کچھ حضرات نے علم معانی و بیان کو مدنظر رکھ کر سارا زور اسی پر صرف کیا۔ اس کے علاوہ کچھ اور حضرات نے مختلف فنون کے بیان کو تفسیر قرآن کا شاہکار بتایا۔

اسی لیے میں نے بھی یہ کوشش کی ہے کہ قرآن مجید کی کچھ آیات کی تفسیر محمد وآل محمد علیہم السلام کے فرامین کی روشنی میں پیش کی جائے' تاکہ مسلمانوں کو کمالِ تنزیل کے ساتھ اَسرارِ تاویل کا بھی علم حاصل ہوسکے۔

میری اس کتاب میں آپ کو بعض روایات ایسی بھی دکھائی دیں گی جو مذہب حقہ کے اجماع کے خلاف ہوں گی۔ میں نے ان روایات کو عقیدہ وعمل کے بیان کی غرض سے نقل نہیں کیا۔ میں نے ایسی روایات کو صرف اس لیے نقل کیا ہے' تاکہ ہمارے ناظرین کو معلوم ہوسکے کہ یہ روایت کس نے نقل کی اور کس سے نقل کی۔ ایسے مقامات پر میں نے اپنے قارئین کو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ورطۂ حیرت میں نہیں ڈالا۔ چنانچہ ایسی روایات کے پہلو بہ پہلو میں نے اس کی متضاد روایات بھی نقل کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

اس کے علاوہ مجھے اس کتاب کے قارئین سے ایک ضروری گزارش یہ کرنی ہے کہ ہم نے ہر آیت کے ضمن میں روایات نقل کی ہیں اور ہر روایت کے لیے اس کتاب کا حوالہ بھی دیا ہے' لیکن اس حوالہ کا یہ مقصد نہیں ہے کہ آپ اس حوالے کو مذکورہ کتاب میں سے اسی ہی آیت کے ضمن میں تلاش کریں' جس میں ہم نے اسے نقل کیا ہے۔ وہ حوالہ ممکن ہے اس آیت کے ضمن میں نہ ہو' بلکہ کسی اور آیت کے ضمن میں موجود ہو۔

میں نے ایک طویل عرصہ تک اس کتاب پر محنت کی ہے اور اس کے لیے مجھے مشکلات و مصائب کا بھی سامنا کرنا پڑا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی علمی تقصیر کا اعتراف کرتے ہوئے اور خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کتاب کا نام "نُورُ الثَّقَلَین" رکھا ہے اور میری خواہش ہے کہ اس میں کتاب اللہ اور عترت اہلِ بیتؑ کے نور کی تجلیات نظر آنی چاہئیں اور میں خداوند عالم سے ملتمس بہ دعا ہوں کہ وہ اس عاجزانہ کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے میرے لیے آخرت کی نجات کا وسیلہ قرار دے۔

چنانچہ میں خدا سے توفیق اور صراطِ مستقیم کی ہدایت کا سوال کرتا ہوں اور ہر غلطی اور خطا سے بچنے کے لیے اسی پر بھروسہ کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں۔

○○○

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سورة الفاتحة مكيه وهى سبع آيات

''سورہ فاتحہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی سات آیات ہیں''

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۙ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۙ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ؏

سہارا اللہ کے نام کا جو کہ رحمٰن و رحیم ہے۔

”تمام تعریفیں اللہ کے لیے مخصوص ہیں‘ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ وہ مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ وہ بدلے کے دن کا مالک ہے۔ پروردگار! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت فرماتا رہ‘ جو اُن لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ ان کا راستہ نہیں جن پر غضب نازل ہوا ہے اور نہ ہی بھٹکے ہوئے ہیں“۔

سورہ حمد کی تفسیر و فضائل

۱۔ تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انھوں نے اپنے آبائے طاہرین کی سند سے رسولؐ خدا سے روایت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

''جب اللہ تعالیٰ نے فاتحۃ الکتاب' آیت الکرسی' آیت شَهِدَ اللّٰهُ اور آیت اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ...... بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ کو نازل کرنے کا ارادہ کیا تو یہ عرش سے چمٹ گئیں۔ ان کے اور خدا کے درمیان کوئی حجاب حائل نہیں تھا۔ انھوں نے کہا: پروردگار! تو ہمیں گناہوں کے گھر (دنیا) میں بھیج رہا ہے اور ان کے پاس بھیج رہا ہے جو تیرے نافرمان ہیں' جب کہ ہم تو طہارت وقدس کے ساتھ وابستہ ہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! جو بھی شخص ہر نماز کے بعد تمھاری تلاوت کرے گا تو وہ جہاں بھی ہوگا میں اسے وہاں سے نکال کر ''حظیرۃ القدس'' میں رہائش دوں گا اور میں ہر روز اس کی طرف اپنی مخفی آنکھ کے ساتھ نظر کروں گا اور میں روزانہ اس کی ستر حاجات پوری کروں گا' جن میں سے چھوٹی حاجت مغفرت ہوگی اور میں اسے ہر دشمن سے پناہ دوں گا اور اسے دشمن پر کامیابی دوں گا اور موت کے علاوہ دخول جنت سے اس کے لیے کوئی چیز مانع نہیں ہوگی''۔

۲۔ ثواب الاعمال میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

ام الکتاب میں خدا کا اسم اعظم بیان کر دیا گیا ہے۔

۳۔ الخصال میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

ابلیس کی چار مرتبہ چیخیں بلند ہوئیں:

○ جس دن اس پر لعنت کی گئی۔ ○ جس دن اسے زمین پر اتارا گیا۔ ○ جب رسولوں کے وقفہ کے بعد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا گیا ○ جب اُم الکتاب (سورہ فاتحہ) نازل کی گئی۔

۴۔ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے ایک طویل روایت مروی ہے کہ جس میں آپؑ نے فرمایا:

یہودیوں کا ایک گروہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس گروہ میں سے جو شخص بڑا عالم تھا اس نے رسولؐ خدا سے پوچھا کہ اللہ نے بزمِ انبیاء میں سے آپ کو کون سی مخصوص سات صفات عطا کی ہیں اور آپ کی اُمت کو خدا کی طرف سے کون سی خصوصیات نصیب ہوئی ہیں؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ نے مجھے فاتحۃ الکتاب عطا کی ہے''۔

یہودی عالم نے کہا: آپؐ نے سچ فرمایا' مگر یہ بتائیں کہ فاتحۃ الکتاب پڑھنے والے کی جزا کیا ہوگی؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو سورہ فاتحہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے تمام آسمانی کتابوں کی تمام آیات کی تلاوت کا ثواب عطا فرمائے گا''۔

۵- جابر بن عبداللہ انصاری نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس کا ایک حصّہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے فرمایا:

''میں نے تیری اُمت کو اپنے عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ دیا ہے اور وہ خزانہ فاتحۃ الکتاب (سورہ فاتحہ) ہے''۔

۶- اصولِ کافی میں مرقوم ہے کہ ''اگر کسی درد پر ستر بار سورہ فاتحہ پڑھی جائے تو درد رک جائے گا''۔

۷- اصولِ کافی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ''جسے سورہ حمد سے تندرستی نہ ملے تو اسے کسی بھی چیز سے تندرستی نہیں ملے گی''۔

۸- اصولِ کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

''اگر میں کسی مردہ پر ۷۰ بار سورہ حمد پڑھوں اور اس میں روح واپس آ جائے تو مجھے اس پر کوئی تعجب نہ ہوگا''۔

۹- عیون الاخبار میں امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے فاتحۃ الکتاب کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کیا ہے۔ اس کا نصف حصّہ میرے لیے ہے اور نصف حصّہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرا بندہ جو سوال کرے گا میں اسے عطا کروں گا۔ جب بندہ ''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ'' کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میرے نام سے ابتدا کی ہے اور مجھ پر اس کا حق ہے کہ میں اس کے معاملات کو مکمل کروں اور اس کے حالات میں برکت پیدا کروں''۔

اور جب بندہ ''اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''میرے بندے نے میری حمد کی ہے اور اسے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ اس کے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں وہ میری ہی عطا کردہ ہیں اور اس سے جتنی بھی مصیبتیں دور ہوئی ہیں وہ میرے ہی فضل و کرم سے دُور ہوئی ہیں' میں تمھیں (ملائکہ) گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں اسے دنیاوی نعمات کے ساتھ ساتھ اخروی نعمات کی مہمانی دوں گا جیسا کہ میں نے اس سے دنیا کی مشکلات دُور کی ہیں' اسی طرح سے اس سے آخرت کی مشکلات کو بھی دُور کروں گا''۔

اور جب بندہ ''الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''میرے بندے نے میرے متعلق رحمٰن و رحیم

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہونے کی گواہی دی ہے لہٰذا میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں اپنی رحمت سے اسے بہت سا حصّہ عطا کروں گا اور اپنی عطا میں سے اس کا حصّہ بڑھاؤں گا''۔

جب بندہ ''مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' کہتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''میں تمھیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ جس طرح سے بندہ نے میرے متعلّق روزِ قیامت کے مالک ہونے کا اعتراف کیا ہے میں بھی قیامت کے دن اس کے لیے حساب آسان کردوں گا اور اس کی برائیوں سے درگزر کروں گا''۔

جب بندہ ''اِيَّاكَ نَعْبُدُ'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''میرے بندے نے سچ کہا ہے کہ وہ صرف میری ہی عبادت کرتا ہے۔ میں اسے اس عبادت کے بدلے میں اتنا ثواب عطا کروں گا کہ جنھوں نے بھی میری عبادت کے متعلّق اس سے مخالفت کی ہوگی وہ سب اس پر رشک کریں گے''۔

اور جب بندہ ''وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اس نے مجھ سے مدد مانگی ہے اور مجھ سے ہی پناہ طلب کی ہے۔ میں تمھیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں اس کے معاملہ میں اس کی مدد کروں گا اور اس کے شدائد کے وقت اس کی فریاد رسی کروں گا اور جس دن یہ مشکلات میں گھرا ہوگا تو میں اس کا ہاتھ پکڑ لوں گا''۔

اور جب بندہ ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ'' سے لے کر سورہ کو مکمل کرتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے نے جو جو سوال کیا ہے۔ میں اسے عطا کروں گا اور میں نے اپنے بندے کی دعا قبول کی ہے اور اس کی آرزو اس کو دے دی ہے اور جس سے وہ خوف زدہ ہے اس سے میں نے اسے امن دیا ہے''۔

۱۰۔ عیون الاخبار میں حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا:

يَامُحَمَّدُ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ○

''محمدؐ! ہم نے آپ کو ''سبع مَثَانِي'' اور قرآن عظیم عطا کیا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر سورہ فاتحہ کا خصوصی احسان جتلایا ہے اور اس سورہ کو پورے قرآن عظیم کے مقابلہ پر قرار دیا ہے۔ عرش کے خزانوں میں سے سورہ فاتحہ اشرف ترین خزانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے حضرت محمدؐ کو مخصوص کیا ہے اور انھیں اس سے مشرف فرمایا ہے، اور کسی بھی نبی پر اللہ نے یہ سورہ نازل نہیں فرمایا، البتہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس میں سے صرف ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' کی آیت عطا فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بلقیس کا قول نقل کرتے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوئے فرمایا:

اِنِّیْ اُلْقِیَ اِلَیَّ کِتَابٌ کَرِیْمٌ اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

''میری طرف ایک محترم خط بھجا گیا ہے۔ وہ سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور وہ ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم''۔

آ گاہ رہو جو بھی شخص اس سورہ کو محمدؐ و آلِ محمدؐ کی مودت رکھ کر اور ان کے فرمان کا فرماں بردار بن کر اور ان کے ظاہر و باطن پر ایمان رکھ کر پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ہر حرف کے عوض نیکی عطا کرے گا' جو کہ دنیا و مافیہا اور دنیا کی تمام دولت اور اچھائی سے بہتر ہوگی اور جو کوئی کسی قاری سے یہ سورہ سنے تو اسے بھی قاری جتنا ثواب ہوگا۔ لہٰذا تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ اس پیش کی گئی بھلائی کو زیادہ سے زیادہ پڑھے۔ اس کا پڑھنا غنیمت ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وقت چلا جائے اور تمھارے دلوں میں حسرت رہ جائے۔

۱۱۔ تفسیر عیاشی میں راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے فرمایا:

''سبع مثانی'' سے سورہ حمد مراد ہے۔ اس کی سات آیات ہیں۔ جن میں ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' بھی شامل ہے اور اس سورہ کو مثانی اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ نماز کی دو رکعتوں میں دہرائی جاتی ہے۔

۱۲۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

''لوگوں نے کتاب اللہ کی محترم ترین آیت ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' کی چوری کی ہے''۔

(یعنی لوگوں نے نماز میں بسملہ چھوڑ کر اس آیت کی چوری کی ہے۔ من المترجم)

۱۳۔ صفوان جمال کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''اللہ نے آسمان سے جو بھی کتاب نازل کی تو اس کا سرنامہ ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' کو قرار دیا اور جب بسملہ نازل ہوتی تھی تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک سورہ ختم ہو چکا ہے اور دوسرا سورہ شروع ہو رہا ہے''۔

۱۴۔ الکافی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ''آسمان سے اترنے والی ہر کتاب کی ابتدا ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' سے کی گئی ہے اور جب تم ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' پڑھ لو تو پھر استعاذہ نہ کرنے کا فکر نہ کرو۔ جب تم ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' پڑھ لو گے تو وہ آسمان اور زمین کے درمیان کی تمام چیزوں سے تمھیں چھپا لے گی''۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۵- اصول کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے:

''بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنے کو مت چھوڑو، اگرچہ اس کے بعد ایک شعر ہی کیوں نہ کہنا ہو''۔

۱۶- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

''بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اچھے انداز سے لکھو اور ''سین'' کے دندانے بنانے سے قبل ''باء'' کو بلند نہ کرو''۔

(فیض کاشانی لکھتے ہیں: امیرالمومنینؑ کی ایک حدیث میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ ''با'' کو ''میم'' تک مت کھینچو درمیان میں ''سین'' کے دندانے بنا کر اسے اچھی طرح سے واضح کرو۔ ایک قول کے مطابق یہ حکم خطِ کوفی کے ساتھ مخصوص ہے۔من المحشی والمترجم)

۱۷- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''یہ مت لکھو ''بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فلاں کے لیے'' البتہ خط کی پشت پر لکھو کہ فلاں کے نام''۔

۱۸- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' اور ''قُلْ هو اللّٰه احد'' کے ذریعے سے تمام لوگوں کے شر سے اپنے آپ کو محفوظ کرلو۔ اس کلامِ پاک کو دائیں بائیں، آگے پیچھے اور اوپر نیچے پڑھ کر اپنے اوپر دم کرو اور جب کبھی کسی ظالم بادشاہ کے پاس تمھیں جانا پڑے تو جیسے ہی تمھاری اس پر نظر پڑے تو اس کلامِ پاک کو تین مرتبہ پڑھ کر اپنے بائیں ہاتھ پر پھونک دو اور پھر بائیں ہاتھ کی مٹھی کو وہاں سے نکلنے تک بند رکھو۔

۱۹- کتاب التوحید میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث مرقوم ہے۔ اس حدیث کا ایک حصّہ یہ ہے مجھ سے میرے آباء واجداد نے رسولِ خدا کے حوالہ سے بیان فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جسے کسی کام کی وجہ سے مشکل درپیش ہو اور وہ مشکل کی وجہ سے غمگین ہو تو وہ اخلاصِ قلب سے بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھے۔ اسے دو میں سے ایک چیز ضرور ملے گی یا تو دنیا میں اس کی حاجت پوری ہو جائے گی یا پھر بسملہ کا ثواب رب کے پاس ذخیرہ کر دیا جائے گا اور جو کچھ مومنین کے لیے خدا کے پاس ہے وہ بہتر اور پائیدار ہے''۔

۲۰- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث میں یہ الفاظ منقول ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:

''بعض اوقات ہمارے شیعوں سے کسی کام کی ابتدا کے وقت بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ چھوٹ جاتی ہے تو اللہ کسی ناگوار چیز کے ذریعے سے اس کی آزمائش کرتا ہے، تاکہ اسے شکر و ثناء کی طرف متوجہ کیا جائے اور بسملہ شریف چھوڑنے کی غلطی مٹائی جائے''۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۲۱- تہذیب الاحکام میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ میں نے اپنے الدعلیہ السلام سے سنا کہ انھوںؑ نے فرمایا:

''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اسم اعظم کے اتنی ہی قریب ہے جتنی آنکھ کی سفیدی سیاہی کے قریب ہے''۔

۲۲- مہج الدعوات میں کتاب فضل الدعاء کے حوالہ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ، اللہ کا اسمِ اکبر ہے یا آپؑ کے الفاظ یہ تھے کہ یہ اللہ کا اسم اعظم ہے''۔

۲۳- ابن عباس کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اللہ کے اکبر ناموں میں سے ہے اور اس کے اور اللہ کے اسم اکبر کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا کہ آنکھ کی سفیدی اور سیاہی میں فاصلہ ہے''۔

۲۴- تہذیب الاحکام میں محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا سبع مثانی اور قرآن عظیم فاتحہ ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔

میں نے پوچھا: کیا ''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ'' سبع مثانی کی مستقل آیت ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں! وہ باقی آیات سے افضل ہے۔

۲۵- عیون الاخبار میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اسم اعظم کے اتنی ہی قریب ہے جتنی کہ آنکھ کی سفیدی آنکھ کی سیاہی کے قریب ہے''۔

۲۶- کتاب علل الشرائع میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے کہ جس میں آپؑ نے شبِ معراج کے واقعات بیان کیے اور اذان و افتتاح کی وجہ بیان فرمائی۔ اس کے بعد آپؑ نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

''جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبِ معراج تکبیر اور افتتاح سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اب تم میرے نام تک پہنچ چکے ہو لہٰذا میرا نام لو''۔

اس وقت رسولؐ خدا نے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھی۔ اسی لیے سورہ کی ابتدا میں بسملہ شریف کو رکھا گیا ہے''۔

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس کے بعد اللہ نے اپنے حبیبؐ سے فرمایا:

''میری حمد کرو''۔

رسولؐ خدا نے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور آپؐ نے اپنے دل میں شُکْرًا کے جملے کہے تو اللہ نے فرمایا:

''محمدؐ! تم نے میری حمد قطع کی ہے اب پھر میرا نام لو''۔

اسی وجہ سے سورہ حمد میں ''الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' کے الفاظ دو مرتبہ وارد ہیں۔ جب آپ ''وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' تک پہنچے تو آپ نے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ شُكْرًا'' کہا۔

اس وقت خداوند عزیز جبار نے فرمایا:

''تم نے میرا ذکر قطع کیا ہے اسی لیے دوسری سورہ کے آغاز میں ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' کو پڑھو''۔

۲۷- عیون الاخبار میں امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے۔ آپؑ سے پوچھا گیا کہ آپؑ یہ بتائیے کہ ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' فاتحۃ الکتاب کا حصہ ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے پڑھا کرتے تھے اور اسے سورہ کا حصہ شمار کرتے تھے اور آپؐ فرماتے تھے کہ فاتحۃ الکتاب ہی ''سبع مثانی'' ہے۔

۲۸- حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین کی سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت فرمائی کہ انھوں نے فرمایا:

''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سورہ فاتحہ کی آیت ہے اور سورہ فاتحہ کی سات آیات ہیں جو کہ بسملہ سے مکمل ہوتی ہیں''۔

۲۹- الکافی میں عمار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کیا میں نماز میں سورہ فاتحہ کی تلاوت کرتے وقت ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' پڑھوں؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔

پھر میں نے پوچھا کہ کیا میں سورہ فاتحہ کے بعد والی سورہ شروع کرتے وقت بھی بسملہ پڑھوں؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۳۰- ابوعمران ہمدانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو خط لکھا جس میں میں نے تحریر کیا کہ ''ایک شخص نے نماز میں سورہ فاتحہ پڑھی۔ اس نے فاتحہ سے پہلے بسملہ پڑھی۔ پھر اس نے دوسری سورہ پڑھی تو بسملہ نہیں پڑھی، اور یہی مسئلہ جب ہشام بن ابراہیم عباسی سے پوچھا گیا تو اس نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے''۔

اس کے جواب میں آپؑ نے اپنے ہاتھ سے یہ تحریر فرمایا:

''بسملہ کو دو مرتبہ پڑھنا چاہیے اگر اس سے عباسی کی ناک رگڑتی ہے تو رگڑتی رہے''۔

۳۱- ابوہارون مکفوف کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''سورہ حمد سات آیات پر مشتمل ہے''۔

۳۲- صفوان جمال کا بیان ہے کہ میں نے کئی دن تک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی اقتداء میں نمازیں پڑھیں۔ آپ کا طرز عمل یہ تھا کہ آپ اخفاتی نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں ''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ'' بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔

۳۳- معاویہ بن عمار کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''جب تم سوار ہونے لگو اور رکاب میں قدم رکھو تو ''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ بسم اللہ واللہ اکبر'' پڑھو''۔

۳۴- تفسیر علی بن ابراہیم میں مرقوم ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ'' اس لائق ہے کہ اسے بلند آواز سے پڑھا جائے اور اسی آیت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا ذَکَرۡتَ رَبَّکَ فِی الۡقُرۡاٰنِ وَحۡدَہٗ وَلَّوۡا عَلٰۤی اَدۡبَارِہِمۡ نُفُوۡرًا ۔

''اور جب تم قرآن میں اپنے پروردگار کا تنہا ذکر کرتے ہو تو یہ اُلٹے پاؤں متنفر ہو کر بھاگ جاتے ہیں''۔

۳۶- عیون الاخبار میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

''تمام نمازوں میں بسملہ پڑھنا سنت ہے''۔

۳۷- حضرت امام علی رضا علیہ السلام دن رات کی تمام نمازوں میں بسملہ باآواز بلند پڑھا کرتے تھے۔

۳۸- الخصال میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا نماز میں بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے''۔

۳۹- عیون الاخبار میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ اللہ کے لیے بھی لفظ ''واحد'' کا اطلاق ہوتا ہے اور بندہ کے لیے بھی لفظ ''واحد'' کا اطلاق ہوتا ہے تو کیا اس طرح سے وحدانیت میں اشتباہ تو پیدا نہیں ہوتا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''فتح! تو نے ایک محال بات کی ہے' خدا تجھے ثابت قدم رکھے۔ تشبیہ کا تعلّق معانی و مفہوم سے ہوا کرتا ہے' جب کہ اسماء تو ایک ہی رہتے ہیں اور اسم اپنے مسمّٰی پر دلالت کرتا ہے''۔

۴۰- محمد بن سنان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ''اسم'' کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ''اسم موصوف کی صفت ہے''۔

۴۱- علی بن فضال نے اپنے والد سے روایت کی کہ اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے ''بسم اللہ'' کا مفہوم دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا:

''جب کوئی شخص ''بسم اللہ'' کہتا ہے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ میں اپنے آپ پر اللہ کی ایک نشانی لگا رہا ہوں اور وہ عبادت ہے''۔

میں نے عرض کیا: نشانی سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ''اس سے علامت مراد ہے''۔

۴۲- کتاب التوحید میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور ایک زندیق کا مکالمہ درج ہے۔ اس مکالمہ کا ایک حصّہ یہ ہے کہ اس نے کہا کہ اللہ کیا ہے؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''وہ رب' وہ معبود اور وہ اللہ ہے۔ لفظ ''اللہ'' سے میری مراد اس کے حروف الف' دو لام اور ھا نہیں ہیں''۔

اس لفظ سے مراد اس کا وہ مفہوم ہے' جس کے تحت وہ تمام اشیاء کا خالق و صانع ہے اور اسی مفہوم کی ادائیگی کے لیے لفظ ''اللہ'' کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں رحمٰن' رحیم اور عزیز جیسے دیگر اسماء اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ ہیں اور وہ کریم معبود ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

۴۳- اسی اسناد سے امیر المومنین علیہ السلام کے متعلّق مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ حروف ہجاء کا کیا فائدہ ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ان میں سے ہر حرف اسمِ الٰہی ہے۔

۴۴- اسی اسناد سے ہشام بن الحکم سے مروی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسمائے الٰہی اور ان کے اشتقاق کے متعلّق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا:

''لفظ اللہ ''اِلَہٗ'' سے مشتق ہے اور اِلٰہٗ ''مالوہ'' کا متقاضی ہے اور اسم مسمّٰی کا غیر ہوتا ہے۔ لہٰذا جس نے معنیٰ کو چھوڑ کر صرف اسم کی عبادت کی تو اس نے کفر کیا اور اس نے کسی چیز کی بھی عبادت نہیں کی اور جس نے اسم اور مسمّٰی دونوں کی عبادت کی تو اس نے شرک کیا اور دوئی پرستی کا ثبوت دیا اور جس نے اسم کو چھوڑ کر معنیٰ کی عبادت کی تو یہ توحید ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: ہشام سمجھ گئے ہو؟

میں نے کہا: حضور! کچھ اور ارشاد فرمائیں؟

آپؑ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ اگر اسم مسمّٰی ہوتا تو پھر ہر اسم ہی معبود قرار پاتا۔ یہ تمام اسماء اللہ کی ذات و حقیقت پر دلالت کرتے ہیں۔

ہشام! ''روٹی'' نام ہے کھائی جانے والی چیز کا اور ''پانی'' نام ہے پی جانے والی چیز کا اور ''کپڑا'' نام ہے پہنی جانے والی چیز کا اور ''آگ'' جلانے والی چیز کا نام ہے۔

ہشام! کیا اب تم نے اس مفہوم کو سمجھ لیا ہے اور ہمارے دشمنوں اور خدا کے متعلّق الحاد کرنے والوں اور خدا کے ساتھ اوروں کو شریک کرنے والوں کے مقابلہ پر یہ استدلال پیش کر سکو گے؟

میں نے کہا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: خدا تمھیں اس سے نفع دے اور تجھے ثابت قدم رکھے۔

ہشام کہتے ہیں کہ حضرتؑ کی اس نشست کے بعد مسئلہ توحید کے متعلّق میں کسی سے مغلوب نہیں ہوا۔

۴۵- اسی اسناد سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے جس کے آخر میں آپؑ کا یہ فرمان مذکور ہے:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''اللہ کو اس کے اسماء سے پکارا جاتا ہے' جب کہ وہ اپنے اسماء کے علاوہ ہے اور اسماء اس کے علاوہ ہیں''۔

اسی حدیث کا ایک حصّہ یہ ہے: ''اللہ کا اسمٔ اللہ کے علاوہ اور چیز ہے اور جس بھی چیز پر لفظ ''شے'' کا اطلاق ہوتا ہے وہ مخلوق ہے' اللہ نہیں ہے''۔

۴۶- اسی اسناد کے ساتھ عبداللہ بن سنان سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ'' کے متعلّق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا:

''باء'' سے بھاء اللّٰہ (اللہ کی ہمیشگی اور رونق) سین سے "سناء اللّٰہ" (خدا کی روشنی اور نور) اور ''میم'' سے ''مجد اللہ'' خدا کی عزت و حرمت مراد ہے۔

بعض نے روایت کی ہے کہ ''میم'' سے "ملك اللّٰہ" (اللہ کی سلطنت) مراد ہے۔

''اللہ'' ہر کسی کے معبود کو کہا جاتا ہے اور ''رحمٰن'' وہ ہے جو تمام مخلوق پر رحم کرے اور ''رحیم' وہ ہے جو صرف اہلِ ایمان پر رحم کرے۔

اصول کافی میں بھی یہی روایت مذکور ہے۔

۴۷- اسی اسناد کے ساتھ عبداللہ بن سنان سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ' کے متعلّق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا:

''باء'' سے بھاء اللّٰہ (اللہ کی ہمیشگی اور رونق) ''سین'' سے ''سناء اللّٰہ'' (خدا کا نور) اور ''میم' سے ''ملك اللّٰہ'' اللہ کی حکومت مراد ہے۔

میں نے عرض کیا: لفظ ''اللہ'' کے حروف کا اشارہ کس طرف ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ''الف'' سے آلائے الٰہی (نعمات الٰہی) کی طرف اشارہ ہے' جو اس نے ہماری ولایت کے ذریعے سے مخلوق پر کی ہیں۔ اور ''لام'' سے "الزام اللّٰہ خلقه ولایتنا" اللہ کی طرف سے مخلوق پر ہماری ولایت کو واجب کرنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

میں نے کہا: لفظ 'اللہ'' کی ''ہاء'' کا کس طرف اشارہ ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے محمدؐ و آلِ محمدؐ کے مخالفین کے ''ہوان'' ذلت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

میں نے کہا: ''رحمٰن'' سے کیا مراد ہے؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

فرمایا: جو تمام جہان پر رحم کرے۔

میں نے کہا: ''رحیم'' سے کیا مراد ہے؟

فرمایا: جو صرف اہلِ ایمان پر رحم کرے۔

۴۸- اسی اسناد سے حسن بن راشد سے مروی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے لفظ ''اللہ'' کا مفہوم دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا:

''اللہ وہ ہے جو ہر چھوٹی بڑی چیز پر تسلط رکھتا ہے''۔

۴۹- کتاب معانی الاخبار میں انہی اسناد سے ابو اسحاق خزاعی سے مروی ہے۔ اس نے اپنے والد سے روایت کی۔ اس نے کہا: میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ ان کے ایک غلام کی عیادت کرنے کے لیے گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ''آہ، آہ'' کر رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا: بھائی! اپنے رب کو یاد کرو اور اسی سے مدد طلب کرو۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: لفظ ''آہ'' بھی اسمائے الٰہی میں سے ایک اسم ہے جس نے ''آہ'' کہا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی۔

۵۰- کتاب التوحید میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' کے متعلق منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

اللہ اس ذات کو کہا جاتا ہے جس کی طرف تمام مخلوق اپنی حاجات کے لیے رجوع کرے اور جب دنیا کے تمام سہارے اور وسیلے ٹوٹ جائیں اور تمام اسباب منقطع ہو جائیں تو اس عالم میں جس ذات کی طرف رجوع کیا جائے اسے ''اللہ'' کہا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بندہ جب ''بسم اللہ'' کہتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ میں اپنے تمام امور میں اللہ سے مدد چاہتا ہوں، جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ جب اس سے استغاثہ کیا جائے تو وہ مدد کرتا ہے اور جب اسے پکارا جائے تو وہ جواب دیتا ہے۔

یہی بات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص سے اس وقت کہی تھی جب اس نے کہا تھا کہ اے فرزند رسولؐ! مجھے اللہ کے متعلق رہنمائی کریں، کیونکہ مباحثہ کرنے والوں نے مجھے عاجز کر دیا ہے؟

اس کے جواب میں آپؑ نے فرمایا:

بندۂ خدا! کیا تم نے کبھی کشتی کا بھی سفر کیا ہے؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس نے کہا: جی ہاں۔

حضرتؑ نے فرمایا: کیا کبھی ایسا اتفاق بھی ہوا کہ کشتی سمندر میں ٹوٹ گئی ہو جہاں تمھارے بچانے کے لیے کوئی کشتی موجود نہ ہو اور نہ ہی وہاں پیراکی تمھیں فائدہ دے سکتی ہو؟

اس نے کہا: جی ہاں۔

حضرتؑ نے فرمایا: کیا اس حالت میں تمھارے دل میں کوئی امید اور سہارے کا تصور موجود تھا' جس کے متعلّق تمھارے دل میں یہ امید ہو کہ وہ تمھیں ہلاکت سے نجات دے سکتا ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں۔

حضرتؑ نے فرمایا: وہی تو اللہ ہے جو وہاں بھی نجات دیتا ہے جہاں کوئی نجات دہندہ نہیں ہوتا۔ اور وہ وہاں مدد کرتا ہے جہاں کوئی مددگار نہیں ہوتا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

ایک شخص امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے کہا: مولا! مجھے ''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ'' کے معنی بتائیں؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

لفظ ''اللہ'' اس ذات پاک کا سب سے بڑا نام ہے اور لفظ ''اللہ'' صرف خدا کے ساتھ مخصوص ہے۔ اللہ کے علاوہ اس نام سے کسی کو پکارا نہیں جا سکتا اور نہ ہی کسی کو یہ نام دیا جا سکتا ہے۔

سائل نے کہا کہ لفظ ''اللہ'' کی تفسیر کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب تمام امیدیں ٹوٹ جائیں اور تمام اسباب جواب دے جائیں تو اس عالم نومیدی میں مخلوق جس کی طرف اپنے شدائد و مشکلات کے لیے رجوع کرے' اس ذات کو ''اللہ'' کہا جاتا ہے۔ خدا کے علاوہ جو بھی بہت زیادہ اختیارات کیوں نہ رکھتا ہو پھر بھی بعض اوقات لوگ اس سے اس چیز کا مطالبہ کرتے ہیں جسے پورا کرنا اس کے بس میں نہیں ہوتا اور خود اس کی ایسی ذاتی حاجات بھی ہوتی ہیں جنھیں وہ پورا کرنے سے قاصر ہوتا ہے تو اس وقت وہ اختیارات رکھنے والا بھی اپنی حاجات و ضروریات کے لیے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے البتہ یہ ایک الگ بات ہے کہ جب اس کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے تو وہ شرک کرنے لگ جاتا ہے۔ کیا تم نے خداوند عالم کا یہ فرمان نہیں سنا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ○ (الانعام ۴۰، ۴۱)

''آپ کہہ دیجیے کہ تمھارا کیا خیال ہے اگر تم پر اللہ کا عذاب آ جائے یا تم پر قیامت آ جائے تو کیا تم اس حالت میں غیر اللہ کو پکارو گے؟ اگر تم سچّے ہو۔ نہیں، اس کی بجائے تم صرف خدا کو ہی پکارو گے اور اگر وہ چاہے تو صرف وہی اس مصیبت کو دُور کر سکتا ہے اور تم ان سب چیزوں کو بھول جاؤ گے جن کا تم شرک کر رہے ہو''۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے فرمایا ہے:

اے میری رحمت کے ضرورت مندو! میں نے ہر حالت میں تمھارے لیے ضرورتوں کو لازمی قرار دیا ہے اور ہر وقت ذلت عبودیت کو تمھارے لیے ضروری قرار دیا ہے۔ تمھیں جس بھی چیز کی ضرورت ہو اور جس چیز کی تکمیل کی تمھیں خواہش ہو تو اس کے لیے میری طرف رجوع کرو۔ اگر میں تمھیں دینا چاہوں تو میرے علاوہ کوئی تم سے اس نعمت کو روک نہیں سکے گا۔ اور اگر میں تمھیں محروم رکھنا چاہوں تو میرے علاوہ کوئی تمھیں کچھ دے نہیں سکے گا۔ لہٰذا سوال کیے جانے کا استحقاق صرف مجھے ہی حاصل ہے اور میں ہی اس لائق ہوں کہ تم میرے سامنے تضرع وزاری کرو۔ تم ہر چھوٹے اور بڑے کام کو شروع کرتے وقت ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' پڑھو اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اس کام کے لیے میں اس خدا سے مدد طلب کرتا ہوں، جس کے علاوہ کوئی عبادت کا حق دار نہیں ہے اور جب اس سے مدد طلب کی جائے تو وہ مدد کرتا ہے اور جب اسے پکارا جائے تو وہ قبول کرتا ہے۔ وہ رحم کرنے والا رحمٰن ہے، وہ ہمارے لیے رزق کشادہ کرتا ہے اور ہمارے دین، دنیا اور آخرت میں ہم پر رحیم ہے۔ اس نے ہمارے لیے دین کو آسان بنایا اور وہ ہمیں اپنے دشمنوں سے جدا کر کے ہم پر رحم کرے گا۔

۵۱- نہج البلاغہ میں ہے: رحیم لا یوصف بالرقۃ ''اللہ رحیم ہے لیکن اس کی رحمت کو ''رقت قلب'' کا نتیجہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

۵۲- مفضل بن عمر جعفی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے درخواست کی تھی کہ منکرین ربوبیت کے جواب میں ایک جامع رسالہ تحریر فرمائیں۔ چنانچہ امام علیہ السلام نے مفضل کی درخوست پر ایک رسالہ تحریر فرمایا تھا جس کا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نام ''کتاب الاہلیلجہ'' ہے۔

اس رسالہ میں آپؑ نے لکھا:

جب انسان کی طرف لفظ ''رحمت'' کی نسبت ہوتی ہے اور رحمت کے نتیجے میں اس سے جو فعل سرزد ہوتا ہے اسے شفقت اور سخاوت کا نام دیا جاتا ہے اور جب اللہ کی طرف لفظ رحمت کی نسبت دی جاتی ہے تو اس سے وہ ثواب مراد ہوتا ہے جو وہ اپنی مخلوق کو عطا کرتا ہے۔ انسانی قلب میں رحمت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب وہ کسی کو دکھ درد میں مبتلا دیکھتا ہے تو اس کا دل اس کے حال پر کڑھتا ہے۔ دل کی اس کیفیت کے بعد انسان' انسان پر لطف و شفقت کرتا ہے اور ایسے ہی موقع پر کہنے والا کہتا ہے کہ فلاں شخص کی رحمت کو تو دیکھو۔ اس سے مراد وہ شفقت بھرا سلوک ہوتا ہے جو رقت قلب کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ جب اللہ کے لیے یہی لفظ رحمت بولا جاتا ہے تو اس کے مفہوم میں ''رقت قلب'' شامل نہیں ہوتی (کیونکہ وہ اعضاء و جوارح سے پاک ہے) وہ رحیم ہے' لیکن اس کی رحمت رقتِ قلب کی پیداوار نہیں ہے۔

۵۳- مجمع البیان میں ابوسعید خدری سے منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسٰی بن مریمؑ نے کہا تھا کہ رحمٰن دنیا کے لحاظ سے ہے اور رحیم آخرت کے لحاظ سے ہے۔

۵۴- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رحمٰن اسمِ خاص ہے' اس میں صفت عامہ پائی جاتی ہے اور رحیم اسم عام ہے' اس میں صفت خاصہ پائی جاتی ہے۔

۵۵- عیون الاخبار میں مرقوم ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اپنی دعا میں یہ الفاظ کہے:

یارحمن الدنیا والاخرۃ ورحیمھما صل علی محمد واٰل محمد

''اے دنیا و آخرت کے رحمٰن و رحیم! محمدؐ و آلِ محمدؐ پر رحمت نازل فرما''۔

۵۶- الخصال میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے اپنے آبائے طاہرین کی سند سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا:

جس میں چار باتیں ہوں گی تو وہ اللہ کے عظیم نور میں ہوگا۔ ان میں ایک وہ ہے جسے کوئی بھلائی پہنچے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہے۔

۵۷- اسی اسناد سے امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جس نے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہا تو اس نے خدا کی تمام نعمتوں کا شکر ادا کیا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۵۸- اصولِ کافی میں صفوان جمال سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:
اللہ کسی پر چھوٹی نعمت کا انعام کرے یا بڑی نعمت کا اور وہ نعمت کے بعد "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہے تو اس نے نعمت کا شکر ادا کر دیا۔

۵۹- اسی اسناد سے حماد بن عثمانؒ سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مسجد سے برآمد ہوئے تو آپ کا جانور وہاں سے غائب تھا۔ آپؑ نے فرمایا:
اگر خدا نے میری سواری کا جانور واپس کر دیا تو میں اس کے شکر کا مکمل حق ادا کروں گا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جانور مل گیا تو آپؑ نے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہا۔

ایک شخص نے آپؑ سے کہا: کیا آپؑ نے یہ نہیں کہا تھا کہ آپؑ اللہ کے شکر کا حق ادا کریں گے؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

کیا تو نے مجھے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہتے ہوئے نہیں سنا؟

۶۰- علی بن ابراہیم لکھتے ہیں کہ "موثق" میں مذکور ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کے متعلق فرمایا: اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے لیے شکر ہے اور "رب العالمین" سے مراد یہ ہے کہ وہ تمام مخلوق کا خالق ہے۔

۶۱- من لا یحضرہ الفقیہ میں فضل کی زبانی حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے احکام و شریعت کے کچھ علل و اسباب نقل کیے ہیں۔ اس میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" یہ اس واجب کی ادائیگی ہے جسے اللہ نے اپنے شکر کے لیے مخلوق کے لیے ضروری قرار دیا ہے اور ان الفاظ سے بندہ توفیق خیر ملنے پر شکر ادا کرتا ہے۔ "رب العالمین" کے الفاظ میں اللہ کی توحید اور تحمید ہے اور اس بات کا اقرار ہے کہ اس کے علاوہ اور کوئی خالق و مالک نہیں ہے۔

۶۲- مجمع البیان میں مذکور ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
اللہ نے فاتحۃ الکتاب نازل کر کے مجھ پر احسان کیا ہے اور اس کی آیت "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" اہل جنت کا کلام ہے۔ جب خدا انھیں نعمات سے نوازے گا تو وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" کہیں گے (واخر دعواھم ان الحمد لِلّٰهِ رب العالمین)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۶۳- اصول کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:
جس شخص نے صبح کے وقت چار مرتبہ "اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ" کہا، تو اس نے اپنے دن کا شکر ادا کر دیا اور جس نے شام کے وقت یہ کہا تو اس نے اپنی رات کا شکر ادا کر دیا۔

۶۴- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے ارشاد فرمایا:
رسولؐ خدا صبح کے وقت تین سو ساٹھ مرتبہ "الحمدللّٰہ رب العالمین کثیرًا علی کل حال" پڑھتے تھے اور روزانہ شام کے وقت بھی اتنی ہی بار یہی جملہ پڑھا کرتے تھے۔

۶۵- تفسیر علی بن ابراہیم میں ابن ابی عمیر نے اپنے بعض اصحاب سے روایت کی۔ اس نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے سامنے ایک شخص نے چھینک ماری اور اس نے چھینک کے بعد "اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ" کہا، لیکن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اسے "یرحمك اللّٰہ" نہ کہا اور آپؑ نے فرمایا کہ اس شخص نے ہمارے حق میں کمی کی ہے، جب بھی تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اسے "الحمدللّٰہ رب العالمین وصلی اللّٰہ علی محمد واھل بیتہ" کہنا چاہیے۔ یہ سن کر اس شخص نے آپؑ کے بتائے ہوئے کلمات کہے تو اس کے جواب میں آپؑ نے اسے دعائے خیر دی۔

۶۶- اسی اسناد سے مسمع بن عبدالملک سے مروی ہے کہ اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو چھینک آئی تو آپؑ نے "اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ" کہا۔ پھر آپؑ نے ناک پر انگلی رکھ کر کہا: میری ناک خدا کے سامنے ہمیشہ رگڑتی رہے اور تواضع میں مصروف رہے۔

۶۷- اسی اسناد سے محمد بن مروان سے منقول ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ
جو شخص چھینک کے بعد "الحمدللّٰہ رب العالمین علی کل حال" کہے گا تو وہ کان اور داڑھ کے درد سے محفوظ رہے گا۔

۶۸- اسی اسناد سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:
جس شخص کو چھینک آئے اور پھر وہ اپنے ناک کے بانسے پر ہاتھ رکھ کر یہ کلمات کہے: "اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ کَثِیۡرًا کَمَا ھُوَ اَھۡلُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ" تو اس کے بائیں نتھنے سے ایک پرندہ نکلے گا جو ٹڈی دل سے چھوٹا اور مکھی سے بڑا ہوگا اور وہ عرش کے نیچے جا کر ٹھہرے گا اور قیامت تک اس کے لیے استغفار کرتا رہے گا۔

۶۹- کتاب التوحید میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

خدا اس وقت سے رب ہے جب کوئی پرورش پانے والا ہی موجود نہیں تھا۔ اور کتاب مذکور میں حضرت علی علیہ السلام سے بھی یہی جملے منقول ہیں۔

۷۰- حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے، جس کے کچھ کلمات یہ ہیں:

شاید تو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ نے صرف ایک ہی عالم پیدا کیا ہے اور تو یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ نے تمھارے علاوہ کسی کو پیدا ہی نہیں کیا۔ ہاں ہاں خدا کی قسم! اس نے ایک لاکھ جہان پیدا کیا اور اس نے ایک لاکھ آدم پیدا کیے جب کہ تیرا تعلّق آخری عالم اور آخری آدمؑ سے ہے۔

۷۱- کتاب الخصال میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے جس کے چند کلمات یہ ہیں:

مدینہ کا عالم (یعنی میں) وہاں تک چلا جاتا ہے جہاں تک کسی کے نشانِ قدم نہیں پہنچتے اور جہاں کوئی پرندہ پر نہیں مارتا اور وہ ایک لحظہ میں سورج کے بارہ برجوں کے سفر اور بارہ براعظم اور بارہ سمندروں اور بارہ جہانوں کا ایک علم رکھتا ہے۔

۷۲- اسی اسناد سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے بارہ ہزار جہان پیدا کیے اور ان میں سے ہر جہان سات آسمانوں اور سات زمینوں سے بڑا ہے اور ہر جہان والے یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے علاوہ خدا نے کوئی اور جہان پیدا ہی نہیں کیا۔ میں ان تمام جہانوں پر حجت ہوں۔

۷۳- عیون الاخبار میں مذکور ہے کہ ایک شخص حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے کہا کہ آپؑ قول خداوندی ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ'' کی تفسیر کے متعلّق مجھے کچھ خبر دیں؟

آپؑ نے فرمایا: میرے والد نے میرے دادا سے، انھوں نے امام باقر علیہ السلام سے، انھوں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے، انھوں نے اپنے والد امام حسین علیہ السلام سے روایت کی کہ ایک شخص امیر المومنین علی علیہ السلام کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ'' کی کیا تفسیر ہے؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

تمام تعریفیں اللہ کے لیے اس واسطے مخصوص ہیں کہ اس نے اپنے بندوں کو اجمالی طور پر اپنی نعمات کا تعارف کرایا، کیونکہ لوگ نعمات کی تفصیل کے متحمل نہیں ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا کی نعمات اتنی ہیں کہ وہ شمار میں نہیں آسکتیں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اسی لیے اللہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ تم کہو کہ رب العالمین نے ہم پر جو نعمات کی ہیں ان سب کے لیے ہم ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی تمام اصناف پر نعمتیں کی ہیں' خواہ اس کا تعلّق جمادات سے ہو یا حیوانات سے ہو۔ حیوانات کو وہ اپنی قدرت سے متحرک رکھتا ہے اور انھیں کھانے کے لیے اپنا رزق فراہم کرتا ہے اور انھیں اپنی حفظ وامان میں رکھتا ہے اور اپنی مصلحت کے تحت سب کی تدبیر کرتا ہے' اور جمادات پر خدا کی نعمت یہ ہے کہ وہ انھیں اپنی قدرت سے روکے ہوئے ہے اور جو ایک دوسرے سے متصل ہیں انھیں گرنے سے روکتا ہے اور گرنے والی جماد کو چمٹنے سے روکے ہوئے ہے اور آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے' وہ اس کی اجازت کے بغیر زمین پر نہیں گر سکتا۔ اور زمین کو دھنس جانے سے روکے ہوئے ہے اور وہ اس کے فرمان کے بغیر دھنس نہیں سکتی۔ وہ اپنے بندوں پر شفیق اور مہربان ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا:

''رب العالمین'' کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تمام جہانوں کا مالک اور خالق ہے اور ان تک اس طرح سے رزق پہنچاتا ہے کہ بعض اوقات انھیں رزق کی آمد کا علم ہوتا ہے اور بعض اوقات انھیں علم تک بھی نہیں ہوتا۔ رزق تقسیم کر دیا گیا ہے۔ وہ ابن آدم کو مل کر ہی رہے گا چاہے وہ کیسے ہی عمل کیوں نہ کرے۔ کسی متقی کا تقویٰ رزق کو بڑھا نہیں سکتا اور کسی بدکار کی بدکاری اس کے رزق کو گھٹا نہیں سکتی' رزق اور رزق حاصل کرنے والے کے درمیان ایک پردہ ہے جس کا وہ طالب ہوتا۔ اگر تم میں سے کوئی شخص اپنے رزق سے بھاگنا چاہے تو بھی اس کا رزق اس کو تلاش کرے گا جیسا کہ موت اس کو تلاش کر لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کہو کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے مخصوص ہیں' کیونکہ اس نے ہم پر انعام کیے ہیں اور ہمارے آنے سے قبل اس نے پہلی کتابوں میں ہمارا ذکرِ خیر کیا ہے۔ اسی لیے محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات پڑھنی چاہیے اور ان کے شیعوں کا فرض ہے کہ وہ خدا کی عطا کردہ فضیلت کا شکر ادا کریں' کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن عمران کو نبی بنا کر مبعوث کیا اور اسے شرفِ مناجات عطا کیا اور اس کے لیے سمندر میں سے راستہ بنایا اور بنی اسرائیل کو نجات دی اور اسے تورات اور الواح عطا فرمائیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے محسوس کیا کہ خدا کی نظر میں ان کا بہت بڑا مقام ہے۔ چنانچہ انھوں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا:

پروردگار! تو نے مجھے اتنی عزت عطا کی ہے کہ مجھ سے پہلے تو نے کسی کو اتنی عزت عطا نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

موسیٰؑ! کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نزدیک میرے تمام ملائکہ اور میری مخلوق سے افضل

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہیں۔

حضرت موسٰی علیہ السلام نے عرض کیا:

پروردگار! اگر تیری تمام مخلوق میں سے محمدؐ تیرے نزدیک محترم ہیں تو کیا میری آل سے بھی کسی نبی کی آل افضل ہے؟

اللہ تعالٰی نے فرمایا:

موسٰیؑ! جس طرح سے محمدؐ تمام رسولوں سے افضل ہیں اسی طرح سے ان کی آل بھی تمام رسولوں کی آل سے افضل ہے۔

پھر حضرت موسٰیؑ نے عرض کیا:

پروردگار! کیا کسی نبی کی اُمت میری اُمت سے افضل ہے؟ تو نے میری اُمت پر بادلوں کا سایہ کیا اور تو نے ان پر من وسلوٰی نازل کیا اور تو نے ان کے لیے سمندر کو شگافتہ کیا؟

اللہ تعالٰی نے فرمایا:

موسٰیؑ! کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ محمدؐ کی امت باقی انبیاءؑ کی امتوں سے اتنی ہی افضل ہے جتنا کہ خود محمدؐ میری تمام مخلوق سے افضل ہیں۔

حضرت موسٰیؑ نے عرض کیا:

پروردگار! کاش میں انھیں دیکھ سکتا۔

اللہ تعالٰی نے ان کی طرف وحی کی اور فرمایا:

موسٰیؑ! تو انھیں ہرگز نہیں دیکھ سکے گا' اور ابھی ان کے ظہور کا وقت نہیں ہوا' البتہ عنقریب تم انھیں جنت میں دیکھو گے۔ تم انھیں جنتِ عدن اور جنتِ فردوس میں محمدؐ کے سامنے دیکھو گے کہ وہ نعمات میں لوٹ رہے ہوں گے اور جنت کے اعلٰی مقامات پر رہائش پذیر ہوں گے۔ کیا تم ان کا کلام سننا پسند کرتے ہو؟

حضرت موسٰیؑ نے عرض کیا: جی ہاں' میرے معبود!

اس وقت ہمارے رب نے ندا دے کر کہا: اے اُمتِ محمدؐ!

سب نے اپنے آباء کی اصلاب اور ماؤں کے ارحام سے جواب دیا اور کہا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

لبیك اللھم لبیك لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمة والملك لك لا شریك لك۔

اللہ تعالیٰ نے اس جواب کو تلبیۂ حج قرار دیا۔ پھر ہمارے پروردگار نے ندا دے کر کہا:

"اے اُمت محمدؐ! تمھارے لیے میرا یہی فیصلہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت کر چکی ہے اور میری بخشش میرے عذاب سے بڑھ چکی ہے۔ میں نے تمھاری دعاؤں سے بھی پہلے تمھاری التجاؤں کو قبول کیا۔ تمھارے سوال سے قبل میں نے تم پر اپنی عطا کی ہے۔ تم میں سے جو بھی لا الٰه الا اللّٰه وحده لا شریك له وان محمدًا عبده ورسوله کا صدقِ دل سے اقرار کر کے میرے حضور پیش ہوگا اور اپنے افعال میں بھی حق کا پیروکار ہوگا اور یہ بھی تسلیم کرتا ہو کہ علی بن ابی طالبؑ محمدؐ کا بھائی اور اس کے بعد اس کا وصی اور ولی ہے اور اس کی اطاعت بھی محمدؐ کی اطاعت کی طرح سے ضروری ہے اور محمدؐ و علیؑ کے بعد طاہر و مطہر اور خدا کے چنے ہوئے اولیاء جو کہ آیاتِ الٰہی کے عجائب کو ظاہر کرنے والے ہیں۔ وہ ان کے جانشین ہیں تو اس عقیدہ والے افراد کو بھی میں اپنی جنت میں داخل کروں گا' اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی کیوں نہ ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو ان سے ارشاد فرمایا:

وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ الطُّورِ اِذْنَا دَيْنَا –

"یعنی محمدؐ! تم اس وقت طور کے پہلو میں موجود نہ تھے جب ہم نے آپؐ کی اُمت کو پکارا تھا اور انھیں یہ عزت عطا کی تھی"۔

پھر اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:

"تم "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" کہو کہ خدا نے مجھے اس فضیلت سے مخصوص کیا اور اللہ نے اُمت محمدؐ سے فرمایا کہ تم بھی "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" کہو کہ اس نے تم کو ان فضائل سے مخصوص کیا"۔

۴۷۔ من لایحضره الفقیه میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے کچھ احکام شرعیہ کے علل واسباب منقول ہیں اور سورہ فاتحہ کے ضمن میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے "رب العالمین" کی تشریح کے بعد "الرحمٰن الرحیم" کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو اپنے احسانات وانعامات کی دوبارہ یاد دہانی کرائی ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۷۵- تفسیر علی بن ابراہیم میں مؤثق کے حوالہ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے
''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ'' کی تشریح کے بعد فرمایا:
''رحمٰن'' کی رحمت کا تعلّق تمام مخلوقات سے ہے اور لفظ ''رحیم'' کا تعلّق صرف اہلِ ایمان سے ہے اور ''مالك یومِ الدین'' سے مراد روزِ حساب ہے''۔

اس کے بعد قمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ کفار کا یہ قول قرآن مجید میں مذکور ہے:

وَقَالُوْا يَاوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ

''اور وہ کہیں گے کہ ہائے ہماری بدنصیبی یہ بدلے کا دن ہے''۔

مجمع البیان میں جبائی سے منقول ہے کہ ''يَوْمِ الدِّيْنِ'' سے یومِ جزا مراد ہے۔

۷۶- مجمع البیان میں حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر سورہ فاتحہ نازل کر کے احسان کیا ہے۔

جبریل امینؑ نے کہا کہ ''مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' کے الفاظ جو بھی مسلمان کہے گا تو اللہ اور اس کے آسمان کے رہنے والے اس کی تصدیق کریں گے۔

۷۷- حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ''الدین'' سے حساب مراد ہے۔

۷۸- اصولِ کافی میں زہری سے منقول ہے کہ جب امام علی زین العابدین علیہ السلام ''مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' کی آیت پر پہنچتے تھے تو اسے اتنی بار دہراتے تھے کہ آپؑ کی موت قریب دکھائی دینے لگتی تھی۔

۷۹- تفسیر عیاشی میں محمد بن علی حلبی سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ''مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' پڑھا کرتے تھے۔

۸۰- داؤد بن فرقد کا بیان ہے کہ میں نے بے شمار بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو ''مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' پڑھتے ہوئے سنا۔

۸۱- من لایحضرہ الفقیہ میں فضل نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے احکامِ شرعیہ کے کچھ علل واسباب نقل کیے ہیں۔ اپنے اس بیان میں آپؑ نے فرمایا:

''مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے الفاظ بندہ کی طرف سے بعث، حساب، جزاوسزا اور خدا کے متعلّق روزِ آخرت کے مالک

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہونے کی گواہی ہے اور ان الفاظ سے بندہ یہ اقرار کرتا ہے کہ اللہ جس طرح سے دنیا کا بادشاہ ہے اسی طرح سے روزِ آخرت کا بھی بادشاہ ہے''۔

''اِیَّاکَ نَعْبُدُ'' کے الفاظ سے خدا کی طرف رغبت اور تقرب کے جذبہ کا اظہار ہوتا ہے اور ان الفاظ سے بندہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے عمل میں خدا سے مخلص ہے۔

''اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے الفاظ سے بندہ اپنی توفیقات کے اضافہ کی درخواست کرتا ہے اور خدا سے التجا کرتا ہے کہ وہ اسے اپنی عبادت کی توفیق دے اور اپنے انعامات کا سلسلہ جاری رکھے اور بندہ کی مدد فرمائے''۔

۸۲۔ مجمع البیان میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر سورہ فاتحہ کا احسان فرمایا۔ پھر آپؐ نے فرمایا:

''اِیَّاکَ نَعْبُدُ'' کے الفاظ سے اخلاص عبادت کا اظہار ہوتا ہے اور ''اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ'' کے ذریعہ سے انسان خدا سے اپنی افضل ترین حاجات کو طلب کرتا ہے۔

۸۳۔ تفسیر عیاشی میں مرقوم ہے کہ عبدالملک بن مروان کے دربار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک ''قدری'' سے مباحثہ ہوا۔ (واضح رہے کہ فرقہ قدریہ کا عقیدہ ہے کہ انسان اپنے تمام افعال واقوال میں مکمل آزاد ہے اور اس کے کسی عمل میں خدا کا کوئی عمل دخل نہیں ہے)

قدری نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا: آپؑ جو چاہیں مجھ سے پوچھ لیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم سورہ فاتحہ پڑھو۔

وہاں پر موجود ایک شخص نے کہا کہ بھلا سورہ فاتحہ کے ذریعے سے اس کے خلاف کیا استدلال کیا جا سکتا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون!

''قدری'' نے سورہ فاتحہ کی تلاوت شروع کی اور جب وہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کی آیت پر پہنچا تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

''ٹھہر جاؤ! جب تم تمام اعمال وافعال میں خودمختار ہو اور خدا کا کوئی عمل دخل نہیں ہے تو پھر تم اس سے کس بات کی مدد طلب کر رہے ہو اور تمھیں مدد کی کیا ضرورت ہے؟''

امام علیہ السلام کا یہ استدلال سن کر وہ مبہوت ہو کر رہ گیا اور اس سے کوئی جواب نہ بن سکا اور وہ فَبُهِتَ الَّذِيْ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہر وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ کی تصویر بن گیا۔

۸۴- احتجاج طبرسی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک طویل حدیث منقول ہے کہ اس میں آنحضرتؐ نے فرمایا:

''اِيَّاكَ نَعْبُدُ'' کا مفہوم یہ ہے کہ ہم صرف تجھ واحدہٗ لاشریک کی ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم ''دہریہ'' نہیں جو کہتے ہیں کہ کائنات ازل سے ہی جاری ہے۔ اس کی کوئی ابتداء نہیں ہے اور ہم ''ثنویہ'' (مجوسی) بھی نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ نور وظلمت ہی مدبرِ کائنات ہیں اور ہمارا تعلّق مشرکینِ عرب سے بھی نہیں ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بت معبود ہیں۔ ہم تیرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے اور تیرے علاوہ کسی معبود کو نہیں پکارتے جیسا کہ کفار کا وطیرہ ہے۔ اور ہم یہود ونصاریٰ کی طرح سے تیرے لیے کسی فرزند کے بھی قائل نہیں ہیں تو ان تمام نقائص سے کہیں بلند وبالا ہے''۔

۸۵- من لایحضرہ الفقیہ میں عللِ شرائع بیان کرتے ہوئے حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:

''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ'' کے الفاظ سے بندۂ خدا کے دین کی رہنمائی طلب کرتا ہے اور خدا کی رسّی سے تمسّک اور معرفتِ خداوندی میں اضافہ کی درخواست کرتا ہے۔

۸۶- مجمع البیان میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ نے فاتحہ نازل کر کے مجھ پر احسان کیا اور ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ'' سے انبیاء کا راستہ مراد ہے کیونکہ خدا نے ان پر نعمتیں نازل کی ہیں''۔

۸۷- مجمع البیان میں مذکور ہے کہ ''الصراط'' کے بہت سے مفہوم ہیں اور اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ اس سے کتاب خدا مراد ہے اور رسول اکرمؐ اور حضرت علیؑ سے بھی یہی مفہوم منقول ہے۔

۸۸- تفسیر علی بن ابراہیم میں مؤثق کے حوالہ سے مرقوم ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ'' سے راہِ حق اور معرفتِ امام مراد ہے۔

۸۹- کتاب مذکور میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

واللہ نحن الصراط المستقیم

''خدا کی قسم! ہم ہی صراطِ مستقیم ہیں''۔

۹۰- کتاب معانی الاخبار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

كَفَرَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ کی تصویر بن گیا۔

۸۴- احتجاج طبرسی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک طویل حدیث منقول ہے کہ اس میں آنحضرتؐ نے فرمایا:

''اِيَّاكَ نَعْبُدُ'' کا مفہوم یہ ہے کہ ہم صرف تجھ واحدہٗ لاشریک کی ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم ''دہریہ'' نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ کائنات ازل سے ہی جاری ہے۔ اس کی کوئی ابتداء نہیں ہے اور ہم ''ثنویہ'' (مجوسی) بھی نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ نور و ظلمت ہی مدبرِ کائنات ہیں اور ہمارا تعلّق مشرکینِ عرب سے بھی نہیں ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بت معبود ہیں۔ ہم تیرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے اور تیرے علاوہ کسی معبود کو نہیں پکارتے جیسا کہ کفار کا وطیرہ ہے۔ اور ہم یہود و نصاریٰ کی طرح سے تیرے لیے کسی فرزند کے بھی قائل نہیں ہیں تو ان تمام نقائص سے کہیں بلند و بالا ہے''۔

۸۵- من لایحضرہ الفقیہ میں علل شرائع بیان کرتے ہوئے حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:

''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ'' کے الفاظ سے بندۂ خدا کے دین کی رہنمائی طلب کرتا ہے اور خدا کی رسّی سے تمسک اور معرفتِ خداوندی میں اضافہ کی درخواست کرتا ہے۔

۸۶- مجمع البیان میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ نے فاتحہ نازل کر کے مجھ پر احسان کیا اور ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ'' سے انبیاء کا راستہ مراد ہے کیونکہ خدا نے ان پر نعمتیں نازل کی ہیں''۔

۸۷- مجمع البیان میں مذکور ہے کہ ''الصراط'' کے بہت سے مفہوم ہیں اور اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ اس سے کتاب اللہ مراد ہے اور رسول اکرمؐ اور حضرت علیؑ سے بھی یہی مفہوم منقول ہے۔

۸۸- تفسیر علی بن ابراہیم میں مؤثق کے حوالہ سے مرقوم ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ'' سے راہِ حق اور معرفتِ امام مراد ہے۔

۸۹- کتاب مذکور میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

واللّٰہ نحن الصراط المستقیم

''خدا کی قسم! ہم ہی صراطِ مستقیم ہیں''۔

۹۰- کتاب معانی الاخبار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ'' میں صراطِ مستقیم سے امیرالمومنین اور ان کی معرفت مراد ہے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاِنَّهٗ فِيۡۤ اُمِّ الۡكِتٰبِ لَدَيۡنَا لَعَلِىٌّ حَكِيۡمٌ (زخرف - ۴)

''ام الکتاب میں ہمارے ہاں علیؑ صاحبِ حکمت ہے''۔

اور ''ام الکتاب'' سورہ فاتحہ ہے اور سورہ فاتحہ میں ''اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ'' سے مراد امیرالمومنینؑ ہیں۔

۹۱- اسی اسناد سے مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ''صراط'' کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا:

اس سے معرفت خداوندی کا راستہ مراد ہے اور راستے دو ہیں: ایک دنیا کا راستہ ہے اور ایک آخرت کا راستہ ہے۔ دنیا میں حق کا راستہ وہ امام ہوتا ہے جس کی اطاعت خدا کی طرف سے فرض ہوتی ہے' جو اس دنیا میں رہ کر اس امام کی معرفت حاصل کرے گا اور اس کی ہدایت کی پیروی کرے گا تو وہ اس صراط سے پار ہوگا جو روزِ آخرت ہوگی یعنی وہ پُل صراط سے پار ہوگا اور جو دنیا میں رہ کر امام کی معرفت حاصل نہ کرے گا تو قیامت کے دن پُل صراط سے اس کا قدم پھسل جائے گا اور اسے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

۹۲- تفسیر علی بن ابراہیم میں مذکور ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے پُل صراط کے متعلق فرمایا کہ اس کی چڑھائی ایک ہزار سال کی ہوگی' اور اس کی اترائی ایک ہزار سال کی ہوگی اور اس کا سپاٹ حصّہ ایک ہزار سال کی مسافت کے برابر ہوگا۔

۹۳- سعدان بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے صراط کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا:

وہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگی۔ کچھ لوگ اس سے بجلی کی رفتار سے گزریں گے' کچھ لوگ گھوڑے کی رفتار سے اسے عبور کریں گے اور کچھ لوگ پیدل ہو کر اس سے گزریں گے۔ اور کچھ لوگ ہاتھ پاؤں اور پیٹ کے بل اس سے گزریں گے۔ کچھ ایسے بھی ہوں گے جو لٹک کر اور چمٹ کر اسے عبور کریں گے۔ دوزخ ان کا کچھ حصّہ جلا دے گی اور ان کا کچھ حصّہ چھوڑ دے گی۔

۹۴- معانی الاخبار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

''صراطِ مستقیم'' امیر المومنین ہیں۔

۹۵- معانی الاخبار میں حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے ''اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ'' کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا دیہ ہے کہ خدایا! ہمارے لیے اپنی توفیق کے سلسلہ کو جاری رکھ جس کی وجہ سے ہم تیری اطاعت کے قابل ہوئے ہیں۔ ہم کو توفیق سے مالا مال کر تا کہ ہم اپنی باقی زندگی میں بھی تیری اطاعت کرتے رہیں۔

''صِرَاطَ مُسۡتَقِيۡمَ'' (سیدھا راستہ) دو ہیں ایک وہ صراطِ مستقیم ہے جو دنیا میں ہے اور ایک صراط کا تعلّق آخرت سے ہے۔ دنیا میں ''صراطِ مستقیم'' وہ راستہ ہے جو غلو اور تقصیر سے پاک ہو اور بالکل سیدھا ہو اور باطل کی طرف ذرہ بھی مائل نہ ہو۔ اور آخرت کا صراطِ مستقیم اہلِ ایمان کا وہ راستہ ہے جو انھیں جنت میں لے جائے اور وہ ایسا سیدھا ہو جو جنت سے ہٹ کر دوزخ کی طرف نہ جاتا ہو۔

۹۶- امام جعفر صادق علیہ السلام نے ''اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ'' کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ خدایا! ہمیں سیدھی راہ کی رہنمائی فرما اور ہمیں ایسی راہ دکھا جو ہمیں تیری محبت اور تیرے دین تک پہنچا سکے اور ہمارے لیے خواہشات کی پیروی سے رکاوٹ کا ذریعہ بن سکے تا کہ ہم اپنی آراء پر عمل کر کے ہلاکت میں نہ پڑیں۔

۹۷- اسی اسناد کے ساتھ ثابت ثمالی نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:

نحن ابواب الله ونحن الصراط المستقيم

''ہم خدا کے دروازے ہیں اور ہم صراطِ مستقیم ہیں''۔

۹۸- اسی اسناد سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ انھوں نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول اکرمؐ سے روایت کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''علیؑ! جب قیامت کا دن ہوگا تو میں اور تو اور جبریل صراط پر بیٹھ جائیں گے اور صراط سے وہی گزرے گا جس کے پاس تیری ولایت کا پروانہ ہوگا''۔

۹۹- اصولِ کافی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو وحی فرمائی:

فَاسۡتَمۡسِكۡ بِالَّذِيۡۤ اُوۡحِىَ اِلَيۡكَ‌ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ (زخرف: ۴۲)

''جو آپ کی جانب وحی کی گئی ہے آپ اس سے متمسک رہیں۔ بے شک آپ صراطِ مستقیم پر ہیں''۔

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مقصد یہ ہے کہ آپ ولایتِ علیؑ پر ہیں اور علیؑ صراطِ مستقیم ہیں۔

۱۰۰- محمد بن فضیل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا:

اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُکِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ (ملک: ۲۲)

''کیا وہ شخص جو منہ کے بل چلتا ہے وہ زیادہ ہدایت یافتہ ہے یا وہ زیادہ ہدایت یافتہ ہے جو سیدھے سیدھے صراطِ مستقیم پر چل رہا ہے''۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

''اس آیت میں اس شخص کی مثال بیان کی گئی ہے جو ولایتِ علیؑ سے منحرف ہو اور ولایتِ علیؑ سے انحراف کرنے والا منہ کے بل گرے ہوئے شخص کی مانند ہے جب کہ علیؑ کی پیروی کرنے والا صراطِ مستقیم پر سیدھا چلنے والا ہے۔ اور صراطِ مستقیم امیر المومنین علیہ السلام ہیں''۔

۱۰۱- کتاب معانی الاخبار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

''صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ'' کی آیت میں اہلِ نعمت سے محمدؐ اور ان کی ذریت مراد ہے۔

۱۰۲- ابن سیار نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے ''صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ'' کی تفسیر دریافت کی تو آپؑ نے فرمایا کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ تم یہ کہو:

''ہمیں ان لوگوں کے راستہ کی ہدایت عطا فرما جنھیں تو نے اپنے دین اور اپنی اطاعت کی توفیق عطا کر کے ان پر انعام کیا''۔

اور اہلِ انعام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا ۝ (النساء: ۶۹)

''اور جو کوئی اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرے تو وہ ان کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا اور وہ بہت اچھے رفیق ہیں''۔

امیر المومنین علیہ السلام سے بھی یہی تفسیر مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

''اہلِ نعمت سے مال وتندرستی کی نعمت والے افراد مراد نہیں ہیں اگر چہ یہ بھی خدا کی طرف سے ظاہری نعمت ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ مال وتندرستی کی نعمت تو کافروں اور بدکاروں کو بھی میسر ہے اور تمھیں ان کے راستے کی دعا مانگنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ تمھیں تو یہ دعا مانگنے کا حکم دیا گیا ہے کہ تم ان لوگوں کے راستے کو طلب کرو جن پر ایمان باللہ، تصدیق رسولؐ اور ولایتِ محمدؐ و آلِ محمدؑ اور نیک اصحاب اور بہتر تقیہ کا انعام کیا گیا ہے جس سے وہ دشمنانِ خدا کے شر سے محفوظ رہتے ہیں اور بہتر تقیہ کی وجہ سے دشمنانِ خدا کے گناہوں اور ان کے کفر میں اضافہ کا سبب بنتے ہیں۔ خبردار تقیہ قائم رکھنا مخالفین سے مدارات کا سلوک کرنا اور تقیہ ترک کر کے اپنے اور دوسرے اہلِ ایمان کے لیے تکالیف پیدا نہ کرنا اور اپنے اہلِ ایمان بھائیوں کے حقوق کو پہچانتے رہنا''۔

۱۰۳۔ مزات بن ابراہیم نے اپنی اسناد سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا کہ آنحضرتؐ نے ''صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

''علیؑ کے شیعہ وہ ہیں جن پر اللہ نے ولایت علیؑ کا انعام کیا ہے۔ ان پر خدا نہ تو غضب ناک ہوا اور نہ ہی وہ بھٹکے''۔

۱۰۴۔ کتاب کمال الدین واتمام النعمۃ میں خثیمہ جعفی سے مروی ہے اس نے امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک طویل حدیث نقل کی، جس میں امام علیہ السلام نے فرمایا:

نحن الطريق الواضح والصراط المستقيم الى الله عزوجل ونحن من نعمة الله على خلقه

''ہم ہی واضح راستہ اور خدا کی طرف جانے والے صراطِ مستقیم ہیں اور ہم خلقِ خدا پر اللہ کی نعمت ہیں''۔

۱۰۵۔ کتاب اہلیلجہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

''ہمارے غضب کی کیفیت اور ہے اور خدا کے غضب کی کیفیت اور ہے، کیونکہ جب ہم کسی پر غضب ناک ہوتے ہیں تو ہماری طبائع میں تبدیلی آجاتی ہے اور کسی وقت ہمارے جوڑ کانپنے لگ جاتے ہیں اور ہمارا رنگ بدل جاتا ہے۔ اس کے بعد ہم کسی کو سزا دیتے ہیں۔ اس حالت کو ''غضب'' سے تعبیر کیا جاتا ہے اور لوگوں کے کلام میں غضب کا یہی مفہوم ہے۔ غضب کے دو مرحلے ہوتے ہیں۔ پہلا مرحلہ دل سے شروع ہوتا ہے اور دوسرا مرحلہ سزا کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور جب اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ ''غضب'' کا اطلاق ہوتا ہے تو اس سے دل کی کیفیت مرادنہیں ہوتی۔ اسی طرح سے جب اللہ کے لیے رضا' ناراضگی اور رحمت جیسے الفاظ کی نسبت دی جاتی ہے تو اس میں دلی کیفیت مرادنہیں ہوتی''۔

۱۰۶- حریز نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے متعلق بیان کیا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا: ''صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ''۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''مَغضُوبِ عَلَيهِم'' ناصبی ہیں اور ''ضَالِّينَ'' سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔

۱۰۷- ابن اذینہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ''غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' کی تفسیر نقل کرتے ہوئے کہا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا:

''مَغضُوبِ عَلَيهِم'' ناصبی اور ''ضالین'' سے شکوک میں مبتلا وہ افراد مراد ہیں جنھیں امامؑ کی معرفت حاصل نہیں ہے''۔

۱۰۸-من لا يحضره الفقيه میں فضل نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے کچھ احکامِ شرعیہ کے علل و اسباب نقل کیے ہیں۔ امام علیہ السلام نے ''صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ'' کے متعلق فرمایا:

اس آیت میں سوال و رغبت کی تاکید پائی جاتی ہے اور ان لوگوں کا ذکر پایا جاتا ہے جن پر نعمتیں نازل ہوئی ہیں اور ایسی ہی نعمتوں کی رغبت کے لیے یہ الفاظ کہے جاتے ہیں۔

''غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ'' کے الفاظ سے بندہ خدا سے یہ درخواست کرتا ہے کہ خدا اسے عناد رکھنے والے کافروں اور خدا اور اس کے اوامر و نواہی کو حقیر جاننے والوں میں سے نہ قرار دے۔

''وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' کے الفاظ سے بندۂ خدا سے یہ التجا کرتا ہے کہ وہ اسے ان لوگوں میں سے نہ بنائے جو راہِ خدا سے بھٹکے ہوئے ہیں اور جنھیں حق کی معرفت نہیں ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ درست کر رہے ہیں۔

۱۰۹- مجمع البیان کی ایک روایت کا مفہوم یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مَغضُوبِ عَلَيهِم'' سے یہود اور ''ضَالِّينَ'' سے نصاریٰ مراد ہیں۔

۱۱۰-کتاب احتجاج طبرسی میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

''امیر المومنین علیہ السلام کو حدِ عبودیت سے بڑھانے والا شخص ''مَغضُوبِ عَلَيهِم' اور ''ضَالِّينَ'' میں شامل

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے''۔

۱۱۱۔ استبصار میں معاویہ بن وہب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہہ کر سورہ فاتحہ مکمل کرے تو کیا میں ''آمین'' کہوں؟

امام علیہ السلام نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا اور فرمایا: ''اس سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں''۔

۱۱۲۔ تہذیب الاحکام میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انھوں نے اپنے والد علیہ السلام سے نقل کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو صحابیوں کے درمیان رسولؐ خدا کی نماز کے متعلق اختلاف ہوا۔ انھوں نے ابی بن کعب کو لکھا کہ آپ بتائیں رسولؐ خدا کتنے سکتے کیا کرتے تھے؟

ابن ابی کعب نے کہا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سکتے کیا کرتے تھے۔ پہلا سکتہ اس وقت کرتے جب سورۂ فاتحہ سے فارغ ہوتے اور دوسرا سکتہ اس وقت کرتے جب دوسری سورت سے فارغ ہوتے تھے۔

۱۱۳۔ الکافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

''جب تو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو اور امام سورہ فاتحہ کی تلاوت سے فارغ ہو تو تم ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ'' کہو۔ خبردار ''آمین'' نہ کہنا۔

۱۱۴۔ کتاب عیون الاخبار میں حضرت امام رضا علیہ السلام کے اخلاق اور اوصاف عبادت مرقوم ہیں اور اس میں لکھا ہے کہ جب آپ فاتحہ سے فارغ ہوتے تو آپ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہا کرتے تھے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سورة البقره مدينة وهى مائتان وست وثمانون اية واربعون ركوعا

"سورہ بقرہ مدنی سورہ ہے اور اس میں دوسو چھیاسی آیات اور چالیس رکوع ہیں"۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓمّٓ ۚ﴿١﴾ ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ ۛۚ فِيۡهِ ۛۚ هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ۙ﴿٢﴾ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ وَيُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ۙ﴿٣﴾ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَآ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ ۚ وَبِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ ؕ﴿٤﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنۡ رَّبِّهِمۡ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿٥﴾

سہارا اللہ کے نام کا جو کہ رحمٰن و رحیم ہے۔

"الم۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے' اہلِ تقویٰ کے لیے ہدایت ہے۔ وہ جو اَن دیکھی چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں اور پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں وہ ان باتوں پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف اتاری گئی ہیں اور جو آپ سے پہلے اتاری گئی ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح یافتہ ہیں"۔

فضائل سورۃ البقرہ

۱- کتاب ثواب الاعمال میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''جو سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھے گا تو قیامت کے دن یہ دونوں سورتیں سائبان کی طرح سے اس کے سر پر سایہ فگن ہوں گی۔

۲- کتاب مذکور میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے کہا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص سورہ بقرہ کی ابتدائی چار آیات اور آیت الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیات اور سورہ بقرہ کی آخری تین آیات پڑھے گا تو وہ اپنی جان و مال میں کوئی ناپسندیدہ چیز نہیں دیکھے گا (یعنی وہ جان و مال کے نقصان سے محفوظ رہے گا) اور شیطان اس کے نزدیک نہیں جائے گا اور اسے قرآن مجید نہیں بھولے گا۔

۳- مجمع البیان میں مذکور ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قرآن مجید کی کون سی سورت افضل ہے؟

آپؐ نے فرمایا: سورہ البقرہ افضل ہے۔

پھر پوچھا گیا: البقرہ کی کون سی آیت افضل ہے؟

تو آپؐ نے فرمایا: آیت الکرسی افضل ہے۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ

۴- کتاب معانی الاخبار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے۔ اس حدیث کے ایک حصہ میں آپؐ نے فرمایا:

''سورہ البقرہ کے آغاز میں ''الم'' کا معنی ہے ''انا اللہ الملک'' میں اللہ ہی بادشاہ ہوں''۔

۵- ابوبصیر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

''الم'' اللہ کا وہ اسمِ اعظم ہے جو قرآن مجید میں بیان کیا ہے۔ جب نبی اور امام اس کو جوڑ کر خدا سے دعا مانگتے ہیں تو ان کی دعا فوراً قبول ہوتی ہے۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۲﴾ ''یہ وہ کتاب ہے جس میں شک کی گنجائش نہیں۔ یہ متقین کے لیے سراپا ہدایت ہے''۔ یعنی یہ ہمارے شیعوں کے لیے ہدایت ہے۔

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾ ''جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور باقاعدگی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نماز ادا کرتے ہیں اور ہمارے عطا کردہ رزق میں سے خرچ کرتے ہیں'' یعنی ہم نے انھیں جو علم دیا ہے اس کو پھیلاتے اور ہم نے انھیں قرآن مجید کی جو تعلیم دی ہے وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں۔

۶۔ اسی اسناد سے محمد بن قیس سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ بن اخطب اور یاسر بن اخطب اور نجران کے کچھ یہودی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انھوں نے آپؐ سے کہا:

''اللہ نے جو کچھ آپ پر نازل کیا ہے کیا اس میں ''الٓمٓ'' بھی ہے؟''

آنحضرتؐ نے فرمایا: جی ہاں۔

انھوں نے کہا: کیا یہ الفاظ بھی خدا کی طرف سے آپ کے پاس جبریل لایا تھا؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: جی ہاں۔

انھوں نے کہا: اللہ نے آپؐ سے پہلے بھی انبیاء روانہ کیے ہیں لیکن ایسا کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا' جس نے اپنی وت اور اپنی اُمت کی حکومت کی میعاد بتائی ہو۔ اس کے بعد حی بن اخطب نے کہا کہ الف کا عدد ایک ہے۔ لام کے عدد تیس ہیں اور میم کے عدد چالیس ہیں۔ یہ کل ملا کر اکہتر بنتے ہیں۔ ہمیں تو ان لوگوں پر حیرانی ہے جو اس دین کو قبول کر رہے ہیں جس کی کل مدت ہی اکہتر سال ہے!!

اس کے بعد اس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اس کے علاوہ اور بھی اس طرح کے حروف مقطعات آپ پر نازل ہوئے ہیں؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: ''الٓمٓصٓ''۔

انھوں نے کہا: یہ ذرہ زیادہ طویل اور وزنی ہے۔ اس میں الف کا عدد ایک ہے' لام کے عدد تیس اور میم کے عدد چالیس اور صاد کے عدد نوے ہیں اور یہ کل ملا کر ایک سو اکسٹھ سال بنتے ہیں۔

پھر اس نے آنحضرتؐ سے کہا: کیا اس کے علاوہ بھی آپ پر کوئی اور حروف مقطعات نازل ہوئے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: جی ہاں۔

اس نے کہا: پھر وہ بھی بیان کریں۔

آپؐ نے فرمایا: ''الٓمٓرٰ''۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اسے سن کر اس نے کہا: یہ اور زیادہ وزنی اور طویل ہے۔ ''الف'' کا عدد ایک ہے ''لام'' کے اعداد تیس ہیں اور ''میم'' کے اعداد چالیس ہیں اور ''راء'' کے اعداد دو سو ہیں۔

پھر اس نے کہا: کیا اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔

آپؑ کا جواب سن کر انھوں نے کہا: اب آپ کا معاملہ ہماری سمجھ سے بالا ہو چکا ہے' اب ہمیں علم نہیں ہے کہ آپ کو کیا کچھ دیا گیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے۔ یاسر نے اپنے بھائی حی بن اخطب سے کہا: ہمیں یہ بھی تو معلوم نہیں ہے کہ اس کی نبوت کا عرصہ ان اعداد کے برابر ہے یا اس سے کہیں زیادہ ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ان لوگوں کے متعلق سورہ آلِ عمران کی یہ آیت نازل ہوئی:

مِنْهُ اٰيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتَابِ وَاُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ - (آل عمران:۷)

''قرآنی آیات میں سے کچھ محکم آیات ہیں اور وہی اصل کتاب ہیں اور باقی ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں''۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

''حروفِ مقطعات کی جو تاویل حی بن اخطب اور یاسر نے کی تھی وہ صحیح نہیں ہے ان حروف کا کچھ اور مقصد ہے''۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جب قرآن مجید نازل ہوا تو قریش اور یہود نے قرآن کی تکذیب کی اور انھوں نے کہا کہ یہ کلام محمدؐ کا اپنا ساختہ پرداختہ ہے اور یہ اس کا اپنا قائم کردہ جادو ہے''۔

ان لوگوں کے جواب میں اللہ نے فرمایا:

''الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ '' مقصد یہ ہے کہ ہم نے محمدؐ پر جو کتاب نازل کی ہے وہ بھی تمھاری زبان کے حروف تہجی سے مل کر بنی ہے۔ اس میں الف' لام' میم جیسے الفاظ ہیں اور ایسے ہی الفاظ سے یہ کلام تشکیل پائی ہے۔ اس کلام کو تمھاری اپنی زبان اور تمھارے حروفِ تہجی سے ترتیب دیا گیا ہے۔ اگر تم سچے ہو تو پھر اس جیسی کتاب بنا کر پیش کرو۔ اور دنیا میں تمھارے جتنے بھی مددگار ہوں ان سب کو اس کام میں شامل کرو اور قرآن کا جواب لاؤ''۔

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ ان لوگوں سے قرآن کا جواب ممکن ہی نہیں ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ۝ (الاسراء: ۹۱)

''آپ کہہ دیں اگر تمام انسان اور جنات جمع ہو کر قرآن کی مثال لانا چاہیں تو بھی نہیں لا سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بھی کیوں نہ ہوں''۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ '' یعنی وہ قرآن جو الف لام میم جیسے حروف تہجی سے تشکیل پایا ہے وہ ایسی کتاب ہے جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے' اور یہ وہی کتاب ہے جس کے متعلق میں نے موسیٰؑ اور اس کے بعد آنے والے انبیاء کو خبر دی تھی اور انھوں نے بنی اسرائیل کو اس کتاب کے نازل ہونے کی پیشین گوئی کی تھی۔

یہ وہی کتاب ہے جس کا وعدہ میں نے محمدؐ سے کیا تھا کہ میں عنقریب آپؐ پر ایسی غالب کتاب نازل کروں گا' جس کے سامنے باطل ٹھہر نہ سکے گا اور نہ ہی باطل اس کے پیچھے سے آ سکے گا۔ وہ کتاب صاحبِ حکمت اور لائق حمد کی نازل کردہ ہوگی:

بہرحال یہ ایسی کتاب ہے کہ انبیاء اور ان کی اُمتوں کے ہاں اس کے ظہور پذیر ہونے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

انبیاء اپنی اُمتوں کو یہ بتا کر گئے کہ عنقریب محمد مصطفیٰؐ پر ایک ایسی کتاب نازل کی جائے گی جسے باطل پورا زور صرف کر کے بھی مٹا نہ سکے گا اور محمدؐ اور اس کی اُمت کے افراد ہر طرح کی کیفیت میں اس کی تلاوت کریں گے۔ وہ کتاب سامانِ ہدایت ہوگی یعنی وہ گمراہی کو کھول کر واضح کر دے گی اور وہ کتاب پرہیزگاروں کے لیے سامانِ ہدایت ہوگی اور پرہیزگار وہ ہیں جو مہلکات سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں اور اپنے اوپر حماقت کو غالب نہیں ہونے دیتے اور جب انھیں ان کے واجبات کا علم ہوتا ہے تو وہ اپنے واجبات پر عمل کر کے اپنے رب کی رضا کو حاصل کرتے ہیں۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''لفظ ''الف'' حروفِ تہجی میں سے ایک حرف ہے اور حرف الف سے لفظ ''اللہ'' کی طرف اشارہ ممکن ہے۔ اور ''الم'' کے لام سے ''الملك العظیم القاهر للخلق اجمعین '' (اللہ عظیم بادشاہ ہے اور وہ تمام مخلوق پر تسلط رکھتا ہے) کی طرف اشارہ ہے۔ اور ''الم'' کے لام سے ''انه المجید المحمود فی كل احواله '' (وہ تمام افعال میں مجید اور محمود ہے) کی طرف اشارہ ہے اور اللہ نے لفظ ''الم'' کو یہودیوں کے خلاف حجت بنایا ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت عطا فرمائی اور ان کے بعد بنی اسرائیل میں انبیاء کو مبعوث کیا تو حضرت موسیٰؑ اور جملہ انبیائے بنی اسرائیل سے یہ پختہ عہد لیا کہ وہ محمدؐ عربی پر ایمان لائیں گے جو کہ مکہ میں مبعوث ہوں گے اور پھر وہاں سے مدینہ ہجرت فرمائیں گے اور ان پر وہ کتاب نازل کی جائے گی جس کی کچھ سورتوں کا آغاز حروفِ مقطعات سے کیا جائے گا اور اُمت محمدؐ اس کتاب کو قیام و قعود میں اور چلتے پھرتے پڑھے گی۔ اللہ اس کتاب کا حفظ کرنا اُمت کے لیے آسان کردے گا اور اس کے ساتھ وہ محمدؐ کے بھائی اور وصی علیؑ پر بھی ایمان لائیں گے جو کہ محمدؐ کے علوم کا ناشر ہوگا اور محمدؐ کی امانت کا امین ہوگا۔ اور محمدؐ کے دشمنوں کو اپنی تیز تلوار سے ذلیل کرے گا اور جو محمدؐ کے منکر ہوں گے وہ ان کو اپنی مضبوط دلیلوں سے مغلوب کرے گا اور وہ تنزیل کتاب کے تحت کفار سے جہاد کرے گا اور انھیں قبولِ حق پر مجبور کردے گا اور وفاتِ محمدؐ کے بعد جب کچھ لوگ ایمان ظاہری کو چھوڑ کر مرتد ہوں گے اور تاویلِ کتاب میں تحریف کرنے لگیں گے اور اس کے معانی میں تبدیلیاں لانے لگیں گے تو اس وقت وہ تاویلِ کتاب کے تحت ان سے جنگ کرے گا، جس کے نتیجے میں ابلیس ذلیل و خوار ہوگا"۔

چنانچہ اسی میثاق کے تحت اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰؐ کو مبعوث کیا اور انھیں مکہ میں ظاہر کیا۔ پھر وہاں سے انھیں مدینہ ہجرت کا حکم صادر فرمایا اور اپنے وعدہ کے تحت آنحضرتؐ پر کتاب نازل فرمائی اور قرآن کی سب سے طویل سورت کا آغاز حروفِ مقطعات "الٓمّٓ" سے کیا اور فرمایا: "الٓمّٓ ۞ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ" یعنی وہ کتاب جس کا میں نے انبیائے سابقین سے وعدہ کیا تھا۔ وہ یہی کتاب ہے اور اسے ہی میں محمدؐ پر نازل کررہا ہوں۔ "لَا رَیْبَ فِیْهِ" اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں اور اسی کے متعلق میں نے انبیاء کو بتایا تھا کہ محمدؐ پر ایسی کتاب نازل کی جائے گی جسے باطل کبھی نہ مٹا سکے گا اور یہی وہ کتاب ہے جس کو اُمت محمدؐ ہر وقت پڑھے گی۔

یہودیوں نے حروفِ مقطعات کے متعلق اپنی من پسند تاویلات پیش کیں اور انھوں نے حروفِ مقطعات کی تاویل کے لیے علم الاعداد کا سہارا لیا اور اس ذریعہ سے انھوں نے اسلام اور مسلمانوں کی حکومت و اقتدار کے عرصہ کو معین کرنا چاہا۔ چنانچہ یہودیوں کا ایک گروہ اسی مقصد کے لیے رسولِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اکرمؐ نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ تم ان سے مباحثہ کرو۔

چنانچہ ایک یہودی نے حضرت علیؑ سے کہا:

اگر محمدؐ کی تعلیمات کو ہم مان بھی لیں تو بھی اس کی تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی اُمت صرف اکہتر برس تک

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اقتدار پر فائز رہے گی اور اس کے بعد اسلام اور حکومتِ اسلام ختم ہو جائے گی۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تمھیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی ہے؟

انھوں نے کہا: ہم نے یہ لفظ "الٓمّٓ" سے اخذ کی ہے کیونکہ "الف" کا عدد ایک ہے۔ "لام" کے عدد تیس ہیں اور "میم" کے اعداد چالیس ہیں اور یہ کل ملا کر اکہتر بنتے ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: پھر تم "المص" کے متعلّق کیا کہو گے؟

انھوں نے کہا: اس کے کل اعداد ایک سو اکسٹھ بنتے ہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اُمت اسلامیہ کے اقتدار کی مدت ایک سو اکسٹھ برس ہوگی۔ اس کے بعد دین اسلام اور حکومتِ اسلام دنیا سے ختم ہو جائے گی۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: پھر تم "الٓر" کے متعلق کیا کہو گے؟

یہودیوں نے کہا: یہ تو دو سو اکتیس برس بنتے ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: پھر تم "الٓمّٓر" کے متعلّق کیا کہو گے؟

یہودیوں نے کہا: یہ دو سو اکہتر برس بنتے ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: کیا صرف ایک ہی حرفِ مقطعات کو گنو گے یا سب کو گن کر جمع کرو گے؟

یہودیوں میں سے کچھ نے کہا کہ صرف ایک ہی حرفِ مقطعات پر فیصلہ کیا جائے گا' جب کہ کچھ نے کہا کہ نہیں تمام اعداد کو جمع کیا جائے گا اور ان سب کے مجموعہ کو اقتدارِ اُمت کی میعاد سمجھا جائے گا۔ اور ان سب کا مجموعہ سات سو چار سال بنتا ہے۔ اس کے بعد حکومت یہودیوں کے ہاتھ میں واپس آ جائے گی۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: یہ بات تم نے اپنی طرف سے بطور مفروضہ گھڑ لی ہے' یا خدا کی کسی کتاب سے تم نے یہ مفہوم اخذ کیا ہے؟

اس کے جواب میں کچھ یہودیوں نے کہا: ہم نے یہ بات اپنی فہم و فراست سے اخذ کی ہے جب کہ کچھ نے کہا کہ ہم نے خدائی کتاب سے یہ نکتہ حاصل کیا ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: اگر تم نے کسی خدائی کتاب سے یہ نکتہ حاصل کیا ہے تو پھر اس کتاب کو بطور ثبوت پیش کرو۔

حضرتؑ کے اس سوال کا ان سے کوئی جواب نہ بن آیا۔ پھر آپؑ نے دوسرے گروہ سے فرمایا کہ تم نے اپنی فہم و فراست سے جو نکتہ اخذ کیا ہے تمھارے پاس اس کی صحت کے لیے کیا دلیل ہے؟

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

انھوں نے کہا: یہ علم الاعداد کا کرشمہ ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: تم نے اس سے آخر یہ کیوں سمجھ لیا کہ اس سے اُمت محمدؐ کی بقا اور اقتدار مراد ہے۔ اور اس کی بجائے یہ مفروضہ بھی تو قائم کیا جا سکتا ہے کہ اس تعداد کے مطابق تم میں سے ہر ایک پر خدا کی طرف سے لعنت کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ ہم نے تم سے اتنے دینار قرض لینے ہیں یا تم نے ہم سے اتنی ہی مقدار میں قرض لینا ہے۔

یہ سن کر یہودیوں نے کہا: ہم یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ ان حروفِ مقطعات سے اسلام کی بقا کی میعاد کا مفہوم واضح نہیں ہوتا۔ جس طرح سے ہمارے پاس اپنے دعویٰ کی صداقت کی دلیل موجود نہیں ہے اسی طرح سے آپؑ کے پاس بھی آپؑ کے دعویٰ کی صداقت کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے اور آپؑ صرف ہماری عاجزی کو ہی اپنی دلیل بنا رہے ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: ہم دونوں برابر نہیں ہیں۔ ہمارے پاس اپنے دعویٰ کی صداقت کے لیے واضح معجزہ موجود ہے۔

اس کے بعد آپؑ نے یہودیوں کے اونٹوں سے کہا کہ اُونٹو! تم محمدؐ اور اس کے وصی کے حق میں گواہی دو۔

اونٹوں نے کہا: وصیِ محمدؐ! آپؑ نے سچ کہا۔ آپؑ نے سچ کہا اور ان یہودیوں نے جھوٹ کہا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: تم نے یہ گواہی سنی ہے اب اور گواہی بھی سنو۔ پھر آپؑ نے فرمایا:

یہودیوں کے کپڑو! تم محمدؐ اور اس کے وصی کی صداقت کی گواہی دو۔

اس وقت ان کے کپڑوں سے یہ آواز بلند ہوئی کہ آپؑ سچ کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپؑ ان کے سچے وصی ہیں۔ محمدؐ نے عظمت کی جس بھی سرزمین پر قدم رکھا ہے آپ نے بھی اس پر قدم رکھا ہے۔ آپ دونوں نورِ خدا کا پرتو ہیں۔ آپ دونوں باقی لوگوں سے ممتاز ہیں اور فضائل میں ایک دوسرے کے شریک ہیں البتہ محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

یہ گواہی سن کر یہودی حیران رہ گئے۔ کچھ دیکھنے والوں نے اسلام قبول کیا' جب کہ یہودیوں اور اس منظر کو دیکھنے والے بہت سے افراد پر بدنصیبی غالب رہی۔

اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''لَا رَيْبَ فِيْهِ'' یعنی جس طرح سے محمدؐ اور وصیِ محمدؐ نے اللہ کے متعلق خبر دی ہے اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہے۔ ''هُدًى'' یعنی بیان وشفا ہے۔ ''لِلْمُتَّقِيْنَ'' یعنی یہ شیعانِ محمدؐ کے لیے بیان وشفا ہے' کیونکہ انھوں نے کفر کی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مختلف اقسام سے پرہیز کا ثبوت دیتے ہوئے اس سے دُوری اختیار کی اور انھوں نے ہلاکت خیز گناہوں سے پرہیز کا ثبوت دیتے ہوئے انھیں ترک کیا اور انھوں نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کے اسرار کے متعلق پرہیز گاری کا ثبوت دیتے ہوئے نااہلوں سے انھیں چھپایا اور انھوں نے علوم محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے پرہیز گاری کا ثبوت دیتے ہوئے انھیں لوگوں میں عام کیا۔

٨- مجمع البیان میں مرقوم ہے: سورتوں کی ابتداء میں آنے والے حروفِ مقطعات کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ کچھ علماء کہتے ہیں کہ یہ متشابہات ہیں، جن کی حقیقی تاویل خدا ہی جانتا ہے اور ہمارے آئمہ کرام سے بھی یہی بات روایت کی گئی ہے۔ علمائے عامہ نے امیرالمومنینؑ سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا:

ہر کتاب کا ایک منتخب حصّہ ہوتا ہے اور اس کتاب کا منتخب حصّہ حروفِ تہجی ہیں۔

٩- ابواسحاق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے یہ روایت نقل کی کہ انھوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے "الٓمٓ" کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا:

حرف "الف" میں خدا کی چھ صفات پائی جاتی ہیں (یعنی حرف الف خدا کی چھ صفتوں کا مظہر ہے):

١- خدا کی ایک صفت ابتداء ہے۔ اللہ نے ہی تمام مخلوق کے پیدا کرنے کی ابتدا کی۔ اور "الف" سے بھی حروف کی ابتدا ہوتی ہے۔

٢- خدا عادل ہے وہ ٹیڑھا نہیں ہے اور "الف" بھی سیدھا ہوتا ہے ٹیڑھا نہیں ہوتا۔

٣- اللہ تنہا ہے اور الف بھی تنہا ہوتا ہے۔

٤- مخلوق خدا سے اتصال کرتی ہے جب کہ اللہ مخلوق سے متصل نہیں ہوتا۔ تمام حروف "الف" سے اتصال پیدا کرتے ہیں، جب کہ "الف" کسی سے متصل نہیں ہوتا۔

٥- اللہ تمام صفات میں اپنی خلق سے جدا ہے۔ "الف" بھی اپنے اوصاف کے اعتبار سے باقی حروف سے جداگانہ حیثیت رکھتا ہے۔

٦- اللہ نے مخلوق میں الفت پیدا کی، یعنی انھیں یکجا کیا، اسی طرح سے "الف" نے بھی دوسرے حروف کو یکجا کر رکھا ہے۔

١٠- تفسیر علی بن ابراہیم میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

علیؑ وہ کتاب ہیں جس میں شک نہیں۔ "اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ" جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں، یعنی جو بعث، نشور

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور وعد و وعید کی تصدیق کرتے ہیں۔

۱۱- کتاب ''کمال الدین وتمام النعمۃ'' میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے ''الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ'' کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو قائم آلِ محمدؑ کے قیام کو حق سمجھتے ہیں۔

۱۲- اسی اسناد سے یحییٰ بن ابی القاسم سے مروی ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ''الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ'' کی تفسیر دریافت کی تو آپؑ نے فرمایا:

متقین، علی علیہ السلام کے شیعہ ہیں اور غیب سے مراد حضرت حجت الغائبؑ ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ (یونس: ۲۰)

اور وہ کہتے ہیں کہ اس پر اس کے پروردگار کی طرف سے ''آیت'(نشانی) کیوں نہیں اتاری گئی۔ آپ کہہ دیجیے کہ غیب اللہ کے لیے ہے پس تم انتظار کرو اور میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں''۔

اس آیت مجیدہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ ''آیت'' غیب ہے اور غیب سے مراد حجت ہے اور اس کی تصدیق قرآن حکیم کی اس آیت سے ہوتی ہے:

''وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً''...... ''ہم نے فرزندِ مریمؑ اور اس کی والدہ کو آیت بنایا' یعنی حجت بنایا۔

۱۳- مجمع البیان میں مرقوم ہے: ''يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ'' کے متعلق کہا گیا کہ غیب سے مراد وہ تمام اشیاء ہیں جن کا علم بندوں سے غائب ہے۔ چنانچہ ابن مسعود اور صحابہ کی ایک جماعت سے یہی مفہوم منقول ہے اور یہی مفہوم زیادہ مناسب ہے۔ ہمارے اصحاب نے اس سے غیبتِ مہدیؑ اور ان کے وقت ظہور کو جو مراد لیا ہے وہ بھی اسی غیب کی ایک کڑی ہے۔ غیب کے مفہوم کو صرف امامِ غائبؑ تک مخصوص کرنا صحیح نہیں ہے۔ ''وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝'' اور ہم نے انھیں جو رزق دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ انفاق کی ایک تعبیر وہ بھی ہے جسے محمد بن مسلم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا۔ آپؑ نے فرمایا: اس کا ایک معنی یہ بھی کہ ہم نے انھیں جو علم عطا کیا ہے وہ اسے پھیلاتے ہیں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۶ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۫ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۷

''بے شک جن لوگوں نے کفر کیا ہے آپ انھیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں ان کے لیے برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور ان کے لیے عذابِ عظیم ہے''۔

۱۴- اصول کافی میں ابی عمرو زبیری سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آپؑ مجھے کتاب اللہ کی روشنی میں کفر کی اقسام بتائیں؟

آپؑ نے فرمایا:

''کتاب اللہ میں پانچ قسم کا کفر مذکور ہے۔ ایک کفر جحود ہے یعنی وہ کفر جس کی بنیاد انکار پر قائم ہو اور اس ''کفر جحود'' کی دو قسمیں ہیں اور اس کفر کے پہلے درجہ پر ربوبیت کا انکار شامل ہے اور جو لوگ رب، جنت اور دوزخ کے منکر ہیں وہ سب اس میں شامل ہیں اور زنادقہ کی دو اقسام کا بھی یہی خیال تھا جنہیں ''دہریہ'' کہا جاتا تھا اور ان کے نظریہ کی ترجمانی خدا نے قرآن میں ان الفاظ سے کی ہے: ''وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ'' (ہمیں تو صرف زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے)۔ ان لوگوں نے کسی تحقیق کے بغیر اپنے لیے یہ نظریہ قائم کر لیا تھا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا: اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ (جاثیہ: ۲۴) ''یہ لوگ صرف ظن وتخمین سے ہی کام لیتے رہے ہیں''۔

اور ایسے ہی ''کفر جحود'' میں مبتلا افراد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۶

''بے شک جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کے لیے آپ کا ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے''۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس آیت میں ان کافروں کا ذکر کیا گیا ہے' جنہوں نے خدا کی توحید کا انکار کیا ہے۔ یہ کفر کی ایک قسم ہے۔

واضح رہے کہ حدیث طویل ہے' ہم نے بقدر ضرورت یہاں اس کا صرف ایک حصّہ نقل کیا ہے۔

۱۵۔ تفسیر علی بن ابراہیم میں مرقوم ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''کتاب خدا میں کفر کی پانچ اقسام بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک قسم کا نام ''کفر جحود'' ہے' یعنی وہ کفر جس کی بنیاد انکار پر قائم ہو۔ پھر اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) علم کے ساتھ انکار کرنا۔ (۲) علم کے بغیر انکار کرنا۔ اور علم کے بغیر انکار کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا:

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ○ (الجاثیه: ۲۴)

''اور وہ کہتے ہیں کہ یہ تو صرف دنیاوی زندگی ہے' ہم اسی میں مرتے ہیں اور اسی میں جیتے ہیں اور زمانہ ہی ہم کو ہلاک کر دیتا ہے' انھیں اس بات کا کوئی علم نہیں ہے یہ تو بس ان کے گمان اور خیالات ہی ہیں''۔

اور کفر جحود رکھنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑥

''بے شک جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کے لیے آپ کا ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے''۔

یہ کفر جحود رکھنے والے کافر تھے۔

واضح رہے کہ حدیث طویل ہے' ہم نے بقدر ضرورت یہاں صرف اس کا ایک حصّہ نقل کیا ہے۔

۱۶۔ عیون الاخبار میں ابراہیم بن ابی محمود سے روایت ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے ''خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ'' کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا:

''ختم'' سے کافروں کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگانا مراد ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ○ (النساء۴:۱۵۵)

''بلکہ خدا نے ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگائی ہے' چند قلیل افراد کے علاوہ وہ ایمان

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

نہیں لائیں گے"۔

(مقصد یہ ہے کہ اللہ کسی کو بھی جبراً ایمان سے محروم نہیں کرتا' اگر کسی کے دل پر مہر لگتی ہے تو اس میں خدا کا کوئی قصور نہیں ہوتا' بلکہ وہ شخص اپنے اعمال و افعال کی وجہ سے اپنے دل کو نورِ ایمان سے خالی کر دیتا ہے اور پھر اس کا دل اتنا تاریک ہو جاتا ہے کہ اس میں نور کی کرنوں کا گزر نہیں ہوتا۔ اس عمل کو (ختم) مہر اور پردے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس مفہوم کی مزید وضاحت حسب ذیل حدیث میں کی گئی ہے۔ من المترجم)

۱۷- احتجاج طبرسی میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے: آپؑ نے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰۤى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۫ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ (اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور ان کے لیے عذاب عظیم ہے) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر ایک نشانی لگا دی ہے جب ملائکہ اس نشانی کو دیکھتے ہیں تو انھیں معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی ہی نشانی ان کے کانوں پر بھی لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ یہ مہر اور پردے بھی خود ان کے اپنے پیدا کردہ ہیں' کیونکہ انھوں نے دین کے ان حقائق سے منہ موڑا ہے جن کے لیے انھیں حکم دیا گیا تھا اور جس چیز کا ان سے مطالبہ کیا گیا تھا اس میں انھوں نے تقصیر کی اور ایمان کے تقاضوں سے انھوں نے تغافل کیا تو ان کی حالت اس شخص کی سی ہو گئی جس کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہو اور وہ کچھ نہ دیکھ سکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ عبث و فساد سے بلند و بالا ہے اور اللہ کی شان اس سے کہیں بلند ہے کہ پہلے تو بندوں کو جبراً کسی چیز سے روک دے' پھر بندوں سے اس پر عمل کا مطالبہ کرنے لگ جائے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ "اُن کے لیے عذاب عظیم ہے"۔

یعنی آخرت میں ان کے لیے وہ عذاب تیار ہے جسے کفار کی سزا کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی کافروں پر عذاب نازل کرتا ہے اور اس عذاب کے دو مقصد ہوتے ہیں:

۱- بعض اوقات عذاب اس لیے نازل کیا جاتا ہے کہ وہ اس کی وجہ سے اپنی اصلاح کر لیں۔

۲- بعض اوقات ان کی بدکاریوں کی وجہ سے انھیں صفحۂ ہستی سے مٹانے کی غرض سے عذاب نازل کیا جاتا ہے' تاکہ کفار کے وجود سے زمین کو پاک کیا جائے اور انھیں اپنی عدل و حکمت کے سامنے لایا جائے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے حضرت امام جعفر صادق سے بھی اسی مفہوم کو نقل کیا ہے جسے ہم خوفِ طوالت

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے نقل کرنے سے قاصر ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ
بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸﴾ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ
اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹﴾ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ
اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَاِذَا
قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ
مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا
يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا
اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا
يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ښ وَاِذَا خَلَوْا
اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾
اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰۗىِٕكَ
الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ
وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۶﴾

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''اور کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا اور روزِ آخرت پر ایمان لاتے ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔ یہ لوگ اللہ اور اہلِ ایمان کو دھوکا دینا چاہتے ہیں حالانکہ وہ صرف اپنے آپ کو ہی دھوکا دے رہے ہیں اور وہ سمجھتے نہیں ہیں۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ اللہ نے ان کی بیماری کو اور زیادہ کر دیا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے کیونکہ وہ جھوٹ بولتے ہیں' اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد برپا نہ کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے لوگ ہیں۔ خبردار یہی لوگ ہی فسادی ہیں لیکن انھیں شعور نہیں ہے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم اسی طرح سے ایمان لاؤ جیسا کہ اور لوگ ایمان لائے ہیں تو وہ کہتے ہیں کیا ہم بے وقوفوں کی طرح سے ایمان لائیں۔ آگاہ رہو یہی لوگ ہی بے وقوف ہیں لیکن انھیں علم نہیں ہے۔ اور جب یہ لوگ اہلِ ایمان سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لا چکے ہیں اور اپنے شیاطین کے ساتھ خلوت میں جاتے ہیں تو ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں ہم تو صرف مذاق اڑانے والے ہیں۔ اللہ ان کا مذاق اڑائے گا اور انھیں سرکشی میں ڈھیل دے رہا ہے جو انھیں نظر نہیں آ رہی۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے میں گمراہی خرید کی ہے ان کو ان کی تجارت نے کوئی فائدہ نہ دیا اور وہ ہدایت حاصل کرنے والے نہ بنے''۔

۱۸- اصولِ کافی میں ابی بصیر سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:
حکم بن عتیبہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ کی آیت نازل فرمائی ہے۔ ''حکم'' مشرق و مغرب میں جہاں چاہے چلا جائے' لیکن اسے علم صرف اس گھرانے کے ہی افراد سے ملے گا جہاں جبرئیلؑ نازل ہوا کرتے تھے۔
واضح رہے کہ حکم بن عتیبہ کوفی الکندی عامہ کے فقہاء میں سے تھا۔ اس کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ اس کا تعلق

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

زیدیوں کے بتری فرقہ سے تھا۔ ابن فضال کا بیان ہے کہ حکم فقہائے عامہ میں سے تھا اور زرارہ' حمران اور طیار جب تک عامی تھے وہ ان کا استاد تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ حکم مرجئی تھا اور ۱۱۵ھ کے لگ بھگ اس کی وفات ہوئی۔ اس کی مذمت میں بہت سی روایات وارد ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے تنقیح المقال مامقانی کا مطالعہ فرمائیں۔ (من المحشی)

۱۹- کتاب الخصال میں اصبغ بن نباتہ سے منقول ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا:

''نفاق چار ستونوں پر قائم ہے: ۱- خواہشِ نفس ۲- سُست انگاری ۳- کینہ توزی ۴- طمع کاری

خواہش نفس کی چار شاخیں ہیں: ۱- ستم گاری ۲- دست اندازی ۳- شہوت رانی ۴- سرکشی۔ جس نے ستم گاری اختیار کی اس کی پریشانیاں اور پشیمانیاں بڑھ جائیں گی اور جو کوئی دست اندازی کرے گا اس کی غلطیوں سے کوئی محفوظ نہیں ہوگا اور اس کے دل کو قرار میسر نہیں آئے گا۔

اور جس نے اپنے آپ کو شہوت رانی سے نہ روکا تو وہ ناپسندیدہ امور میں گھس جائے گا اور جس نے سرکشی کی تو اس سے یقین رخصت ہو جائے گا اور اس کے پاس کوئی دلیل باقی نہیں رہے گی۔

سُستی' دھوکا دہی' تاخیر اور آرزوئیں قائم کرنا سُست انگاری کی شاخیں ہیں۔ کیونکہ سُستی دین حق سے روک دیتی ہے اور عمل میں تاخیر عمل سے محروم کر دیتی ہے اور موت تک پہنچا دیتی ہے اور اگر آرزوؤں کا پھیلاؤ نہ ہوتا تو انسان کو اپنی حقیقت اور حیثیت کا علم ہو جاتا اور اگر اسے اپنی حیثیت کا علم ہو جاتا تو خوف و گھبراہٹ سے مر جاتا۔

تکبر' فخر' طرفداری اور بے جا تعصب کینہ توزی کی شاخیں ہیں۔ جس نے تکبر کیا وہ تنزلی میں گرا اور جس نے فخر کیا نابکار ہوا اور جس نے خواہ مخواہ کی طرفداری کی اس نے گناہوں پر اصرار کیا اور جس نے بے جا تعصب سے کام لیا وہ ظالم بنا اور وہ معاملہ انتہائی خراب ہے جو تکبر' تنزل' نابکاری اور ظلم کے درمیان ہو۔

ضرورت سے زیادہ خوشی' اکڑپن' کثرت طلبی اور لیچڑپن طمع کی شاخیں ہیں۔ ضرورت سے زیادہ خوشی خدا کو ناپسند ہے۔ اکڑپن تکبر ہے اور لیچڑپن گناہوں کے جال میں پھنسنے والے کے لیے مصیبت ہے اور کثرت طلبی بے کار کام ہے اور یہ اچھائی کو برائی میں تبدیل کرنے کا دوسرا نام ہے۔ چنانچہ یہ نفاق کے ستون اور اس کی شاخیں ہیں۔

۲۰- کتاب ثواب الاعمال میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ کل کی نجات کس چیز میں مضمر ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: نجات اس میں ہے کہ تم خدا کو دھوکا دینے کی کوشش نہ کرو' ورنہ وہ تمھیں دھوکا دے گا' اور جسے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خدا دھوکا دے تو اس سے ایمان سلب کر لیتا ہے' اگرچہ ایک شعر کے ذریعہ سے ہی کیوں نہ ہو۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کوئی انسان خدا کو دھوکا کس طرح سے دے سکتا ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص خدا کے فرمان پر عمل کرے اور اس کا ارادہ غیر اللہ کی رضا حاصل کرنے کا ہو۔ اللہ سے ڈرو اور ریا کاری سے پرہیز کرو' کیونکہ ریا خدا کے ساتھ شرک ہے۔

۲۱۔ مصباح الشریعہ میں مرقوم ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ تم اپنے باطن کی کسی بھی کیفیت کو خدا سے نہیں چھپا سکتے اور تم اسے دھوکا نہیں دے سکتے۔ اللہ کسی کے دھوکے میں نہیں آتا' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

"منافقین اللہ اور اہلِ ایمان کو دھوکا دینا چاہتے ہیں حالانکہ وہ اپنے آپ کو ہی دھوکا دے رہے ہیں لیکن انھیں اس بات کا شعور نہیں ہے"۔

۲۲۔ تفسیر مجمع البیان میں وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَيٰطِيْنِهِمْ (جب وہ اپنے شیاطین کے ساتھ خلوت میں جاتے ہیں) کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

"اس سے مراد ان کے کاہن ہیں۔ وہ جا کر ان سے کہتے ہیں کہ ہم تو تمھارے ہی ساتھ ہیں اور ہم تو "اٰمَنَّا" کہہ کر اصحاب محمدؐ سے مذاق کرتے ہیں۔

۲۳۔ عیون الاخبار میں علی بن فضال کے والد سے منقول ہے اس نے کہا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے صفات خداوندی کے متعلق پوچھا۔ آپؑ نے جواب کے دوران فرمایا:

"اللہ نہ تو کسی کا ٹھٹھہ اڑاتا ہے اور نہ مذاق کرتا ہے اور نہ مکر کرتا ہے اور نہ ہی وہ کسی کو دھوکا دیتا ہے۔ البتہ اللہ ان اعمال کا بدلہ ضرور دیتا ہے۔ اللہ کی شان اس سے کہیں بلند و بالا ہے جو ظالم بیان کرتے ہیں"۔

۲۴۔ احتجاج طبرسی میں امیر المومنین علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے۔ اس حدیث میں آپؑ نے یہ الفاظ بھی فرمائے:

"اگر ملعون منافقوں کو ان آیات کی تاویل کا علم ہو جاتا جو میں نے تیرے سامنے بیان کی ہیں تو وہ ان آیات کو قرآن میں شامل ہی نہ ہونے دیتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حجت کو قائم رکھنا تھا اور حجت بالغہ خدا کی طرف سے ہی ہے'

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس لیے اللہ نے ان کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے اور ان کے دلوں پر حجاب پڑ گئے۔ انھوں نے ان آیات کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ لہٰذا خوش نصیب افراد ان آیات سے تنبیہ حاصل کرتے رہیں گے اور بدنصیب ان سے اندھے ہی رہیں گے۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ﴿١٧﴾ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿١٨﴾ أَوْ كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۚ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ۖ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾

"ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی جب ہر طرف روشنی پھیل گئی تو اللہ نے ان کی روشنی کو سلب کر لیا اور انھیں اندھیروں میں چھوڑ دیا جہاں انھیں کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ یہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں۔ وہ پلٹ کر نہیں آئیں گے۔ یا ان کی مثال آسمان سے اترنے والی اس بارش کی سی ہے جس میں تاریکیاں اور گرج اور چمک ہو۔ بجلیوں کی کڑک سے انھیں موت کا خطرہ محسوس ہو اور وہ اس کی وجہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہوں۔ اور اللہ کافروں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ قریب ہے کہ بجلی کی چمک ان کی آنکھوں کو اُچک لے۔ جب چمک ہوتی ہے تو وہ چل پڑتے ہیں اور جب اندھیرا ہو تو رُک جاتے ہیں اور اگر خدا چاہے تو ان کے کانوں اور آنکھوں کو ختم بھی کر سکتا ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے"۔

۲۵- روضہ کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ○ (الانعام:۵۸)

"کہہ دیجیے اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کی تمھیں جلدی ہے تو اب تک ہمارے اور تمھارے درمیان فیصلہ ہو گیا ہوتا اور اللہ ظلم کرنے والوں کو اچھی طرح سے جانتا ہے"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کے بعد منافقین سے فرمایا:

"اگر مجھے حکم ہوتا تو میں تمھیں تمھارے سینوں میں چھپی ہوئی خواہش کے متعلّق بتا دیتا کہ تم کس طرح سے میری جلدی موت کی تمنا کر رہے ہو۔ تم چاہتے ہو کہ مجھ پر جلد موت آ جائے اور تم میرے بعد میرے اہل بیتؑ پر ظلم کر سکو اور پھر تمھاری مثال اس شخص کی سی ہو جس نے آگ روشن کی اور جب اردگرد کا ماحول روشن ہو جائے تو خدا ان کا نور ان سے سلب کر لے"۔

یعنی جب زمین محمدؐ کے نور سے یوں چمک اٹھی ہو جیسا کہ سورج کی روشنی سے زمین چمکنے لگتی ہے۔ اللہ نے مجھے سورج سے تشبیہ دی ہے اور میرے وصی کو چاند سے تشبیہ دی ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا (یونس:۵)

"وہی تو ہے جس نے سورج کو ضیاء اور چاند کو نور بنایا ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ - (یٰس:۳۷)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''اور ان کے لیے ایک نشانی رات ہے جس سے ہم دن کو کھینچ لیتے ہیں اور وہ لوگ اندھیرے میں چلے جاتے ہیں''۔

چنانچہ دنیا سے میرے رخصت ہونے کے ساتھ تاریکی پھیل جائے گی اور لوگوں کو میری اہل بیتؑ کی فضیلت دکھائی نہیں دے گی اور یوں ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ (خدا ان کی روشنی کو سلب کرے اور انھیں اندھیروں کے سپرد کر دے جس میں انھیں کچھ بھی دکھائی نہ دے) کا منظر قائم ہو جائے گا۔

واضح رہے کہ یہ روایت کافی لمبی ہے۔ ہم نے یہاں بقدر ضرورت اس کا ایک حصہ نقل کیا ہے۔

۲۶- عیون الاخبار میں ابراہیم بن ابی محمود سے مروی ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا:

''اللہ کے لیے لفظ ''ترک'' اس مفہوم میں استعمال نہیں ہوتا جس مفہوم میں اس لفظ کو مخلوق کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ خدا کی طرف سے ''ترک'' کا مفہوم یہ ہے کہ جب خدا دیکھتا ہے کہ لوگ کفر و ضلالت سے باز نہیں آرہے تو ان سے اپنا لطف و کرم روک لیتا ہے اور انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے''۔

۲۷- روضہ کافی میں جابر بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب کے نام ایک طویل مراسلہ بھیجا جس میں آپؑ نے بہت سی نصیحتوں کے علاوہ یہ نصیحت بھی کی۔

اپنی زبانوں کو جھوٹ، بہتان، گناہ اور سرکشی کی باتوں سے بچاؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ باتیں ناپسند ہیں اور اللہ ان باتوں سے منع کرتا ہے اور زبان کی آزادی انسان کی ہلاکت اور خدا کی ناراضگی کا سبب ہے۔ ایسے افراد بہرے، گونگے اور اندھے ہیں اور قیامت کے دن یہ لوگ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ کا عملی نمونہ ہوں گے۔ وہ بول نہ سکیں گے اور انھیں بولنے کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ اپنے لیے کوئی عذر پیش کر سکیں۔

۲۸- مجمع البیان میں مرقوم ہے: کہا جاتا ہے کہ ''رعد'' ایک تسبیح خواں فرشتے کا نام ہے اور ہمارے ائمہ سے بھی یہی منقول ہے۔

۲۹- من لایحضرہ الفقیہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''رعد'' (بادل کی کڑک) ایک فرشتہ کی آواز ہے اور ''برق'' (بادل کی چمک) اس کا لپکتا ہوا کوڑا ہے۔

۳۰- ایک روایت میں مذکور ہے کہ ''رعد'' ایک فرشتہ ہے جو جسامت میں مکھی سے بڑا اور بھڑ سے چھوٹا ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۳۱- ابو بصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ "رعد" کیا کہتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: "جس طرح سے کوئی شخص اونٹوں کے گلّے کو ہائے ہائے کہہ کر چلاتا ہے اسی طرح سے فرشتہ بھی کڑک پیدا کر کے بادلوں کو چلاتا ہے"۔

ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں، "برق" کیا چیز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: "یہ ملائکہ کے ایک طرح کے کوڑے ہیں جس سے بادل کو وہاں لے جاتے ہیں جہاں خدا بارش کا حکم دیتا ہے"۔

قدرت خدا

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

"بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے"۔

۳۲- کتاب التوحید میں امام علی نقی علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے۔ اس میں باقی باتوں کے علاوہ آپؑ نے یہ بھی فرمایا:

"جب تم اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ کہتے ہو تو تم اس بات کی خبر دیتے ہو کہ اللہ کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی۔ ان الفاظ کے ذریعے سے تم خدا سے عاجزی کی نفی کرتے ہو اور غیر اللہ کو عاجز ثابت کرتے ہو۔

۳۳- اسی اسناد سے ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا' آپؑ فرمایا کرتے تھے:

"ہمارا رب اس وقت بھی عالم تھا جب "معلوم" چیز ہی وجود میں نہیں آئی تھی اور وہ اس وقت بھی "سمیع" (سننے والا) تھا جب سنی جانے والی کوئی آواز پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اور وہ اس وقت بھی "بصیر" (دیکھنے والا) تھا جب دکھائی دینے والی کوئی چیز ابھی خلق ہی نہیں ہوئی تھی اور وہ اس وقت بھی "قدیر" (صاحبِ قدرت) تھا جب کہ کوئی زیر قدرت چیز منصہ شہود پر نہیں آئی تھی۔ اور جب اس نے اشیاء کو پیدا کیا تو جو چیز "معلوم" تھی خدا کا علم اس پر واقع ہوا اور جو چیز "مسموع" تھی خدا کی سماعت اس پر واقع ہوئی اور جو چیز مُبصَر (قابل رویت) تھی خدا کی بصارت اس پر پڑی اور جو چیز "مقدور" (زیر قدرت) تھی خدا کی قدرت اس پر پڑی۔

اشیاء کی خلقت سے قبل علم' سمع' بصر اور قدرت اس کی عین ذات تھیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۳۴۔ کتاب التوحید میں مرقوم ہے کہ مشہور دہریہ عبداللہ دلیصانی امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگرد ہشام بن الحکم کے پاس آیا اور اس نے ان سے کہا: کیا تم رب کے قائل ہو؟

ہشام نے کہا: جی ہاں میں رب پر ایمان رکھتا ہوں۔

دلیصانی نے کہا: کیا تمھارا رب قادر بھی ہے؟

ہشام نے کہا: جی ہاں ہمارا رب قادر اور غالب ہے۔

دلیصانی نے کہا: کیا تمھارے رب کے پاس یہ قدرت موجود ہے کہ وہ پوری دنیا کو ایک انڈے میں اس طرح سے بند کرے کہ نہ تو دنیا کا حجم چھوٹا ہو اور نہ ہی انڈے کی ضخامت میں فرق پڑے؟

ہشام نے کہا: اس سوال کے جواب کے لیے مجھے مہلت دو۔

دلیصانی نے کہا: میری طرف سے تمھیں پورے سال تک مہلت ہے۔

یہ سوال کر کے وہ چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ہشام نے سفر کیا اور امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے دربان سے داخلہ کی اجازت لی۔ جب اسے اجازت ملی تو اس نے امام علیہ السلام سے کہا:

فرزند رسولؐ! عبداللہ دلیصانی نے مجھ کو ایک ایسی مشکل میں پھنسا دیا ہے جس سے صرف خدا اور آپؑ ہی مجھے نجات دلا سکتے ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے پوچھا کہ اس نے تجھ سے کیا پوچھا تھا؟

ہشام نے کہا کہ اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا خدا کے پاس اس بات کی قدرت ہے کہ پورے جہان کو ایک انڈے میں اس طرح سے بند کرے کہ نہ تو جہان سمٹے اور نہ ہی انڈا بڑا ہو؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"ہشام! تمھارے حواس کتنے ہیں؟

ہشام نے کہا: مولا! پانچ ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ان سب میں سے چھوٹا حاسہ کون ہے؟

ہشام نے کہا: مولا! آنکھ سب سے چھوٹی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اس آنکھ میں نگاہ کتنی بڑی ہوتی ہے؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے۔

ہشام نے کہا: مسور کے دانے کے برابر یا اس سے بھی حجم میں کچھ کم ہوتی ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اب ذرا نظر اٹھا کر اپنے آگے پیچھے اور اوپر دیکھو اور دیکھ کر بتاؤ کہ تم نے اس سے کیا کچھ دیکھا ہے؟

ہشام نے کہا: مولاؑ! مجھے اس سے زمین' آسمان' مکانات و محلات' پہاڑ اور دریا دکھائی دیتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جو ذات اتنے بڑے اجسام کو ایک ننھے سے عدسہ نگاہ میں داخل کر سکتی ہے اگر وہ چاہے تو پوری کائنات کو ایک انڈے میں اس طرح سے داخل کر سکتی کہ نہ تو کائنات چھوٹی ہو اور نہ ہی انڈا بڑا ہو۔

جب ہشام نے امام علیہ السلام کا یہ جواب سنا تو اس نے جھک کر آپؑ کے سر' ہاتھ اور پاؤں کا بوسہ لیا اور کہا:

فرزندِ رسولؐ! اب مجھے جواب مل گیا ہے۔

۳۵- کتاب التوحید میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ابلیس نے حضرت عیسٰی علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ کا رب زمین کو ایک انڈے میں اس طرح سے داخل کر سکتا ہے کہ نہ تو زمین چھوٹی ہو اور نہ ہی انڈہ بڑا ہو؟

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا:

تجھ پر افسوس! اللہ کو عاجزی کی صفت سے موصوف نہیں کیا جا سکتا اور اس سے بڑھ کر اور زیادہ قدرت کس کے پاس ہے کہ وہ زمین کو لطیف بنا دے اور انڈے کو بڑا کر دے۔

۳۶- امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کا رب دنیا کو ایک انڈے میں اس طرح سے داخل کر سکتا ہے کہ نہ تو زمین چھوٹی ہو اور نہ ہی انڈے کا حجم بڑھے؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کو عاجزی کی صفت سے منسوب نہیں کیا جا سکتا اور جو کچھ تو نے پوچھا ہے ایسا کبھی نہیں ہوگا۔

۳۷- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا کہ کیا اللہ اس بات پر قادر ہے کہ زمین کو ایک انڈے میں اس طرح سے داخل کر دے کہ نہ تو زمین چھوٹی ہو اور نہ ہی انڈا بڑا ہو؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: تجھ پر افسوس! اللہ کو عاجز نہیں کیا جا سکتا اور اس سے بڑھ کر کس کے پاس یہ قوت

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے کہ زمین کو نرم کر دے اور انڈے کو بڑا کر دے۔

۳۸- ایک شخص نے بعینہٖ یہی مسئلہ امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا تو آپؑ نے فرمایا:

جی ہاں خدا اس پر قادر ہے بلکہ اگر چاہے تو دنیا و مافیہا کو انڈے سے بھی چھوٹی چیز میں داخل کر سکتا ہے۔ اللہ نے یہ دنیا تیری آنکھوں میں رکھی ہے جب کہ وہ تو انڈے سے کہیں چھوٹی ہیں۔ جب تو آنکھیں کھولتا ہے تو تجھے زمین و آسمان دکھائی دینے لگ جاتے ہیں اور اگر وہ چاہتا تو تمھیں ان سے اندھا بھی بنا سکتا تھا۔

يَآيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ
فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۖ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ
مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

”اے انسانو! اپنے اس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمھیں پیدا کیا اور جس نے تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا شاید تم پرہیزگار بن سکو۔ اسی پروردگار نے تمھارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی برسا کر تمھاری روزی کے لیے زمین سے پھل نکالے۔ لہٰذا تم جان بوجھ کر اللہ کے لیے شریک نہ بناؤ“۔

۳۹- کتاب عیون الاخبار میں فضل بن شاذان نے امام علی رضا علیہ السلام سے احکام شریعت کے کچھ علل و اسباب نقل کیے ہیں اور اس ضمن میں یہ الفاظ مرقوم ہیں:

”اگر یہ سوال کیا جائے کہ بندے خدا کی عبادت کیوں کریں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بندوں پر خدا کی عبادت اس لیے فرض کی گئی تا کہ وہ خدا کی یاد کو بھلا نہ دیں اور اس کے مقرر کردہ آداب کو نہ چھوڑیں اور اس کے اوامر و نواہی سے غافل

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نہ ہو جائیں۔ عبادت میں انسانوں کی صلاح و فلاح کا راز مضمر ہے۔ اگر ان پر بندگی کے تقاضوں کو فرض نہ کیا جاتا تو ان کے دل سخت ہو جاتے۔

۴۰۔ کتاب التوحید میں امام علی رضا علیہ السلام کا توحید کے متعلق ایک خطبہ مرقوم ہے۔ اس خطبہ میں آپؑ نے فرمایا:

''عبادتِ خدا کی ابتدا معرفتِ خدا سے ہوتی ہے اور معرفتِ خدا کی بنیاد اس کی توحید ہے اور توحیدِ الٰہی کی بنیاد اس سے صفات کی نفی پر قائم ہے۔ کیونکہ عقول اس بات کے گواہ ہیں کہ ہر صفت و موصوف مخلوق ہوتی ہے اور ہر مخلوق اس بات کی گواہ ہے کہ اس کا ایک ایسا خالق ہے جو نہ تو صفت ہے اور نہ موصوف ہے اور ہر صفت و موصوف اپنے حادث ہونے کے گواہ ہیں اور حدوث اس بات کا گواہ ہے کہ جس میں وہ پایا جائے گا وہ ازلی نہیں ہوگا اور حدوث سے پاک نہیں ہوگا۔

۴۱۔ اصولِ کافی میں عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو خط لکھا یا میں نے ان سے کہا: میں آپؑ پر قربان جاؤں، ہم رحمٰن رحیم واحد احد اور صمد کی عبادت کرتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: جس نے مسمّٰی کو چھوڑ کر اسم کی عبادت کی تو اس نے شرک و کفر کا ارتکاب کیا اور اس نے معبود کا انکار کیا اور اس نے کسی چیز کی بھی عبادت نہیں کی۔ میں تو اس اللہ واحد احد اور صمد کی عبادت کرتا ہوں جس کے یہ تمام نام ہیں۔ نام تو صفات ہیں جن سے اللہ نے اپنی وصف بیان کی ہے۔

۴۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ اور اس کی قدرت کے متعلق زیادہ سے زیادہ غور و فکر کرنا افضل ترین عبادت ہے۔

۴۳۔ معمر بن خلاد کا بیان ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا:
نماز روزے کی کثرت کا نام عبادت نہیں۔ عبادت امرِ الٰہی میں غور و فکر کرنے کا نام ہے۔

۴۴۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حرام سے بچنا سب سے بڑی عبادت ہے۔

۴۵۔ امام علی زین العابدین نے فرمایا: خدا کے فرائض پر عمل کرنے والا لوگوں میں سے بہت بڑا عابد ہے۔

۴۶۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: عبادت تین طرح کی ہے:

۱۔ کچھ لوگ دوزخ کے خوف سے اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ غلاموں کی عبادت ہے۔

۲۔ کچھ لوگ اللہ کی محبت کی وجہ سے عبادت کرتے ہیں۔ یہ آزاد لوگوں کی عبادت ہے اور یہی افضل ترین عبادت ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۴۶- کچھ لوگ جنت کے لالچ میں عبادت کرتے ہیں۔ یہ تجار والی عبادت ہے۔

۴۷- معانی الاخبار میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

''عبادت کے ستر اجزاء ہیں اور اس کا افضل ترین حصہ طلب حلال ہے''۔

۴۸- عیون الاخبار میں امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

''ہماری ذریت کو دیکھنا عبادت ہے''۔

پوچھا گیا: ''فرزندِ رسولؐ! کیا صرف ائمہ کا دیکھنا عبادت ہے یا تمام ذریتِ پیغمبرؐ کا دیکھنا عبادت ہے؟''

آپ نے فرمایا: ''اگر ذریتِ پیغمبرؐ منہاج رسولؐ سے جدا نہ ہو اور نافرمانی میں ملوث نہ ہو تو سب کا دیکھنا عبادت ہے''۔

۴۹- کتاب الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

''خاموشی اور اس کے گھر کی طرف چل کر جانے سے بڑھ کر خدا کی اور کسی چیز سے عبادت نہیں کی گئی (یعنی خاموشی اور بیت اللہ کی طرف جانا افضل عبادت ہے)''۔

۵۰- امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

''سمجھ بوجھ کے بغیر کوئی عبادت' عبادت نہیں ہے''۔

۵۱- حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

''علیؑ! جو ان فرائض کو ادا کرے جو خدا نے اس پر واجب کیے ہیں تو وہ لوگوں کے بہت بڑے عابدوں میں سے ایک عابد ہے''۔

زمین کی مصلحتیں

۵۲- عیون الاخبار میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً (جس نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے زمین کو تمھاری طبیعتوں کے مطابق اور تمھارے اجسام کی ضروریات کے موافق پیدا کیا ہے۔ اللہ نے زمین کو سخت گرم نہیں بنایا ورنہ وہ تمھیں جلا دیتی اور زمین کو سخت ٹھنڈا نہیں بنایا ورنہ وہ تمھیں منجمد کر کے رکھ دیتی اور زمین کو

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

زیادہ خوشبودار نہیں بنایا ورنہ تمھارے سر میں درد پیدا کرتی اور زمین کو بدبودار نہیں بنایا ورنہ تم کو ہلاک کر دیتی۔ زمین کو پانی کی طرح سے زیادہ نرم نہیں بنایا ورنہ تمھیں غرق کر دیتی اور اسے زیادہ سخت نہیں بنایا ورنہ اس پر تمھارے گھر اور مکانات نہ بنتے اور اس میں تمھاری قبریں نہ بنتیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے اسے اتنا ہی ٹھوس بنایا ہے جس سے تم فائدہ حاصل کر سکو اور اسے سکون دیا ہے تاکہ تمھارے اجسام اور مکانات اس پر ٹھہر سکیں اور اسے اس لائق بنایا ہے کہ اس پر تمھارے گھر تعمیر ہو سکیں اور اس میں تمھاری قبریں کھودی جا سکیں۔ اس کے علاوہ اس میں بہت سے فوائد رکھے ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا بنایا ہے اور آسمان کو تمھارے لیے چھت بنایا ہے۔ آسمان تمھارے اوپر ایک محفوظ چھت ہے اور تمھارے فوائد کے لیے اس میں اللہ تعالیٰ نے سورج' چاند اور ستاروں کو گردش دی ہے۔

وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً (اور اللہ نے آسمان سے پانی اتارا) یعنی اللہ نے بارش نازل کی۔ اللہ تعالیٰ اوپر سے بارش برساتا ہے تاکہ اس کا پانی پہاڑوں کی چوٹیوں اور بلند و بالا ٹیلوں اور پست وادیوں تک بھی پہنچ سکے۔ اللہ تعالیٰ بارش کو قطرات کی شکل میں نازل کرتا ہے تاکہ وہ آسانی سے زمین میں جذب ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ بارش کو یکدم اور اکٹھا کر کے نازل نہیں کرتا ورنہ کھیت تباہ ہو جاتے اور پھل پھول اور درخت ختم ہو جاتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بارش کو ذریعہ رزق بنایا اور اس کے ذریعہ سے زمین کو زندگی ملتی ہے اور اس سے انسانوں اور جانوروں کی غذا پیدا ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ان عظیم احسانات کا تقاضا صرف یہی ہے:

فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

"پس تم جان بوجھ کر اللہ کے شریک نہ بناؤ"۔

محسنِ حقیقی خدا کے ہوتے ہوئے مورتیوں اور بتوں کو پوجنا بے وقوفی ہے اور وہ شخص کتنا بڑا احمق ہے جو بے جان بتوں کی پوجا کرے جو کہ نہ تو کچھ سن سکتے ہیں اور نہ ہی کچھ دیکھ سکتے ہیں اور جن کے پاس کسی طرح کی کوئی طاقت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا یہی تقاضا ہے کہ انسان اپنے محسن حقیقی خدا کی عبادت کریں اور اسے چھوڑ کر غیر اللہ کے دروازے پر نہ جھکیں۔

۵۳۔ کتاب علل الشرائع میں ہے کہ جیسے ہی بارش کے پہلے قطرے زمین پر پڑتے تھے تو حضرت علی علیہ السلام باہر نکل کر ان میں کھڑے ہو جاتے تھے یہاں تک کہ آپ کا سر اور داڑھی اور آپ کے کپڑے بارش سے بھیگ جاتے تھے۔ لوگ آپ سے کہتے تھے کہ آپ برساتی لے لیں۔ آپ جواب میں فرماتے تھے: یہ پانی ابھی ابھی عرش سے ہو کر آ رہا ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

پھر آپ فرماتے تھے:

عرش کے نیچے ایک سمندر ہے اس کے ذریعہ سے جانداروں کے رزق اُگتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ رحمت کرتے ہوئے کسی چیز کو اُگانے کا ارادہ کرتا ہے تو اس سمندر کو وحی کرتا ہے۔ وہ خدا کی مشیت کے مطابق ایک آسمان پر بارش برساتا ہے۔ پھر وہ بارش دوسرے آسمانوں تک پہنچتی ہے اور وہاں سے ہوتی ہوئی آسمانِ دنیا تک پہنچتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان قطرات رزق کو بادلوں کے حوالے کرتا ہے۔ بادل چھلنی کی طرح سے ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ بادلوں کو وحی کرتا ہے کہ اس رزق کو پیس کر اپنے اندر اسی طرح سے گھول لو جیسا کہ پانی میں نمک گھول دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اسے حکم دیتا ہے کہ جا کر موسلادھار انداز میں برس یا ہلکے قطرات کی شکل میں جا کر برس۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سے حکم پا کر بادل اسی طرح سے برستے ہیں جیسا کہ انھیں حکم ملا ہوتا ہے۔ اور بارش کے ہر قطرے کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اسے اس کے مقام پر رکھتا ہے۔ آسمان سے جتنی بھی بارشیں ہوتی ہیں اللہ کی طرف سے ان کا وزن مقرر ہوتا ہے اور قطرات کی تعداد کی حد مقرر ہوتی ہے۔ البتہ حضرت نوحؑ کے زمانہ میں جو طوفان آیا تھا اس کا وزن اور قطرات کی تعداد مقرر شدہ نہیں تھی۔

۵۴- نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

فسبحان من امسكها بعد موجان مياهها واجمدها بعد رطوبة اكنافها فجعلها لخلقه مهادا وبسطها لهم فراشا فوق بحرلجي راكد لا يجري وقائم لا يسري تكركره الرياح العواصف وتمخضه الغمام الذوارف، ان في ذٰلك لعبرة لمن يخشى۔

"پاک ہے وہ ذات جس نے پانی کی طغیانوں کے بعد زمین کو تھام رکھا اور اس کے اطراف و جوانب کو تربتر ہونے کے بعد خشک کیا اور اسے اپنی مخلوقات کے لیے گہوارہ (استراحت) بنایا اور ایک ایسے گہرے دریا کی سطح پر اس کے لیے فرش بچھایا جو تھما ہوا ہے' بہتا نہیں اور رکا ہوا ہے جنبش نہیں کرتا جسے تند ہوائیں اِدھر سے اُدھر دھکیلتی رہتی ہیں اور برسنے والے بادل اسے متھ کر پانی کھینچتے رہتے ہیں۔ بے شک ان چیزوں میں اللہ سے ڈرنے والے کے لیے سامانِ عبرت ہے"۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ
مِنْ مِثْلِهِ ۖ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ
صَادِقِينَ ﴿٢٣﴾ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ
الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿٢٤﴾
وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ
رِزْقًا ۙ قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَأُتُوا بِهِ
مُتَشَابِهًا ۖ وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ ۖ وَهُمْ فِيهَا
خَالِدُونَ ﴿٢٥﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَا
بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ
الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۖ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ
مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا ۙ وَيَهْدِي
بِهِ كَثِيرًا ۚ وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ﴿٢٦﴾ الَّذِينَ
يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ ۖ وَيَقْطَعُونَ مَا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

أَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنۡ يُّوۡصَلَ وَيُفۡسِدُوۡنَ فِي الۡاَرۡضِ ؕ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۲۷﴾ كَيۡفَ تَكۡفُرُوۡنَ بِاللّٰهِ وَكُنۡتُمۡ
اَمۡوَاتًا فَاَحۡيَاكُمۡ ۚ ثُمَّ يُمِيۡتُكُمۡ ثُمَّ يُحۡيِيۡكُمۡ ثُمَّ اِلَيۡهِ
تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۸﴾ هُوَ الَّذِيۡ خَلَقَ لَكُمۡ مَّا فِي الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا ۗ
ثُمَّ اسۡتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَهُوَ
بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۲۹﴾

''اگر تمھیں اس (قرآن) میں شک ہے جسے ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو تم اس جیسا ایک سورہ لے آؤ اور اللہ کے علاوہ اپنے تمام مددگاروں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ پس اگر تم نے ایسا نہ کیا اور تم ہرگز ایسا کر نہ سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے جسے کافروں کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ اور آپ ان لوگوں کو خوش خبری دے دیں جو ایمان لائے اور جنھوں نے نیک عمل کیے ان کے لیے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ انھیں جب بھی وہاں کسی پھل کا رزق دیا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہمیں اس سے پہلے بھی دیا جا چکا ہے' حالانکہ انھیں اس سے ملتے جلتے پھل دیئے جائیں گے اور وہاں ان کے لیے پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے''۔

اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ وہ مچھر یا اس سے کسی بڑی چیز کی مثال بیان کرے جو ایمان والے ہیں وہ تو جانتے ہیں کہ یہ ان کے پروردگار کی طرف سے حق ہے اور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وہ لوگ جو کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ آخران مثالوں سے خدا کا کیا مقصد ہے۔ خدا اس طرح سے بہت سے لوگوں کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور بہت سوں کو اس سے ہدایت دیتا ہے اور اس سے گمراہ صرف فاسق ہی ہوتے ہیں۔ وہ جو خدا کے ساتھ مضبوط عہد و پیمان کے بعد اس کے عہد کو توڑ دیتے ہیں اور جسے خدا نے جوڑنے کا حکم دیا ہے وہ اسے کاٹ دیتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں۔ یہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ تم اللہ کا انکار کیسے کرسکتے ہو جب کہ تم مردہ تھے۔ اس نے تمھیں زندگی عطا کی پھر وہ تمھیں موت دے گا پھر تمھیں زندہ کرے گا۔ پھر تم اس کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔ وہی تو وہ خدا ہے جس نے تمھارے لیے زمین کی تمام چیزیں پیدا کی ہیں۔ پھر اس نے آسمان کی طرف توجہ دی تو اس نے سات مستحکم آسمان بنا دیے اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

۵۵- اصول کافی میں جابر سے منقول ہے کہ حضرت جبریلؑ اس آیت مجیدہ کو ان الفاظ سے لے کر نبی اکرمؐ پر نازل ہوئے تھے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ......

"اگر تمھیں اس بات میں کوئی شک ہے جسے ہم نے اپنے بندے پر (علیؑ کے متعلق) نازل کیا ہے تو تم اس جیسی ایک سورت اپنی طرف سے بنا کر لے آؤ"۔

(مقصد یہ ہے کہ اس کی تاویل حضرت علیؑ کے متعلق ہے۔ من المترجم)

۵۶- مصباح الشریعہ میں مرقوم ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"لفظ 'عبد' کے تین حروف ہیں: عین - باء - دال۔ عین سے یہ مراد ہے کہ عبد کو معبود کا علم ہونا چاہیے اور باء سے "بونه عما سواه" یعنی عبد کو غیر اللہ سے علیحدہ ہونا چاہیے اور دال سے "دنوه من الله بلا كيف ولا حجاب" یعنی عبد کو کسی کیف و حجاب کے بغیر خدا کا قرب حاصل ہونا چاہیے۔

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۵۷- عیون الاخبار میں مذکور ہے کہ ابن سکیت نے امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضرت یہ فرمائیں کہ اللہ نے جنابِ موسیٰ کو ید بیضاء اور عصا کا معجزہ دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طب کا معجزہ عطا کیا مگر جب اللہ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا تو انھیں کلام وخطبہ کا معجزہ کیوں دیا؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو روانہ کیا تو اس وقت لوگوں میں جادو کا زور تھا اسی لیے وہ جادوگروں کے مقابلہ کے لیے ایسا معجزہ لے کر آئے جس سے ان کے جادو کا توڑ ہوا اور ان پر حجت قائم ہوئی۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روانہ کیا تو اس وقت لوگوں میں بیماریاں عام تھیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انھیں طب کا معجزہ عطا کیا۔ چنانچہ انھوں نے اپنے دست شفا سے مادر زاد اندھوں اور مبروص افراد کو تندرست کیا اور حکمِ خداوندی سے مُردے تک زندہ کیے۔ اور اس معجزہ سے لوگوں پر حجت قائم ہوئی اور جس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا تو اس وقت عرب معاشرے میں شعروشاعری اور خطبات کا بڑا زور تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پر قرآن نازل کیا جس کے واعظ واحکام نے شعروشاعری کو مغلوب کر دیا اور آنحضرت کو ان پر کامیابی نصیب ہوئی۔

جب ابن سکیت نے امام علیہ السلام کا یہ جواب سنا تو اس نے پکار کر کہا: ''میں نے آج تک آپؑ جیسا عالم کہیں نہیں دیکھا''۔

پھر اس نے امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس وقت مخلوق پر حجت کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: عقل خدا کی طرف سے حجت ہے۔ اس کے ذریعہ سے انسان خدا پر سچ بولنے والے کو پہچان کر اس کی تصدیق کر سکتا ہے اور خدا پر جھوٹ باندھنے والے کو پہچان کر اس کی تکذیب کر سکتا ہے۔

ابن سکیت نے کہا: خدا کی قسم! یہ ہے جواب۔

۵۸- کتاب احتجاج طبرسی میں حضرت امیرالمومنینؑ کی زبانی منقول ہے کہ ایک مرتبہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے کہ ہمارا گزر ایک پہاڑ سے ہوا جس کے ایک حصہ سے آنسو ٹپک رہے تھے اور وہ رو رہا تھا۔

رسولؐ خدا نے اس سے فرمایا: پہاڑ! تو کیوں رو رہا ہے؟

پہاڑ نے کہا: یا رسولؐ اللہ! ایک مرتبہ یہاں سے حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کا گزر ہوا تھا اور انھوں نے کہا تھا کہ دوزخ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں انسان اور پتھر جلیں گے۔ میں اس لیے رو رہا ہوں کہ کہیں مجھے دوزخ کا ایندھن نہ بننا پڑے۔

رسولِ خدا نے فرمایا: تو مت ڈر۔ وہ کبریت کا پتھر ہوگا۔

جب پتھر نے آنحضرت کا فرمان سنا تو اس کے آنسو تھم گئے اور وہ پرسکون ہوگیا۔

۵۹- ثمرات جنت کے متعلق تفسیر علی بن ابراہیم میں مرقوم ہے کہ اہلِ جنت کو ایک ہی پھل مختلف رنگوں میں پیش کیا جائے گا۔

۶۰- کتاب علل الشرائع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ کسی نے آپ سے پوچھا کہ جنت کو جنت کیوں کہا جاتا ہے؟

آپؐ نے فرمایا کیونکہ وہ ڈھکی ہوئی ہے اور بہتر و پاکیزہ اور خدا کے ہاں پسندیدہ ہے اور اہلِ جنت وہاں ہمیشہ رہیں گے۔

۶۱- اصولِ کافی میں ابوہاشم سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"دوزخی اس لیے دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے کیونکہ ان کی نیت یہ تھی کہ اگر انھیں ہمیشہ کی زندگی مل جائے تو وہ ہمیشہ خدا کی نافرمانی کرتے رہیں گے اور اہلِ جنت' جنت میں بھی ہمیشہ اس لیے رہیں گے کہ ان کی نیت یہ تھی کہ اگر انھیں ہمیشہ کی زندگی مل جائے تو وہ پوری زندگی اللہ کی اطاعت کرتے رہیں گے۔ چنانچہ نیت کی وجہ سے یہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

پھر آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ (اسراء:۸۴) "آپ کہہ دیں کہ ہر شخص اپنی نیت کے مطابق ہی عمل کرتا ہے"۔

۶۲- تفسیر علی بن ابراہیم میں "يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۝ (مریم:۸۵- جس دن ہم متقین کو رحمٰن کے سامنے مہمان بنا کر پیش کریں گے) کی تفسیر کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جب اہلِ جنت' جنت میں داخل ہوجائیں گے تو ان کے بائیں طرف ایک چشمہ ہوگا اور وہ اس سے غسل کریں گے۔ وہ چشمہ آبِ حیات ہوگا۔ اس کے بعد ان پر موت واقع نہیں ہوگی۔

۶۳- اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ – "بے شک اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ وہ مچھر یا اس سے بڑی کسی چیز کی مثال بیان کرے۔ جو ایمان والے ہیں وہ تو جانتے ہیں کہ یہ ان کے پروردگار کی طرف

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے حق ہے اور کافر کہتے ہیں کہ آخر ان مثالوں سے خدا کا کیا مقصد ہے۔ اس سے بہت سے لوگوں کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور بہت سوں کو ہدایت دیتا ہے"۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"خدا کی طرف سے یہ الفاظ ان لوگوں کی تردید کرتے ہیں جو یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ اللہ بندوں کو خود گمراہ کرتا ہے۔ پھر انھیں ان کی گمراہی کی وجہ سے عذاب دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان اللہ لا یستحی........... الی آخرہ۔

۶۴- مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے مچھر کی مثال اس لیے بیان کی تاکہ لوگوں کو اس بات کی طرف متوجہ کیا جائے کہ اگرچہ مچھر ایک چھوٹا سا جاندار ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو وہ تمام اعضاء عطا کیے ہیں جو ہاتھی کو عطا کیے ہیں۔ اللہ کی قدرت کا کرشمہ یہ ہے کہ اس نے مچھر کو کاٹنے کے لیے تیز دھار ڈنک عطا کیا اور اسے اُڑنے کے لیے پر بھی دیئے جو کہ ہاتھی کو میسر نہیں ہیں۔ اس سے اللہ یہ چاہتا ہے کہ اس کے مومن بندے اس کی صفت کے عجائبات اور اس کے حسنِ تخلیق کو ملاحظہ کریں"۔

۶۵- اصول کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے والد علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

فرزند! قاطع رحم کی دوستی سے پرہیز کرنا۔ میں نے اللہ کی کتاب میں دیکھا ہے کہ قاطع رحم پر تین بار لعنت کی گئی ہے اور ان میں سے ایک مقام سورہ البقرہ میں ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۪ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۲۷

"جو خدا کے ساتھ مضبوط عہد و پیمان کے بعد اس کے عہد کو توڑ دیتے ہیں اور جسے خدا نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں۔ یہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں"۔

یہ حدیث کافی طویل ہے ہم نے اس میں سے بقدر ضرورت حصّہ کو نقل کیا ہے۔

۶۶- عیون الاخبار میں امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین کی سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۤ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ فَسَوّٰىھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۭ وَھُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۲۹

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

''وہی تو وہ خدا ہے جس نے تمھارے لئے زمین کی تمام چیزیں پیدا کی ہیں پھر اس نے آسمان کی طرف توجہ دی تو اس نے سات مستحکم آسمان بنا دیئے اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے''۔

اللہ نے تمھارے لیے، زمین کی تمام چیزیں اس لیے پیدا کیں تاکہ تم ان سے عبرت حاصل کرو اور ان کے ذریعے سے خدا کی رضا حاصل کرو اور اس کے عذاب سے بچ سکو۔

ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَآءِ کا مقصد یہ ہے کہ پھر خدا آسمانوں کی تخلیق اور ان کے استحکام کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے سات مستحکم آسمان بنا دیے اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ وہ تمام اشیاء کی مصلحتوں سے واقف ہے۔ اسی نے تم بنی آدم کی مصلحتوں کے لیے زمین کی تمام اشیاء بنائیں۔

۶۷- علل الشرائع میں مرقوم ہے کہ ایک یہودی نے حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا کہ سماء (آسمان) کو سماء کیوں کہا جاتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا:

لانها وسم الماء کیوں وہ پانی کا منبع ہے۔ منبع اور معدن کو ''وسم'' کہا جاتا ہے۔ اسی لیے عربی زبان میں آسمان کو ''سماء'' کہا گیا ہے۔

۶۸- تفسیر علی بن ابراہیم میں امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ نے بیت المقدس کی چٹان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں سے ہی اللہ نے آسمان اور ملائکہ کا نظام سنبھالا تھا۔

۶۹- نہج البلاغہ کے ایک خطبہ میں حضرت علی علیہ السلام نے آسمانوں کی تخلیق کی داستان یوں بیان فرمائی:

''پھر اس نے کشادہ فضا، وسیع اطراف و اکناف اور خلا کی وسعتیں خلق کیں اور ان میں ایسا پانی بہایا جس کے دریائے مواج کی لہریں طوفانی اور بحر ذخار کی موجیں تہ بہ تہ تھیں۔ اسے تیز ہوا اور تند آندھی کی پشت پر لادا۔ پھر اسے پانی کے پلٹانے کا حکم دیا اور اسے اس کے پابند رکھنے پر قابو دیا اور اسے پانی کی سرحد سے ملا دیا۔ اس کے نیچے ہوا دُور تک پھیلی ہوئی تھی اور اُوپر پانی ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ پھر اللہ سبحانہ نے اس پانی کے اندر ایک ہوا خلق کی جس کا چلنا بانجھ (بے ثمر) تھا اور اسے اس کے مرکز پر قرار دیا۔ اس کے جھونکے تیز کر دیئے اور اس کے چلنے کی جگہ دُور دراز تک پھیلا دی۔ پھر اس ہوا کو مامور کیا کہ وہ پانی کے ذخیرے کو تھپیڑے دے اور بحر بے کراں کی موجوں کو اُچھالے۔ اس ہوا نے پانی کو یوں متھ دیا جس طرح دہی کے مشکیزے کو متھا جاتا ہے اور وہ اسے دھکیلتی ہوئی تیزی سے چلی جس طرح خالی فضا میں چلتی ہے اور پانی کے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ابتدائی حصے کو آخری حصے پر اور ٹھہرے ہوئے کو چلتے ہوئے پانی پر پلٹانے لگی' یہاں تک کہ اس متلاطم پانی کی سطح بلند ہوگئی اور وہ تہ بہ تہ پانی جھاگ دینے لگا۔ اللہ نے وہ جھاگ کھلی ہوا اور کشادہ فضا کی طرف اٹھائی اور اس سے ساتوں آسمان پیدا کیے۔ نیچے والے آسمان کو رکی ہوئی موج کی طرح بنایا' اُوپر والے آسمان کو محفوظ چھت اور بلند عمارت کی صورت میں اس طرح سے قائم کیا کہ اسے ستونوں کی ضرورت نہ تھی۔

۷۰- عیون الاخبار میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین کی سند سے حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا کہ امیرالمومنین علیہ السلام مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک شامی اٹھا اور اس نے کہا:

امیرالمومنینؑ! میں آپ سے کچھ چیزیں پوچھنا چاہتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: حاصل کرنے کی نیت سے پوچھو ضد بازی کی غرض سے نہ پوچھو۔

اہلِ مسجد اسے گھور گھور کر دیکھنے لگے۔ شامی نے کہا:

اللہ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا؟

امیرالمومنینؑ: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نور پیدا کیا۔

شامی: آسمانوں کی تخلیق کس چیز سے ہوئی؟

امیرالمومنینؑ: پانی کے بخارات سے۔

شامی: زمین کس چیز سے بنی؟

امیرالمومنینؑ: پانی کی جھاگ سے۔

شامی: پہاڑ کس چیز سے پیدا ہوئے؟

امیرالمومنینؑ: امواج سے۔

شامی: مکہ کو "اُم القریٰ" کیوں کہا جاتا ہے؟

امیرالمومنینؑ: کیونکہ اس کے نیچے سے زمین بچھائی گئی۔

شامی: آسمانِ دنیا کس چیز سے بنا؟

امیرالمومنینؑ: رکی ہوئی موج سے آسمانِ دنیا بنا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شامی: سورج اور چاند کا طول وعرض کیا ہے؟

امیر المومنینؑ: نوسو فرسخ درنوسو فرسخ۔ (فرسخ: ۸۱۰۰۰۰=۹۰۰x۹۰۰)

(جب کہ ایک فرسخ تین میل یعنی پانچ کلومیٹر کا ہوتا ہے تو اس لحاظ سے سورج کا رقبہ چالیس لاکھ پچاس ہزار کلومیٹر مشتمل ہے۔ من المترجم)

شامی: ستارے کا طول وعرض کیا ہے؟

امیر المومنینؑ: بارہ فرسخ در بارہ فرسخ۔

شامی: سات آسمانوں کے رنگ کیسے ہیں اور ان کے نام کیا ہیں؟

امیر المومنینؑ: آسمانِ دنیا کا نام "رفیع" ہے اور وہ پانی اور دھوئیں سے بنا ہے۔ دوسرے آسمان کا نام "قیدوم" اور وہ تانبے کی رنگت کا ہے۔ تیسرے آسمان کا نام "ماروم" ہے اور وہ لوہے کی رنگت کا ہے۔ چوتھے آسمان کا نام "ارقلون" ہے اور وہ چاندی کی رنگت کا ہے۔ پانچویں آسمان کا نام "ہیضمون" ہے اور وہ سونے کی رنگت کا ہے۔ چھٹے آسمان کا نام "عروس" ہے اور وہ یاقوت سے بنا ہوا ہے۔ ساتویں آسمان کا نام "عجما" ہے اور وہ سفید موتیوں سے بنا ہوا ہے۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّى جَاعِلٌ فِى ٱلْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ
قَالُوٓا۟ أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ ٱلدِّمَآءَ ۚ
وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّىٓ أَعْلَمُ مَا لَا
تَعْلَمُونَ ﴿۳۰﴾ وَعَلَّمَ ءَادَمَ ٱلْأَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى
ٱلْمَلَٰٓئِكَةِ فَقَالَ أَنۢبِـُٔونِى بِأَسْمَآءِ هَٰٓؤُلَآءِ إِن كُنتُمْ
صَٰدِقِينَ ﴿۳۱﴾ قَالُوا۟ سُبْحَٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَآ ۖ إِنَّكَ
أَنتَ ٱلْعَلِيمُ ٱلْحَكِيمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ يَٰٓـَٔادَمُ أَنۢبِئْهُم بِأَسْمَآئِهِمْ ۖ

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فَلَمَّآ اَنۡۢبَاَهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ ۙ قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكُمۡ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ غَیۡبَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۙ وَاَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَمَا كُنۡتُمۡ تَكۡتُمُوۡنَ ﴿۳۳﴾

''اور جب تمھارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ کیا تو اسے بنائے گا جو زمین میں فساد کرے گا اور خون ریزی کرے جب کہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ فرمایا: بے شک جو میں جانتا ہوں اسے تم نہیں جانتے۔ اور خدا نے آدم کو تمام ناموں کی تعلیم دی۔ پھر انھیں ملائکہ کے سامنے پیش کر کے کہا: اگر تم (اپنے دعویٰ میں) سچے ہو تو مجھے ان کے ناموں کی خبر دو۔ انھوں نے کہا کہ تو پاک اور پاکیزہ ہے جتنا تو نے ہمیں تعلیم دی ہے ہم تو بس اتنا ہی جانتے ہیں۔ بے شک تو علم والا حکمت والا ہے۔

اللہ نے فرمایا: آدم تم انھیں ان کے ناموں کی خبر دو۔ جب اس نے انھیں ان کے ناموں کی خبر دی تو اللہ نے فرمایا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہوں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جسے تم چھپاتے ہو میں اسے جانتا ہوں''۔

۷۱۔ نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا یہ فرمان مرقوم ہے: جب اللہ تعالیٰ اپنی زمین کو بچھا چکا اور اپنے حکم کو جاری کر چکا تو اس نے آدم کو اپنی مخلوق کا منتخب فرد بنایا اور اسے اپنی پہلی خلقت قرار دیا۔

۷۲۔ عیون الاخبار میں امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ایک دن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ کی ایک گلی میں چل رہا تھا کہ ایک طویل القامت گھنی داڑھی والے بزرگ ہمیں ملے جن کے شانے بڑے چوڑے تھے۔ انھوں نے نبی اکرمؐ پر سلام کیا اور انھیں خوش آمدید کہا۔

پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور انھوں نے مجھے سلام کرتے ہوئے کہا:

"السلام علیك یا رابع الخلفاء ورحمة الله وبرکاته"

"چوتھے خلیفہ! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں"۔

پھر وہ رسولؐ خدا کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: یارسولؐ اللہ! کیا ایسا نہیں ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: جی ہاں! (ایسا ہی ہے) یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔

میں نے رسولؐ خدا سے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! یہ بزرگ کون تھے اور آپ نے ان کی کس بات کی تصدیق کی ہے؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، تم واقعی چوتھے خلیفہ ہو (کیونکہ پہلی خلافت آدم کی ہے دوسری خلافت داؤد کی ہے اور تیسری خلافت ہارون کی ہے) اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا:

"انی جاعل فی الارض خلیفة" (میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں)۔

اس فرمان کے تحت حضرت آدمؑ خلیفہ بنے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یا داود انا جعلناك خلیفة فی الارض ۔

"داؤد! ہم نے تجھے زمین پر خلیفہ بنایا۔ لہٰذا داؤد دوسرے خلیفہ بنے"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارونؑ کو خلیفہ مقرر کیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قول کو نقل کرتے ہوئے فرمایا:

اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ

"تم میری قوم میں میرے خلیفہ بن جاؤ اور اصلاح کرو"۔ لہٰذا تیسرے خلیفہ ہارونؑ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ ......

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے حجِ اکبر کے دن لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا ہے''۔

اور خدا اور رسولؐ کے حکم کا مبلغ تو ہے:

انت وصی و وزیری وقاضی دینی والمؤدی عنی وانت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی فانت رابع الخلفاء؟

''تو ہی میرا وصی اور میرا وزیر اور میرے قرض کے ادا کرنے والا اور میری طرف سے احکام پہنچانے والا ہے اور تجھے مجھ سے وہی منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا''۔

تو چوتھا خلیفہ ہے جیسا کہ بزرگ نے تجھ سے کہا ہے۔ جانتے ہو کہ بزرگ کون تھے؟

میں نے کہا: میں نہیں جانتا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: وہ تمھارے بھائی حضرت خضرؑ تھے۔

۴۷۔ کتاب عیون الاخبار میں مرقوم ہے کہ محمد بن سنان نے امام علی رضا علیہ السلام کو ایک خط لکھا تھا جس میں اس نے کچھ احکام شریعت کے علل و اسباب دریافت کیے تھے۔ امام علی رضا علیہ السلام نے اس کے مسائل کا جواب تحریر کیا اور اس جواب میں آپؑ نے طواف بیت اللہ کی مصلحت بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی خلافت کا اعلان کیا تو فرشتوں نے کہا:

اَتَجۡعَلُ فِیۡهَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡهَا وَیَسۡفِكُ الدِّمَآءَ ''کیا تو اسے خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد کرے گا اور خون بہائے گا''۔

بعد میں فرشتوں کو اپنے رویہ پر ندامت ہوئی اور اپنی خطا کی معافی کے لیے عرش کے گرد جمع ہوئے اور انھوں نے اللہ سے مغفرت طلب کی۔

پھر اللہ نے چاہا کہ عرش کی طرح ایک اور جگہ بھی ہونی چاہیے جہاں خطا کار جمع ہو کر اپنی غلطیوں کی معافی طلب کریں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے عرش کی عین سیدھ میں چوتھے آسمان پر ایک مکان بنوایا جس کا نام ''ضراح'' رکھا گیا۔ پھر آسمانِ دنیا پر ضراح کی سیدھ میں ایک مکان بنوایا جس کا نام ''معمور'' رکھا گیا۔ پھر بیت المعمور کی عین سیدھ میں یہ گھر (کعبہ) بنوایا اور آدمؑ کو حکم دیا کہ وہ اس کا طواف کرے۔ چنانچہ آدمؑ نے طواف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کی اور

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

روزِ قیامت تک طوافِ کعبہ کو گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بنایا۔

۷۴- الخصال میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے' آپؐ نے فرمایا:

روزِ جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے اور وہ خدا کی نظر میں یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر سے بھی افضل ہے اور اس میں پانچ خصوصیات پائی جاتی ہیں:

۱- اسی دن اللہ نے آدم کو پیدا کیا ۲- اسی دن آدم کو زمین پر اتارا گیا۔ ۳- اسی دن آدم کی وفات ہوئی۔

۴-..................۵-

۷۵- اصول کافی میں محمد بن اسحاق سے منقول ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا:

"کیا آپ مجھے ایسے شخص کی رہنمائی نہیں کرتے جس سے میں اپنے دین کے احکام حاصل کرسکوں؟

آپؑ نے فرمایا: یہ علیؑ (رضا) موجود ہے۔ میرے والد میرے ہاتھ سے پکڑ کر مجھے قبرِ پیغمبرؐ پر لے گئے اور انھوں نے کہا:

بیٹا! اللہ نے فرمایا: اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً [1] "اور یاد رکھو جب اللہ کوئی بات کرتا ہے تو اسے پورا کرتا ہے"۔

۷۶- الکافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

"ایک بار میں اور میرے والد طواف میں تھے کہ ایک طویل القامت شخص آگے بڑھا اور اس نے سلام کیا اور اس نے میرے اور میرے والد کے درمیان اپنا سر داخل کیا۔ چنانچہ میرے والد اور میں اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ہم نے اسے سلام کا جواب دیا۔ پھر اس نے میرے والد سے کچھ مسائل پوچھنے کا ارادہ کیا تو میرے والد نے فرمایا: پہلے ہمیں طواف مکمل کر لینے دو' اس کے بعد مسائل پوچھ لینا۔

جب والد علیہ السلام طواف مکمل کر چکے اور ہم حجر اسماعیل کے مقام پر گئے اور وہاں کچھ رکعات نماز پڑھی۔ پھر انھوں نے متوجہ ہو کر فرمایا:

بیٹا! وہ سائل کہاں ہے؟

اتفاق سے وہ شخص بھی آپؑ کے پیچھے نماز پڑھ کر فارغ ہو چکا تھا۔ آپؑ نے اس سے پوچھا: تم کہاں کے رہنے والے ہو؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabirabbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس نے کہا: میں ملک شام کا باشندہ ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: شام میں کہاں رہتے ہو؟

اس نے کہا: میں بیت المقدس میں رہائش پذیر ہوں۔

پھر آپؑ نے فرمایا: کیا تم نے تورات اور قرآن مجید پڑھا ہوا ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: جو تم نے پوچھنا ہو وہ پوچھ لو۔

اس نے کہا: میں آپ سے اس گھر (کعبہ) کی ابتدا اور "ن ، والقلم وما یسطرون" اور "والذین فی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم" کی تفسیر کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے خلافتِ آدم کا اعلان کیا تھا تو ملائکہ نے یہ کہہ کر اعتراض کیا تھا کہ کیا تو اسے خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد کرے گا اور ناحق خون بہائے گا۔

اللہ تعالیٰ کو فرشتوں کی یہ بات پسند نہ آئی اور اس نے ان سے اعراض کرلیا۔ ملائکہ نے محسوس کیا کہ خدا ان پر ناراض ہو چکا ہے۔ چنانچہ وہ عرش کے گرد جمع ہوگئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ وہ چھٹے آسمان پر عرش کی عین سیدھ میں خدا کا ایک گھر بنائے اس گھر کا نام "ضراح" رکھا گیا۔ چنانچہ روزانہ ستر ہزار فرشتے اس گھر کا طواف کرتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں اور جو ایک مرتبہ طواف کر لیتے ہیں وہ دوبارہ نہیں آتے۔

پھر تخلیق آدم کے بعد "ضراح" کی عین سیدھ میں اللہ نے کعبہ تعمیر کرایا۔ جب آدم علیہ السلام زمین پر اترے تو اسے اس گھر کی مرمت کا حکم دیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آدم اور اس کی اولاد کے لیے کعبہ کو ہی مقامِ طواف قرار دیا۔ جس طرح سے اہلِ آسمان کے لیے "ضراح" مقامِ طواف ہے اسی طرح سے انسانوں کے لیے کعبہ مقامِ طواف ہے۔

یہ سن کر سائل نے کہا: فرزندِ رسولؐ! آپؑ نے سچ فرمایا۔

۷۷- علی بن ابراہیم نے اپنی اسناد سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:

میں اپنے والد کے ساتھ مقامِ حجر اسماعیل پر موجود تھا۔ میرے والد نماز میں مصروف تھے کہ ایک شخص ان کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ جب میرے والد نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے ان پر سلام کیا اور کہا:

میں آپ سے ایسی تین باتیں پوچھنا چاہتا ہوں جنہیں صرف آپؑ جانتے ہیں یا آپؑ کے علاوہ صرف ایک اور شخص

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جانتا ہے۔

میرے والد نے فرمایا: پوچھو جو تمھیں پوچھنا ہو۔

اس شخص نے کہا: یہ بتائیں کہ اس گھر کے طواف کا سبب کیا ہے؟

میرے والد نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے خلافتِ آدم کا اعلان کیا اور فرشتوں نے اس پر اعتراض کیا تو اللہ ان پر غضب ناک ہوا۔ پھر فرشتوں نے خدا سے توبہ کی درخواست کی۔

اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا: تم اپنی توبہ کے لیے "ضراح" یعنی بیت المعمور کا طواف کرو۔ چنانچہ فرشتوں نے سات سال تک اس کا طواف کیا اور اپنے الفاظ کی معافی طلب کرتے رہے۔ پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کی اور ان سے راضی ہوا۔ چنانچہ طواف کا آغاز یہیں سے ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور کے عین نیچے کعبہ شریف بنوایا تاکہ بنی آدم سے جب کوئی غلطی ہو تو وہ آکر اس گھر کا طواف کریں اور اپنے گناہ معاف کرائیں۔

یہ سن کر سائل نے کہا: آپؑ نے سچ فرمایا:

۷۸۔ بصائر الدرجات میں زرارہ سے منقول ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے مجھ سے احادیث شیعہ کے متعلق دریافت فرمایا تو میں نے کہا: میرے پاس بہت سی شیعی احادیث موجود ہیں لیکن اب میں چاہتا ہوں کہ انھیں آگ میں جھونک دوں۔

آپؑ نے فرمایا: وہ کیوں جو حدیث تمھیں ناگوار ہو ذرا وہ تو بیان کرو۔

اس وقت میرے دل میں بہت سی آدموں کی حدیث کھٹکی۔ (یعنی میں نے کہا کہ احادیثِ شیعہ میں ہے کہ حضرت آدم سے قبل کئی آدم گزر چکے ہیں)

اور میں نے کہا کہ یہ حدیث ناقابلِ قبول ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر یہ حدیث صحیح نہیں ہے تو ملائکہ کو کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ انھوں نے خدا سے یہ کہنے کی جرأت کی تھی کہ کیا تو اسے خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد کرے گا اور خون ریزی کرے گا۔

(اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ آدم سے پہلے کئی آدم گزر چکے تھے اور ملائکہ ان کی خون ریزیاں دیکھ چکے تھے۔ اگر پہلے کوئی آدم نہ ہوتا تو ملائکہ کو کیسے پتہ چلا کہ اس کی نسل فساد کرے گی اور خون ریزی کرے گی)۔

۷۹۔ کتاب علل الشرائع میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے:

Presented by: Rana Jabir Abbas

''اللہ تعالیٰ نے قومِ جنات اور قومِ نسناس کی پیدائش کے سات ہزار سال بعد ارادہ کیا کہ وہ ایک مخلوق کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا کرے اور اس نے تخلیقِ آدم کا ارادہ کیا تو اس کی پیدائش سے پہلے اللہ نے آسمانی حجاب ہٹا دیئے اور ملائکہ سے فرمایا کہ تم زمین پر رہنے والی میری مخلوق جن اور نسناس کو دیکھو۔

جب ملائکہ نے دیکھا تو وہ خدا کی نافرمانی اور خون ریزی میں مصروف تھے۔ ملائکہ کو ان کا طرزِ عمل دیکھ کر شدید غصہ آیا اور وہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے۔ چنانچہ انھوں نے بارگاہِ احدیت میں درخواست کی:

''خدایا! تو غالب' قاہر' جبار' قادر اور عظیم الشان ہے۔ یہ تیری ذلیل مخلوق زمین پر رہ کر تیری نافرمانی میں مصروف ہے' جب کہ وہ تیرے قبضہ اختیار میں ہیں۔ تیرا رزق کھا رہے ہیں اور تیری عطا کردہ عافیت سے مستفید ہو رہے ہیں۔ اس کے باوجود وہ بدترین جرائم سرانجام دے رہے ہیں اور تو صاحبِ قوت ہو کر بھی خاموش ہے تو نہ تو ان پر اپنا غضب نازل کرتا ہے اور نہ ہی ان سے انتقام لیتا ہے جب کہ ہم تو اس پر صبر نہیں کر سکتے''۔

جب اللہ نے ملائکہ کی گفتگو سنی تو کہا:

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ

''میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں جو اہلِ عرض پر میری طرف سے میری مخلوق پر حجت ہوگا''۔

ملائکہ نے کہا:

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ

''کیا تو اسے خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد کرے گا اور خون بہائے گا جب کہ ہم تیری حمد کے ساتھ تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور تیری تقدیس کرتے ہیں''۔

اگر تو نے خلیفہ بنانا ہی ہے تو ہمیں ہی بنا کیونکہ ہم نہ تو فساد کرتے ہیں اور نہ ہی خون بہاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۰

''جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے''۔

یعنی نسلِ آدم کے تمام افراد فساد اور خون ریزی میں ملوث نہیں ہوں گے۔ اس کی ذریت میں انبیاء و مرسلین اور

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عبادِ صالحین کو بھی پیدا کروں گا اور ہدایت یافتہ امام بھی اسی کی نسل میں سے ہوں گے۔ میں انھیں اپنی مخلوق پر اپنا نائب بناؤں گا وہ لوگوں کو میری نافرمانی سے روکیں گے اور انھیں میرے عذاب سے ڈرائیں گے اور انھیں میری اطاعت کی رہنمائی کریں گے اور انھیں میرے راستہ پر گامزن رکھیں گے۔ میں انھیں اپنی حجت بناؤں گا تاکہ لوگوں کے پاس اپنی گمراہی کا کوئی بہانہ باقی نہ رہے اور ان پر حجت تمام ہو جائے۔ میں قومِ نسناس کو زمین سے مٹا دوں گا اور اپنی زمین کو ان کے وجود سے پاک کر دوں گا اور سرکش اور نافرمان جنات کو اپنی نئی مخلوق (انسانوں) سے دُور کر دوں گا اور انھیں ہوا اور زمین کے دُور دراز اطراف و اکناف میں رہائش دوں گا۔ وہ میرے بندوں کے ساتھ رہائش پذیر نہیں ہوں گے اور میں اپنی مخلوق اور جنات کے درمیان حجاب ڈال دوں گا۔ چنانچہ نسلِ آدم جنات کو دیکھ نہ سکے گی اور نہ ہی ان سے کسی طرح کے تعلقات قائم رکھ سکے گی اور نہ ان کے ساتھ ان کی کوئی نشست و برخاست ہوگی۔ اور اگر میری پسندیدہ مخلوق (آدم) کی نسل میں سے کوئی میری نافرمانی کرے گا تو میں اسے ٹھہراؤں گا جہاں دوسرے نافرمان رہائش پذیر ہوں گے اور اسے ان نافرمان افراد کے گھاٹ پر پہنچاؤں گا اور کوئی پرواہ نہیں کروں گا۔

ملائکہ نے عرض کیا: پروردگار! تو جو چاہے اس پر عمل فرما۔

لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾

”ہمیں تو بس اتنا ہی علم ہے جتنا کہ تو نے ہمیں تعلیم دی ہے۔ بے شک تو صاحب علم و حکمت ہے“۔

پوری حدیث کو سورہ حجر کی آیت اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ کے ضمن میں نقل کیا جائے گا۔

۸۰۔ کتاب مذکور ہے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے۔ ایک شخص نے آپؑ سے پوچھا کہ آپؑ مجھے یہ بتائیں کہ مخلوق پر اس گھر کے پاس آنا فرض کیوں قرار دیا گیا ہے؟

امام جعفر صادق علیہ السلام اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

”تجھ سے پہلے کسی نے مجھ سے یہ سوال نہیں کیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے بزمِ ملائکہ میں اعلان کیا: اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۔ (میں زمین میں اپنا نائب بنانا چاہتا ہوں) اس وقت ملائکہ نے فریاد کی تھی۔ پروردگار! اگر تجھے اپنا نائب بنانا ہی ہے تو ہمیں اپنا نائب بنا دے ہم زمین پر رہ کر تیری اطاعت کے تقاضوں پر عمل کریں گے۔

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اللہ نے ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: اِنِّیۡ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ - (جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے) جب ملائکہ نے خدا کا یہ عتاب آمیز خطاب سنا تو انھیں یقین ہو گیا کہ خدا ان پر ناراض ہو گیا ہے۔ چنانچہ وہ معافی طلب کرنے کے لیے عرش کے گرد جمع ہوئے اور طواف کرنے لگ گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ توبہ واستغفار کے لیے ایک اور گھر تعمیر کیا جائے جو مرمر کا بنا ہوا ہو اور جس کی چھت سرخ یاقوت کی ہو اور اس کے ستون زبرجد کے ہوں۔ چنانچہ حکمِ خدا پر وہ گھر بن گیا۔ روزانہ ستر ہزار فرشتے اس گھر کا طواف کرتے ہیں اور وقت معلوم سے پہلے انھیں دوبارہ طواف کا موقع نہیں ملتا۔

۸۱- امام جعفر صادق علیہ السلام سے طواف کی ابتدا کے متعلق پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ آدم کا ارادہ کیا تو اس نے بزمِ ملائکہ میں اعلان کیا: اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَةً۔ (میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں) یہ اعلان سن کر دو فرشتوں نے کہا: اَتَجۡعَلُ فِیۡهَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡهَا وَیَسۡفِكُ الدِّمَآءَ - (کیا تو اسے اپنا نائب بنائے گا جو زمین میں فساد کرے گا اور ناحق خون بہائے گا) جب دو فرشتوں نے اعتراض کیا تو ان کے اور خدا کے درمیان حجاب پڑ گئے جب کہ اس سے قبل اللہ کا نور ملائکہ کے سامنے ظاہر ہوتا تھا اور جب حجاب درمیان میں آ گئے تو انہیں یقین ہو گیا کہ ان کے اعتراض کی وجہ سے خدا ان پر ناراض ہو گیا ہے۔ پھر انھوں نے دوسرے فرشتوں سے کہا کہ ہم سے خطا سرزد ہوئی ہے اب بتاؤ کہ ہم کیسے توبہ کریں؟

فرشتوں نے کہا کہ ہماری نظر میں توبہ کا بس یہی راستہ ہے کہ تم عرشِ خدا کی پناہ میں چلے جاؤ اور توبہ کرو۔

چنانچہ ان دونوں فرشتوں نے دوسرے فرشتوں کے مشورہ پر عمل کیا۔ آخرکار خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور نورِ خداوندی اور ان کے درمیان جو حجاب پڑ چکے تھے وہ توبہ قبول ہوتے ہی اٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ کو فرشتوں کی توبہ کا یہ انداز پسند آیا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے زمین پر اپنا گھر (کعبہ) بنوایا تاکہ بندے گناہ کے بعد اس گھر کا طواف کریں۔ اسی طرح کا ایک اور گھر جس کا نام بیت المعمور ہے آسمان پر بھی قائم ہے جہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں اور پھر انھیں قیامت تک اس کا طواف دوبارہ نصیب نہیں ہوگا۔

۸۲- ابوحمزہ ثمالی کا بیان ہے کہ میں نے امام علی زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا کہ طواف میں سات چکر کیوں مقرر کیے گئے؟

آپؑ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے خلافتِ آدم کا اعلان کیا تھا تو فرشتوں نے کہا تھا کہ کیا تو اسے اپنا نائب بنائے گا جو زمین میں فساد کرے گا اور ناحق خون بہائے گا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا: جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔

اس گفتگو سے قبل ملائکہ اور نورِ خداوندی کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوا کرتا تھا مگر اس کے بعد پورے سات ہزار سال تک ان کے اور خدا کے نور کے درمیان پردے حائل ہو گئے۔ فرشتوں نے سات ہزار سال تک عرشِ خداوندی کا طواف کیا۔ پھر اللہ نے ان پر رحم کیا اور ان کی توبہ قبول فرمائی۔ پھر اللہ نے چوتھے آسمان پر توبہ وطواف کے لیے بیت المعمور قائم کیا اور اسے ملائکہ کے جمع ہونے کا مقام فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور کے عین نیچے بیت الحرام کعبہ قائم کیا اور اسے انسانوں کے لیے جمع ہونے کا مقام بنایا اور اسے مقام امن بنایا۔ فرشتوں نے سات ہزار سال تک طواف کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ہزار سال کے بدلے میں ایک چکر مقرر کیا اسی لیے طواف کے سات چکر مقرر کیے گئے۔

۸۳- عیون الاخبار میں حسین بن بشار کا بیان ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا جو چیز ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوئی کیا اللہ اس کی پیدائش سے پہلے اس کے حال واوصاف سے باخبر ہوتا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ اشیاء کے منصۂ شہود پر آنے سے پہلے ان کے حالات وکیفیات کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ (جاثیہ:۲۹)

''ہم تمہارے اعمال کو برابر لکھوا رہے تھے''۔

اللہ تعالیٰ نے اہلِ دوزخ کے متعلق ارشاد فرمایا:

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ (الانعام:۲۸)

''اور اگر انھیں دنیا میں پلٹا بھی دیا جائے تو پھر بھی وہی اعمال دہرائیں گے جن سے انھیں روکا گیا ہے اور یقیناً وہ جھوٹے ہیں''۔

اللہ کو یہ بات معلوم تھی کہ اگر اہل دوزخ کو دنیا میں دوبارہ پلٹ بھی دیا جائے تو بھی وہ اپنی سابقہ روش سے باز نہیں آئیں گے۔

اسی طرح سے جب ملائکہ نے خلافتِ آدم کے اعلان کے وقت کہا تھا کہ نسلِ آدم فساد کرے گی اور ناحق خون ریزی کرے گی تو اللہ نے ان کے جواب میں فرمایا:

اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

"جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے"۔

اللہ کا علم تخلیق اشیاء سے پہلے سے موجود ہے۔ اشیاء بعد میں بنیں۔ ان کے مصیر مآل کے متعلق اللہ کو پہلے سے معلوم ہوتا ہے۔ اللہ ازل سے ہی عالم، سمیع وبصیر ہے۔

۸۴۔ علل الشرائع میں مرقوم ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص نے میرے والد سے پوچھا کہ جب خلافتِ آدم کے اعلان کے وقت ملائکہ نے اعتراض کیا اور اللہ ان سے ناراض ہوا تو وہ ان پر دوبارہ راضی کیسے ہوا؟

آپؑ نے فرمایا کہ ملائکہ نے سات سال تک عرش کا طواف کیا تھا اور دورانِ طواف وہ دعا و استغفار میں مصروف رہے اور خدا سے درخواست کرتے رہے کہ وہ ان سے راضی ہو جائے۔ چنانچہ سات سال کے بعد خدا ان سے راضی ہوا۔

سائل نے آپؑ کا جواب سن کر کہا کہ آپؑ نے سچ فرمایا۔ پھر وہ اٹھ کر چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد میرے والد علیہ السلام نے فرمایا:

"یہ جبریلؑ تھے جو تمھیں تمھارے دین کے احکام کی تعلیم دینے کے لیے آئے تھے"۔

یہ حدیث طویل ہے ہم نے اسے بقدرِ ضرورت نقل کیا ہے۔

۸۵۔ مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

"ملائکہ نے خدا سے یہ خواہش کی تھی کہ وہ آدم کے بجائے انھیں زمین میں اپنا نائب مقرر کرے اور اس کے لیے انھوں نے اپنی تسبیح و تقدیس کو بنیاد بنایا تھا اور کہا تھا کہ ہم دوسری مخلوق کی طرح سے تیرے نافرمان نہیں ہیں۔

جواب میں اللہ نے فرمایا: "جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے"۔ اس جواب سے ملائکہ نے محسوس کیا کہ انھوں نے اپنی حد سے تجاوز کیا ہے۔ پھر انھوں نے عرش کا طواف کیا اور اپنی خطا کے لیے مغفرت طلب کی۔

جب آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ وہ زمین پر ایک گھر تعمیر کرے تا کہ گناہ گار انسان اس گھر کا طواف کریں اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں۔ چنانچہ کعبہ بھی وہی مقام رکھتا ہے جو ملائکہ مقربین کے لیے عرش کا مقام تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کے الفاظ سے ملائکہ کو بتایا کہ میں مصلحتوں کو تم سے بہتر جانتا ہوں۔

۸۶۔ کتاب کمال الدین وتمام النعمۃ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو اپنی تمام حجتوں کے نام بتائے۔ پھر انھیں ارواح کی حالت میں ملائکہ کے سامنے پیش کیا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اوران سے فرمایا: اگر تم اپنی تسبیح و تقدیس کی بنا پر خلافت کے دعویٰ میں سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔

ملائکہ نے عرض کیا: ''تو پاک ہے ہمارے پاس صرف اتنا ہی علم ہے جتنا کہ تو نے ہمیں تعلیم کیا ہے۔ بے شک تو صاحب علم و حکمت ہے''۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے فرمایا کہ تم انھیں ان کے نام بتاؤ۔ چنانچہ جب آدم نے ان ہستیوں کے نام بتائے تو ملائکہ کو معلوم ہوا کہ واقعی یہ ذوات طاہرہ ہماری بہ نسبت خلیفۃ اللہ اور حجۃ اللہ بننے کی زیادہ حقدار ہیں۔ اس کے بعد اللہ نے ان ہستیوں کو ملائکہ کی نظروں سے غائب کر دیا اور ملائکہ کو ان کی ولایت اور محبت کا حکم دیا اور ملائکہ سے فرمایا:

اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾

''کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہوں اور جو کچھ تم ظاہر کر رہے ہو اور جو کچھ تم چھپا رہے ہو میں اس کو بھی جانتا ہوں''۔

۸۷- مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آدم کو کن چیزوں کے نام تعلیم کیے گئے تھے؟

آپؑ نے فرمایا: آدمؑ کو زمینوں، پہاڑوں، گھاٹیوں اور وادیوں کے نام تعلیم کیے گئے تھے۔ پھر آپؑ نے اپنے نیچے بچھے ہوئے فرش کی طرف دیکھ کر فرمایا: آدمؑ کو اس فرش کا علم بھی دیا گیا تھا۔

۸۸- بصائر الدرجات میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے:

آپؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: ''میری تمام اُمت کو مٹی میں یکجا کر کے مجھے دکھایا گیا اور مجھے ان کے ناموں کی اسی طرح سے تعلیم دی گئی جیسا کہ آدم کو تمام اسماء کی تعلیم دی گئی تھی''۔

۸۹- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسولؐ خدا کے پاس ایک بوری بھیجی گئی جس میں مختلف اشیاء کے بیج تھے۔ رسولؐ خدا نے بوری کھولی اور ہر بیج علیحدہ کر کے حضرت علیؑ سے پوچھنا شروع کیا کہ یہ کیا چیز ہے اور یہ کیا چیز ہے؟

جب حضرت علی علیہ السلام نے تمام بیجوں کے نام بتائے تو رسولؐ خدا نے فرمایا:

''اللہ نے تمھیں بھی آدم کی طرح تمام چیزوں کے ناموں کا علم عطا کیا ہے''۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۹۰- کتاب التوحید میں مرقوم ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک سائل کے جواب میں عظمت خداوندی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"ملائکہ خدا کی کرسی کرامت کے قریب رہنے اور طول اشتیاق رکھنے اور اس کے ہاں مقامِ قرب رکھنے کے باوجود بھی صرف اتنا ہی علم رکھتے تھے جتنا کہ خدا نے انھیں تعلیم فرمایا تھا جب کہ وہ مقامِ قدس کے باسی تھے اور ان کے خمیر میں اللہ نے علم عطا کیا تھا مگر انھیں بھی اپنی عاجزی کا اعتراف کرنا پڑا اور انھیں یہ کہنا پڑا کہ تو پاک ہے ہمارے پاس بس اتنا ہی علم ہے جتنا کہ تو نے ہمیں عطا کیا ہے بے شک تو صاحب علم وحکمت ہے۔

اب سائل خود ہی اندازہ کرو کہ اس کی عظمت کیا ہوگی؟

۹۱- تفسیر علی بن ابراہیم میں وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا کے تحت مرقوم ہے کہ اللہ نے حضرت آدمؑ کو پہاڑوں' دریاؤں' وادیوں' نباتات اور حیوانات کے ناموں کی تعلیم دی تھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ "اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ"۔

اس وقت فرشتوں نے اپنی عاجزی کا اقرار کیا اور کہا کہ ہمارے پاس بس اتنا ہی علم ہے جتنا کہ تو نے ہمیں تعلیم کیا ہے تو ہی صاحب علم وحکمت ہے۔

پھر اللہ نے فرشتوں سے فرمایا:

"کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کے غیب کو جانتا ہوں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو میں اسے بھی جانتا ہوں"۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو ان پر حجت بنایا۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَلَا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاَزَلَّهُمَا
الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا
بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى
حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ
التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ
مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع

"اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کے لیے سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کیا۔ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔ اور ہم نے کہا: اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں سکونت اختیار کرو اور جہاں سے چاہو اطمینان سے کھاؤ اور اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ شیطان نے انھیں وہاں سے پھسلایا اور انھیں وہاں سے باہر نکلوا دیا جہاں وہ رہتے تھے اور ہم نے کہا تم زمین پر اتر جاؤ تم میں سے بعض، بعض کے دشمن ہوں گے اور زمین پر ہی تمھاری رہائش ہوگی اور ایک خاص وقت تک وہاں فائدہ اٹھاتے رہو گے۔ پس آدم کو اس کے پروردگار کی طرف سے کچھ کلمات ملے اور خدا نے ان کی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

توبہ قبول کی بے شک وہ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ اگر تمھارے پاس میری طرف سے ہدایت آجائے تو جو بھی میری ہدایت کی پیروی کرے گا اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ گھبرائیں گے۔
اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا تو وہ جہنمی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔

۹۲- تفسیر علی بن ابراہیم میں مرقوم ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ خدا اپنی مخلوق کو جو حکم دیتا ہے کیا اس کے حکم میں گمراہ افراد بھی شامل ہوتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں، صرف گمراہ ہی شامل نہیں ہوتے بلکہ اس حکم میں کافر بھی شامل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو سجدہ آدم کا حکم دیا تھا اور اس حکم میں ابلیس بھی شامل تھا۔ ابلیس آسمانوں پر ملائکہ کے ساتھ عبادت کیا کرتا تھا۔ ملائکہ سمجھتے تھے کہ اس کا تعلق ان کی جماعت سے ہے حالانکہ وہ جنسِ ملائکہ کا فرد نہیں تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو سجدہ آدم کا حکم دیا تو اس وقت اس کے دل میں چھپا ہوا حسد کھل کر سامنے آگیا تب ملائکہ کو پتہ چلا کہ وہ ان کی جماعت کا فرد نہیں ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ سجدہ آدم کا حکم تو صرف ملائکہ کو دیا گیا تھا اور ابلیس کا تعلق ملائکہ سے نہیں تھا لہٰذا وہ اس حکم کا مکلف ہی نہیں تھا جب وہ اس حکم کا مکلف ہی نہیں تھا تو اللہ اس پر ناراض کیوں ہوا؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگرچہ ابلیس جنسِ ملائکہ میں سے نہیں تھا لیکن وہ ان میں "بالولاء" شامل تھا۔ آدم کی پیدائش سے قبل اللہ نے ایک مخلوق پیدا کی تھی جو کہ زمین پر رہائش پذیر تھی اور ابلیس ان کا حاکم تھا۔ ان لوگوں نے زمین پر فتنہ و فساد پھیلایا۔ اللہ نے ان پر عذاب نازل کیا اور فرشتوں کو بھیجا جنھوں نے ان کا قتلِ عام کیا اور ابلیس کو گرفتار کرکے آسمان پر لے گئے جہاں وہ ان کے ساتھ عبادت میں مصروف ہوگیا اور تخلیقِ آدم تک عبادت کرتا رہا۔

۹۳- کتاب مذکور میں تخلیقِ آدم کے متعلق ایک طویل حدیث منقول ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ آدم کا ڈھانچہ چالیس سال تک بنا رہا جب بھی ابلیس آدم کے بے جان ڈھانچے کے پاس سے گزرتا تو بے ادبی کرکے کہتا تھا: تجھے کیوں بنایا گیا؟ اور اگر کل کلاں خدا نے مجھے اس کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو میں اس کی نافرمانی کروں گا۔

پھر آدم علیہ السلام میں روح پھونکی گئی۔ جب روح ان کے دماغ تک پہنچی تو انھیں چھینک آئی اور انھوں نے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہا۔ اس کے جواب میں خدا نے "یرحمك اللّٰه" کہا۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: آدم کے لیے اللہ کی رحمت نے سبقت کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو سجدۂ آدم کا حکم دیا۔ ملائکہ نے سجدہ کیا۔ ابلیس نے اپنے دل میں چھپے ہوئے حسد کا اظہار کیا اور سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔

۹۴- روضہ کافی میں جمیل بن دراج سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: کیا ابلیس کا تعلق ملائکہ سے تھا یا آسمان میں وہ کسی چیز کا انچارج تھا؟

آپؑ نے فرمایا: وہ صنفِ ملائکہ کا فرد نہیں تھا اور نہ ہی وہ کسی چیز کا انچارج و مختار تھا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے امام علیہ السلام کا جواب "طیار" کے سامنے نقل کیا تو اس نے آپ کے جواب کو پسند نہ کیا اور کہنے لگا۔ ابلیس بزمِ ملائکہ میں سے کیسے نہیں تھا جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ (اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ ابلیس کے علاوہ باقی سب نے سجدہ کیا)؟

پھر "طیّار" امام علیہ السلام کے پاس گیا اور اس وقت میں بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے کہا: میں آپؑ پر قربان جاؤں، کیا یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے خطاب میں منافق بھی شامل ہیں؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"جی ہاں یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے خطاب میں منافق اور گمراہ افراد بھی شامل ہیں۔ اس خطاب میں دعوت ظاہری کے اقرار کرنے والا ہر شخص شامل ہے۔

۹۵- اصولِ کافی میں جمیل سے منقول ہے کہ "طیّار" مجھ سے کہا کرتا تھا کہ ابلیس کا تعلّق صنفِ ملائکہ سے نہیں تھا اور سجدہ آدم کا حکم صرف ملائکہ کو دیا گیا تھا لہٰذا اگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا تو اس میں اس کا کیا قصور تھا؟

چنانچہ ایک دن میں اور "طیّار" دونوں مل کر امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں گئے۔ طیّار نے عرض کیا: مولاؑ! یہ فرمائیں کہ یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے خطاب میں اللہ نے منافقین کو بھی شامل کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں، اس خطاب میں منافق، گمراہ اور تمام وہ افراد شامل ہیں جنہوں نے ظاہری دعوت کا اقرار کیا ہے اور ابلیس بھی دعوتِ ظاہری کے اقرار کرنے والوں میں سے تھا اسی لیے وہ بھی سجدۂ آدم کے حکم میں شامل تھا۔

۹۶- امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، آپؑ نے فرمایا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ملائکہ یہ سمجھتے تھے کہ ابلیس ان کی جماعت کا فرد ہے جب کہ اللہ کے علم میں تھا کہ وہ ان کی جماعت کا فرد نہیں ہے۔
چنانچہ جب اللہ نے سجدہ آدم کا حکم دیا تو اس نے غضب و تعصب سے اپنی اصلیت کو ظاہر کر دیا اور اس نے خدا سے کہا:
خلقتنی من نار وخلقته من طین ''تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے بنایا''۔

۹۷- امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو بتا دیا تھا کہ فلاں فلاں لوگ آپ کی وصیت پر عمل نہ کریں گے اور وہ خلافتِ علیؑ کو تسلیم نہیں کریں گے۔ رسولؐ خدا کو یہ جان کر دکھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تسلی کے لیے قرآن مجید میں قصۂ آدم نازل کیا اور اس ذریعہ سے اپنے رسولؐ کو تسلی دی کہ لوگوں کی نافرمانی دیکھ کر آپ کو غمگین ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے بھی ابلیس کو سجدۂ آدم کا حکم دیا تھا اور اس نے میری نافرمانی کی تھی۔ جب میں نافرمانی کو دیکھ کر پریشان نہیں ہوا تو آپ بھی کسی کی نافرمانی کو دیکھ کر پریشان نہ ہوں۔

۹۸- موسیٰ بن بکر کہتے ہیں کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا:
مولاؑ! کیا کفر قدیمی ہے یا شرک قدیمی ہے؟
امام علیہ السلام نے فرمایا: اس سے پہلے تو تم اس طرح کے مباحثے نہیں کرتے تھے۔
میں نے کہا: مجھے ہشام بن سالم نے کہا تھا کہ میں آپ سے یہ سوال کروں۔
آپؑ نے فرمایا: کفر قدیمی ہے کیونکہ کفر انکار کو کہا جاتا ہے۔ سب سے پہلے اللہ کی نافرمانی ابلیس نے کی تھی اور اس کے متعلق اللہ نے فرمایا:
اَبٰی وَ اسْتَکْبَرَ ٭ وَ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ﴿۳۴﴾ (اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہوگیا)

۹۹- کتاب احتجاج طبرسی میں امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک یہودی نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے کہا:
''اللہ نے ملائکہ سے آدم کا سجدہ کرایا تھا تو کیا تمہارے نبی کو بھی اللہ نے اس جیسی کوئی فضیلت دی ہے؟''
امیر المومنین علیہ السلام نے جواب دیا:
''آدم کا سجدہ سجدۂ اطاعت نہیں تھا۔ اس سجدہ سے آدم کی فضیلت کا اعتراف کرانا مقصود تھا اور یہ دکھانا تھا کہ آدم پر اللہ کی رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کو اس سے بھی عظیم فضیلت عطا کی ہے۔ اللہ صاحب جبروت ہے اور ملائکہ اس کے خادم خاص ہیں مگر اللہ صاحب جبروت ہو کر اور ملائکہ اس کے مقرب ہو کر ہمارے نبی پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ نے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اہلِ ایمان کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی نبی اکرمؐ پر درود بھیجیں۔ یہودی! یہ اس سے بڑی فضیلت ہے"۔

۱۰۰۔ عیون الاخبار میں امام علی رضا علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے۔ اس کا ایک حصّہ یہ ہے:

"اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کیا اور ہمیں اس کی صلب میں بطور ودیعت رکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا اور اس سے ہماری تعظیم وتکریم مقصود تھی۔ ملائکہ کا سجدہ اللہ کی عبودیت' آدم کے احترام کا مظہر تھا کیونکہ ہم اس کی صلب میں موجود تھے۔ لہٰذا ہم ملائکہ سے افضل کیوں نہ ہوں گے جب کہ ان سب نے تو آدم کا سجدہ کیا ہے۔

۱۰۱۔ کتاب کمال الدین وتمام النعمۃ میں امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے۔ اس حدیث کا ایک حصّہ یہ ہے:

"جب حضرت آدم کی وفات ہوئی اور ان کے فرزند ہبۃ اللہ نے ان پر نمازِ جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو اس وقت جبریلؑ امین نازل ہوئے۔ حضرت ہبۃ اللہ نے حضرت جبریلؑ سے کہا: آپ آگے بڑھیں اور میرے والد کا نمازِ جنازہ پڑھائیں۔ (ہم آپ کی اقتداء کریں گے)

جبریلؑ نے کہا: ہبۃ اللہ! اللہ نے جنت میں ہمیں تیرے والد کے سجدہ کا حکم دیا تھا اسی لیے ہم اس کی اولاد کی امامت نہیں کرا سکتے۔

۱۰۲۔ علل الشرائع میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ شب معراج جبریلؑ امین نے اذان واقامت کہی۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: جبریلؑ آگے آؤ اور امامت کراؤ۔

جبریلؑ نے عرض کیا: جب سے اللہ نے ہمیں سجدۂ آدم کا حکم دیا ہے تب سے ہم بنی آدم کے امام نہیں بنتے۔

۱۰۳۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"آدم کا نام "آدم" اس لیے رکھا گیا کیونکہ اسے "ادیم ارض" (زمین کا چہرہ) سے پیدا کیا گیا۔

۱۰۴۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آدم کا نام "آدم" کیوں رکھا گیا؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: کیونکہ انھیں زمین کی خاک اور "ادیم ارض" (زمین کا چہرہ) سے پیدا کیا گیا تھا۔

۱۰۵۔ عیون الاخبار میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے' اس کا ایک حصّہ یہ ہے:

آپؑ سے پوچھا گیا کہ آدم کو "آدم" کیوں کہا جاتا ہے؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آپؑ نے فرمایا: کیونکہ انھیں ''ادیم ارض'' سے پیدا کیا گیا۔

آپؑ سے پوچھا گیا کہ آسمان پر ابلیس کا کیا نام تھا؟

آپؑ نے فرمایا: اس کا نام ''حارث'' تھا۔

آپ سے پوچھا گیا کہ کائنات کا پہلا کافر کون ہے اور کفر کا موجد کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ابلیس لعین ہے۔

۱۰۶- کتاب التوحید میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

''کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ خدا نے بس یہی ایک جہان پیدا کیا ہے؟ اور کیا تو سمجھتا ہے کہ اللہ نے تمھارے علاوہ اور کوئی بشر ہی پیدا نہیں کیے ہیں؟''

امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! خدا کی قسم! اللہ نے ایک لاکھ جہان پیدا کیے ہیں اور اس نے ایک لاکھ آدم پیدا کیے ہیں۔ تیرا تعلق آخری آدم سے ہے۔ باقی آدم پہلے گزر چکے ہیں۔

۱۰۷- کتاب معانی الاخبار میں امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ابلیس کا نام حارث تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ابلیس کہہ کر مخاطب کیا جس کا معنی نافرمان ہے۔ مایوس ہونے کو ''ابلاس'' کہا جاتا ہے اور چونکہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے اسی لیے اسے ''ابلیس کہا جاتا ہے۔

۱۰۸- کتاب الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

باپ تین ہیں: ۱- آدم باپ ہے اس کی اولاد میں مومن بھی ہیں اور کافر بھی ہیں۔ ۲- ''جان'' باپ ہے اس کی اولاد میں مومن بھی ہیں اور کافر بھی ہیں۔ ۳- ابلیس باپ ہے اور اس کی تمام نسل کافر ہے وہ انڈے دیتا ہے اور بچے دیتا ہے اس کی اولاد میں صرف لڑکے ہی ہیں لڑکی کوئی نہیں ہے۔

عصمت انبیاء

۱۰۹- عیون الاخبار میں علی بن محمد بن جہم سے روایت ہے کہ میں مامون کے دربار میں گیا۔ وہاں امام علی رضا علیہ السلام موجود تھے۔ مامون نے ان سے کہا:

فرزندِ رسولؐ! کیا آپؑ انبیاء کی عصمت کا عقیدہ رکھتے ہیں؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔ (انبیاء معصوم ہیں)

مامون نے کہا: پھر قرآن مجید کی اس آیت کا کیا مفہوم ہے: "وَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی"۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب آدم کو جنت میں رہائش دی تھی تو اس سے فرمایا تھا:

اُسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ -

"تو اور تیری بیوی جنت میں رہائش رکھو اور جہاں سے چاہو بافراغت کھاؤ اور اس درخت کے قریب مت جانا"۔

اللہ تعالیٰ نے گندم کے درخت کی طرف اشارہ کیا تھا اور فرمایا تھا:

فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ "ورنہ تم ظلم کرنے والوں میں سے بن جاؤ گے"۔

اللہ تعالیٰ نے آدم وحوا کو اس درخت کے قریب جانے سے روکا تھا۔ انھیں اس کا پھل کھانے سے نہیں روکا تھا اور یہ بھی نہیں کہا تھا کہ تم اس درخت یا اس درخت کی جنس کے دوسرے درختوں کا پھل نہ کھانا۔ اور حضرت آدم وحوا اس مخصوص درخت کے پاس بھی نہیں گئے تھے۔ انھوں نے اس کے علاوہ اس کی جنس کے دوسرے درخت کا پھل کھایا تھا۔ ابلیس نے انھیں وسوسہ میں ڈالتے ہوئے کہا: مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ - اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا بلکہ اس نے تمھیں دوسرے درخت کے قریب جانے سے روکا تھا۔ اس نے تمھیں اس کا پھل کھانے سے نہیں روکا تھا اور اس کے روکنے کا مقصد یہ تھا:

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝

"کہ کہیں تم دونوں فرشتے نہ بن جاؤ یا تم کو ہمیشہ کی زندگی نہ مل جائے اور اس نے ان دونوں سے قسم کھا کر کہا تھا کہ یقیناً میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں"۔

اس سے قبل آدم وحوا نے کسی کو خدا کی جھوٹی قسم کھاتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ نکلا: فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ وہ ان دونوں کو دھوکا دینے میں کامیاب ہوگیا۔ اس قسم پر اعتماد کر کے آدم وحوا نے اس درخت کا پھل کھایا اور یہ سب کچھ منصب نبوت سے قبل سرزد ہوا تھا۔ حضرت آدم کا یہ فعل گناہِ کبیرہ نہ تھا جس کی وجہ سے وہ دوزخ کے حقدار بنتے۔ حضرت آدم کا یہ فعل "صغائر" میں سے تھا جو کہ نزولِ وحی سے قبل انبیاء کے لیے جائز ہے۔ جب اللہ نے ان کا انتخاب کیا اور انھیں نبی بنایا تو پھر ان سے کوئی ترک اولیٰ صادر نہیں ہوا۔ ان کی پوری زندگی عصمت میں گزری۔ ان سے کوئی صغیرہ کبیرہ گناہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

صادر نہیں ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَیْهِ وَهَدٰی ○ (طٰہٰ:۱۲۱-۱۲۲)

''اور آدم نے رب کی نافرمانی کی اور بھٹک گیا۔ پھر اس کے رب نے اسے چُنا اور اس کی توبہ قبول کی اور اسے ہدایت دی''۔

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ - (آل عمران:۳۳)

''بے شک اللہ نے آدم اور نوح اور آلِ ابراہیم اور آلِ عمران کو تمام جہانوں سے چُن لیا''۔

۱۱۰- اصولِ کافی میں مرقوم ہے کہ امام علی زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ خدا کے نزدیک کون سا عمل افضل ہے؟

آپؑ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی معرفت کے بعد سب سے افضل عمل بغض دنیا ہے اور اس کی کئی شاخیں ہیں اور نافرمانی کی بھی کئی شاخیں ہیں۔ اللہ کی سب سے پہلی نافرمانی تکبر کی وجہ سے کی گئی اور تکبر کا مظاہرہ ابلیس نے کیا تھا۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ ۫ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ۝ ''اس نے انکار کیا اور تکبر اور کافروں میں سے ہوگیا''۔

خدا کی دوسری نافرمانی کی بنیاد حرص پر تھی۔ چنانچہ آدم و حوا نے حرص کیا تھا جب کہ ان کے لیے پوری جنت مباح تھی مگر انھوں نے حرص سے کام لیا اور ایسی چیز کے طلب گار بنے جس کی انھیں ضرورت ہی نہ تھی اور یہی حرص نسلِ آدم میں بطور میراث قیامت تک کے لیے جاری ہوا اور ابنِ آدم اکثر ان چیزوں کا طلب گار رہتا ہے جس کی اسے کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

۱۱۱- عیون الاخبار میں ابوصلت عبدالسلام بن صالح ہروی کا بیان مرقوم ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کیا:

فرزندِ رسولؐ! وہ درخت کون سا تھا جس کا پھل آدم و حوا نے کھایا تھا کیونکہ اس کے متعلق لوگوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ گندم کا درخت تھا۔ کچھ کہتے ہیں کہ وہ انگور کا درخت تھا اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ شجرۂ حسد تھا؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: یہ سب باتیں صحیح ہیں۔

میں نے عرض کیا: اس اختلاف کے باوجود سب باتیں کیسے صحیح ہوسکتی ہیں؟

آپ نے فرمایا: ابوصلت! جنت کے ایک ایک درخت پر کئی طرح کے میوے ہیں۔ وہ تھا تو گندم کا درخت اس پر گندم کے علاوہ انگور بھی تھے۔ جنت کے درخت دنیا کے درختوں کی مانند نہیں ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو آدم کے سامنے سجدہ کرایا اور اسے مسجود ملائک کا شرف عطا کیا۔ پھر اسے اپنی جنت میں رہائش کا حکم دیا تو حضرت آدم نے اپنے دل میں سوچا کیا اللہ نے مجھ سے بھی افضل کوئی بشر پیدا کیا ہوگا؟

اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کی کیفیت کو دیکھا تو اسے آواز دی: اے آدم! سر اٹھاؤ اور میرے عرش کے کنارے کو دیکھو۔

آدم علیہ السلام نے سر اٹھایا اور کنارہ عرش کو دیکھا تو اس نے وہاں یہ سطریں لکھی ہوئی دیکھیں:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی بن ابی طالب امیر المومنین وزوجتہ فاطمۃ سیدۃ نساء العالمین والحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ۔

''اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ علیؑ بن ابی طالبؑ مومنین کے امیر ہیں۔ ان کی زوجہ فاطمہؑ تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسنؑ و حسینؑ جوانانِ جنت کے سردار ہیں''۔

آدمؑ نے کہا: پروردگار! یہ کون ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یہ تیری اولاد میں سے ہیں اور وہ نہ صرف تجھ سے بلکہ میری تمام مخلوق سے بہتر ہیں اور اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا اور اگر وہ نہ ہوتے تو میں جنت و دوزخ اور آسمان و زمین کو پیدا نہ کرتا۔ خبردار! انھیں نگاہِ حسد سے نہ دیکھنا اور ان کے مقام کی تمنا نہ کرنا''۔

ابلیس حضرت آدمؑ پر مسلط ہوگیا یہاں تک کہ انھوں نے شجرۂ ممنوعہ کا پھل کھالیا اور ابلیس حوا پر مسلط ہوا جس کی وجہ سے اس نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو نگاہِ حسد سے دیکھا اور اس نے بھی آدم کی طرح شجرۂ ممنوعہ کا پھل کھایا۔ جس کی وجہ سے اللہ نے انھیں جنت سے نکال دیا اور اپنے قرب سے نکال کر زمین پر روانہ کیا۔

۱۱۲- مجمع البیان میں مرقوم ہے: وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ کا معنی یہ ہے کہ اس درخت کا پھل نہ کھانا۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی یہی مروی ہے۔ شجرۂ ممنوعہ کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ وہ کافور کا درخت تھا اور حضرت علیؑ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے بھی یہ بات مروی ہے۔

۱۱۳۔ تفسیر علی بن ابراہیم میں مذکور ہے کہ جنت سے نکلنے کے بعد حضرت آدم "صفا" پر اترے اور حوا "مروہ" پر اتریں۔ صفا کو اسی لیے صفا کہا جاتا ہے کہ صفوۃ اللہ (آدم) اس پر اترے تھے اور مروہ کو مروہ اس لیے کہا جاتا ہے اس پر امرأۃ (عورت) اتری تھی۔

جنت سے اترنے کے بعد آدم پورے چالیس دن تک سجدہ میں رہے اور جنت کو یاد کر کے روتے رہے۔ جبریل علیہ السلام ان کے پاس گئے اور ان سے کہا:

"آدم! کیا خدا نے تجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا نہیں کیا اور کیا اس نے تجھ میں اپنی روح نہیں پھونکی اور کیا اس نے اپنے ملائکہ سے تیرا سجدہ نہیں کرایا؟"

آدم علیہ السلام نے کہا: جی ہاں۔

جبریل امینؑ نے کہا: خدا نے تجھے حکم دیا تھا کہ اس درخت کے قریب مت جانا پھر تو نے اس کی نافرمانی کیوں کی؟

حضرت آدمؑ نے کہا:

جبریلؑ! بات یہ ہے کہ ابلیس نے میرے سامنے اللہ کی قسم کھا کر کہا تھا کہ وہ میرا خیرخواہ ہے اور میں یہ بات سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مخلوقات خداوندی میں سے کوئی اللہ کی جھوٹی قسم بھی کھا سکتا ہے۔ (اسی لیے میں نے اس کی قسم پر اعتبار کر لیا تھا)

۱۱۴۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے درخواست کی کہ وہ آدم سے اس کی ملاقات کرائے۔ اللہ نے دعا قبول کی اور ان کی ملاقات کرائی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ابا جان! کیا خدا نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا نہیں کیا تھا اور آپ میں اپنی روح نہ پھونکی تھی اور کیا اس نے اپنے ملائکہ سے آپ کا سجدہ نہیں کرایا تھا۔ اس کے باوجود آپ نے خدا کی نافرمانی کیوں کی؟

حضرت آدمؑ نے کہا: موسیٰؑ! یہ بتاؤ تورات میں میری پیدائش سے کتنے برس قبل میری خطا کو تم نے دیکھا ہے؟

حضرت موسیٰؑ نے کہا: آپ کی پیدائش سے تیس ہزار سال پہلے اللہ نے لکھ دیا تھا کہ آدم خطا کرے گا۔

حضرت آدمؑ نے کہا: بس یہی بات تھی اور یوں آدم اس دلیل کی وجہ سے موسیٰؑ پر غالب آ ئے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۱۵- من لا یحضرہ الفقیہ میں حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

''یہودیوں کا ایک گروہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کے عالم نے آنحضرتؐ سے کچھ مسائل پوچھے۔ ان میں ایک مسئلہ یہ بھی تھا کہ اللہ نے آپؐ کی اُمت پر تیس دن کے روزے کیوں فرض کیے جب کہ دوسری اُمتوں پر اس سے زیادہ روزے فرض تھے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جب آدم علیہ السلام نے شجرۂ ممنوعہ کا پھل کھایا تو وہ تیس دن تک ان کے پیٹ میں باقی رہا' اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی اولاد کے لیے تیس دن تک کھانا پینا ممنوع قرار دیا۔ رات کے وقت کھانے کی اجازت اللہ کا خصوصی احسان ہے اور یہی احسان آدم پر بھی کیا گیا تھا۔

۱۱۶- کتاب علل الشرائع میں حسن بن بشار سے منقول ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جنت آدم کہاں واقع تھی؟

آپؑ نے فرمایا: ''وہ دنیاوی جنتوں میں سے ایک جنت تھی' جہاں شمس و قمر طلوع ہوا کرتے تھے اور اگر آدم کو آخرت کی جنت میں رکھا گیا ہوتا تو اسے وہاں سے کبھی بھی باہر نہ نکالا جاتا''۔

۱۱۸- اصول کافی میں عبداللہ بن سنان سے منقول ہے کہ مشیت اور ہے اور امر اور ہے۔ بعض اوقات اللہ کا امر ہوتا ہے لیکن مشیت نہیں ہوتی۔ بعض اوقات مشیت ہوتی ہے لیکن امر نہیں ہوتا۔ اللہ نے ابلیس کو سجدہ آدم کا حکم دیا تھا لیکن مشیت یہ تھی کہ یہ سجدہ نہ کرے اور اگر مشیت بھی ہوتی تو وہ ضرور سجدہ کرتا۔ اور اللہ نے آدم کو درخت کا پھل کھانے سے منع کیا تھا اور مشیت یہ تھی کہ وہ درخت کا پھل کھائے اور اگر مشیت نہ ہوتی تو آدم کبھی درخت کا پھل نہ کھاتا۔

۱۱۹- امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

''اللہ کے دو ارادے اور دو مشیتیں ہیں: ایک ''حتمی ارادہ'' ہوتا ہے اور ایک ''ارادہ عزم'' ہوتا ہے۔ جب حتمی ارادہ ہوتا ہے تو وہ اس وقت کسی چیز سے منع کرتا ہے تو اس کی مشیت بھی یہی ہوتی ہے کہ بندہ اس کے فرمان پر رک جائے اور جب ارادہ عزم ہوتا ہے تو وہ حکم دیتا ہے لیکن اس کے ساتھ مشیت شامل نہیں ہوتی۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اس نے آدم اور اس کی زوجہ کو درخت کا پھل کھانے سے منع کیا تھا لیکن اس میں اس کی مشیت شامل نہ تھی۔ مشیت کا تقاضا تھا کہ وہ پھل کھائیں اور اگر اللہ کی مشیت ہوتی کہ وہ پھل نہ کھائیں تو آدم و حوا کی مشیت خدا کی مشیت پر کبھی غالب نہ آ سکتی تھی۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اللہ نے ابراہیم کو حکم دیا کہ وہ اپنے فرزند کو ذبح کرے لیکن اس کی مشیت یہ تھی کہ وہ ذبح نہ کرے۔ اگر اللہ کی مشیت یہی ہوتی کہ وہ اسے ذبح کرے تو وہ ضرور ذبح ہو جاتا اور ابراہیم کی مشیت خدا کی مشیت پر غالب نہیں آ سکتی تھی"۔

۱۲۰- نہج البلاغہ میں ذکر آدم کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"اللہ نے توبہ کے بعد اسے زمین پر اتارا تا کہ اس کی نسل سے اپنی زمین کو آباد کرائے اور اس کے ذریعہ سے اپنے بندوں پر حجت قائم کرے"۔

۱۲۱- نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے:

"پھر اللہ نے آدم کو ایسے گھر میں ٹھہرایا جہاں ان کی زندگی کو خوشگوار رکھا' انھیں شیطان اور اس کی عداوت سے بھی خبردار کر دیا۔ پھر ان کے دشمن نے ان کے جنت میں ٹھہرنے اور نیکوکاروں میں مل جل کر رہنے پر حسد کیا اور آخر کار انھیں فریب دے دیا۔ آدم نے یقین کو شک اور ارادے کے استحکام کو کمزوری کے ہاتھوں بیچ ڈالا۔ مسرت کو خوف سے بدل دیا اور فریب خوردگی کی وجہ سے ندامت اٹھائی۔ پھر اللہ نے آدم کے لیے توبہ کی گنجائش رکھی۔ انھیں رحمت کے کلمے سکھائے اور جنت میں دوبارہ پہنچانے کا ان سے وعدہ کیا اور انھیں مقام آزمائش اور افزائش نسل کی جگہ پر اتار دیا"۔

۱۲۲- تفسیر علی بن ابراہیم میں مذکور ہے کہ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ میں "حین" سے روزِ قیامت مراد ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا:

"تم نے قیامت تک زمین پر رہنا ہے اور قیامت بپا ہونے تک تم نے زمین سے استفادہ کرنا ہے"۔

۱۲۳- روضہ کافی میں مقاتل بن سلیمان سے منقول ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب آدم و حوا زمین پر اترے تھے تو ان کے قد کی لمبائی کیا تھی؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آدم اور اس کی بیوی کو زمین پر اتارا تو اس وقت آدم کے قدم صفا کی گھاٹی پر تھے اور اس کا سر آسمان کے اُفق کے قریب تھا۔ انھوں نے اللہ سے سورج کی تپش کی شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے جبریلؑ کو وحی کی کہ آدم کو سورج کی گرمی سے تکلیف ہو رہی ہے۔

چنانچہ جبریلؑ آئے۔ انھوں نے اپنا ہاتھ ان کے جسم پر لگایا تو ان کا جسم نرم ہو گیا اور جبریلؑ نے آدم کے ہاتھ کی پیمائش کے مطابق ان کا قد ستر ہاتھ بنا دیا۔ پھر انھوں نے حوا کے جسم کو ہاتھ لگا کر اسے نرم کیا اور اسے حوا کے ہاتھ کی پیمائش کے تحت پینتیس ہاتھ بنا دیا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(واضح رہے کہ یہ حدیث انتہائی مشکل احادیث میں سے ہے۔ علامہ مجلسی نے بحارالانوار میں اس پر طویل بحث کی ہے۔ مزید تحقیق کے لیے بحارالانوار کی جلد پنجم کے صفحہ ۴۳ طبع قدم کی طرف رجوع فرمائیں۔ من المحشی)

۱۲۴- عیون الاخبار میں امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو جنت سے روانہ کیا تو وہ کوہ ابوقبیس پر اترے۔ انھوں نے اللہ سے اپنی تنہائی کی شکایت کی اور کہا: اب مجھے وہ آوازیں سنائی نہیں دیتیں جو مجھے جنت میں سنائی دیتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر سرخ یاقوت نازل کیا۔ انھوں نے اسے بیت اللہ کے ایک کونے میں نصب کیا۔ آدم بیت اللہ کا طواف کرتے تھے۔ اس پتھر کی روشنی ''مقامِ اعلام'' تک پہنچتی تھی اور جہاں تک اس کی روشنی جاتی تھی اس علاقہ کو اللہ نے حرم بنا دیا۔

۱۲۵- امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے۔ اس حدیث میں آپؑ سے یہ سوال بھی کیا گیا کہ روئے زمین کی قابلِ احترام وادی کون سی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: سرندیپ نامی وادی بڑی محترم ہے۔ اللہ نے آدم کو یہیں پر اتارا تھا۔

۱۲۶- الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

''پانچ افراد سب سے زیادہ روئے اور وہ یہ ہیں: ۱- آدم ۲- یعقوب ۳- یوسف ۴- فاطمہ بنت محمدؐ ۵- علی بن الحسین علیہم السلام''۔

آدم فراقِ جنت پر اتنا روئے کہ مسلسل اشکوں کی وجہ سے ان کے رخساروں پر نہریں سی بن گئی تھیں...... الی آخرہ۔

۱۲۷- حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''روزِ جمعہ باقی دنوں کا سردار ہے۔ اسی دن میں (اللہ) نے آدم کو پیدا کیا تھا اور اسی دن انھیں زمین پر اتارا گیا۔

۱۲۸- حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

''دنیا کے وقت کے مطابق آدم وحوا نے جنت میں صرف سات گھنٹے بسر کیے تھے۔ پھر اسی ہی دن اللہ نے انھیں زمین پر بھیج دیا''۔

۱۲۹- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''ابلیس نے دو مرتبہ خوشی سے آواز نکالی: ۱- جب آدم نے شجرۂ ممنوعہ کا پھل کھایا تھا ۲- جب آدم کو جنت سے زمین پر اتارا گیا''۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۳۰- علل الشرائع میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''صفا'' کو اس لیے صفا کہا گیا کیونکہ آدم صفوۃ اللہ اس پر اترے تھے اور ''مروہ'' کو اس لیے مروہ کہا گیا کیونکہ ''امرأۃ'' (عورت) یہاں پر اتری تھی''۔

۱۳۱- امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ''آدم علیہ السلام کو ہندوستان میں اتارا گیا''۔

۱۳۲- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''اللہ نے آدم کو جنت سے اتار کر صفا پر بھیجا اور حوا کو مروہ پر بھیجا۔ حضرت حوا نے جنت میں کنگھی کی تھی اور جب وہ زمین پر پہنچیں تو انھوں نے سوچا کہ مجھے کنگھی نہیں کرنی چاہیے' کیونکہ خدا مجھ پر ناراض ہے۔ ان کے بالوں کا جوڑا کھل گیا اور ان کے بالوں سے عطر کے قطرے گرے جو انھوں نے جنت میں لگائے تھے۔ ہوا نے ان قطرات کو اڑایا اور ان کا اثر ہندوستان میں پڑا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں عطر پیدا ہوتا ہے''۔

۱۳۳- ایک اور حدیث میں منقول ہے کہ ''حضرت حوا نے اپنا جورا (گُت) کھولا تو اس سے جنت کی خوشبو برآمد ہوئی۔ ہوا نے وہ خوشبو مشرق و مغرب میں پھیلائی''۔

۱۳۴- احمد بن محمد بن ابی نصر کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ خوشبو کا آغاز کیسے ہوا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: دوسرے لوگ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

میں نے کہا کہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ حضرت آدمؑ زمینِ ہندوستان پر اترے اور انھوں نے فراقِ جنت پر گریہ کیا۔ ان کے آنسو گر کر زمین میں جذب ہوتے رہے اور اس سے خوشبو وجود میں آئی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''لوگ کہتے ہیں حضرت حوا نے جنت کے پھول اپنی مینڈھیوں میں سجائے تھے اور جب ان سے نافرمانی صادر ہوئی اور زمین پر آئیں تو انھیں ماہواری آئی۔ جب ماہواری سے فارغ ہوئیں تو انھیں غسل کا حکم دیا گیا۔ انھوں نے غسل کے وقت اپنی مینڈھیاں کھولیں تو ان سے جنت کے پھولوں کی خوشبو برآمد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو بھیجا جس نے اس خوشبو کو جہاں جہاں خدا چاہتا تھا پھیلا دیا''۔

۱۳۵- حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ''اللہ نے کتے کو کس چیز سے پیدا کیا؟''

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

آنحضرتؑ نے فرمایا: ''اللہ نے اسے ابلیس کی تھوک سے پیدا کیا''۔

پوچھا گیا کہ وہ کیسے؟

آپؑ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے آدم وحوا کو زمین پر اتارا تو وہ کانپتے ہوئے چوزوں کی طرح سے زمین پر اترے۔ ابلیس لعین درندوں کے پاس گیا۔ درندے ہبوط آدم سے پہلے زمین پر رہتے تھے اور اس نے ان سے کہا کہ آسمان سے دو پرندے گرے ہیں اور اتنے بڑے پرندے آج تک کبھی کسی نے نہیں دیکھے۔ تم آگے بڑھ کر انھیں کھالو۔ جب درندوں نے یہ سنا تو وہ دوڑتے ہوئے آئے۔ ابلیس انھیں ہلہ شیری دیتا رہا اور کہتا تھا کہ بس اب تم اپنے شکار کے قریب پہنچنے والے ہو۔ ابلیس کی تیزی کلام کی وجہ سے اس کے منہ سے تھوک نکلی۔ اللہ نے اس تھوک سے دو کتے پیدا کیے ایک نر تھا اور ایک مادہ تھی اور کتا ہندوستان میں آ کر آدم کی حفاظت کرنے لگا اور کتیا جدہ میں حضرت حوا کی حفاظت کرنے لگی۔ انھوں نے درندوں کو ان کے قریب نہ آنے دیا۔ اس دن سے کتے درندوں کے دشمن بن گئے اور درندے کتوں کے دشمن بن گئے''۔

۱۳۶- حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو اتارا تو اس کے ساتھ اس کی زوجہ کو بھی اتارا اور ابلیس کو اتارا تو اس کی بیوی نہیں تھی۔ سانپ کو اتارا تو اس کی مادہ بھی نہیں تھی۔ سب سے پہلے ابلیس لعین نے اپنے آپ سے لواطت کی اور یوں اس کی نسل اس سے جاری ہوئی اور یہی طریقہ سانپ نے اپنایا تھا۔ جب کہ آدم کی اولاد اس کی بیوی سے پیدا ہوئی۔ اللہ نے آدم کو بتایا کہ ابلیس اور سانپ تیرے دشمن ہیں''۔

۱۳۷- کتاب الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو جنت سے اتارا تو اس کے ساتھ ایک سو بیس درختوں کی شاخوں کو بھی اتارا جن میں سے چالیس شاخیں ان درختوں کی تھیں جن کے اندرونی اور بیرونی حصہ کو کھایا جاتا ہے اور چالیس شاخیں ان درختوں کی تھیں جن کا اندرونی حصہ کھایا جاتا ہے اور بیرونی حصہ پھینک دیا جاتا ہے اور چالیس شاخیں ان درختوں کی تھیں جن کا بیرونی حصہ کھایا جاتا ہے اور اندرونی حصہ پھینک دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک بوری بھی آدم کے ساتھ روانہ کی جس میں تمام نباتات کے بیج تھے''۔

۱۳۸- کتاب کمال الدین وتمام النعمۃ میں حضرت علی علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے اور اس حدیث

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

کا ایک حصّہ یہ ہے:

ایک یہودی نے آپؑ سے پوچھا کہ زمین پر پہلا پتھر کون سا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: "یہودی گمان کرتے ہیں کہ وہ بیت المقدس کی چٹان ہے جب کہ وہ جھوٹے ہیں۔ پہلا پتھر حجر اسود ہے جسے آدم علیہ السلام جنت سے اپنے ساتھ لے کر آئے تھے۔ روئے زمین کے پہلے درخت کے متعلق یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ زیتون کا درخت ہے، جب کہ یہ جھوٹ ہے۔ پہلا درخت عجوہ کھجور کا وہ درخت ہے جس کی گٹھلی آدم علیہ السلام جنت سے لے کر آئے تھے"۔

۱۳۹- حضرت علی علیہ السلام سے ایک اور روایت میں بھی یہی الفاظ منقول ہیں مگر اس میں گٹھلی کے الفاظ نہیں ہیں۔

۱۴۰- الکافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ "جب آدم علیہ السلام زمین پر اترے تو انھیں کھانے پینے کی احتیاج محسوس ہوئی۔ انھوں نے جبریلؑ سے اس کا شکوہ کیا۔ جبریلؑ نے ان سے کہا کہ آپ کاشتکار بن جائیں"۔

حضرت آدمؑ نے کہا: آپ مجھے دعا تعلیم کریں چنانچہ حضرت جبریلؑ نے انھیں یہ دعا تعلیم فرمائی:

اللھم اکفنی مؤنة الدنیا وکل ھول دون الجنة والبسنی العافیة حتی تھنئنی المعیشة -

۱۴۱- روضہ کافی میں ہے کہ امام محمد باقرؑ یا امام جعفر صادق علیہما السلام میں سے ایک امام نے فرمایا کہ جو کلمات آدم کو عطا ہوئے تھے وہ یہ تھے:

لا الٰہ الا انت سبحٰنك وبحمدك عملت سوءً وظلمت نفسی فاغفرلی وانت خیر الغافرین - لا الٰہ الا انت سبحٰنك اللھم وبحمدك عملت سوءا وظلمت نفسی فاغفرلی وارحمنی وانت ارحم الراحمین - لا اله الا انت سبحٰنك اللھم وبحمدك عملت سوء وظلمت نفسی فتب علیّ انك انت التواب الرحیم -

۱۴۲- دوسری روایت میں مذکور ہے کہ "حضرت آدم علیہ السلام نے محمد وعلی، حسن وحسین اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہم اجمعین کے حق کا واسطہ دیا تھا جس کی وجہ سے ان کی توبہ قبول ہوئی"۔

۱۴۳- احتجاج طبرسی میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے، آپؐ نے فرمایا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

"جب آدم سے خطا سرزد ہوئی تو اس نے توبہ کے لیے یہ الفاظ کہے: اللھم انی اسئلك بحق محمد وآل محمد لما غفرت لی (اللہ تجھے محمدؐ و آلِ محمدؐ کے حق کا واسطہ میری مغفرت فرما)۔ اللہ نے آدم کی خطا معاف کی اور اس کی توبہ قبول فرمائی۔ یہ حدیث کافی طویل ہے۔ ہم نے بقدرِ ضرورت اس کا ایک اقتباس نقل کیا ہے۔

۱۴۴- کتاب معانی الاخبار میں فتلقی ادم من ربہ کلمات فتاب علیه کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے:

آپؐ نے فرمایا: آدم نے محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کے حق کا واسطہ دیا تھا"۔

۱۴۵- کتاب معانی الاخبار میں مرقوم ہے کہ آدم و حوا نے مقامِ اہلِ بیتؑ کے حصول کی تمنا کی تھی۔ پھر جب (ایک عرصہ بعد) اللہ نے ان کی توبہ قبول کرنے کا ارادہ کیا تو ان کے پاس جبریلؑ امین آئے اور ان سے کہا:

"تم دونوں نے اپنے سے بہتر افراد کی منزلت کی خواہش کر کے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے جس کی وجہ سے تمھیں خدا کی ہمسائیگی سے نکل کر زمین پر آنا پڑا ہے۔ اب تم خدا کو ان ناموں کا واسطہ دو جنھیں تم نے ساق عرش پر لکھا ہوا دیکھا ہے تاکہ وہ ان کے صدقے میں تمھاری توبہ قبول کرے"۔

اس وقت آدم و حوا نے کہا:

اللھم انا نسئلك بحق الاکرمین علیك محمد و علی و فاطمة والحسن والحسین الاتبت علیّ

(خدایا! ہم تجھ سے تیری محترم مخلوق پنج تن کا واسطہ دے کر سوال کرتے ہیں کہ ہماری توبہ قبول فرما)

۱۴۶- کتاب الخصال میں ابن عباس سے روایت ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ وہ کلمات کون سے تھے جو آدم کو رب کی طرف سے ملے تھے اور ان کی توبہ کی قبولیت کا ذریعہ ثابت ہوئے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"حضرت آدم کو خدا کی طرف سے یہ کلمات عطا ہوئے تھے:

"اللھم انی اسئلك بحق محمد و علی و فاطمة والحسن والحسین الاتبت علیّ"۔

۱۴۷- مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا:

وَاِذَا ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ (اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند کلمات سے آزمایا) وہ کلمات کیا تھے؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"یہ وہی کلمات تھے جو آدم کو رب کی طرف سے عطا ہوئے تھے اور وہ کلمات یہ ہیں:

یا رب اسئلك بحق محمد و علی و فاطمة والحسن والحسین الاتبت علیَّ۔

ان کلمات کی برکت سے اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ بے شک وہ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے"۔

۱۴۸- امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین کی سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی۔

آپؑ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین، عرش، کرسی، لوح و قلم اور جنت و نار کی تخلیق سے پہلے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو پیدا کیا یہاں تک کہ اسے عبداللہ بن عبدالمطلب کی صلب سے برآمد کیا اور اسے چھ کرامات عطا فرمائیں:

۱- اسے رضا کی قمیص پہنائی ۲- ہیبت کی چادر عطا کی ۳- ہدایت کا تاج اس کے سر پر رکھا ۴- شلوار معرفت پہنائی اور محبت کا کمر بند دیا جس سے انھوں نے اپنی شلوار کو مضبوطی سے باندھا۔ ۵- خوف کی نعلین دی۔ ۶- عظمت و منزلت کا عصا ان کے ہاتھ میں دیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا:

محمدؐ! لوگوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھیں۔

آنحضرتؐ کی قمیص چھ چیزوں سے مرکب تھی:

۱- اس کی قامت یاقوت کی تھی۔ ۲- اس کی آستین موتی کی تھی۔ ۳- اس کا گریبان زرد بلور کا تھا۔ ۴- اس کی بغل زبرجد کی تھی۔ ۵- اس کی لمبائی سرخ مرجان کی تھی۔ ۶- اس کی جیب نور رب سے بنی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اسی قمیص کی وجہ سے آدم کی توبہ قبول کی اور اسی کی برکت سے سلیمان کو انگشتری واپس ملی اور اسی کی وجہ سے یوسفؑ کی یعقوبؑ سے ملاقات ہوئی اور اسی کے صدقے میں یونسؑ کو شکم ماہی سے نجات ملی۔ اس کے علاوہ باقی تمام انبیاء کو اسی کے ذریعے سے مصائب و آلام سے چھٹکارا نصیب ہوا۔ یہ سب کچھ قمیصِ محمدؐ کا کمال تھا۔

۱۴۹- کتاب علل الشرائع میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، آپؑ نے فرمایا:

"اگر آدم سے گناہ سرزد نہ ہوتا تو کبھی بھی کسی مومن سے گناہ سرزد نہ ہوتا اور اگر اللہ نے آدم کی توبہ قبول نہ کی ہوتی تو وہ کسی بھی گناہ گار کی توبہ قبول نہ کرتا۔

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۵۰۔ کتاب مذکور میں حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا کہ کچھ یہودیوں نے رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ مسائل دریافت کیے تھے۔ ان مسائل کے جواب دیتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''نمازِ عصر یہ وہی وقت ہے جس میں آدم علیہ السلام نے شجرۂ ممنوعہ کا پھل کھایا تھا جس کی وجہ سے اللہ نے انھیں جنت سے نکال دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نسلِ آدم کو روزِ قیامت تک اس نماز پڑھنے کا حکم دیا اور اسے میری اُمت کے لیے پسند کیا۔ یہ نماز خدا کو بہت زیادہ پسند ہے اور اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں باقی نمازوں میں اسے خصوصی اہمیت دوں اور اس کی محافظت کروں۔ نمازِ مغرب یہ وہ وقت ہے جس میں اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی تھی۔ شجرۂ ممنوعہ کا پھل کھانے اور قبولیت توبہ میں دنیاوی ایام کے لحاظ سے تین سو سال کا فاصلہ ہے۔ جب کہ آنحضرت کا ایک دن دنیا کے ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔ نمازِ عصر اور عشاء کے درمیان حضرت آدمؑ نے تین رکعات نماز پڑھی۔ ایک رکعت اپنی غلطی کے لیے پڑھی اور ایک رکعت حواء کی غلطی کے لیے پڑھی اور ایک رکعت اپنی توبہ کے لیے پڑھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان رکعات کو میری اُمت پر فرض کیا۔ اور یہ وہ وقت ہے جس میں توبہ قبول ہوتی ہے۔ میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص اس وقت دعا مانگے گا تو میں اس کی دعا کو قبول کروں گا''۔

۱۵۱۔ کتاب علل الشرائع میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کرنے کا ارادہ کیا تو جبرئیلؑ کو ان کے پاس روانہ کیا۔ جبرئیلؑ نے انھیں سلام کرتے ہوئے کہا:

السلام علیك یا اٰدم الصابر علی بلیته التائب عن خطیئته ۔۱

''آدم! آپ پر سلام' آزمائش پر صبر کرنے والے اور اپنی خطا سے توبہ کرنے والے تجھ پر سلام ہو''۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ میں آپ کو مناسکِ حج کی تعلیم دوں جن کی وجہ سے خدا تمھاری توبہ قبول فرمائے گا۔

جبرئیلؑ نے آدم علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور انھیں بیت اللہ کے مقام پر لے آیا۔ اس وقت ایک بادل کے ٹکڑے نے ان پر سایہ کیا۔

جبرئیل امینؑ نے کہا: اس بادل کے ٹکڑے کا سایہ جہاں تک پھیلا ہوا ہے آپ اپنے پاؤں سے یہاں لکیر کھینچیں۔ پھر

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جبریلؑ انھیں منیٰ لے گئے اور انھیں مسجد منیٰ کے مقام کی نشاندہی کی۔ آدم علیہ السلام نے وہاں لکیر کھینچی اور بیت اللہ کے مقام کے بعد آدم نے مسجد الحرام کی لکیر کھینچی۔ پھر جبریلؑ انھیں عرفات لے گئے اور انھیں وہاں ٹھہرایا اور بعدازاں آدم سے کہا:

جب سورج ڈوب جائے تو سات مرتبہ اپنے گناہوں کا اعتراف کرو۔ آدم علیہ السلام نے اس پر عمل کیا اسی وجہ سے عرفات کو "معترف" بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہاں آدم نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا تھا اور حضرت آدم کا یہ عمل ان کی اولاد کے لیے سنت بن گیا۔ وہ عرفات میں آدم کی طرح سے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ آدم کا گزر سات پہاڑوں سے ہوا۔

جبریلؑ نے کہا کہ آپ ہر پہاڑ پر چار مرتبہ تکبیر کہیں۔ آدم علیہ السلام نے جبریلؑ کی ہدایت پر عمل کیا۔ پھر ایک تہائی رات گزرنے کے بعد جبریل انھیں مشعر لے گئے جہاں انھوں نے مغرب وعشا کی نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔ اسی لیے اس جگہ کو "جمع" بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہاں آدم علیہ السلام نے دو نمازیں جمع کی تھیں۔ چنانچہ اس مقام پر نماز عشا کا وقت رات کی تہائی گزرنے پر شروع ہوتا ہے۔ جبریلؑ نے حکم دیا کہ وہ رات وہیں پر ہی بسر کریں اور جب فجر کا وقت ہوا تو جبریلؑ نے کہا کہ آپ "جبل جمع" پر چڑھ جائیں اور جب سورج طلوع ہوا تو جبریلؑ نے کہا کہ اب آپ سات بار اپنے گناہ کا اعتراف کریں اور سات بار اللہ سے توبہ ومغفرت کی درخواست کریں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس کے مطابق عمل کیا۔ حضرت جبریلؑ نے حضرت آدمؑ سے دو مرتبہ اعترافِ گناہ کرایا۔ ایک مرتبہ عرفات میں اور دوسری مرتبہ مشعر میں اعترافِ گناہ کرایا تا کہ یہ ان کی اولاد کے لیے سنت بن جائے اور جو عرفات سے رہ جائے تو مشعر میں اعترافِ گناہ کر سکے اور اس کا حج پورا ہو جائے۔ پھر آدم مشعر سے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اور دن چڑھے منیٰ میں پہنچے۔ حضرت جبریلؑ نے ان کو حکم دیا کہ وہ مسجد منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھیں اور اس کے بعد خدا کے حضور قربانی پیش کریں تا کہ اللہ اسے قبول کرے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ خدا نے اس کی توبہ قبول کی ہے اور اس کی اولاد میں یہ رسم جاری ہو سکے۔

آدم علیہ السلام نے قربانی پیش کی۔ اللہ نے اس کی قربانی قبول کی اور آسمان سے قربانی پر آگ گری اور قربانی کو کھا گئی۔

جبریل امینؑ نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ "اللہ نے تم پر احسان کیا ہے کہ اس نے تمھیں مناسکِ حج کی تعلیم دی ہے اور اس ذریعہ سے تیری توبہ قبول کی ہے۔ اب آپ سر منڈوائیں اور یہ آپ کی طرف سے خدا کے حضور تواضع کی علامت ہوگی"۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آدم علیہ السلام نے اپنی عاجزی وانکسار کے لیے سر منڈوایا۔ پھر جبریلؑ نے آدم کے ہاتھ سے پکڑا اور انھیں لے کر بیت اللہ کی طرف جانے لگے۔ راستے میں انھیں ''جمرہ عقبہ'' کے پاس ابلیس ملا اور اس نے حضرت آدمؑ سے کہا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟

جبریلؑ نے کہا کہ آپ اسے سات کنکر ماریں اور ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہیں۔

حضرت آدمؑ نے جبریلؑ کے فرمان پر عمل کیا۔ اس وقت ابلیس چلا گیا۔ دوسرے دن جبریلؑ آدمؑ کے ہاتھ کو پکڑ کر ''جمرہ اولیٰ'' کے پاس گئے تو وہاں ابلیس دکھائی دیا۔ حضرت جبریلؑ نے کہا کہ آپؑ اسے سات کنکر ماریں اور ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہیں۔ حضرت آدمؑ نے اس پر عمل کیا۔ اس وقت ابلیس چلا گیا۔ پھر ''جمرہ ثانیہ'' کے پاس نمودار ہوا اور اس نے کہا: آدم آپ کہاں جا رہے ہیں؟

جبریلؑ نے حضرت آدمؑ سے کہا: آپ اسے سات کنکر ماریں اور ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہیں۔ حضرت آدم نے اس پر عمل کیا۔ پھر وہ ''جمرہ ثالثہ'' کے پاس نمودار ہوا اور اس نے کہا کہ آپ کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جبریلؑ نے کہا کہ آپ اسے سات کنکر ماریں اور ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس پر عمل کیا۔ پھر انھوں نے تیسرے اور چوتھے دن بھی اس عمل کو دہرایا۔ ابلیس چلا گیا اور حضرت جبریلؑ نے کہا کہ آپ آج کے بعد اسے یہاں کبھی نہ دیکھیں گے۔ اس کے بعد جبریلؑ انھیں بیت اللہ لے گئے اور ان سے کہا کہ طواف کے ساتھ چکر لگائیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے سات چکر لگا کر طواف مکمل کیا۔

اس وقت حضرت جبریلؑ نے کہا: اللہ نے آپ کو معاف کر دیا اور آپ کی توبہ قبول فرمائی اور آپ کے لیے آپ کی بیوی حلال کر دی۔

۱۵۲- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک شخص نے میرے والد سے کہا کہ آپؑ ہمیں بتائیں کہ اللہ آدم سے کیسے راضی ہوا؟

میرے والد نے فرمایا: آدم علیہ السلام ہندوستان میں اتارے گئے تھے اور انھوں نے وہاں رہ کر بیت اللہ جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ خدا نے فرمایا کہ تم میرے گھر چلے جاؤ اور وہاں ایک ہفتہ تک میرے گھر کا طواف کرو اور پھر منیٰ و عرفات جاؤ اور وہاں کے مناسک ادا کرو۔ چنانچہ آدم علیہ السلام ہندوستان سے بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے اور جہاں جہاں ان کا قدم پڑا تو وہاں آبادیاں قائم ہوئیں اور ایک قدم سے دوسرے قدم کے درمیان جو جگہ رہ گئی وہ صحرا بنی۔ اس

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں کوئی آبادی نہیں ہے۔ آخرکار آپؑ بیت اللہ آئے اور ایک ہفتہ تک اس گھر کا طواف کیا اور مناسک بجالائے۔ پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کی اور ان کی مغفرت فرمائی۔ آدم سے ملائکہ کے طواف کی نقل کرائی گئی کیونکہ ملائکہ نے سات سال تک عرش کا طواف کیا تھا اور حضرت آدم کو سات دن تک طواف کرنا پڑا۔ جبریل آئے اور انھوں نے کہا: آدم تمھیں مبارک ہو' اللہ نے تیری مغفرت کی ہے۔ میں نے تجھ سے تین ہزار سال قبل اس گھر کا طواف کیا تھا۔

آدم علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں التجا کی کہ "پروردگار! میری مغفرت فرما اور میرے بعد میری تمام اولاد کی مغفرت فرما"۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا: "ان میں سے جو بھی مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لائے گا میں اس کی مغفرت کروں گا"۔

جب سائل نے میرے والد (امام محمد باقرؑ) سے توبہ آدم کی قبولیت کی یہ داستان سنی تو اس نے میرے والد سے کہا: آپؑ نے سچ فرمایا۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

اس وقت میرے والد نے فرمایا: یہ جبریلؑ تھے جو تمھیں تمھارے دین کے احکام کی تعلیم دینے آئے تھے۔

یہ حدیث طویل ہے ہم نے یہاں بقدر ضرورت اس کا ایک اقتباس نقل کیا ہے۔

۱۵۳- عیون الاخبار میں مرقوم ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر کتنی تھی؟

آپؑ نے فرمایا: ان کی عمر نو سو تیس برس تھی۔

۱۵۴- کتاب کمال الدین وتمام النعمۃ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے' آپؐ نے فرمایا: ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام نے سات سو تیس برس کی عمر پائی تھی۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

كَافِرٍۭ بِهٖ ۖ وَلَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰيٰتِىۡ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ۡ وَّاِيَّاىَ
فَاتَّقُوۡنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَلۡبِسُوا الۡحَـقَّ بِالۡبَاطِلِ وَتَكۡتُمُوا الۡحَـقَّ
وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
وَارۡكَعُوۡا مَعَ الرّٰكِعِيۡنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَتَنۡسَوۡنَ
اَنۡفُسَكُمۡ وَاَنۡتُمۡ تَتۡلُوۡنَ الۡكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴۴﴾
وَاسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيۡرَةٌ اِلَّا عَلَى
الۡخٰشِعِيۡنَ ۙ ﴿۴۵﴾ الَّذِيۡنَ يَظُنُّوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّلٰقُوۡا رَبِّهِمۡ وَاَنَّهُمۡ
اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۴۶﴾

"اے اولادِ یعقوب! میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی ہے اور تم میرے عہد کو پورا کرو۔ میں تم سے کیا ہوا پورا کروں گا اور مجھ سے ہی ڈرتے رہو۔ اور جسے میں نے اتارا ہے (قرآن) اس پر ایمان لے آؤ وہ اس کتاب کی تصدیق کرتا ہے جو تمھارے پاس ہے اور تم اس کے پہلے منکر نہ بنو اور میری آیات کو کم قیمت پر نہ بیچو اور مجھ سے ڈرتے رہو۔ اور حق کو باطل سے نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق کو مت چھپاؤ۔ اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور رکوع کرنے والے کے ساتھ رکوع کیا کرو۔ کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم تو کتاب کی تلاوت بھی کرتے ہو۔ کیا تم سمجھتے نہیں ہو۔ اور صبر اور نماز سے مدد طلب

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کرو۔ اور بے شک نماز بہت مشکل ہے مگر ان لوگوں کے لیے مشکل نہیں جو خشوع و خضوع کرنے والے ہیں۔ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ انھیں اپنے رب سے ملاقات کرنا ہے اور انھوں نے اس کی طرف پلٹ کر جانا ہے''۔

۱۵۵- کتاب علل الشرائع میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے۔ اس میں آپ یہ جملے بھی ارشاد فرمائے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل ہے اور اسرائیل کا معنی ہے ''اللہ کا بندہ''۔ ''اسرا'' کے معنی بندہ کے ہیں اور لفظ ''ایل'' کا معنی ہے اللہ۔ تو لفظ اسرائیل کا معنی ہے اللہ کا بندہ۔

۱۵۶- ایک اور روایت میں مذکور ہے کہ لفظ ''اسرا'' کے معنی قوت کے ہیں اور ''ایل'' کے معنی خدا کے ہیں تو لفظ ''اسرائیل'' کا ترجمہ ہے: ''اللہ کی قوت''۔

۱۵۷- عیون الاخبار میں امیر المومنین علیہ السلام سے ایک طویل حدیث مذکور ہے جس میں بیان کیا گیا کہ ایک سائل نے آپ سے دریافت کیا کہ وہ چھ نبی کون سے ہیں جن کے دو دو نام ہیں؟

اس کے جواب میں آپؑ نے فرمایا: یوشع بن نون کا دوسرا نام ''ذوالکفل'' ہے اور حضرت یعقوبؑ کا دوسرا نام ''اسرائیل'' ہے......الی آخرہ۔

ولایتِ علیؑ عہدِ خدا میں شامل ہے

۱۵۸- کتاب معانی الاخبار میں ابن عباس سے منقول ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ'' (تم میرا عہد پورا کرو اور میں تم سے کیا ہوا عہد و پیان پورا کروں گا) آدم علیہ السلام دنیا سے روانہ ہونے سے پہلے اپنی اولاد کو وصیت کر کے گئے تھے کہ وہ ان کے فرزند شیث ہبۃ اللہ سے وفاداری کریں گے لیکن ان کے جانے کے بعد لوگوں نے ان کی وصیت پر عمل نہ کیا۔

حضرت نوح علیہ السلام اپنی اُمت سے اپنے وصی سام کی فرمانبرداری کا عہد لے کر گئے تھے مگر اُمت نے اس عہد کی پرواہ نہ کی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے عہد لیا تھا کہ وہ ان کے بعد ان کے وصی اسماعیلؑ کی پیروی کریں گے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لیکن لوگوں نے اس عہد کی پرواہ نہ کی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے عہد لیا تھا کہ وہ ان کے وصی یوشع بن نون کی وفاداری کریں گے لیکن اُمت نے اس عہد کو پس پشت ڈال دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان پر جانے سے قبل اپنی اُمت سے عہد لیا تھا کہ وہ ان کے جانے کے بعد ان کے وصی شمعون بن حمون الصفا کی پیروی کریں گے لیکن اُمت نے اس عہد کو پورا نہ کیا۔

میں عنقریب تم سے جدا ہونے والا ہوں اور تمھارے درمیان میں سے اُٹھ کر جانے والا ہوں۔ میں نے بھی اپنی اُمت سے اپنے وصی علی بن ابی طالبؑ کی فرمانبرداری کا عہد لیا ہے لیکن میری اُمت بھی سابقہ اُمتوں کے نقشِ قدم پر چلے گی اور میرے وصی کی مخالفت کرے گی۔ آگاہ رہو! علیؑ کے متعلق میں اپنے عہد کی تم سے تجدید کرتا ہوں۔ جو بھی اس عہد کو توڑے گا تو وہ اپنا نقصان کرے گا اور جو خدا سے کیا ہوا وعدہ پورا کرے گا تو خدا اسے اجر عظیم دے گا۔

لوگو! میرے بعد علیؑ تمھارا امام ہے اور تمھارے اندر میرا جانشین ہے اور وہ میرا وصی، وزیر، بھائی، مددگار، داماد، میری اولاد کا باپ اور میرے حوض و شفاعت کا مالک ہے اور وہ میرے پرچم کے اٹھانے والا ہے جس نے اس کا انکار کیا تو اس نے میرا انکار کیا اور جس نے میرا انکار کیا تو اس نے اللہ کا انکار کیا اور جس نے اس کی امامت کا اقرار کیا تو اس نے میری نبوت کا اقرار کیا اور جس نے میری نبوت کا اقرار کیا تو اس نے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا۔ جس نے علیؑ کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ جس نے علیؑ کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

لوگو! جس نے علیؑ کے کسی قول و فعل کو ٹھکرایا تو اس نے میرے قول و فعل کو ٹھکرایا اور جس نے میرے قول و فعل کو ٹھکرایا اس نے صاحب عرش خدا کے قول و فعل کو ٹھکرایا۔

لوگو! تم میں سے جس نے بھی علیؑ کو چھوڑ کر اس کے مقابلہ میں کوئی اور امام مانا تو اس نے مجھے چھوڑ کر کسی اور کو نبی بنایا۔ اور جو مجھے چھوڑ کر کسی اور نبی کو پسند کرے تو وہ ایسا ہے جیسا کوئی خدا کو چھوڑ کر کسی اور رب کو تسلیم کرے۔

لوگو! علیؑ سید الوصیین ہے اور جو جنت کے راہی ہیں علیؑ ان کا قائد ہے۔ علیؑ مومنین کا مولا ہے۔ اس کا دوست میرا دوست ہے اور میرا دوست اللہ کا دوست ہے اور علیؑ کا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن خداوند عالم کا دشمن ہے۔

لوگو! علیؑ کے متعلق تم خدا کے عہد کو پورا کرو۔ اس کے بدلے میں خدا تمھیں جنت عطا کر کے اپنا عہد پورا کرے گا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۵۹- اصول کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

"اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ" یعنی تم امیر المومنین کی ولایت کا اقرار کر کے میرا عہد پورا کرو۔ "اُوفِ بِعَهْدِكُمْ" میں تمھیں جنت دے کر تم سے کیا ہوا عہد پورا کروں گا۔

۱۶۰- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"خثیمہ! ہم عہدِ خدا ہیں۔ جس نے ہمارے عہد کو پورا کیا تو اس نے خدا سے کیا ہوا عہد پورا کیا اور جس نے ہم سے عہد شکنی کی تو اس نے خدا کے عہد کی عہد شکنی کی۔

۱۶۱- تفسیر علی بن ابراہیم میں مرقوم ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (تم مجھ سے دعا مانگو۔ میں قبول کروں گا) لیکن حالت یہ ہے کہ ہم دعائیں مانگتے ہیں اور اللہ قبول نہیں کرتا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟"

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے خدا سے کیے ہوئے عہد کی پاسداری چھوڑ دی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَاَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ (تم میرا عہد پورا کرو میں تمھارا عہد پورا کروں گا)۔ اگر تم نے اللہ کا عہد پورا کیا ہوتا تو وہ بھی تم سے اپنا عہد پورا کرتا"۔

۱۶۲- مجمع البیان میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے' آپؐ نے فرمایا:

"جس نے اچھی رسم جاری کی تو اسے اس کا اجر ملے گا اور قیامت کے دن تک جو بھی اس کی ایجاد کردہ رسم پر عمل کرے گا اس کا اجر اس کے جاری کرنے والے کو ملے گا اور جو بری رسم ایجاد کرے تو اس پر اس کا بوجھ ہوگا اور قیامت کے دن تک جتنے لوگ بھی اس پر عمل کریں گے ان کا بوجھ بھی اسی کی گردن پر ہوگا۔

۱۶۳- امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حی بن اخطب اور کعب بن اشرف اور کچھ دیگر معزز یہودی اپنی قوم سے اپنی سرداری کے ٹیکس لیا کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اس ٹیکس کو ختم کر دیا جائے مگر انھیں یہ بات منظور نہ تھی کیونکہ اس سے ان کی معاشی برتری ختم ہوتی تھی۔ اسی لیے انھوں نے تورات کی ان آیات میں تبدیلی کر دی جن میں آنحضرتؐ کی علامات واوصاف بیان کی گئی تھیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِیْ ثَمَنًا قَلِيْلًا "اور میری آیات کو تھوڑی قیمت کے بدلے میں فروخت نہ کرو"۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

چنانچہ اس آیت میں جس تھوڑی قیمت کا ذکر ہے اس سے ان کا وہی ٹیکس مراد ہے۔

۱۶۴۔ کتاب علل الشرائع میں زرارہ بن اعین سے منقول ہے' اس نے کہا کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ:

کیا عورت پر اذان و اقامت بھی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ قبیلہ کی اذان سن سکتی ہے تو اس کے ذمہ کچھ بھی نہیں ہے اور اگر اس تک اذان کی آواز نہ پہنچتی ہو تو اس شکل میں صرف توحید و نبوت کی گواہی پر ہی اکتفا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کے لیے حکم دیا ہے: وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ ''تم نماز قائم کرو''۔ اور عورتوں کے لیے حکم ہے: وَاَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ وَاَطِعْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ''تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو''۔

حدیث طویل ہے۔ ہم نے یہاں بقدر ضرورت اس کا ایک حصہ نقل کیا ہے۔

۱۶۵۔ تہذیب الاحکام میں اسحاق بن مبارک سے منقول ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا فطرانہ کا تعلق ''وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ'' سے ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں!

فلسفہ نماز و زکوٰۃ

۱۶۶۔ عیون الاخبار میں فضل بن شاذان کا بیان ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:

''اگر یہ پوچھا جائے کہ اللہ نے انسانوں کو نماز پڑھنے کا حکم کیوں دیا؟ تو اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ نماز ربوبیت کا اقرار ہے اور نماز غیر اللہ کی نفی ہے اور نماز میں خداوند جبار کے سامنے عاجزی و انکساری کے ساتھ کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ نماز میں خضوع اور اپنی غلطیوں کا اعتراف ہے اور اپنی غلطیوں کی معافی طلب کی جاتی ہے۔ نماز میں انسان اپنی پیشانی خدا کے سامنے زمین پر رگڑتا ہے اور نماز کی وجہ سے انسان خدا فراموش نہیں بنتا' خدا کا ذاکر بنتا ہے۔ اور انسان عاجزی کے ساتھ خدا سے دنیا و دین کی توفیقات کے اضافہ کی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔ علاوہ ازیں نماز ہر طرح کے بگاڑ سے محفوظ رکھتی ہے۔ نماز ایک ایسی عبادت ہے جس سے بندے کا تعلق اس کے خالق و مدبر سے قائم رہتا ہے اور نماز کی وجہ سے بندہ اپنے خالق کو فراموش نہیں کرتا اور خالق کی یاد کی وجہ سے انسان سرکشی اور طغیانی سے محفوظ رہتا ہے اور خدا کے حضور

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حاضری دینے اور اس کی بارگاہ میں کھڑا ہونے کی وجہ سے انسان خدا کی نافرمانی سے محفوظ رہتا ہے اور ہر طرح کے بگاڑ سے بچ جاتا ہے۔

۱۶۷- من لایحضرہ الفقیہ میں مرقوم ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے محمد بن سنان کے دریافت کردہ مسائل کے جواب میں لکھا:

''زکوٰۃ فرض کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے غرباء کو روزی فراہم ہوتی ہے اور دولت مند طبقہ کی دولت محفوظ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صحت مند افراد کو حکم دیا ہے کہ وہ معذور واپاہج طبقہ کی خبرگیری کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''لَتُبۡلَوُنَّ فِیۡۤ اَمۡوَالِکُمۡ وَاَنۡفُسِکُمۡ'' (تمھیں تمھارے اموال اور نفوس کے متعلق ضرور آزمایا جائے گا)۔

چنانچہ تمھارے اموال میں زکوٰۃ کی ادائیگی کو لازمی قرار دیا گیا اور نفوس پر یہ واجب کیا گیا کہ اپنے آپ کو صبر کا عادی بنائیں اور نعمات پروردگار کا شکر بجالائیں اور کمزور مسلمانوں پر شفقت ومہربانی کریں اور مساکین سے الفت رکھیں اور دوسرے لوگوں کو ہمدردی اور غرباء پروری کی تلقین کریں اور اہل دولت کو نصیحت کریں کہ اپنے مالی فرائض سرانجام دیں ورنہ آخرت کے روز وہ سخت مفلس ہوں گے اور اللہ کی عطا کردہ نعمات پر اس کا شکر ادا کریں اور خدا سے گڑگڑا کر دعا مانگیں کہ اللہ انھیں زکوٰۃ وصدقات اور صلہ رحمی اور بھلائی کرنے کی توفیق دے۔

۱۶۸- عیون الاخبار میں امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کو تین چیزوں سے ملانے کا حکم دیا ہے۔ اللہ نے نماز اور زکوٰۃ کا یکجا ذکر کیا ہے۔ لہٰذا جو شخص نماز پڑھے اور (صاحب نصاب ہوتے ہوئے بھی) زکوٰۃ نہ دے تو اس کی نماز قبول نہ کی جائے گی''......الحدیث۔

بے عمل خطیب

۱۶۹- مجمع البیان میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''شب معراج میرا گزر ایسے لوگوں سے ہوا جن کے ہونٹوں کو فرشتے دوزخ کے مقراضوں سے کاٹ رہے تھے۔ میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟''

جبرئیلؑ امین نے کہا: ''یارسولؐ اللہ! یہ دنیا کے وہ خطیب ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے''۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۷۰- مصباح الشریعہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

''جو شخص اپنی خواہشات کی قید سے آزاد نہ ہوا ہو اور اپنے نفس کی آفات سے رہائی حاصل نہ کی ہو اور جو ابلیس کو شکست دے کر خدا کی حفظ وامان میں داخل نہ ہوا ہو تو ایسے شخص کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ جب وہ خود عمل سے خالی ہوگا تو اس کی ہر نصیحت اس کے خلاف حجت ہوگی اور لوگوں کو اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا''۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ ''کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟

بے عمل شخص جب نیکی کی تبلیغ کرتا ہے تو اس وقت اس سے یہ کہا جاتا ہے:

''اے خائن! جس حق میں تو نے خود خیانت کی ہے اب میری مخلوق سے اس حق کی ادائیگی کا مطالبہ کر رہا ہے اور جس سے تو نے خود لا پرواہی کی ہے اس کا حکم دوسروں کو دے رہا ہے؟''

۱۷۱- تفسیر علی بن ابراہیم میں مذکور ہے کہ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو) کی آیت قصہ گو لوگوں اور خطیب افراد کے لیے نازل ہوئی ہے جیسا کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

ان کے ہر منبر پر شعلہ فشاں خطیب موجود ہے جو خدا اور اس کے رسولؐ اور اس کی کتاب پر جھوٹ باندھ رہا ہے۔

۱۷۲- اصولِ کافی میں امام جعفر صادق سے فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ (انھیں اور دوسرے گمراہوں کو دوزخ میں اُلٹا لٹکایا جائے گا) کی تفسیر میں مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

''اس آیت میں ان لوگوں کا حال بیان کیا گیا ہے جو زبان سے تو ''عدل'' کی بڑی تعریف کرتے تھے لیکن خود اس کے تقاضوں پر عمل نہیں کرتے تھے''۔

۱۷۳- ابو خثیمہ کا بیان ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

''ہمارے شیعوں تک ہمارا یہ پیغام پہنچا دو کہ وہ شخص قیامت کے دن شدید حسرت میں مبتلا ہوگا جو ''عدل'' کی تعریف کرے اور عملی طور پر اس کی مخالفت کرے۔

۱۷۴- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''قیامت کے دن اس شخص کی حسرت تمام لوگوں سے زیادہ ہوگی جو عدل کی تعریف کرے لیکن اپنے عمل سے اس کی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مخالفت کرے''۔

۱۷۵- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''قیامت کے دن اس شخص کو سخت ترین عذاب دیا جائے گا جو زبان سے عدل کی تعریف کرے اور اپنے عمل سے اس کی مخالفت کرے''۔

۱۷۶- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''قیامت کے دن وہ شخص سخت حسرت میں مبتلا ہو گا جس نے زبان سے عدل کی تعریف کی ہوگی اور عمل سے اس کی مخالفت کی ہوگی''۔

عقل

۱۷۷- کتاب علل الشرائع میں حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے' آپ نے فرمایا:

''رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اللہ نے عقل کو کس چیز سے پیدا کیا؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''حکمِ خداوندی سے ایک فرشتے نے عقل کو پیدا کیا۔ دنیا میں جتنے انسان پیدا ہو چکے ہیں اور جتنے قیامت تک پیدا ہونے ہیں' عقل کو اتنے ہی سر لگا دیئے گئے اور ہر سر کو ایک انسانی چہرہ دیا گیا۔ ہر انسان کے لیے عقل کا ایک سر مقرر کیا گیا اور اس سر پر اس انسان کا نام لکھا ہوا ہے اور ہر چہرے پر ایک پردہ پڑا ہوا ہے اور وہ پردہ اس وقت ہٹایا جاتا ہے جب کوئی شخص حد بلوغت کو پہنچتا ہے اور جب کوئی شخص حد بلوغت کو پہنچتا ہے تو اس کے عقل کے چہرے سے پردہ ہٹا دیا جاتا ہے اور اس کے دل میں نور پیدا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ فرائض وسنن اور اچھائی برائی کو سمجھنے لگ جاتا ہے۔ آگاہ رہو عقل کو دل میں وہی مقام حاصل ہے جو گھر کے درمیان میں چراغ کو حاصل ہے''۔

۱۷۸- تفسیر علی بن ابراہیم میں منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''عقل کا مقام دماغ ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ کم عقل شخص سے کہا جاتا ہے کہ تیرا دماغ کتنا ہلکا ہے''۔

حدیث طویل ہے اور ہم نے بقدر ضرورت اسے نقل کیا ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۷۹۔ اصولِ کافی میں مرقوم ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا:

مولاً! عقل کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: عقل وہ قوت ہے جس سے رحمٰن کی عبادت کی جائے اور جنت حاصل کی جا سکے......الحدیث۔

''صبر'' سے روزہ دار مراد ہے۔

۱۸۰۔ تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

''صبر'' سے مراد روزہ ہے۔

۱۸۱۔ الکافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

''وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ'' (اور تم صبر کے ذریعہ سے مدد طلب کرو) میں صبر سے مراد روزہ ہے۔ جب کسی شخص پر کوئی آفت و مصیبت نازل ہو تو اسے روزے رکھنے چاہئیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ'' یعنی روزہ کے ذریعہ سے مدد طلب کرو۔

من لایحضرہ الفقیہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ حدیث انہی الفاظ میں منقول ہے۔

لقاءِ رب کا مفہوم

۱۸۲۔ کتاب التوحید میں ایک طویل حدیث مرقوم ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے مختلف مشکل آیات کا حضرت علیؑ سے مفہوم دریافت کیا اور آپؑ نے اسے سب کا جواب دیا۔ ان جوابات میں ایک جواب یہ بھی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

''بَلْ هُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ'' (بلکہ وہ رب کی ملاقات کے منکر ہیں) یہاں لفظ ''لقاء'' سے مبعوث ہونا مراد ہے۔ مبعوث ہونے کو اللہ تعالیٰ نے لفظ ''لقاء'' سے تعبیر کیا ہے۔ مومنین کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ'' یعنی وہ یقین رکھتے ہیں کہ انھیں قبروں سے مبعوث کیا جائے گا اور انھیں ایک جگہ پر اکٹھا کیا جائے گا اور ان سے حساب لیا جائے گا اور جزا و سزا کی شکل میں انھیں اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اس آیت میں لفظ ''ظن'' گمان کے معنی میں نہیں بلکہ یقین کے معنی میں ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

يٰبَنِيٓ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِيَ الَّتِيۡٓ اَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ
وَاَنِّيۡ فَضَّلۡتُكُمۡ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوۡا يَوۡمًا لَّا تَجۡزِيۡ
نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَيۡـًٔا وَّلَا يُقۡبَلُ مِنۡهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤۡخَذُ
مِنۡهَا عَدۡلٌ وَّلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَاِذۡ نَجَّيۡنٰكُمۡ مِّنۡ اٰلِ
فِرۡعَوۡنَ يَسُوۡمُوۡنَكُمۡ سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ يُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآءَكُمۡ
وَيَسۡتَحۡيُوۡنَ نِسَآءَكُمۡ ؕ وَفِيۡ ذٰلِكُمۡ بَلَآءٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ
عَظِيۡمٌ ﴿۴۹﴾

''اے بنی اسرائیل! میری وہ نعمت یاد کرو جس سے میں نے تمھیں نوازا اور تمھیں عالمین پر فضیلت دی۔ اور اس دن سے ڈرتے رہو جس دن کوئی شخص کسی کی طرف سے بدل نہ بن سکے گا اور نہ اس کی طرف سے کوئی سفارش مانی جائے گی اور نہ اس کا کوئی معاوضہ لیا جائے گا اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی۔ اور جب ہم نے تمھیں خاندانِ فرعون سے نجات دی جو تمھیں بدترین دکھ دے کر ستاتے تھے۔ تمھارے لڑکوں کو ذبح کرتے تھے اور تمھاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے تھے۔ اس میں تمھارے پروردگار کی طرف سے سخت آزمائش تھی''۔

۱۸۳۔ تفسیر علی بن ابراہیم میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:
''خدا کی قسم! اگر تمام ملائکہ مقربین اور انبیائے مرسلین بھی مل کر کسی ناصبی (دشمنِ آلِ محمدؐ) کی شفاعت کریں تو بھی ان کی شفاعت قبول نہیں کی جائے گی''۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۸۴- کتاب الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

''جس میں تین عادات موجود ہوں تو اس میں ایمان کی خصلتیں مکمل ہو جاتی ہیں: ۱- جو ظلم پر صبر کرے۔ ۲- اپنے غصہ کو پی جائے۔ ۳- خدا سے اجر کے شوق میں معاف کر دے اور بخش دے۔ ایسا شخص ان لوگوں میں شمار کیا جائے گا جو حساب کے بغیر جنت میں جائیں گے اور انھیں قبیلہ ربیعہ ومضر کے افراد کے برابر حق شفاعت دیا جائے گا۔

۱۸۵- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک طویل حدیث منقول ہے جس کا ایک حصّہ یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

''اہلِ شرک وظلم کے علاوہ میری شفاعت اہلِ کبائر کے لیے ہوگی''۔ میں (مؤلف) عرض کرتا ہوں کہ اہلِ معاصی کے لیے شفاعت کی بہت سی احادیث وارد ہیں۔

۱۸۶- مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ احادیث میں لایقبل اللّٰہ منه صرفا ولا عدلا کے جو الفاظ ملتے ہیں ان کے معنی میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

حسن بصری کہتے ہیں کہ ''صرف'' سے عمل اور ''عدل'' سے فدیہ مراد ہے۔ اصمعی کا قول ہے کہ ''صرف'' سے ''حیلہ'' اور ''عدل'' سے فدیہ مراد ہے۔ کلبی کا قول ہے کہ ''صرف'' سے فدیہ اور ''عدل'' سے متبادل فرد مراد ہے۔

۱۸۷- تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ''عدل'' سے فریضہ مراد ہے۔

۱۸۸- ابراہیم بن فضیل کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے فرمان کے مطابق ''عدل'' فدیہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

۱۸۹- ارساط الرجلی کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا:

''لا یقبل اللّٰہ منه صرفا ولا عدلا'' میں لفظ ''صرف'' اور لفظ ''عدل'' کا کیا مفہوم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ''صرف'' سے مراد نافلہ اور ''عدل'' سے مراد فریضہ ہے۔

۱۹۰- کتاب الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

''مسجد کوفہ میں ایک شخص امیر المومنین کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے کہا: امیر المومنین! مجھے بدھ کے دن کے متعلق بتائیں اور یہ بتائیں کہ اس سے بدشگونی کیوں لی جاتی ہے اور یہ کیوں بوجھل اور ثقیل سا محسوس ہوتا ہے۔ وہ بدھ کون سا ہے؟''

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا: ''وہ مہینے کا آخری بدھ ہے اور بدھ کے دن میں فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو ذبح کرنے کا حکم جاری کیا تھا''۔

بنی اسرائیل وموسیٰ علیہ السلام

۱۹۱- کتاب کمال الدین واتمام النعمۃ میں سعید بن جبیر سے روایت ہے۔ اس نے امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی۔ آپ نے اپنے والد حضرت سید الشہداء علیہ السلام سے روایت کی۔ انھوں نے اپنے والد سید الاوصیاء علیہ السلام سے روایت کی۔ انھوں نے حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا:

''جب حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انھوں نے اپنے پیروکاروں اور افراد خانہ کو جمع کیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد انھوں نے کہا: عنقریب تمھارے گھرانے پر سخت مصیبت نازل ہوگی جس میں تمھارے مردوں کو قتل کیا جائے گا اور حاملہ خواتین کے پیٹ پھاڑ دیئے جائیں گے اور معصوم بچوں کو ذبح کیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ لاوی بن یعقوب کی اولاد میں سے ایک نجات دہندہ کو روانہ کرے گا اور اس کا رنگ گندمی ہوگا اور وہ طویل القامت ہوگا۔ پھر حضرت یوسفؑ نے اس نجات دہندہ کے اوصاف بیان فرمائے۔ بنی اسرائیل نے حضرت یوسفؑ کی وصیت کو یاد رکھا۔ پھر بنی اسرائیل پر مصائب ٹوٹ پڑے۔ وہ چار سو سال تک مغلوب ومقہور رہے۔ اس دوران وہ اپنے نجات دہندہ کے آنے کا انتظار کرتے رہے۔ پھر انھیں ان کے علماء کی زبانی پتہ چلا کہ ان کا نجات دہندہ پیدا ہو چکا ہے اور انھوں نے اس کے ظہور کی علامات کا مشاہدہ کیا۔ اس دوران ان کی آزمائش اور سخت ہوگئی اور انھیں لاٹھیوں اور پتھروں سے مارا پیٹا جانے لگا۔ اس زمانے میں بنی اسرائیل میں ایک فقیہ رہا کرتا تھا جو انھیں نجات دہندہ کی باتیں سنایا کرتا تھا۔ جب آزمائش نے شدت اختیار کی تو وہ فقیہ بھی کہیں چھپ گیا۔ بنی اسرائیل نے اس فقیہ سے رابطہ قائم کیا اور کہا کہ ہم سخت آزمائش میں مبتلا ہیں اور آپ کی باتیں سن کر ہمیں اُمید کی کرن دکھائی دیتی تھی۔ آپ آئیں تاکہ ہم آپ کی باتیں سن کر کچھ سکون محسوس کرسکیں۔

وہ فقیہ انھیں ایک صحرا میں لے گیا اور اس نے کہنا شروع کیا کہ تمھارے مصائب کے دن ختم ہونے کو ہیں اور ہمارا نجات دہندہ آنے ہی والا ہے اور اس کے ظہور کے لمحات قریب ہیں۔

وہ چاندنی رات تھی۔ ابھی وہ صحرا میں بیٹھ کر ان باتوں میں مصروف تھے کہ موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس پہنچے۔ اس وقت آپ نوخیز نوجوان تھے اور سیر کی غرض سے فرعون کے محل سے باہر نکلے تھے۔ حضرت موسیٰؑ نے اسرائیلیوں کے اجتماع کو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دیکھا تو وہ اپنے نوکروں کے جلوس سے نکل کر تن تنہا وہاں چلے گئے۔ آپ ایک خچر پر سوار تھے اور آپ نے ابریشم کا لباس پہنا ہوا تھا۔ جب فقیہ نے حضرت موسٰیؑ کو دیکھا تو اس نے ان کی علامات سے پہچان لیا کہ بنی اسرائیل کے نجات دہندہ یہی ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے قدموں میں گر پڑا اور انھیں بوسے دینے لگ گیا اور اس نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مرنے سے قبل مجھے آپ کی زیارت کا شرف عطا کیا۔

جب اس کے دوسرے ساتھیوں نے دیکھا تو انھیں بھی یقین ہو گیا کہ موسٰیؑ ہی ان کے نجات دہندہ ہیں۔ چنانچہ وہ سجدۂ شکر بجا لائے۔

اس وقت حضرت موسٰیؑ نے ان سے صرف یہی کہا کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تمھیں جلد نجات دے گا۔ اس کے بعد موسٰیؑ وہاں سے چلے گئے۔ پھر کچھ دنوں بعد انھوں نے فرعون کا محل اور شہر چھوڑ دیا اور مدین شہر چلے گئے جہاں انھوں نے ایک عرصہ تک شعیبؑ پیغمبر کے ہاں قیام کیا۔

چنانچہ دوسری غیبت پہلی غیبت سے زیادہ سخت تھی اور یہ غیبت پچاس برس سے کچھ سال زیادہ پر مشتمل تھی۔ اس دوران بنی اسرائیل کی سخت آزمائش کی گئی۔ اور وہ فقیہ کہیں جا کر چھپ گیا۔ بنی اسرائیل نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ ہم آپ کی روپوشی برداشت نہیں کر سکتے۔ چنانچہ وہ فقیہ ایک صحرا میں گیا اور مخصوص اسرائیلیوں کو وہاں بلایا۔ ان سے باتیں کہیں اور ان کے دل کا بوجھ ہلکا کیا اور اس نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی ہے چالیس سال بعد تمھارا یہ امتحان ختم ہو جائے گا۔

اہلِ محفل نے کہا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ''۔ اس وقت اللہ نے اس فقیہ پر وحی کی کہ ان لوگوں نے میری حمد کی ہے لہٰذا ان کا امتحان ۳۰ برس بعد ختم ہو جائے گا۔

جب اہلِ محفل نے یہ سنا تو انھوں نے کہا: ہر نعمت خدا کی طرف سے ہے۔

اللہ نے فقیہ کی طرف وحی کی کہ انھوں نے میری نعمت کی قدردانی کی لہٰذا ان کا امتحان ۲۰ برس بعد ختم ہو جائے گا۔

جب اہلِ محفل نے یہ سنا تو انھوں نے کہا: اللہ کے علاوہ اور کوئی بھلائی دینے والا نہیں ہے۔

اس وقت اللہ نے فقیہ پر وحی نازل کی کہ انھوں نے مجھے اچھائیوں کا منبع قرار دیا ہے لہٰذا ان کا امتحان دس برس بعد ختم ہو جائے گا۔

جب اہلِ محفل نے یہ سنا تو انھوں نے کہا کہ اللہ کے علاوہ تکلیف کو کوئی دُور نہیں کر سکتا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس وقت اللہ تعالیٰ نے فقیہ کی طرف وحی کی کہ میں نے ان کی تکلیف دُور کردی ہے اور اسرائیلیوں کا نجات دہندہ ابھی ابھی یہاں پہنچنے ہی والا ہے۔

ابھی وہ بیٹھے ہی تھے کہ موسیٰ علیہ السلام گدھے پر سوار ہو کر وہاں تشریف لائے۔ فقیہ نے موسیٰؑ کے پیروکاروں کی بصیرت میں اضافہ کے لیے خاموشی اختیار کی یہاں تک کہ موسیٰؑ ان کے پاس آ کر رک گئے اور انھیں سلام کیا۔ فقیہ نے کہا:

آپ کا کیا نام ہے؟

حضرت موسیٰؑ نے کہا: میں موسیٰ ہوں۔

فقیہ: آپ کس کے فرزند ہیں؟

حضرت موسیٰؑ: میں عمران کا فرزند ہوں۔

فقیہ: عمران کا شجرۂ نسب کیا ہے؟

حضرت موسیٰؑ: عمران بن قاھب بن لاوی بن یعقوب۔

فقیہ: آپ کیا لے کر آئے ہیں؟

حضرت موسیٰؑ: میں اللہ کی طرف سے رسالت لے کر آیا ہوں۔

یہ سن کر فقیہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے حضرت موسیٰؑ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰؑ ان کے پاس بیٹھ گئے جس سے ان کے دلوں کو مسرت حاصل ہوئی اور آپؑ نے ان کے سامنے احکامِ الٰہی بیان کیے۔ اس کے بعد آپؑ ان کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے۔ چنانچہ موسیٰؑ کے اعلانِ رسالت کے چالیس سال بعد فرعون غرق ہوا اور اللہ نے بنی اسرائیل کو اس کے مظالم سے نجات بخشی"۔

۱۹۲۔ محمد حلبی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی' آپؑ نے فرمایا:

"جب حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انھوں نے خاندانِ یعقوب کو جمع کیا۔ اس وقت ان کی تعداد اسّی (۸۰) مردوں پر مشتمل تھی۔ پھر آپؑ نے فرمایا:

"قبطی لوگ عنقریب تم پر غلبہ حاصل کرلیں گے اور تمھیں مختلف قسم کے عذاب دے کر ستائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ لاوی بن یعقوب کی نسل سے ایک مرد پیدا کرے گا جو تمھیں ان کے ظلم وستم سے نجات دلائے گا۔ اس کا نام موسیٰ بن عمران ہوگا۔ وہ لمبے قد کا جوان ہوگا' اس کے بال گھنگھریالے ہوں گے اور وہ گندمی رنگ کا ہوگا' حضرت یوسفؑ کی رحلت کے بعد

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

بنی اسرائیل نے اپنے بچوں کا نام عمران رکھا اور جب عمران صاحبِ اولاد ہوتا تھا تو وہ اپنے ایک بیٹے کا نام موسیٰ رکھتا تھا۔
چنانچہ حضرت موسیٰؑ کے اعلانِ رسالت سے پہلے پچاس افراد نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ وہی موسیٰ بن عمران ہیں جن کا وعدہ حضرت یوسفؑ نے کیا تھا۔

ایک دن فرعون کے جادوگروں اور منجّموں نے اسے پیشین گوئی کی کہ اس سال ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جو تیرے اور تیری قوم کے دین کو تباہ کردے گا اور وہ بچہ بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا۔ اس کے بعد فرعون نے قابلہ عورتوں کو بنی اسرائیل کی عورتوں کی دیکھ بھال پر مقرر کردیا۔ چنانچہ جو بھی بچہ پیدا ہوتا اسے فرعون قتل کرادیتا تھا۔ جب بنی اسرائیل کے نوزائیدہ لڑکے مسلسل قتل ہونے لگے تو انھوں نے کہا: ہمارے لڑکے قتل ہو رہے ہیں اور ہماری لڑکیوں کو زندہ رکھا جارہا ہے اس سے تو ہماری نسل ہی معدوم ہوجائے گی لہٰذا بچے قتل کرانے سے یہ بہتر ہے کہ ہم بیویوں سے ہم آغوش ہونا ہی بند کردیں۔

اس اجتماع میں حضرت موسیٰؑ کے والد عمران بھی موجود تھے۔ انھوں نے اس تجویز سے اختلاف کیا اور کہا: تم ایسا نہ کرو کیونکہ خدا کا فرمان ہر صورت پورا ہو کر ہی رہے گا۔ تم بیویوں کو اپنے لیے حرام قرار دیتے ہو تو دیتے رہو مگر میں اسے حرام قرار نہیں دیتا۔ اور تم میں سے جو اپنی بیوی سے جنسی تعلقات ختم کرتا ہے تو کرتا رہے مگر میں اپنی بیوی سے جنسی تعلقات ختم نہیں کروں گا۔

چنانچہ وہ مادرِ موسیٰؑ سے ہم آغوش ہوئے اور ان کی بیوی حاملہ ہوگئی۔ پھر فرعون کی طرف سے اُمِ موسیٰؑ کی نگرانی کے لیے ایک دائی مقرر کی گئی جو اٹھتے بیٹھتے ان کے ساتھ رہتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس نگران دائی کے دل میں حضرت موسیٰؑ کے لیے محبت ڈال دی اور اللہ تعالیٰ اپنی حجتوں کے لیے ایسا ہی کیا کرتا ہے۔

ایک دن اس قابلہ نے اُمِ موسیٰؑ سے کہا:

بیٹی! خیریت تو ہے آپ روز بروز زرد ہوتی جارہی ہیں اور آپ کا وجود پگھلتا جارہا ہے؟

اُمِ موسیٰؑ نے کہا: آپ مجھے اس پر ملامت نہ کریں کیونکہ میں جانتی ہوں کہ جب میرے ہاں بچہ جنم لے گا تو فرعون کے سپاہی اسے قتل کردیں گے اور یہی سوچ کر میں روزانہ دبلی ہوتی جارہی ہوں۔

قابلہ نے کہا: آپ فکر نہ کریں۔ میں آپ کا یہ راز مخفی رکھوں گا۔ مگر اُمِ موسیٰؑ کو اس کی بات کا یقین نہ آیا اور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جب بی بی کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو بی بی نے دائی کی طرف دیکھا اور دائی نے آگے بڑھ کر حضرت موسٰیؑ کے چہرے کی طرف دیکھ کر ماشاء اللہ کہا اور پھر اس نے مادرِ موسٰیؑ سے کہا کہ آپ اتنی پریشان کیوں ہیں؟ کیا میں نے تم سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ میں آپ کے بیٹے کی پیدائش کو لوگوں سے مخفی رکھوں گی؟؟

پھر اس نے نومولود کو اٹھا کر ایک مخفی جگہ پر رکھ دیا اور پھر وہ دروازے پر فوجیوں کے پاس آئی اور اس نے ان سے کہا کہ یہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا البتہ خاتون کو خون کا جما ہوا ایک لوتھڑا پیدا ہوا ہے۔

یہ سن کر فرعون کے سپاہی دروازے سے چلے گئے۔ حضرت موسٰیؑ کی ولادت کا مکمل قصہ کتب تواریخ میں موجود ہے۔ شائقین ان کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

۱۹۳- کتاب غیبتِ طوسی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے کہ فرعون کو اس کے جادوگروں اور نجومیوں نے بتایا تھا کہ ایک بچہ پیدا ہوگا جس کے ہاتھ سے اس کی حکومت تباہ ہو جائے گی۔

فرعون نے منجمین سے کہا کہ وہ بچہ کس خاندان میں جنم لے گا؟

منجمین نے کہا کہ وہ بچہ بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا۔ اس کے بعد فرعون نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کی حاملہ خواتین کے پیٹ چاک کیے جائیں۔ حضرت موسٰیؑ کی تلاش میں فرعون نے بیس ہزار سے زائد بچوں کو قتل کرایا مگر حضرت موسٰیؑ کو خدا نے محفوظ رکھنا تھا اسی لیے فرعون کا ان پر بس نہ چلا۔

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

يٰقَوۡمِ اِنَّكُمۡ ظَلَمۡتُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ بِاتِّخَاذِكُمُ الۡعِجۡلَ فَتُوۡبُوۡۤا اِلٰى
بَارِئِكُمۡ فَاقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ ؕ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ عِنۡدَ بَارِئِكُمۡ ؕ
فَتَابَ عَلَيۡكُمۡ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ﴿۵۴﴾ وَاِذۡ قُلۡتُمۡ
يٰمُوۡسٰى لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهۡرَةً فَاَخَذَتۡكُمُ
الصّٰعِقَةُ وَاَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثۡنٰكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَوۡتِكُمۡ
لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۵۶﴾ وَظَلَّلۡنَا عَلَيۡكُمُ الۡغَمَامَ وَاَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكُمُ
الۡمَنَّ وَالسَّلۡوٰى ؕ كُلُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ ؕ وَمَا
ظَلَمُوۡنَا وَلٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذۡ قُلۡنَا ادۡخُلُوۡا
هٰذِهِ الۡقَرۡيَةَ فَكُلُوۡا مِنۡهَا حَيۡثُ شِئۡتُمۡ رَغَدًا وَّادۡخُلُوا الۡبَابَ
سُجَّدًا وَّقُوۡلُوۡا حِطَّةٌ نَّغۡفِرۡ لَكُمۡ خَطٰيٰكُمۡ ؕ وَسَنَزِيۡدُ
الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا قَوۡلًا غَيۡرَ الَّذِىۡ قِيۡلَ
لَهُمۡ فَاَنۡزَلۡنَا عَلَى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا رِجۡزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوۡا
يَفۡسُقُوۡنَ ﴿۵۹﴾ ع وَاِذِ اسۡتَسۡقٰى مُوۡسٰى لِقَوۡمِهٖ فَقُلۡنَا اضۡرِبۡ
بِّعَصَاكَ الۡحَجَرَ ؕ فَانۡفَجَرَتۡ مِنۡهُ اثۡنَتَا عَشۡرَةَ عَيۡنًا ؕ قَدۡ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۖ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ
وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿٦٠﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ
نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ
الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۖ قَالَ
اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ۖ اِهْبِطُوْا مِصْرًا
فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ۖ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ
وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۖ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ
اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۖ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا
يَعْتَدُوْنَ ﴿٦١﴾ ع

''اور جب ہم نے تمھارے لیے دریا کو شگافتہ کر دیا اور تمھیں نجات دی اور ہم نے خاندانِ فرعون کو تمھارے دیکھتے دیکھتے غرق کر دیا۔ اور ہم نے موسیٰؑ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا تھا تم نے ان کے بعد ایک بچھڑے کو معبود بنا لیا اور تم ظلم کر رہے تھے۔ پھر اس کے بعد ہم نے تم کو معاف کیا تا کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔ اور جب ہم نے موسیٰؑ کو کتاب اور حق و باطل کو جدا کرنے والا قانون دیا تا کہ تم ہدایت پا سکو۔ اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جانوں پر ظلم کیا' تم اپنے خالق کے حضور توبہ کرو اور اپنے نفسوں کو قتل کر ڈالو۔ یہی تمھارے پروردگار کے ہاں تمھارے لیے بہتر ہے۔ پھر خدا نے تمھاری توبہ قبول کر لی وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اور جب تم نے کہا تھا اے موسیٰؑ ہم تم پر اس وقت تک ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم خدا کو کھلم کھلا طور پر دیکھ نہ لیں۔ اس وقت تمھیں بجلی نے پکڑ لیا تھا اور تم تکتے ہی رہ گئے۔ پھر ہم نے تمھیں تمھارے مرنے کے بعد اٹھایا تاکہ تم شکر کرو۔ اور ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا اور ہم نے تم پر من و سلویٰ اتارا' ہمارا پاکیزہ رزق کھاؤ ان لوگوں نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ وہ اپنی جانوں پر ہی ظلم کرتے رہے۔ اور جب ہم نے کہا کہ تم اس قریہ میں داخل ہو جاؤ اور اس میں داخل ہو کر جہاں چاہو اطمینان سے کھاؤ اور دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور "حِطَّةٌ" (بخشش) کہتے ہوئے آؤ تو ہم تمھاری خطائیں تمھیں معاف کر دیں گے اور نیکی کرنے والوں کی نیکیوں میں اضافہ کریں گے۔ جو بات ان سے کہی گئی تھی اسے ظالموں نے بدل دیا اور اس کی جگہ دوسری بات کہنی شروع کر دی۔ ہم نے ظلم کرنے والوں پر ان کی بدکاریوں کی وجہ سے آسمان سے عذاب نازل کیا۔ اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لیے پانی طلب کیا تو ہم نے کہا کہ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو۔ اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے۔ سب نے اپنا اپنا گھاٹ پہچان لیا۔ اللہ کا رزق کھاؤ پیو اور زمین پر فساد کرتے ہوئے نہ پھرو۔ اور جب تم نے کہا: اے موسیٰؑ! ہم ایک ہی قسم کے کھانے کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتے آپ اپنے پروردگار سے دعا مانگیں کہ وہ ہمارے لیے زمین سے سبزی' ککڑی' لہسن' مسور اور پیاز وغیرہ پیدا کرے۔ موسیٰؑ نے کہا: تم بہتر چیز کو ادنیٰ چیز سے بدلنا چاہتے ہو۔ کسی شہر

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں چلے جاؤ وہاں تمھیں تمھاری مطلوبہ اشیاء مل جائیں گی اور ان پر ذلت ومحتاجی کی مار پڑی اور انھوں نے قہرِ خدا کی طرف پلٹا کھایا۔ یہ اس لیے ہوا کہ وہ خدا کی نشانیوں کا انکار کرتے تھے اور انبیاءؑ کو ناحق قتل کرتے تھے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ نافرمانی اور سرکشی کیا کرتے تھے"۔

۱۹۴- تفسیر علی بن ابراہیم میں غزوۂ حنین کے واقعات کے ضمن میں مذکور ہے: "پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور بارگاہِ احدیت میں عرض کیا:

اللھم لک الحمد والیک المشتکی وانت المستعان –

"خدایا! تیرے لیے حمد ہے اور تیرے حضور ہی شکوہ ہے اور تجھ سے ہی مدد طلب کی جاتی ہے"۔

اس وقت جبریل امینؑ آپؐ پر نازل ہوئے اور انھوں نے کہا: یارسولؐ اللہ! آپؐ نے وہ دعا کی ہے جسے موسیٰ علیہ السلام نے پڑھا تھا تو اس کے لیے دریا شگافتہ ہوگیا تھا اور خدا نے اسے فرعون سے نجات دی تھی۔

۱۹۵- تفسیر مذکور میں سورہ طٰہٰ (۹۱) کی آیت قَالُوا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى (ہم بچھڑے کی عبادت پر قائم رہیں گے یہاں تک کہ موسیٰؑ لوٹ کر ہمارے پاس آجائیں) کے ضمن میں مرقوم ہے کہ بچھڑا پرستوں نے ہارونؑ کے قتل کا ارادہ کرلیا تھا۔ حضرت ہارونؑ خوف کی وجہ سے وہاں سے بھاگ گئے تھے اور بنی اسرائیلؑ بچھڑے کی عبادت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ کا چالیس راتوں کا وعدہ پورا ہوا اور ۱۰ ذی الحجہ کے دن اللہ نے حضرت موسیٰؑ پر الواح نازل کیں جن میں تورات لکھی ہوئی تھی اور ان الواح میں سیرت وقصص جیسی تمام چیزوں کا ذکر تھا۔ جن کی لوگوں کو ضرورت محسوس ہوسکتی تھی۔

۱۹۶- اصول کافی میں فضیل بن یسار سے منقول ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: کیا قائم آلِ محمدؐ کے ظہور کا وقت مقرر ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کذب الوقاتون، کذب الوقاتون، کذب الوقاتون "وقت مقرر کرنے والے جھوٹے ہیں' وقت مقرر کرنے والے جھوٹے ہیں' وقت مقرر کرنے والے جھوٹے ہیں"۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام رب کے مہمان بن کر جانے لگے تو انھوں نے اپنی قوم سے ۳۰ دنوں کا وعدہ کیا تھا اور جب اللہ نے ۳۰ کے بعد دس دنوں کا اضافہ کیا تو بنی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اسرائیل نے کہا کہ موسیٰ نے ہم سے وعدہ خلافی کی ہے۔اس کے بعد انھوں نے جو کچھ کرنا تھا وہ کیا لہٰذا جب ہم تم سے کوئی بات کہیں اور ہماری بات سچی ثابت ہو تو تم "صَدَقَ اللّٰہُ" کہو اور اگر ہماری بتائی بات واقع نہ ہو تو بھی تم "صَدَقَ اللّٰہُ" کہو۔ تمھیں اس کا دوگنا اجر ملے گا۔

۱۹۷- عیون الاخبار میں حسین بن خالد سے منقول ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کیا:

"اُونٹ کتنے افراد کی قربانی کے لیے کافی ہے؟"

آپؑ نے فرمایا: "اُونٹ بس ایک شخص کی قربانی بن سکتا ہے"۔

میں نے کہا کہ "گائے کی قربانی میں کتنے افراد شامل ہو سکتے ہیں؟"

آپؑ نے فرمایا: "گائے کی قربانی میں پانچ افراد شریک ہو سکتے ہیں بشرطیکہ وہ ایک دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہوں۔

میں نے کہا: مولاؑ! یہ بات کتنی عجیب ہے کہ اونٹ تو ایک شخص کی قربانی کے لیے ہو اور گائے کی قربانی میں پانچ افراد شامل ہو سکتے ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: اونٹ میں وہ وجہ شامل نہیں جو کہ گائے میں پائی جاتی ہے اور وہ وجہ یہ ہے کہ قومِ موسیٰؑ میں بچھڑے کی عبادت کا حکم دینے والے افراد پانچ تھے اور وہ ایک ہی گھر کے فرد تھے اور ایک ہی دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور وہ اذینویہ اور اس کا بھائی میذویہ اور اس کا بھتیجا اور اس کی بیٹی اور اس کی بیوی تھی۔ انہی افراد نے لوگوں کو بچھڑے کی عبادت کا حکم دیا تھا اور حکمِ الٰہی کے تحت انھوں نے ہی گائے ذبح کی تھی۔

۱۹۸- امام علی رضا علیہ السلام نے امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس میں بیان کیا گیا کہ کسی نے حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا کہ بیل کی نگاہیں ہمیشہ زمین کی طرف جھکی کیوں رہتی ہیں آخر بیل سر اٹھا کر آسمان کی طرف کیوں نہیں دیکھتا؟

آپؑ نے فرمایا: جب سے قومِ موسیٰؑ نے گئوسالہ کی پوجا کی تھی اس دن سے وہ شرم کے مارے آسمان کی طرف آنکھ نہیں اٹھاتا اور ہمیشہ سر جھکائے رہتا ہے۔

۱۹۹- کتاب الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی یہی روایت منقول ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

گئوسالہ پرستوں کا انجام

۲۰۰- مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گئوسالہ کی پوجا کرنے والوں کو حکم دیا کہ وہ دو صفیں بنا کر کھڑے ہو جائیں۔ چنانچہ انھوں نے غسل کیا اور کفن پہن کر صفیں بنا کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت ہارونؑ بارہ ہزار افراد لے کر آئے جنھوں نے گئوسالہ کی پوجا نہیں کی تھی۔ ان کے ہاتھوں میں چمکتی ہوئی تلواریں تھیں۔ انھوں نے ان کا قتلِ عام شروع کیا۔ جب ستر ہزار افراد قتل ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے باقی گناہ گاروں کی توبہ قبول کی اور مقتولین کے قتل کو ان کے لیے شہادت کا درجہ دے دیا۔

۲۰۱- روایت میں مذکور ہے کہ جب اسرائیلی ایک دوسرے کو قتل کرنے میں مصروف تھے اس وقت حضرت موسیٰ و ہارونؑ بارگاہِ الٰہی میں دعا کرنے میں مصروف تھے۔ آخر کار وحی نازل ہوئی کہ قتلِ عام کا سلسلہ بند کر دیا جائے۔ میں نے باقی بچ جانے والوں کی توبہ کو قبول کر لیا ہے۔

رؤیت خداوندی پر اصرار کرنے والوں کا انجام

۲۰۲- وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً ......الایة (اور جب تم نے کہا تھا اے موسیٰؑ! جب تک ہم اللہ کو کھلم کھلا طور پر دیکھ نہ لیں اس وقت تک ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے......)

تفسیر علی بن ابراہیم میں مرقوم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کلامِ خداوندی سنانے کے لیے ستر افراد کا انتخاب کیا۔ جب انھوں نے خدا کا کلام سن لیا تو انھوں نے کہا:

"جب تک ہم خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ نہ لیں گے اس وقت تک ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے"۔

اللہ تعالیٰ نے ان پر بجلی گرائی۔ وہ جل کر کوئلہ بن گئے۔ اس کے بعد اللہ نے انھیں دوبارہ زندگی دی اور انھیں نبی بنا کر مبعوث کیا اور یہ واقعہ اُمت محمد میں "رجعت" کی دلیل ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں واقع ہوا وہی کچھ میری اُمت میں بھی واقع ہوگا"۔

۲۰۳- کتاب الخصال میں ابن عباس سے منقول ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں پر بجلی پڑی تھی اس دن وہاں پر موجود سات پہاڑ اُڑ کر حجاز و یمن

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں چلے گئے تھے۔ چنانچہ احد اور ورقان وہاں سے اُڑ کر مدینہ آ گئے اور ثور، شبیر اور حرا اُڑ کر مکہ میں آ گئے اور صبر اور حصون اُڑ کر یمن میں پہنچ گئے۔

بادلوں کا سایہ اور من و سلویٰ کا نزول

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ

''اور ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا اور ہم نے تم پر ''من و سلویٰ'' اتارا''۔

۲۰۴۔ کتاب احتجاج طبرسی میں امام زین العابدین علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے جس میں آپ نے شام کے ایک یہودی عالم اور حضرت علی علیہ السلام کا مکالمہ نقل کیا ہے۔ اس مکالمہ میں یہ الفاظ ہیں کہ شام کے یہودی عالم نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن عمران پر من و سلویٰ نازل کیا۔ کیا تمھارے نبی محمدؐ کو بھی اللہ نے کچھ عطا کیا؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

'یہ سچ ہے کہ حضرت موسیٰؑ پر من و سلویٰ اتارا گیا لیکن قدرت کی طرف سے ہمارے نبی کو اس سے بھی بہتر چیز عطا کی گئی جو ہمارے نبی کے علاوہ کسی کو نہیں ملی۔ ہمارے نبی اور اُن کی امت کے لیے اللہ نے مال غنیمت کو حلال کیا ہے جو کہ من و سلویٰ سے کہیں بہتر ہے''۔

یہودی نے کہا: ''اللہ نے موسیٰؑ پر بادلوں کا سایہ کیا۔ کیا اللہ نے اس جیسی فضیلت تمھارے نبی کو عطا کی ہے؟''

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

''جی ہاں حضرت موسیٰؑ پر بادلوں کا سایہ کیا گیا تھا لیکن یہ سایہ صرف ''صحرائے تیہ' تک محدود تھا جب کہ اللہ نے ہمارے نبی کو اس سے بڑھ کر شرف عطا کیا تھا۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے لے کر ان کی وفات تک اللہ نے بادل کا ایک ٹکڑا ان کے لیے مقرر کیا تھا جو ہر وقت ان کے سر پر سایہ فگن رہتا تھا اور ہمارے نبی کی یہ کرامت حضرت موسیٰؑ کی کرامت سے کہیں بہتر ہے۔

۲۰۵۔ مجمع البیان میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے' آپؐ نے فرمایا:

''مشروم (کھمبی) کا تعلق ''من'' سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے''۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۲۰۶- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''بنی اسرائیل پر نمازِ فجر کے بعد سے لے کر طلوعِ آفتاب تک ''من'' اترا کرتا تھا اور اس وقت جو نیند میں ہوتا تو اس کا حصہّ نہیں اترتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ نمازِ فجر کے بعد سے طلوعِ آفتاب تک کے درمیان سونا مکروہ ہے''۔

باب حطہ

وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ ......

''دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور ''حطہ'' کہو......''

۲۰۷- عیون الاخبار میں امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا:

لکل اُمة صدیق وفاروق وصدیق هذه الامة وفاروقها علی بن ابی طالب ان علیا سفینة نجاتها وباب حطتها ۔

''ہر اُمت میں صدیق و فاروق ہوا کرتا ہے اور اُمت کا صدیق و فاروق علی بن ابی طالبؑ ہے۔

علیؑ نجات اُمت کا سفینہ اور اُمت کے لیے باب حطہ ہے''۔

۲۰۸- کتاب الخصال کے باب مناقب امیر المومنینؑ میں مرقوم ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے فرمایا کرتے تھے:

مثلك فی اُمتی مثل باب حطة فی بنی اسرائیل فمن دخل فی ولایتك فقد دخل الباب کما امره الله عزوجل ۔

''میری اُمت میں تیری مثال وہی ہے جو بنی اسرائیل میں باب حطہ کی تھی جو تیری ولایت میں داخل ہوا تو وہ اللہ کے فرمان کے مطابق دروازے میں داخل ہوا''۔

۲۰۹- امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: نحن باب حطة ''ہم باب حطہ ہیں''۔

۲۱۰- امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا: ''میں اُمت کا باب حطہ ہوں''۔

۲۱۱- روضہ کافی میں امیر المومنین علیہ السلام سے ایک خطبہ منقول ہے جس کا نام خطبہ وسیلہ ہے۔ آپؑ نے اس

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

خطبہ میں فرمایا:

الا وانی فیکم ایھا الناس کھارون فی آل فرعون وکباب حطة فی بنی اسرائیل۔

''لوگو! آگاہ ہو جاؤ! مجھے تمہارے اندر وہی مقام حاصل ہے جو آلِ فرعون میں ہارونؑ کو حاصل تھا اور تم میں میرا مقام وہی ہے جو بنی اسرائیل میں باب حطہ کا تھا''۔

۲۱۲- مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا: ''ہم تمہارے لیے باب حطہ ہیں''۔

۲۱۳- اصول کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی:

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (ال محمد حقهم) قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾

مقصدِ روایت یہ ہے کہ جس طرح سے لفظ ''حطہ'' چھوڑ کر بنی اسرائیل کے شریر افراد نے ''حِنطَةٌ'' کہا تھا اور ان پر عذاب آیا تھا۔ اسی طرح سے ہم بھی اُمت اسلامیہ کے ''باب حطہ'' ہیں جو ہمیں چھوڑ کر اغیار کے پاس جائیں گے تو وہ بھی بنی اسرائیل کے افراد کی طرح سے عذابِ الٰہی کے حقدار بن جائیں گے۔ اس روایت کے الفاظ سے امام علیہ السلام نے دونوں اُمتوں کے شریر افراد کی مطابقت کو واضح کیا ہے۔ (من المترجم)

آنحضرتؐ کا معجزہ

۲۱۴- احتجاج طبرسی میں امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ شام کا ایک یہودی عالم امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ سے طویل گفتگو کی۔ اس گفتگو کے دوران یہودی عالم نے کہا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے پتھر سے بارہ چشمے جاری ہوئے تھے کیا تمہارے نبی کو بھی اللہ نے ایسا معجزہ دیا ہے؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

حضرت موسیٰ کو یہ معجزہ ملا تھا لیکن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے اس سے بھی بہتر معجزہ عطا کیا۔ جب رسولؐ خدا اپنے اصحاب کو لے کر حدیبیہ پہنچے اور اہل مکہ نے انھیں مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا تو آپؐ کے اصحاب نے آپؐ سے پیاس کی شکایت کی۔ آپؐ نے ایک یمنی کوزہ منگوایا اور اس میں اپنا بابرکت ہاتھ ڈالا تو آپؐ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔ ہم نے جی بھر کر پانی پیا اور ہم نے اپنے گھوڑوں کو بھی اچھی طرح سے سیراب کیا اور ہم نے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اپنی مشکیں اور برتن بھی بھر لیے۔ پھر آپؑ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور وہ تیر براء بن عازب کو دے کر فرمایا کہ یہاں قریب ہی ایک خشک کنواں ہے تم یہ تیر لے کر وہاں چلے جاؤ اور اس میں نصب کر دو۔ جیسے ہی براء بن عازب نے آپ کا دیا ہوا تیر کنوئیں میں نصب کیا تو اس سے بارہ چشمے جاری ہو ئے۔ اللہ نے اس دن کو منکرین کے لیے عبرت بنا دیا۔ آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈالا تو پانی اتنا بلند ہو گیا کہ کنوئیں کی منڈیر تک آ گیا اور آٹھ ہزار افراد اور ان کے جانوروں نے جی بھر کر اس سے پانی پیا اور مشکیں بھریں۔

۲۱۵- مجمع البیان میں ہے کہ جس پتھر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے پانی جاری ہوا تھا وہ مربع شکل کا تھا۔

۲۱۶- امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"تین پتھر جنت سے نازل ہوئے: ۱- مقامِ ابراہیمؑ کا پتھر ۲- حضرت موسیٰؑ کا پتھر ۳- حجر اسود"۔

۲۱۷- کتاب کمال الدین وتمام النعمۃ میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

"جب قائم آل محمد علیہ السلام کا ظہور ہوگا اور آپؑ اپنا لشکر لے کر مکہ سے روانہ ہوں گے تو اس وقت ان کی طرف سے ایک منادی ندا دے کر کہے گا: کوئی شخص اپنے ساتھ کھانے پینے کی چیزیں لے کر نہ چلے۔ آپؑ کے پاس حضرت موسیٰؑ کا پتھر ہوگا اور وہ ایک اونٹ پر لدا ہوا ہوگا۔ آپؑ جس منزل پر قیام کریں گے تو اس سے چشمے جاری ہو جائیں گے۔ جب بھوکا اسے پیئے گا تو سیر ہو جائے گا اور اگر کوئی پیاسا اسے پیئے گا تو وہ سیراب ہو جائے گا۔ لوگ خود بھی اس پانی کو پئیں گے اور ان کے جانور بھی وہی پانی استعمال کریں گے یہاں تک کہ وہ پشت کوفہ میں نجف آ کر قیام کریں گے۔

۲۱۸- کتاب الخرائج والجرائح میں مذکورہ روایت کے بعد ان الفاظ کا اضافہ کیا گیا ہے:

"جب قائم آل محمدؑ کسی جگہ پر قیام کریں گے تو اس پتھر سے پانی اور دودھ جاری ہو جائے گا۔ جب کوئی پیاسا اسے پیئے گا تو اس کی پیاس بجھ جائے گی اور جب کوئی بھوکا اسے پیئے گا تو وہ سیر ہو جائے گا"۔

۲۱۹- اصولِ کافی میں بھی یہ روایت انہی الفاظ سے مروی ہے۔

کیا تمام یہودی انبیاء کے قاتل تھے؟

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''اس لیے کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے اور ناحق انبیاء کو قتل کرتے تھے اس لیے کہ انھوں نے نافرمانی کی اور وہ سرکشی کیا کرتے تھے''۔

۲۲۰۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کو پڑھ کر ارشاد فرمایا:

''خدا کی قسم! انھوں نے انبیاء کو نہ تو اپنے ہاتھوں سے مارا پیٹا تھا اور نہ ہی انھوں نے اپنی تلواروں سے انھیں شہید کیا تھا۔ انھوں نے انبیاء کی رازدارانہ گفتگو سن کر اسے عام کیا تھا جس کی وجہ سے لوگ انبیاء کو گرفتار کر کے انھیں شہید کر دیتے تھے اور یوں یہ لوگ قتل انبیاء کے موجب قرار پائے اور خدا نے ان کے اس فعل کو قتل انبیاء اور سرکشی اور نافرمانی سے تعبیر کیا''۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ وَالصَّابِئِينَ مَنْ
آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ
رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا
مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ
وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ بَعْدِ
ذَٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ
الْخَاسِرِينَ ﴿٦٤﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ
فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿٦٥﴾ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِمَا بَيْنَ
يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ ﴿٦٦﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ
لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

هُزُوًا ۭ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا
ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۭ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ
لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ۭ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ۭ فَافْعَلُوْا مَا
تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٨﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۭ قَالَ
اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاۗءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ
النّٰظِرِيْنَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ
تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ۭ وَاِنَّآ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ اِنَّهٗ
يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ
مُسَلَّمَةٌ لَّاشِيَةَ فِيْهَا ۭ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۭ فَذَبَحُوْهَا
وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧١﴾ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ۭ
وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿٧٢﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۭ
كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٧٣﴾

"بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور جو یہودی، نصاریٰ اور صابی ہیں ان میں سے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے گا ان کے لیے ان کے پروردگار کے ہاں اجر ہے اور ان پر کوئی خوف اور حزن نہیں ہوگا۔ اور جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا تھا

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور ہم نے تم پر طور کو بلند کیا۔ ہم نے تمھیں جو دیا ہے (تورات) اس کو مضبوطی سے پکڑو اور جو کچھ اس میں ہے اس کو یاد کرو تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ پھر تم لوگ اس میثاق سے پھر گئے اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاتے۔ اور تم اپنے میں سے ان لوگوں کو بخوبی جانتے ہو جنھوں نے ہفتہ کے دن زیادتی کی تھی۔ ہم نے ان سے کہہ دیا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ۔ ہم نے ان کے مسخ ہونے کے واقعہ کو سامنے والوں اور ان کے بعد میں آنے والوں کے لیے عبرت بنا دیا اور پرہیزگاروں کے لیے نصیحت کا ذریعہ بنا دیا۔ اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ بے شک اللہ تمھیں گائے ذبح کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ یہ سن کر انھوں نے کہا کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو۔ موسیٰؑ نے کہا: میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں کا فرد بن جاؤں۔ انھوں نے کہا: تم اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ ہمیں بتائے کہ گائے کیسی ہو؟ موسیٰؑ نے کہا: بے شک خدا فرما رہا ہے کہ وہ گائے نہ تو بوڑھی ہو اور نہ ہی بچھیا ہو۔ وہ درمیانی عمر کی ہو۔ جو تمھیں حکم دیا جا رہا ہے تم اس پر عمل کرو۔ انھوں نے کہا: تم اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ ہمیں بتائے کہ اس کا رنگ کیسا ہو۔ موسیٰؑ نے کہا کہ بے شک اللہ فرما رہا ہے کہ وہ زرد رنگ کی گائے ہو اور اس کا رنگ خوب گہرا ہو جو دیکھنے والوں کو خوش کر دے۔

انھوں نے کہا کہ آپ اپنے رب سے دعا مانگیں وہ ہمیں بتائے کہ وہ گائے کیسی ہو کیونکہ ایسی تو بہت سی گائیں ہیں اور اگر خدا نے چاہا تو ہم اس کا پتہ چلا لیں گے۔ موسیٰؑ نے کہا: بے شک خدا کہہ رہا ہے کہ وہ گائے سدھائی ہوئی نہ ہو وہ تو ہل جوتتی ہو اور نہ ہی کھیت کو پانی پلاتی ہو اور ایسی صاف ستھری ہو کہ اس میں کوئی داغ دھبہ

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نہ ہو۔ ان لوگوں نے کہا: اب آپ نے ٹھیک بیان کر دیا ہے۔ پھر انھوں نے گائے ذبح کی حالانکہ وہ ایسا کرنے والے نہیں تھے۔

اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کیا اور اس کے قاتل کے بارے میں آپس میں جھگڑنے لگے جب کہ خدا اس چیز کو ظاہر کرنا چاہتا تھا جسے تم چھپا رہے تھے۔ پس ہم نے کہا کہ گائے کا کوئی ٹکڑا لے کر اس کی لاش پر مارو۔ خدا اس طرح سے مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور تمھیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تمھیں عقل آجائے"۔

۲۲۱۔ تفسیر علی بن ابراہیم میں مرقوم ہے کہ صابی نہ یہودی ہیں اور نہ نصرانی اور نہ ہی وہ مسلمان ہیں۔ وہ ستارہ پرست ہیں۔

۲۲۲۔ عیون الاخبار میں امام علی رضا علیہ السلام سے ایک طویل حدیث کے ضمن میں مذکور ہے کہ کسی نے آپ سے پوچھا کہ عیسائیوں کو نصرانی کیوں کہا جاتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ لفظ "ناصرہ" کی طرف منسوب ہے اور وہ ملک شام کا ایک گاؤں ہے۔ حضرت مریمؑ اور حضرت عیسٰیؑ نے مصر واپسی کے بعد یہاں قیام کیا تھا۔

۲۲۳۔ عقاب الاعمال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

"قیامت کے دن سات اشخاص کو سخت ترین عذاب دیا جائے گا۔ پہلا شخص آدم کا فرزند قابیل ہے جس نے قتلِ ناحق کی بنیاد رکھی تھی اور دوسرا شخص وہ ہے جس نے بنی اسرائیل میں یہودیت کو رواج دیا اور تیسرا شخص وہ ہے جس نے بنی اسرائیل میں نصرانیت کے عقیدہ تثلیث کو رائج کیا۔

۲۲۴۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا:

"دوزخ میں ایک وادی ہے جس کا نام "سقر" ہے۔ اس وادی میں ایک پہاڑ ہے اور اس پہاڑ میں کئی گھاٹیاں ہیں اور ایک گھاٹی میں ایک کنواں ہے اور اس کنوئیں میں ایک سانپ ہے اور سانپ کے پیٹ میں سات صندوق ہوں گے جن میں سے پانچ صندوقوں میں امم سابقہ کے افراد ہوں گے اور دو صندوقوں میں اُمت محمد کے دو افراد ہوں گے۔ ان میں ایک قابیل ہوگا جس نے ہابیل کو قتل کیا تھا اور یہود ہوگا جس نے یہودیت کو رواج دیا اور پولس ہوگا جس نے نصاریٰ کو تثلیث کی تعلیم دی تھی۔

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۲۲۵۔ تفسیر علی بن ابراہیم میں مذکور ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر تورات نازل کی تو انھوں نے اسے قبول نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر طورسینا کو بلند کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا:

''اگر تم نے اسے قبول نہ کیا تو یہ پہاڑ تم پر گر پڑے گا''۔

اس وجہ سے انھیں مجبوراً تورات کو قبول کرنا ہی پڑا۔

۲۲۶۔ مجمع البیان میں بحوالہ عیاشی منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا:

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ (ہم نے جو کچھ تمھیں دیا ہے اسے پوری قوت سے تھامو) کی آیت مجیدہ میں جس قوت کی بات کی گئی ہے اس سے جسمانی قوت مراد ہے یا دلوں کی قوت مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے دونوں قوتیں مراد ہیں۔

۲۲۷۔ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ (جو کچھ اس میں ہے اس کو یاد کرو) کا مفہوم یہ ہے کہ یہ بات ذہن میں رکھو کہ اس کے چھوڑنے کا عذاب کتنا ہے۔ یہی مفہوم امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔

۲۲۸۔ اصول کافی کی ایک طویل حدیث کے ضمن میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، آپؑ نے فرمایا:

''حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں ہفتہ کے دن کی بڑی اہمیت تھی اور ان کی شریعت میں یہ دن بڑا محترم و مکرم تھا اور اس دن دنیا کے کاروبار صحیح نہ تھے۔ اصحاب السبت بنی اسرائیل کا ایک گروہ تھا جو دریا کے کنارے آباد تھے اور پیشہ کے لحاظ سے وہ مچھیرے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا امتحان لیا۔ چنانچہ جب وہ ہفتہ کے علاوہ اور دنوں میں شکار کرتے تو کوئی مچھلی ان کے ہاتھ نہ آتی تھی۔ جب کہ ہفتہ کے دن مچھلیاں سر نکال کر دریا کی سطح پر آجاتی تھیں۔ آخر کار انھوں نے یہ حیلہ تراشا کہ اپنے گھروں کے صحنوں میں انھوں نے تالاب بنا لیے اور دریا سے چھوٹی چھوٹی نالیاں نکال کر تالاب تک لے آئے۔ جب ہفتہ کے دن مچھلیاں سطح آب پر نمودار ہوتی تھیں تو وہ پانی کی نالیاں کھول دیتے تھے۔ چنانچہ پانی کے ساتھ مچھلیاں ان کے تالابوں میں آجاتی تھیں اور جب تالاب میں اچھی خاصی مچھلیاں آجاتیں تو وہ نالی کا منہ بند کر دیتے تھے اور یوں مچھلیاں تالاب میں پھنس جاتی تھیں۔ پھر وہ اتوار کے دن انھیں پکڑ کر بازار میں فروخت کرتے اور اچھا خاصا منافع حاصل کرتے تھے۔

اس دور کے نبی نے انھیں اس سے منع کیا لیکن وہ باز نہ آئے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے انتقام کا کوڑا اٹھایا اور انھیں ایک ہی رات میں مسخ کر کے انسان سے بندر بنا دیا۔ ان لوگوں نے نہ تو شرک کیا تھا اور نہ ہی نبوت موسیٰؑ کے کسی حکم پر

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

انھوں نے شک کیا تھا اور انہی کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴿۶۵﴾

''اور تم ان لوگوں کو جانتے ہو جنہوں نے ہفتہ کے دن زیادتی کی تھی ہم نے ان سے کہا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ''۔

۲۲۹۔ تفسیر علی بن ابراہیم میں مرقوم ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جن کی راتیں لہو ولعب اور شراب نوشی اور موسیقی میں بسر ہوں گی۔ وہ اس حالت میں ہوں گے کہ اچانک اسی رات مسخ ہو جائیں گے اور وہ بندر اور خنزیر بن جائیں گے اور خیال رکھنا کہیں اصحاب السبت کی طرح سے زیادتی نہ کرنا۔ اللہ نے انھیں مہلت دی تھی یہاں تک کہ وہ سرکشی پر اتر آئے اور انھوں نے کہا کہ ہفتہ ہمارے لیے حلال ہے۔ ہفتہ کے دن کی حُرمت ہماری اولاد کے لیے ہوگی اور اگر ہماری اولاد نے اس دن کی بے ادبی کی تو ان کو اس کی سزا ملے گی لیکن ہمارے زمانے تک ہفتہ کے دن کا احترام لازمی ہے اور اس دن شکار کرنا ہمارے لیے حرام نہیں ہے اور جس دن سے ہم نے ہفتہ کے دن شکار کھیلنا شروع کیا ہے اس دن سے ہماری دولت اور اولاد میں اضافہ ہوا ہے۔ پھر اچانک خدا نے انھیں رات کے وقت جب کہ وہ غفلت کی نیند سوئے ہوئے تھے انھیں پکڑ لیا۔ لہٰذا لوگو! خدا سے ڈرتے رہو کہیں تمھارا وہ انجام نہ ہو جو تم سے پہلے زیادتی کرنے والوں کا ہو چکا ہے۔

۲۳۰۔ کتاب الخصال میں امام علی زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

''بنی آدم تیرہ شکلوں اور جانوروں کی شکل میں مسخ ہوئے۔ بندر مسخ شدہ جانور ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جو دریا کے کنارے آباد تھے اور انھوں نے ہفتہ کے دن زیادتی کی تھی اور مچھلیوں کا شکار کیا تھا۔ اللہ نے انھیں مسخ کر کے بندر بنا دیا۔

۲۳۱۔ حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسخ شدہ جانوروں کے متعلق پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا:

''وہ تیرہ ہیں جن میں ہاتھی اور بندر بھی شامل ہیں۔ جن لوگوں نے ہفتہ کے دن زیادتی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں مسخ کر کے بندر بنا دیا تھا۔

۲۳۲۔ عیون الاخبار میں محمد بن سنان کا بیان ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے ایک طویل حدیث میں فرمایا:

''اسی طرح سے بندروں کو بھی حرام قرار دیا گیا کیونکہ وہ بھی خنزیر کی طرح سے مسخ شدہ جانور ہیں۔ خدا نے انھیں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نھوں نے شک کیا تھا اور انہی کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴿۶۵﴾

''اور تم ان لوگوں کو جانتے ہو جنہوں نے ہفتہ کے دن زیادتی کی تھی ہم نے ان سے کہا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ''۔

۲۲۹۔ تفسیر علی بن ابراہیم میں مرقوم ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جن کی راتیں لہو ولعب اور شراب نوشی اور موسیقی میں بسر ہوں گی۔ وہ اس حالت میں ہوں گے کہ اچانک اسی رات مسخ ہو جائیں گے اور وہ بندر اور خنزیر بن جائیں گے اور خیال رکھنا کہیں اصحاب السبت کی طرح سے زیادتی نہ کرنا۔ اللہ نے انھیں مہلت دی تھی یہاں تک کہ وہ سرکشی پر اتر آئے اور انھوں نے کہا کہ ہفتہ ہمارے لیے حلال ہے۔ ہفتہ کے دن کی حرمت ہماری اولاد کے لیے ہوگی اور اگر ہماری اولاد نے اس دن کی بے ادبی کی تو ان کو اس کی سزا ملے گی لیکن ہمارے زمانے تک ہفتہ کے دن کا احترام لازمی ہے اور اس دن شکار کرنا ہمارے لیے حرام نہیں ہے اور جس دن سے ہم نے ہفتہ کے دن شکار کھیلنا شروع کیا ہے اس دن سے ہماری دولت اور اولاد میں اضافہ ہوا ہے۔ پھر اچانک خدا نے انھیں رات کے وقت جب کہ وہ غفلت کی نیند سوئے ہوئے تھے انھیں پکڑ لیا۔ لہٰذا لوگو! خدا سے ڈرتے رہو کہیں تمھارا وہ انجام نہ ہو جو تم سے پہلے زیادتی کرنے والوں کا ہو چکا ہے۔

۲۳۰۔ کتاب الخصال میں امام علی زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

''بنی آدم تیرہ شکلوں اور جانوروں کی شکل میں مسخ ہوئے۔ بندر مسخ شدہ جانور ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جو دریا کے کنارے آباد تھے اور انھوں نے ہفتہ کے دن زیادتی کی تھی اور مچھلیوں کا شکار کیا تھا۔ اللہ نے انھیں مسخ کر کے بندر بنا دیا۔

۲۳۱۔ حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسخ شدہ جانوروں کے متعلق پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا:

''وہ تیرہ ہیں جن میں ہاتھی اور بندر بھی شامل ہیں۔ جن لوگوں نے ہفتہ کے دن زیادتی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں مسخ کر کے بندر بنا دیا تھا۔

۲۳۲۔ عیون الاخبار میں محمد بن سنان کا بیان ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے ایک طویل حدیث میں فرمایا:

''اسی طرح سے بندروں کو بھی حرام قرار دیا گیا کیونکہ وہ بھی خنزیر کی طرح سے مسخ شدہ جانور ہیں۔ خدا نے انھیں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اپنی مخلوق کے لیے عبرت ونصیحت کا ذریعہ بنایا۔ خدا نے بندر کو انسان سے ملتی جلتی شکل دی تا کہ اسے دیکھ کر معلوم ہو سکے کہ یہ وہ مخلوق ہے جس پر اللہ کا غضب نازل ہوا ہے''۔

۲۲۳- کتاب علل الشرائع میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

''یہودیوں کو جمعہ کے دن کام کاج سے روکا گیا تھا۔ انھوں نے جمعہ کے دن کو چھوڑ کر ہفتہ کے دن کا احترام شروع کر دیا تھا اسی لیے ہفتہ کے دن ان کے لیے شکار حرام کر دیا گیا''۔

۲۲۴- ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عبداللہ بن یزید بن سلام نے ایامِ ہفتہ کے متعلق پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ ہفتہ کا دن آرام کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ

'بالتحقیق ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے' اس کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے اور اتوار سے لے کر جمعہ تک چھ دن بنتے ہیں جب کہ ہفتہ کا دن آرام وتعطیل کا دن ہے''۔

یہ سن کر اس نے کہا: محمدؐ! آپ نے سچ فرمایا:

واضح رہے کہ حدیث طویل ہے۔ ہم نے یہاں بقدر ضرورت اس کا ایک ٹکڑا نقل کیا ہے۔

۲۲۵- کتاب الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے جس میں آپ نے دنوں کی خصوصیات کو بیان کیا اور فرمایا: ''سبت'' کے دن ملائکہ نے خدا کے متعلق غور وفکر کیا تو انھوں نے خدا کو ازل سے ہی واحد پایا۔

۲۲۶- مجمع البیان میں ہے: ''فَجَعَلْنَاهَا'' میں ''ھا'' کی ضمیر کا مجمع ''اصحاب السبت'' ہے۔ وہ لوگ دریا کے کنارے ''ایلہ'' کے مقام پر رہائش پذیر تھے اور امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی یہی منقول ہے۔

بنی اسرائیل کی گائے کا واقعہ

۲۲۷- عیون الاخبار میں احمد بن محمد بن ابی نصر البزنطی کا بیان ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سنا' آپ نے فرمایا:

''بنی اسرائیل کے ایک شخص نے اپنے ایک رشتہ دار کو قتل کیا اور اس کی لاش کو بنی اسرائیل کے افضل ترین سبط کے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

راستے میں ڈال دیا۔ پھر اس نے اس کے خون کا دعویٰ کیا اور اس نے اپنے قبیلہ کے افراد کو ساتھ لیا اور حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ فلاں خاندان والوں نے ہمارے رشتہ دار کو قتل کیا ہے۔ آپ اس کے قاتل کی نشاندہی کریں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

''تم ایک گائے میرے پاس لے آؤ۔ جب انھوں نے گائے کا سنا تو انھوں نے کہا کہ کیا ہم سے مذاق کر رہے ہیں؟''

آپؑ نے فرمایا: ''میں جاہل تھوڑا ہوں کہ مذاق بناتا پھروں!!'' اور اگر وہ لوگ اس وقت کوئی سی بھی گائے لے آتے تو ان کا کام بن سکتا تھا لیکن وہ سختی میں چلے گئے تو اللہ نے بھی ان پر سختی شروع کر دی۔

انھوں نے کہا کہ گائے کیسی ہو؟

حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ اللہ فرما رہا ہے کہ گائے نہ تو بوڑھی ہو اور نہ ہی بچھیا ہو۔ درمیانی عمر کی ہونی چاہیے۔

اگر وہ لوگ صرف اسی بات پر بھی قناعت کر لیتے تو بھی ان کا کام بن سکتا تھا لیکن وہ جزئیات میں پڑ گئے اور اس کے جواب میں اللہ نے بھی ان کے لیے سختی پیدا کی۔ انھوں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ گائے کا رنگ کیسا ہو؟

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ خدا کہہ رہا ہے کہ گائے گہرے زرد رنگ کی ہونی چاہیے جو دیکھنے والوں کو بھلی لگے۔

اور اگر وہ لوگ اسی بیان پر بھی قناعت کر لیتے تو بھی ان کا کام بن سکتا تھا لیکن انھوں نے سختی کی۔ جواب میں اللہ نے بھی سختی کی۔ انھوں نے کہا کہ یہ علامات تو بہت سی گایوں میں پائی جاتی ہیں۔ آپ ایسی نشانی بتائیں تاکہ ہماری مطلوبہ گائے منفرد ہو کر سامنے آسکے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ خدا کہہ رہا ہے کہ وہ سدھائی ہوئی گائے نہ ہو اور وہ ہل نہ جوتتی ہو اور کھیتوں کو پانی بھی نہ پلاتی ہو۔ یعنی رہٹ میں جوتی نہ جاتی ہو اور وہ بالکل بے داغ گائے ہو۔

یہ سن کر انھوں نے کہا کہ اب آپ نے بالکل ٹھیک علامتیں بیان کر دی ہیں۔ اب ہم ان علامات کی حامل گائے کو تلاش کر کے ضرور ذبح کریں گے۔

چنانچہ وہ مذکورہ علامات والی گائے کو ڈھونڈنے کے لیے نکلے تو ان علامات والی ایک گائے ایک اسرائیلی جوان کے پاس ملی۔ انھوں نے جوان سے اس کی قیمت دریافت کی۔ جوان بھی گائے کی علامات سن چکا تھا اور اسے یقین تھا کہ ان علامات والی گائے صرف اسی کے پاس ہے لہٰذا اس نے ان لوگوں سے کہا کہ میری گائے کی قیمت یہ ہے کہ تم اس کی کھال مجھے سونے سے بھر کر دو گے۔

جب انھوں نے اتنی زیادہ قیمت سنی تو موسیٰ علیہ السلام کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ گائے کا مالک بہت زیادہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قیمت مانگ رہا ہے اب فرمائیں ہم کیا کریں؟

آپؑ نے فرمایا: اب چاہے کچھ بھی ہو تم اس گائے کو خریدو۔ چنانچہ انھوں نے اس کی منہ مانگی قیمت پر گائے خرید کی اور اسے لے کر حضرت موسٰی علیہ السلام کے پاس آئے۔

حضرت موسٰی علیہ السلام نے فرمایا: اسے ذبح کرو۔

جب گائے ذبح ہوگئی تو آپؑ نے فرمایا: اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا اٹھا کر مقتول کے جسم پر مارو۔ جب انھوں نے مقتول کے جسم پر گائے کے گوشت کا ٹکڑا مارا تو مقتول زندہ ہوگیا اور اس نے حضرت موسٰی علیہ السلام سے کہا:

"اللہ کے رسول! میرے چچازاد نے مجھے قتل کیا ہے اور جس کے خلاف اس نے دعویٰ کیا ہے وہ غلط ہے"۔

مقتول کے بیان کے بعد قاتل کی شناخت ہوگئی اور بنی اسرائیل خانہ جنگی سے بچ گئے۔ اس وقت حضرت موسٰی علیہ السلام کے ایک ساتھی نے حضرت موسٰیؑ سے عرض کیا:

"اللہ کے رسول! اس گائے کا بھی ایک پس منظر ہے۔ گائے کا مالک اپنے والد کا انتہائی فرماں بردار بیٹا ہے۔ اس جوان نے ایک مرتبہ تجارت کی غرض سے ایک چیز خریدنے کا سودا کیا اور اسے سودے میں کچھ نفع کی امید تھی۔ وہ نوجوان سودا طے ہونے کے بعد اپنے والد کے پاس آیا۔ اس وقت اس کا والد سویا ہوا تھا اور چابیاں اس کے سرہانے نیچے رکھی ہوئی تھیں۔ نوجوان نے اپنے والد کو بے آرام کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اس نے وہ سودا ہی چھوڑ دیا۔ جب اس کا والد بیدار ہوا تو اس نے اپنے والد کو سارا واقعہ سنایا۔ اس کے والد نے واقعہ سننے کے بعد کہا کہ تو نے اچھا کیا۔ اس سودے کے عوض تجھے جو منافع ملنا تھا اس کے بدلے میں، میں تجھے یہ گائے دیتا ہوں۔ چنانچہ یہ وہی گائے ہے جو آج ذبح ہوئی ہے"۔

حضرت موسٰی علیہ السلام نے فرمایا:

"لوگو! دیکھو والد سے نیکی انسان کو کیا سے کیا بنا دیتی ہے؟"

۲۳۸- امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ "جن لوگوں نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی عبادت کا حکم دیا تھا وہ پانچ افراد تھے اور وہ ایک ہی دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ اور وہ پانچ افراد یہ تھے:

۱- ذینونہ ۲- اس کا بھائی میذونہ ۳- اس کا بھتیجا ۴- اس کی بیٹی ۵- اس کی بیوی۔ انھوں نے ہی لوگوں کو گوسالہ پرستی کی دعوت دی تھی اور گائے ذبح کرنے کا حکم بھی انھیں ہی ملا تھا۔

من لایحضرہ الفقیہ اور کتاب الخصال میں بھی یہ روایت انہی الفاظ سے مروی ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۲۴۹۔ تفسیر علی بن ابراہیم میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، آپؑ نے فرمایا:

"بنی اسرائیل کے ایک نیک سیرت عالم نے ایک عورت کا رشتہ طلب کیا۔ عورت نے اس رشتہ پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ اسی اثنا میں اس شخص کے ابن عم نے بھی اس عورت کا رشتہ طلب کیا اور وہ شخص انتہائی خبیث اور بے کار شخص تھا۔ عورت کے رشتہ داروں نے اسے رشتہ دینے سے انکار کر دیا۔ جس کی وجہ سے اس شخص کو نیک سیرت عالم سے حسد پیدا ہوا اور اس نے گھات لگا کر اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ مقتول کا وارث بن گیا اور مقتول کی لاش اٹھا کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور اس نے کہا: پیغمبرؑ خدا! دیکھئے میرا ابنِ عم قتل ہو گیا"۔

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: "اسے کس نے قتل کیا ہے؟"

اس شخص نے کہا کہ "مجھے کوئی پتہ نہیں کہ اس کا قاتل کون ہے؟"

بنی اسرائیل میں قتل کو انتہائی گھناؤنا جرم سمجھا جاتا تھا۔ اسی لیے حضرت موسیٰؑ کو یہ قتل بڑا گراں محسوس ہوا۔ اس واقعہ کے بعد بنی اسرائیل جمع ہو کر حضرت موسیٰؑ کے پاس گئے اور انھوں نے کہا:

"اللہ کے نبی! اس سلسلہ میں آپؑ کی کیا رائے ہے؟"

بنی اسرائیل میں ایک شخص رہتا تھا اس کے پاس گائے تھی اور اس کو خدا نے ایک فرمانبردار بیٹا عطا کیا تھا۔ اس بیٹے کے پاس کچھ سامان تھا جسے وہ فروخت کرنا چاہتا تھا۔ اس سامان کے خریدار اس کے پاس گئے۔ اس نے ان سے اپنے سامان کا سودا کیا اور سامان ایک کمرے میں تھا اور اس کمرے کی چابی اس کے باپ کے پاس رہتی تھی۔ وہ چابی لینے کے لیے گیا تو اس وقت اس کا باپ سویا ہوا تھا۔ بیٹے نے باپ کو جگانا پسند نہ کیا اور اس نے اپنا سودا منسوخ کر دیا۔

جب اس کا والد بیدار ہوا تو اس نے بیٹے سے پوچھا: تمھارے سودے کا کیا بنا؟

اس نے کہا: ابا جان! سودا تو بک رہا تھا لیکن میں نے آپ کی نیند خراب کرنی پسند نہ کی اسی لیے میں نے اس سودے کو منسوخ کر دیا۔

اس وقت باپ نے بیٹے سے کہا: بیٹا! اس کے عوض میں یہ گائے تجھے دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کو بیٹے کی فرمانبرداری کا انداز پسند آیا اور بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ قاتل کی تشخیص کے لیے گائے ذبح کریں۔

بنی اسرائیل روتے اور فریاد کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا:

"اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو"۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جب انھوں نے یہ بات سنی تو انھوں نے ازراہ تعجب کہا: ''کیا آپ ہم سے مذاق کر رہے ہیں؟ ہم ایک مقتول کی بات کرتے ہیں اور آپ ہمیں گائے ذبح کرنے کا حکم دیتے ہیں''۔

حضرت موسیٰ نے فرمایا: ''میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے بنوں یعنی میں جاہل تھوڑا ہوں کہ میں مذاق بناتا پھروں''۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ جواب سن کر انھیں معلوم ہوا کہ انھوں نے غلطی کی ہے۔ پھر انھوں نے عرض کی کہ ''گائے کیسی ہونی چاہیے؟''

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ ''خدا کہہ رہا ہے کہ گائے نہ تو بوڑھی ہو اور نہ ہی بچھیا ہو۔ درمیانی عمر کی ہو۔ یعنی ایسی گائے نہ ہو جس کا نر سے ملاپ ہوا ہو اور اسے حمل نہ ٹھہرا ہو اور ایسی گائے بھی نہ ہو جو ابھی تک ملاپ کے قابل ہی نہ ہوئی ہو۔ جب بنی اسرائیل نے یہ سنا تو انھوں نے پھر کہا کہ ''گائے کا رنگ کیسا ہو؟''

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ ''خدا کہہ رہا ہے کہ وہ گہرے زرد رنگ کی گائے ہو اور ہر لحاظ سے خوش نما ہو''۔

بنی اسرائیل نے کہا کہ ''اتنی وضاحت کافی نہیں ہے۔ ان صفات والی بہت سی گائیں موجود ہیں آپ ایسی خصوصیت بیان کریں جس سے وہ منفرد اور ممتاز ہو کر سامنے آسکے''۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے وہ گائے کنوئیں اور ہل کے لیے سدھائی ہوئی نہ ہو' وہ نہ تو ہل چلاتی ہو اور نہ ہی رہٹ پر جوتی جاتی ہو اور کھیتوں کو پانی نہ پلاتی ہو اور وہ بالکل بے داغ ہو اور زرد رنگ کے علاوہ اس میں دوسرے کسی رنگ کا کوئی نقطہ تک نہ ہو''۔

جب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی گائے کے یہ اوصاف سنے تو انھوں نے کہا کہ ''اب آپ نے ٹھیک ٹھیک نشان دہی کر دی ہے۔ اب ہم ان شاء اللہ تلاش کر کے ذبح کریں گے''۔

پھر وہ اس جوان کے پاس گئے جس کے پاس مذکورہ اوصاف کی گائے موجود تھی اور انھوں نے اس سے گائے کی قیمت پوچھی تو اس نے کہا کہ میں یہ گائے صرف اس شرط پر فروخت کروں گا کہ اس کی کھال سونے سے بھر دو گے۔

اتنی بھاری قیمت سن کر وہ حضرت موسیٰ کے پاس گئے اور کہا کہ مذکورہ صفات کی صرف ایک گائے ہے اور اس کا مالک اتنی بھاری قیمت طلب کرتا ہے اب آپ بتائیں کہ ہم کیا کریں؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تمھارے لیے مذکورہ گائے کا ذبح کرنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر تمھارے پاس

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لوئی چارہ کار نہیں ہے۔
آخر کار وہ گئے اور اس کی منہ مانگی قیمت دینے کا وعدہ کیا اور انھوں نے گائے کو آ کر ذبح کیا۔ گائے ذبح کرنے کے بعد انھوں نے حضرت موسٰی علیہ السلام سے کہا کہ اب بتائیں ہم کیا کریں؟
حضرت موسٰی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کہہ رہا ہے اب تم اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا اٹھا کر مقتول کے جسم پر مارو اور مقتول سے پوچھو کہ تجھے کس نے قتل کیا ہے؟
ان لوگوں نے گائے کی دم اٹھا کر مقتول کے جسم پر ماری اور کہا تجھے کس نے قتل کیا ہے؟
اس وقت مقتول زندہ ہوگیا اور اس نے کہا: مجھے میرے اس ابن عم نے قتل کیا ہے جو میرے قصاص کا طلب گار بنا ہوا ہے۔

۲۴۰۔ الکافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، آپؑ نے فرمایا:
"جو زرد رنگ کا جوتا پہنے گا تو جوتے کے بوسیدہ ہونے تک وہ خوشی اور مسرت میں رہے گا"۔

۲۴۱۔ جابر جعفی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص زرد رنگ کا جوتا پہنے گا تو جب بھی وہ جوتے کو دیکھے گا تو اسے خوشی محسوس ہوگی کیونکہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے:
صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿۶۹﴾ "وہ گہرے زرد رنگ کی ہو جو دیکھنے والوں کو خوش کر دے"۔

۲۴۲۔ مجمع البیان میں ابن عباس کی زبانی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، آپؐ نے فرمایا:
"قدرت کی طرف سے ابتداء میں بنی اسرائیل کو ایک عام سی گائے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا لیکن جب انھوں نے اپنے اوپر سختی شروع کی تو جواب میں بھی خدا نے ان پر سختی شروع کر دی۔ خدا کی قسم! اگر وہ ان شاء اللہ نہ کہتے تو ان کی مطلوبہ گائے کی ان کے سامنے کبھی بھی نشان دہی نہ ہوتی"۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٧٤﴾ اَفَتَطْمَعُوْنَ
اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ
ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَاِذَا لَقُوا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ
قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ
رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٧٦﴾ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا
يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٧﴾ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ
الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿٧٨﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ
يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۗ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ
وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ
اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ
اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٠﴾ بَلٰى مَنْ
كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾

''پھر اس کے بعد تمھارے دل سخت ہو گئے وہ پتھر کی مانند سخت ہیں یا اس سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ کیونکہ کچھ پتھر ایسے ہیں جن سے نہریں پھوٹتی ہیں اور کچھ پتھر ایسے بھی ہوتے ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور ان سے پانی نکل آتا ہے اور بعض پتھر ایسے بھی ہیں جو خدا کے خوف سے گر پڑتے ہیں اور جو کچھ تم کر رہے ہو خدا اس سے غافل نہیں ہے۔

مسلمانو! کیا تم یہ توقع کرتے ہو کہ وہ یہودی بھی تمھاری طرح سے ایمان لائیں گے حالانکہ ان میں ایک گروہ ایسا بھی تھا جو خدا کا کلام سنتا تھا اور اسے اچھی طرح سمجھنے کے بعد اس میں تحریف کر دیتا تھا اور وہ خوب جانتے تھے۔ اور جب یہ ایمان والوں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو ایمان قبول کر چکے ہیں اور جب ان میں بعض، بعض کے ساتھ تنہائی میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں کیا تم انھیں وہ باتیں بتاتے ہو جو خدا نے تم پر ظاہر کی ہیں۔ اس طرح سے مسلمان تمھارے رب کے پاس تمھارے خلاف حجت لائیں گے' کیا تمھیں عقل نہیں ہے۔ تو کیا ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ جو کچھ وہ چھپاتے ہیں یا ظاہر کرتے ہیں اس کو اللہ جانتا ہے۔ اور ان میں اَن پڑھوں کا ایک گروہ ہے جنھیں اپنی مطلب کی باتوں کے علاوہ کتابِ خدا کا کچھ بھی علم نہیں ہے اور وہ فقط خیالی باتیں بنایا کرتے ہیں۔

وائے ہو اُن لوگوں پر جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھ لیتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ اس سے تھوڑی سی قیمت حاصل کر سکیں۔ پس افسوس ہے ان کے ہاتھوں کی لکھائی پر اور افسوس ہے ان کی اسی کمائی پر جسے وہ کما رہے ہیں اور انھوں نے کہا کہ چند دنوں سے بڑھ کر ہمیں دوزخ کی آگ چھو نہیں سکے گی۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آپ کہہ دیجیے کیا تم نے خدا سے کوئی اقرار لے لیا ہے کہ وہ اپنے اقرار کی ہرگز خلاف ورزی نہیں کرے گا یا پھر تم خدا کے متعلق وہ باتیں کہتے ہو جن کا تمھیں علم نہیں ہے۔ جی ہاں جس نے بھی برائی کی اور اس کی غلطی نے اس کا احاطہ کرلیا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔

۲۴۳- کتاب احتجاج طبرسی میں امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ (پھر تمھارے دل سخت ہوگئے) کی آیت مجیدہ تنزیلی طور پر یہود کے متعلق نازل ہوئی اور تاویلی طور پر اس میں نواصب بھی شامل ہیں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب منافقین پر سختی کی تو ان کی جماعت کے سربراہوں نے رسولؐ خدا سے کہا:

"محمدؐ! آپ ہمیشہ ہمارا شکوہ کرتے ہیں اور یہ کہتے رہتے ہیں کہ ہمارے دل آپؐ کی مخالفت سے بھرے ہوئے ہیں جب کہ اللہ جانتا ہے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ ہمارے دل اچھائی اور نیکی سے لبریز ہیں۔ ہم روزے رکھتے ہیں، صدقہ خیرات دیتے ہیں اور غرباء و مساکین کی مالی امداد کرتے ہیں"۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"نیکی وہ ہوتی ہے جو خالص اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے بجالائی جائے اور خدا کے فرمان پر عمل کیا جائے اور اگر کوئی عمل ریاکاری اور شہرت پسندی اور مخالفت رسولؐ اور اپنی دولت مندی کے اظہار کے لیے کیا جائے تو ایسا عمل خالص شر قرار پاتا ہے اور ایسا عمل وبال بن جاتا ہے اور سخت عذاب کا سبب ثابت ہوتا ہے"۔

منافقین نے کہا: "اچھا اگر یہ بات ہے تو پھر سن لیں ہم جو کچھ بھی خرچ کر رہے ہیں اس کا مقصد یہی ہے کہ آپؐ کے معاملہ کو باطل ثابت کیا جائے اور آپؐ کی حکومت کو ختم کیا جائے اور آپؐ سے آپؐ کے اصحاب کو دُور کیا جائے اور ہماری نظر میں ہمارا یہ اقدام جہادِ اکبر ہے اور ہمیں امید ہے کہ اللہ ہمیں اس سے ثوابِ عظیم عطا کرے گا"۔

یہ روایت کافی طویل ہے۔ ہم نے بقدر ضرورت اس کا ایک اقتباس یہاں نقل کیا ہے۔

یہودیوں کی قساوت قلبی

۲۴۴- الخرائج والجرائح میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے، آپ نے ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً (پھر اس کے بعد تمھارے دل سخت ہو گئے وہ پتھروں کی مانند بن گئے یا اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اگر گروہِ یہود! تمھارے دل سنگ خارا کی طرح سے سخت ہو گئے جن میں کسی طرح کی ایمانی رطوبت باقی نہیں رہی۔ تم لوگ نہ تو خدا کا حق ادا کرتے ہو اور نہ اپنے اموال سے صدقہ دیتے ہو اور نہ ہی تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہو اور مہمان نوازی سے تم دُور بھاگتے ہو اور کسی مصیبت زدہ شخص کی امداد سے تمھیں نفرت ہے۔ تمھارے اندر انسانیت کا کوئی بھی سلیقہ موجود نہیں ہے۔ چنانچہ تمھارے دل صرف پتھر کی مانند ہی سخت نہیں ہیں بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ سخت ہیں''۔

لفظ ''اَوْ'' (یا) کے ذریعہ سے اللہ نے سامعین میں ابہام پیدا کیا ہے اور یہ نہ بتایا کہ یہودیوں کے دل پتھر سے کتنے درجہ زیادہ سخت ہیں۔ اور یہ ابہام ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی کہے: ''اَكَلْتُ خُبْزًا اَوْ لَحْمًا'' میں نے روٹی کھائی یا گوشت کھایا۔ اس جملے سے متکلّم اپنے سامع کو یہ تاثر دیتا ہے کہ میں نے ان میں سے ایک چیز ضرور کھائی ہے۔ چنانچہ لفظ ''اَوْ'' لگا کر اللہ نے سننے والوں کے لیے اس لیے ابہام پیدا کیا تا کہ سننے والے یہودیوں کی سنگدلی کا اندازہ نہ کر سکیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ یہودیوں کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں اور اس کی خدا نے یہ دلیل دی: وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ (کچھ پتھر ایسے بھی ہیں جن سے نہریں پھوٹتی ہیں) لیکن یہودیوں کے دلوں سے کوئی بھلائی نہیں پھوٹتی۔ جب کہ سینۂ سنگ سے نہریں جاری ہو کر زمینوں کو آباد کرتی ہیں جس سے مختلف نباتات پیدا ہوتی ہیں جن سے انسانوں اور جانوروں کو رزق ملتا ہے''۔

وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ''کچھ پتھر ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور ان سے پانی نکل آتا ہے'' یعنی پانی کے لحاظ سے پتھروں کی دو قسمیں ہیں۔ کچھ پتھر ایسے ہیں جن سے نہریں پھوٹتی ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن سے نہریں تو جاری نہیں ہوتیں البتہ وہ پھٹ پڑیں تو کچھ نہ کچھ پانی ضرور برآمد ہوتا ہے۔ لیکن یہودیوں کے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں ان کے دلوں سے نہ تو خیر کثیر برآمد ہوتا ہے اور نہ ہی خیر قلیل برآمد ہوتا ہے۔

وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ (کچھ پتھر ایسے بھی ہیں جو خوف خدا کی وجہ سے گر پڑتے ہیں) لیکن یہودیوں کے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ ان میں خوف خدا کی رمق تک موجود نہیں ہے۔

ایک مرتبہ یہودیوں کا ایک گروہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور انھوں نے کہا:

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''محمدؐ! آپ نے یہ گمان کر لیا ہے کہ ہمارے دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں۔ یہ سامنے پہاڑ موجود ہیں۔ آپ ان سے اپنے قول کی تصدیق کرائیں۔ اگر پہاڑوں نے آپ کے قول کی تصدیق کر دی تو ہم سمجھیں گے کہ آپ حق پر ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں لے کر ایک سخت قسم کے پہاڑ کے قریب آئے۔ سخت پہاڑ کو دیکھ کر یہودیوں نے کہا: ''آپؐ اس پہاڑ سے اپنی صداقت کی گواہی دلائیں گے''۔

اس وقت رسولؐ خدا نے فرمایا:

''اے پہاڑ! تجھے محمدؐ اور ان کی اس پاک آل کا واسطہ جن کے ناموں کے ذکر کی وجہ سے اللہ نے اپنے عرش کو آٹھ فرشتوں کے کندھوں پر خفیف کیا ہے جب کہ اس سے قبل وہ اسے ہلانے سے بھی قاصر تھے۔ تم بیان کرو کہ کیا ان کے دل تجھ سے زیادہ سخت ہیں؟

اس وقت پہاڑ میں حرکت پیدا ہوئی اور پانی نکلنے لگا اور پہاڑ سے آواز آئی:

''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور ان یہودیوں کے دلوں کے متعلق آپؐ نے بالکل سچ کہا ہے کہ یہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں''۔

اس وقت یہودیوں نے کہا:

''محمدؐ! آپ ہمیں دھوکہ دے رہے ہیں۔ آپؐ نے پہاڑ کے پیچھے اپنے آدمی بٹھا رکھے ہیں جنہوں نے یہ جواب دیا ہے اور اگر آپؐ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں تو آپ یہاں سے دور ہٹ جائیں اور پہاڑ سے کہیں کہ وہ چل کر آپ کے پاس آئے اور آپ اس پہاڑ کو حکم دیں کہ وہ دو حصوں میں تقسیم ہو جائے۔ اس کا نچلا حصہ اوپر آ جائے اور اوپر کا حصہ نیچے چلا جائے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک پتھر کو لڑھکنے کا اشارہ کیا تو وہ پتھر لڑھکتا ہوا نیچے آ گرا اور جس یہودی نے آنحضرتؐ سے پہاڑ کے چلنے کا مطالبہ کیا تھا آپؐ نے اس سے فرمایا:

''تم یہ پتھر اٹھا کر اپنے کان سے لگاؤ اور جو کچھ تو نے پہلے سنا ہے وہی کچھ تجھے اب بھی سنائی دے گا''۔

اس یہودی نے اس پتھر کو اٹھا کر کان سے لگایا تو پتھر نے بھی وہی بات کی جو اس سے قبل پہاڑ نے کہی تھی۔ لیکن یہودی نے اس پر اکتفا نہ کیا اور کہنے لگا: میں وہی معجزہ دیکھنا چاہتا ہوں جس کی فرمائش میں پہلے کر چکا ہوں۔

اس کے بعد آنحضرتؐ کچھ دور چلے گئے اور آپؐ نے پہاڑ کو مخاطب کر کے فرمایا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas jabirabbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

''اے پہاڑ! تجھے محمدؐ و آلِ محمدؐ کا واسطہ! حکمِ خدا سے اپنی جگہ چھوڑ دے اور جہاں میں کھڑا ہوں یہاں آ جا''۔

آنحضرتؐ کی زبان اطہر سے جیسے ہی یہ کلمات جاری ہوئے تو پہاڑ لرزنے لگا۔ پھر وہ کسی تیز رفتار جانور کی طرح آپؐ کی طرف دوڑتا ہوا آیا اور اس سے آواز آئی: ''یارسولؐ اللہ! میں آپ کا تابع فرمان ہوں''۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ان لوگوں نے مجھ سے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ تیرا اوپر کا حصّہ نیچے چلا جائے اور نیچے کا حصّہ اوپر آ جائے اور تو دو حصوں میں تقسیم ہو جائے۔

اس وقت پہاڑ کے دو حصّے ہو گئے اس کا نچلا حصّہ اوپر چلا گیا اور اوپر کا حصّہ نیچے چلا گیا۔ اس کے بعد پہاڑ سے آواز آئی:

''یہودیو! کیا محمدؐ کا یہ معجزہ موسٰیؑ کے معجزے سے کم ہے جس کے متعلق تم گمان کرتے ہو کہ تم اس پر ایمان رکھتے ہو؟''

اس وقت ایک یہودی نے کہا: ''یہ شخص ہمیشہ شعبدے دکھایا کرتا ہے''۔

اس کے جواب میں پہاڑ نے کہا: ''تم لوگ تو حضرت موسٰیؑ کی نبوت کا یہ ثبوت دیتے ہو کہ ان کے اوپر پہاڑ نے بادل کی طرح سے سایہ کیا تھا۔ جب تم محمدؐ کے لیے پہاڑ کا معجزہ دیکھ کر بھی انھیں نبی نہیں مانتے تو تم موسٰیؑ کو پہاڑ کے معجزہ کی وجہ سے کیسے نبی مانتے ہو۔ معلوم ہوا کہ تمھارا نہ تو محمدؐ پر ایمان ہے اور نہ ہی موسٰیؑ پر ایمان ہے۔ چنانچہ یہودیوں پر حجت قائم ہو گئی لیکن وہ پھر بھی ایمان نہ لائے۔

قساوتِ قلبی اور اس کے اسباب

۲۴۵- مجمع البیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے' آپؐ نے فرمایا:

''ذکر الٰہی کو چھوڑ کر زیادہ باتیں نہ کیا کرو کیونکہ کثرتِ کلام سے دلوں میں سختی پیدا ہوتی ہے اور سخت دل شخص خدا سے بہت زیادہ دُور ہوتا ہے۔

۲۴۶- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اعلانِ نبوت سے قبل ایک پتھر مجھے سلام کیا کرتا تھا اور اس پتھر کو میں اب بھی پہچانتا ہوں''۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

۲۴۷- کتاب الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیتیں کرتے ہوئے فرمایا:

"علی! تین چیزیں دل کو سخت کر دیتی ہیں: ۱- بے ہودہ گفتگو کو توجہ سے سننا ۲- شکار کی تلاش ۳- سلاطین کے دروازوں پر جانا"۔

۲۴۸- حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

"امیدوں کے پھیلاؤں سے بچو ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے"۔

۲۴۹- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے والد کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ کثرتِ مال پر مغرور نہ ہونا اور میرے ذکر کو نہ چھوڑنا میرا ذکر چھوڑنے سے دلوں میں سختی پیدا ہوتی ہے۔

۲۵۰- امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

"آنکھیں دل کی سختی کی وجہ سے خشک ہو جاتی ہیں (یعنی خوف خدا میں گریہ نہیں کرتیں) اور دلوں کی سختی گناہوں کی کثرت سے پیدا ہوتی ہے"۔

۲۵۱- اصولِ کافی میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے فرمایا:

موسیٰ! دنیا میں رہ کر اپنی امیدوں کو دراز نہ کرنا ورنہ تمہارا دل سخت ہو جائے گا اور سخت دل شخص مجھ سے دُور ہے۔

أَتُحَدِّثُونَهُم بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ ...... (کیا تم انھیں وہ باتیں بتاتے ہو جو خدا نے تم پر ظاہر کی ہیں......)

۲۵۲- تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا:

"یہودیوں میں کچھ نرم مزاج اور ہمدرد طبیعت رکھنے والے افراد بھی پائے جاتے تھے اور جب وہ مسلمانوں سے ملتے تھے تو وہ انھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان صفات کے متعلق بتاتے تھے جو تورات میں موجود تھیں۔ جب ان کے سربراہوں کو پتہ چلا تو انھوں نے انھیں یہ کہہ کر روک دیا کہ خبردار ایسی غلطی کبھی نہ کرنا ورنہ اس سے مسلمانوں کو تقویت پہنچے گی اور یہ خدا کے حضور تمہاری ہی باتوں کو تمہارے خلاف بطور حجت وسند پیش کریں گے۔ چنانچہ یہ آیت ایسے ہی لوگوں کے متعلق نازل ہوئی:

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتٰبَ إِلَّآ أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿۷۸﴾

''اوران میں کچھ ایسے اَن پڑھ بھی رہتے ہیں جن کو اپنی مطلب کی آیات کے علاوہ کتابِ خدا کا کچھ بھی علم نہیں ہے اور وہ صرف خیالی باتیں کرتے ہیں''۔

۲۵۳- کتاب الاحتجاج میں امام حسن عسکری علیہ السلام سے اس آیت کے ضمن میں مرقوم ہے' آپؑ نے فرمایا:

''لفظ اُمّی ''اُم'' کی طرف منسوب ہے اوراُم ماں کو کہا جاتا ہے اور اَن پڑھ شخص کو امی کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ ایسا ہی کورا ہے جیسا کہ وہ اپنی ماں کے شکم میں کورا تھا۔ وہ نہ تو لکھ سکتا ہے اور نہ ہی پڑھ سکتا ہے۔ اور یہودیوں میں اکثریت ایسے ہی سادہ اَن پڑھوں کی تھی جنھیں آسمانی کتاب کے متعلق کچھ بھی معلوم نہ تھا۔ انھیں کتاب بھیجنے والے کی کوئی معرفت حاصل نہیں تھی البتہ انھوں نے اپنے مطلب کی کچھ باتیں رَٹی ہوئی تھیں۔ ان کے احبار و رہبان جو کچھ انھیں سنا دیتے تھے وہ اسے کتابِ الٰہی سمجھ لیتے تھے۔

وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ''وہ بس خیالی باتیں بنا رہے ہیں''۔

یہودیوں کے مذہبی علماء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کے متعلق انھیں جو کچھ غلط سلط باتیں بتاتے تھے تو عام یہودی ان کی باتوں کو کسی چوں چرا کے بغیر قبول کر لیتے تھے جب کہ ان پر ان کے احبار و رہبان کی تقلید حرام تھی۔

کچھ یہودی علماء نے تورات میں جب رسول خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کو پڑھا تو انھیں یہ اندیشہ ہوا کہ اگر عوام الناس نے ان صفات کو سن لیا تو وہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئیں گے چنانچہ انھوں نے تورات کی ان آیات میں تحریف کر دی اور اس میں رسولؐ خدا کا جو حلیہ مذکور تھا انھوں نے اس کی جگہ اور حلیہ لکھ ڈالا اور انھوں نے اپنے خود ساختہ حلیہ میں لکھا کہ آخری نبی کا شکم پھیلا ہوا ہوگا اور اس کا قد بہت بڑا ہوگا اور اس کا چہرہ سرخ و سفید ہوگا۔

پھر ان یہودی علماء نے اپنے عوام الناس کو بتایا کہ ان صفات کے مالک نبی کے ظہور کو ابھی پانچ سو سال دیر ہے۔

ان کی اس حرکت کا مقصد صرف یہی تھا کہ کمزور عقیدہ رکھنے والے لوگ بدستور ان کی خدمت کرتے رہیں اور کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ انھیں چھوڑ کر محمدؐ و علیؑ کے دروازے پر چلے جائیں۔

چنانچہ ایسے ہی بدبخت علماء کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتٰبَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُونَ ﴿۷۹﴾

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''وائے ہو اُن لوگوں پر جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھ لیتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے ہے تاکہ اس سے تھوڑی سی قیمت حاصل کر سکیں۔ پس افسوس ہے ان کے ہاتھوں کی لکھائی پر اور افسوس ہے ان کی اسی کمائی پر جسے وہ کمارہے ہیں''۔

۲۵۴۔ مجمع البیان میں: ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
''ویل دوزخ کی ایک وادی ہے جو اتنی گہری ہے کہ جب کافر کو اس میں ڈالا جائے گا تو وہ چالیس سال کے بعد اس کی پاتال میں جا کر گرے گا''۔

۲۵۵۔ اس آیت کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ ان یہودی علماء کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے تورات میں رسولؐ خدا کی اوصاف میں تبدیلی کی تھی تاکہ عامۃ الناس یہودی رسولؐ خدا پر ایمان نہ لائیں اور یہی مفہوم امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے۔

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ......

''اور وہ کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ ہمیں چند گنتی کے دنوں سے زیادہ ہرگز نہیں چھوئے گی''۔

۲۵۶۔ تفسیر علی بن ابراہیم میں مرقوم ہے کہ بنی اسرائیل کہتے تھے کہ ہمیں اگر دوزخ کا عذاب دیا بھی گیا تو بھی چند گنتی کے ایام تک ہمیں عذاب دیا جائے گا ہم ہمیشہ کے لیے دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ ہاں اگر ہم پر عذاب بھی ہوا تو صرف دس دن تک ہوگا کیونکہ ہم نے دس دن تک بچھڑے کی پوجا کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس غلط نظریے کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾

''آپ کہہ دیجیے کیا تم نے خدا سے کوئی اقرار لے لیا ہے کہ اب وہ اپنے اقرار کی ہرگز خلاف ورزی نہیں کرے گا یا پھر تم خدا کے متعلق وہ باتیں کہتے ہو جن کا تمھیں علم نہیں ہے''۔

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾

''جی ہاں جس نے بھی برائی کمائی اور اس کی غلطی نے اس کا احاطہ کر لیا ہو تو ایسے لوگ دوزخی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے''۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۲۵۷- اصولِ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امامت علی کا منکر بھی اس آیت میں شامل ہے۔

۲۵۸- کتاب التوحید میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

''اہل کفر و جحود اور اہلِ ضلال و شرک دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے''۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۟ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ
مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ
وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ
وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ
وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ۡ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ
بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۭ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ
مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ۭ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ
وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا
خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

الْعَذَابِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ
اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۡ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ
الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾

''اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے وہ اہل جنت ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو گے اور والدین' رشتہ داروں' یتیموں اور مسکینوں سے اچھا سلوک کرو گے اور لوگوں سے اچھی باتیں کرو اور نماز پابندی سے ادا کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ پھر چند افراد کے علاوہ تم اس معاہدہ سے پھر گئے اور تم تو بس منہ پھیرنے والے لوگ ہو۔ اور ہم نے تم سے عہد لیا کہ ایک دوسرے کا خون نہ بہاؤ گے اور اپنے لوگوں کو وطن سے جلاوطن نہ کرو گے۔ پھر تم نے اس کا اقرار کیا اور تم اس کے گواہ ہو۔ لیکن اس کے بعد تم اپنے لوگوں کو قتل کرنے لگے اور اپنے ایک گروہ کو شہروں سے جلاوطن کرنے لگے اور تم گناہ اور سرکشی سے ان پر غلبہ حاصل کرنے لگے حالانکہ اگر تمھارے پاس کوئی قیدی بن کر آتا ہے تو تم فدیہ دے کر اسے آزاد کراتے ہو جب کہ ان کا نکالنا ہی تم پر حرام تھا۔ کیا تم کتاب کے ایک حصّہ پر ایمان رکھتے ہو اور ایک حصّے کا انکار کرتے ہو اور تم میں سے جو بھی ایسا کرے تو اس کی اس کے علاوہ اور کیا سزا ہے کہ وہ دنیاوی زندگی میں رسوا ہوں اور آخرت کے دن انھیں سخت ترین عذاب کی طرف پلٹایا جائے گا اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے عوض دنیاوی زندگی خریدی ہے ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی''۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۲۵۹- کتاب الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپ نے فرمایا کہ میرے والد علیہ السلام نے فرمایا: وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (لوگوں سے اچھی باتیں کرو) کی آیت مجیدہ اہلِ ذمہ کے متعلق نازل ہوئی تھی پھر یہ حکم قرآن مجید کی آیت قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (ان لوگوں سے جنگ کرو جو ایمان نہیں رکھتے) کی وجہ سے منسوخ ہوگیا۔

حدیث کافی لمبی ہے ہم نے بقدر ضرورت اس کا ایک اقتباس نقل کیا ہے۔

۲۶۰- تہذیب الاحکام میں ابوعلی سے روایت ہے کہ ہم امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے کہا:

"میں آپؑ پر قربان"۔ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا کی آیت تمام لوگوں کے لیے ہے؟"

آپؑ مسکرادیے اور فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ تم "محمد رسول الله وعلی واهل بیته" کہو۔

حدیث کافی طویل ہے۔ ہم نے اسے بقدر ضرورت یہاں نقل کیا ہے۔

۲۶۱- تفسیر عیاشی میں سدیر سے روایت ہے اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ "کیا میں کسی ایسے سائل کو کھانا کھلا سکتا ہوں جس کے متعلق مجھے علم نہ ہو کہ وہ مسلم ہے؟"

آپؑ نے فرمایا: "جی ہاں' جب تک تمھیں اس کے عقیدہ ولایت یا عداوت کا علم نہ ہو تب تک تم اسے کھانا کھلا سکتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ہے: وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔

۲۶۲- عبداللہ بن سنان کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا:

"خدا سے ڈرو اور لوگوں کو اپنے کندھوں پر سوار نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرما رہا ہے: وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا "اور لوگوں سے اچھی باتیں کرو"۔

۲۶۳- اصول کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے۔ اس حدیث کے ضمن میں آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کے اعضاء پر ایمان فرض کیا اور اسے ان اعضاء پر تقسیم کیا۔ زبان پر یہ فرض کیا کہ وہ دل کی کیفیت کی ترجمانی کرے اور دلی جذبات کا اظہار کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا "اور لوگوں سے اچھی باتیں کرو"۔

۲۶۴- امام جعفر صادق علیہ السلام نے وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا کی آیت مجیدہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

"لوگوں سے اچھی گفتگو کرو اور سوچے سمجھے بغیر گفتگو نہ کرو"۔

۲۶۵-امام محمد باقر علیہ السلام نے وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا کی آیت مجیدہ کے ضمن میں فرمایا:

"لوگوں سے وہی باتیں کرو جو خود تم ان سے سننا چاہتے ہو"۔

جنت و دوزخ کی ہمیشگی کی وجہ

۲۶۶-اصولِ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

"اہلِ دوزخ' دوزخ میں ہمیشہ اس لیے رہیں گے کہ ان کی نیت یہ تھی کہ اگر انھیں دنیا میں ہمیشہ کی زندگی ملی تو وہ ہمیشہ خدا کی نافرمانی کرتے رہیں گے اور اہلِ جنت بھی جنت میں اس لیے ہمیشہ رہیں گے کہ ان کی نیت یہ تھی کہ اگر وہ دنیا میں ہمیشہ رہے تو وہ ہمیشہ خدا کی اطاعت کرتے رہیں گے۔ نیت کی وجہ سے اہلِ دوزخ کو ہمیشہ کی دوزخ ملی اور اہلِ جنت کو ہمیشہ کی جنت نصیب ہوئی۔ پھر آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ (آپ کہہ دیں کہ ہر شخص اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے)

۲۶۷- مصباح الشریعہ میں مرقوم ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"کسی بھی حال میں مسلمانوں کی خیر خواہی نہ چھوڑو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا "اور لوگوں سے اچھی باتیں کرو"۔

۲۶۸- اصولِ کافی میں ابو عمرو زبیری کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"کفر کی چوتھی بنیاد اللہ کے فرمان کی نافرمانی کرنا ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ۝ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ ۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس آیت کے ان جملوں میں اللہ نے انھیں امرالٰہی ترک کرنے کی وجہ سے کفر کی طرف نسبت دی ہے اور ان کے ایمان کو بھی تسلیم کیا ہے لیکن ان کا ایمان خدا کے ہاں مقبول نہیں ہے۔ چنانچہ ان کے متعلق فرمایا:

فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝

"تم میں سے جو بھی ایسا کرے تو اس کی سزا اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ دنیاوی زندگی میں رسوائی اس کا مقدر بنے اور آخرت کے دن انھیں سخت ترین عذاب کی طرف لوٹایا جائے اور جو کچھ تم کر رہے ہو خدا اس سے غافل نہیں ہے"۔

حدیث طویل ہے۔ ہم نے بقدر ضرورت اس میں سے ایک اقتباس نقل کیا ہے:

۲۶۹۔ کتاب علل الشرائع میں مرقوم ہے کہ عبداللہ بن یزید بن سلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کو قیامت کیوں کہا جاتا ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا کیونکہ اس دن لوگ حساب کے لیے قیام کریں گے۔

حدیث طویل ہے۔ ہم نے بقدر ضرورت اس کا ایک حصہ نقل کیا ہے۔

۲۷۰۔ تفسیر علی بن ابراہیم میں مرقوم ہے کہ حضرت ابوذر نے اس آیت کی اپنے حالات پر بھی تطبیق کی تھی۔ حضرت ابوذرؓ کو جب معاویہ نے شام سے جلاوطن کر کے مدینہ میں حضرت عثمان کے پاس بھیجا تو وہ اپنے عصا کا سہارا لیے ہوئے نحیف و نزار حالت میں حضرت عثمان کے پاس پہنچے۔ اس وقت حضرت عثمان کے سامنے ایک لاکھ درہم کا ڈھیر لگا ہوا تھا جو کسی علاقہ سے ان کے عامل نے ان کے پاس روانہ کیا تھا۔ رقم کے ڈھیر کے گرد حضرت عثمان کے بہی خواہ حسرت آمیز نگاہوں سے اس دولت کو دیکھ رہے تھے اور انھیں توقع تھی کہ خلیفہ وہ رقم ان میں تقسیم کریں گے۔

حضرت ابوذرؓ نے حضرت عثمان سے کہا: یہ مال کتنا ہے؟

حضرت عثمان نے کہا: یہ ایک لاکھ درہم ہیں جو میرے ایک عامل نے میرے پاس روانہ کیے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اتنی رقم اور کہیں سے آجائے تو میں اس کے بارے میں کچھ سوچوں گا۔

حضرت ابوذرؓ نے کہا: اچھا یہ بتاؤ کہ ایک لاکھ درہم بڑی رقم ہے یا چار دینار زیادہ ہیں؟

حضرت عثمان نے کہا: ایک لاکھ درہم بڑی رقم ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حضرت ابوذرؓ نے کہا: کیا تمھیں وہ موقع یاد ہے جب میں اور تم دونوں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے تھے تو ہم نے دیکھا کہ آپ مغموم اور پریشان تھے۔ ہم نے آنحضرت کو سلام کیا تھا لیکن آپؐ نے ہمیں جواب نہیں دیا تھا۔ پھر جب صبح کے وقت ہم آپؐ کے پاس گئے تو اس وقت آپؐ ہشاش بشاش تھے۔

ہم نے آپؐ سے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان، ہم رات آئے تھے تو آپؐ بہت پریشان تھے اور اس وقت آپؐ ہشاش بشاش دکھائی دے رہے ہیں!!

آنحضرتؐ نے فرمایا: رات میرے پاس مسلمانوں کے مال میں سے چار دینار بچ گئے تھے جنہیں میں تقسیم نہیں کر سکا تھا اور مجھے خدشہ تھا کہ کہیں مجھ پر موت آ گئی تو مجھ سے ان چار دیناروں کا حساب لیا جائے گا۔ اور اس وقت میں اس لیے خوش ہوں کہ میں نے وہ چار دینار تقسیم کر دیے ہیں۔

اس وقت حضرت عثمان نے کعب الاحبار کی طرف دیکھ کر کہا:

ابواسحاق! اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے تو کیا اس کے بعد بھی اس پر کچھ فرض باقی رہ جاتا ہے؟

کعب الاحبار نے کہا: ہرگز نہیں۔ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد اگر کوئی شخص سونے چاندی کی اینٹوں کا محل بھی تعمیر کرائے تو بھی اس کے ذمہ کوئی حق نہیں ہے۔

حضرت ابوذرؓ نے اپنا عصا اٹھا کر کعب الاحبار کے سر پر مار کر کہا:

یہودیہ کافرہ عورت کے فرزند! احکامِ مسلمین میں غور وفکر کرنے والا تو کون ہوتا ہے؟

خدا کا فرمان تیری بات سے کہیں زیادہ سچا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ○

”وہ لوگ جو سونے چاندی کے خزانے جمع کرتے ہیں اور اسے راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی بشارت دے دیں۔ جس دن اسی سونے چاندی کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا اور اس سے ان کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور پشتوں کو داغا جائے گا (اور ان سے کہا جائے گا) یہ وہی ہے جسے تم نے جمع کیا تھا اور اب اپنے جمع شدہ خزانے کا عذاب چکھو“۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حضرت عثمان نے حضرت ابوذرؓ سے کہا: تو بوڑھا ہو چکا ہے اور تیری عقل ختم ہو چکی ہے اور مجھے تیری صحبتِ رسول کا پاس نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کرا دیتا۔

حضرت ابوذر نے کہا: عثمان! تو نے غلط کہا۔ مجھے میرے حبیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ وہ لوگ تجھے فتنہ میں نہ ڈال سکیں گے اور تجھے قتل بھی نہ کر سکیں گے۔ مجھ میں ابھی عقل باقی ہے اور میں تجھے رسولؐ خدا کی ایک حدیث سنانا چاہتا ہوں جسے آنحضرت نے تیرے اور تیری قوم کے متعلق فرمایا تھا:

حضرت عثمان نے کہا تو نے رسولؐ خدا سے میرے اور میری قوم کے متعلق کیا سنا تھا؟

حضرت ابوذرؓ نے کہا کہ میں نے آنحضرتؐ سے سنا تھا' آپؐ فرمایا کرتے تھے:

اذا بلغ ال ابی العاص ثلاثین رجلا صیّروا مال اللّٰہ و کتاب اللّٰہ دغلا و عباد اللّٰہ خولا والفاسقین حزابا والصالحین حربا۔

"جب ابی العاص کے خاندان میں تیس (۳۰) مرد ہو جائیں گے تو وہ اللہ کے مال کو ایک دوسرے میں گردش دینے لگیں گے اور کتاب اللہ کو متروک کتاب قرار دیں گے اور اللہ کے بندوں کو غلام بنا لیں گے اور فاسقوں کو اپنا گروہ بنائیں گے اور نیک لوگوں سے جنگ کریں گے"۔

جب حضرت عثمان نے اپنے خاندان کے متعلق یہ حدیث سنی تو انھوں نے حاضرین سے کہا:

"اصحابِ محمدؐ! کیا تم میں سے کسی نے رسولؐ خدا سے یہ حدیث سنی تھی؟

لوگوں نے کہا: "نہیں ہم نے یہ بات نہیں سنی تھی"۔

حضرت عثمان نے کہا کہ حضرت علیؑ کو یہاں بلاؤ۔ حضرت علیؑ آئے تو حضرت عثمان نے ان سے کہا: ابوالحسن! اس بوڑھے کذاب کو دیکھیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: عثمان! رک جاؤ اور ابوذر کو کذاب نہ کہو۔ میں نے رسولؐ خدا سے سنا تھا' آپؐ فرمایا کرتے تھے:

ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء علی ذی لھجۃ اصدق من ابی ذر۔

"آسمان نے سایہ نہیں کیا اور زمین نے کسی ایسے شخص کو اپنی پشت پر نہیں اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو"۔

اس وقت صحابہ نے کہا: ابوذر نے بالکل سچ کہا ہے ہم نے یہ حدیث رسولؐ مقبول سے سنی ہے۔ اس وقت ابوذر رو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

دیئے اور انھوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے تم نے اپنی گردنیں اس دولت کے حصول کے لیے دراز کی ہوئی ہیں۔ تم نے یہ گمان کیا ہے کہ میں نے حبیبِ خدا پر جھوٹ تراشا ہے۔ اچھا تم لوگ مجھے یہ بتاؤ کہ اس وقت تم میں بہتر کون ہے؟

لوگوں نے کہا کہ آپ اپنے آپ کو ہم سے بہتر کہا کرتے ہیں۔

ابوذرؓ نے کہا: جی ہاں جب رسولِ خدا اس جہان سے رخصت ہوئے تھے تو اس وقت میں نے یہ جُبہ پہنا ہوا تھا جو کہ ابھی تک میرے جسم پر موجود ہے۔ ابھی تک میرا جُبہ بھی بوسیدہ نہیں ہوا جب کہ تم نے دین میں کئی بدعات شامل کر دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا جب کہ مجھ سے اس کا حساب نہیں لیا جائے گا۔

حضرت عثمان نے کہا: ابوذر! تمھیں حقِ رسولؐ کی قسم! یہ بتاؤ کہ تم کس شہر میں رہنے کے خواہش مند ہو؟

حضرت ابوذرؓ نے کہا: مجھے مکہ زیادہ پسند ہے کیونکہ وہ اللہ کا حرم ہے، میں چاہتا ہوں کہ مکہ میں رہ کر اللہ کی عبادت کرتا رہوں یہاں تک کہ مجھے موت آ جائے۔

حضرت عثمان نے کہا: میں تجھے مکہ میں نہیں رہنے دوں گا۔

حضرت ابوذرؓ نے کہا: مکہ کے بعد مجھے رسول کریمؐ کا حرم مدینہ پسند ہے۔

حضرت عثمان نے کہا: میں تجھے مدینہ میں بھی رہنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

پھر حضرت عثمان نے ان سے کہا: اچھا یہ بتاؤ تمھیں کون سی جگہ سب سے زیادہ ناپسند ہے؟

حضرت ابوذرؓ نے کہا: مجھے ''ربذہ'' زیادہ ناپسند ہے کیونکہ اسلام سے قبل میں وہاں رہتا تھا۔

حضرت عثمان نے کہا: پھر میں تجھے ربذہ جلاوطن کرتا ہوں۔

حضرت ابوذرؓ نے کہا: آپ نے مجھ سے سوال پوچھا میں نے اس کا صحیح جواب دیا ہے اب میں بھی آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں آپ بھی مجھے صحیح جواب دیں گے۔

حضرت عثمان نے کہا: پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو؟

حضرت ابوذرؓ نے کہا: فرض کریں کہ آپ نے مجھے مجاہدین کے ہمراہ مشرکین سے جنگ کے لیے بھیجا ہو اور وہاں مشرک مجھے گرفتار کر لیں اور وہ میری آزادی کے لیے آپ سے یہ مطالبہ کریں کہ ہم اس قیدی کو اس شرط پر آزاد کریں گے کہ آپ اپنے مال کا تہائی حصہ بطور فدیہ دیں۔ کیا تم اپنی تہائی دولت دے کر مجھے چھڑانا پسند کرو گے؟

حضرت عثمان نے کہا: جی ہاں میں اپنے مال کی تہائی بطور فدیہ دے کر تمھیں چھڑاؤں گا۔

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حضرت ابوذرؓ نے کہا: اگر گرفتار کرنے والے آپ سے آپ کی نصف مالیت کا مطالب کریں تو آپ کیا کریں گے؟

حضرت عثمان نے کہا: میں اپنی نصف دولت بطور فدیہ دے کر تمھیں ان کے ہاتھ سے آزاد کراؤں گا۔

حضرت ابوذرؓ نے کہا: اگر گرفتار کرنے والے مشرک میری رہائی کے بدلے میں آپ کی ساری دولت کا مطالبہ کریں تو آپ کیا کریں گے؟

حضرت عثمان نے کہا: میں ساری دولت فدیہ دے کر تمھیں مشرکین کی قید سے آزاد کراؤں گا۔

یہ سن کر ابوذر نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور فرمایا کہ ایک دن میرے حبیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا:

ابوذر! اس وقت تمھاری کیا حالت ہوگی جب تم سے پوچھا جائے گا کہ تمھیں کون سا شہر پسند ہے تو تم جواب میں کہو گے کہ مجھے خدا اور اس کے رسول کا حرم مکہ پسند ہے۔ میں مرتے دم تک اس میں عبادت کرنا چاہتا ہوں۔

اس وقت تم سے کہا جائے گا کہ تمھیں مکہ میں نہیں رہنے دیا جائے گا۔

اس وقت تم کہو گے کہ اگر میں مکہ میں تمھیں میرا رہنا گوارا نہیں تو پھر مجھے مدینہ میں رہنے دو۔

اس وقت تم سے کہا جائے گا کہ ہم تمھیں مدینہ میں بھی نہیں رہنے دیں گے۔

پھر تم سے کہا جائے گا کہ تمھیں کون سی جگہ سخت ناپسند ہے؟ اس وقت تم کہو گے کہ مجھے ربذہ سب سے زیادہ ناپسند ہے جہاں میں اسلام سے قبل رہتا تھا۔

تمھارا یہ جواب سن کر تم سے کہا جائے گا کہ تم ربذہ چلے جاؤ۔

میں نے اس وقت عرض کیا تھا: یارسولؐ اللہ! کیا ایسا ہو کر رہے گا؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ اختیار میں میری جان ہے ایسا ہو کر رہے گا۔

میں نے عرض کیا تھا: یارسولؐ اللہ! کیا اس وقت میں تلوار اپنے کندھے پر رکھ لوں اور جنگ شروع کر دوں؟

نبی اکرمؐ نے فرمایا: نہیں امیر کا حکم سنو اور اطاعت کرو اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ نے تیرے اور تیرے حریف کے متعلق آیت نازل کی ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں نے پوچھا: یا رسولؐ اللہ! وہ کون سی آیت ہے؟

اس وقت رسولؐ خدا نے یہ آیت پڑھی:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَکُمْ لَا تَسْفِکُوْنَ دِمَآءَکُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِیْقًا مِّنْکُمْ مِّنْ دِیَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَیْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ وَاِنْ یَّاْتُوْکُمْ اُسٰرٰی تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْکُمْ اِخْرَاجُهُمْ ؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُرَدُّوْنَ اِلٰۤی اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾

”اور ہم نے تم سے عہد لیا کہ ایک دوسرے کا خون نہ بہاؤ گے اور اپنے لوگوں کو وطن سے جلاوطن نہ کرو گے۔ پھر تم نے اس کا اقرار کیا اور تم اس کے گواہ ہو۔ لیکن اس کے بعد تم اپنے لوگوں کو قتل کرنے لگے اور اپنے ایک گروہ کو شہروں سے جلاوطن کرنے لگے اور تم گناہ اور سرکشی سے ان پر غلبہ حاصل کرنے لگے حالانکہ اگر تمھارے پاس کوئی قیدی بن کر آتا ہے تو تم فدیہ دے کر اسے آزاد کراتے ہو جب کہ ان کا نکالنا ہی تم پر حرام تھا۔ کیا تم کتاب کے ایک حصّہ پر ایمان رکھتے ہو اور ایک حصّے کا انکار کرتے ہو اور تم میں سے جو بھی ایسا کرے تو اس کی اس کے علاوہ اور کیا سزا ہے کہ وہ دنیاوی زندگی میں رسوا ہوں اور آخرت کے دن انھیں سخت ترین عذاب کی طرف پلٹایا جائے گا اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے غافل نہیں ہے“۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَقَفَّیْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ۫ وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَکُلَّمَا جَآءَکُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤی اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْتُمْ ۚ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ز وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ط
بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَلَمَّا
جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ لا وَكَانُوْا
مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا صلے فَلَمَّا
جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ز فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى
الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ
اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ
يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ج فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ط
وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾

''اور بے شک ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اور اس کے بعد رسولوں کو مسلسل روانہ کیا اور ہم نے عیسیٰ بن مریمؑ کو واضح معجزات عطا کیے اور ہم نے روح القدس سے ان کی تائید کرائی۔ لیکن تمھاری حالت یہ ہے کہ جب بھی کوئی رسول تمھاری خواہش کے خلاف پیغام لے کر آتا تو تم تکبر کرتے تھے اور تم نے رسولوں کی ایک جماعت کو جھٹلایا اور ایک جماعت کو قتل کرنے لگ گئے۔ اور انھوں نے کہا کہ ہمارے دلوں پر پردے آچکے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کے کفر کی وجہ سے اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ یہ بہت کم ایمان لائیں گے۔ اور جب ان کے خدا کی طرف سے وہ کتاب

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(قرآن) آئی جو ان کی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے جب کہ وہ اس سے قبل کافروں کے خلاف اسی کے ذریعہ سے فتح طلب کیا کرتے اور جب ان کے پاس وہ چیز آئی جسے وہ پہچانتے تھے تو وہ اس کے آتے ہی اس کے منکر بن گئے۔ کافروں پر خدا کی لعنت ہے۔ ان لوگوں نے اپنی جانوں کا کتنا برا سودا کیا کہ سرکشی کرتے ہوئے خدا کی نازل کردہ چیز کا انکار کرنے لگے۔ انھیں صرف اس بات سے ضد ہے کہ خدا اپنے فضل وکرم سے اپنے جس بندے پر چاہے نازل کردیتا ہے۔ یہ غضب بالائے غضب لے کر پلٹے اور ان کے لیے رُسوا کن عذاب ہے''۔

روح القدس

وَ اَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (اور ہم نے روح القدس سے اس کی تائید کی)۔

۲۷۱- اصولِ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے جسے ہم سورہ واقعہ کی تفسیر میں مکمل نقل کریں گے۔ اس حدیث میں امام علیہ السلام نے فرمایا:

''وہ اللہ کے رسول اور مخلوقات میں سے خدا کے خاص افراد ہیں۔ اللہ نے انھیں پانچ روح دیئے ہیں۔ اللہ نے روح القدس کے ذریعے سے ان کی تائید کی ہے اور اسی کے ذریعے سے انھوں نے اشیاء کو پہچانا ہے''۔

۲۷۲- جابر کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے علمِ معصوم کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے فرمایا:

''جابر! انبیاء و اوصیاء میں پانچ روح ہوتے ہیں۔ ۱- روح القدس ۲- روح الایمان ۳- روح الحیاۃ ۴- روحِ قوت ۵- روحِ شہوت۔

جابر! روح القدس کی وجہ سے وہ زیرِ عرش سے زیرِ خاک تک کا علم حاصل کرتے ہیں۔ پھر آپؑ نے فرمایا:

جابر! باقی چار ارواح میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے مگر روح القدس میں کوئی کمی بیشی واقع نہیں ہوتی اور روح القدس لہو ولعب میں گرفتار نہیں ہوتا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۲۷۳- مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ امام گھر میں بیٹھ کر زمین کے اطراف کے واقعات کیسے جان لیتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: مفضل! اللہ نے اپنے نبی میں پانچ روح قرار دیئے:

۱- روحِ حیات کے ذریعے سے وہ پلے بڑھے ۲- روحِ قوت کی وجہ سے انھوں نے جہاد کیا ۳- روحِ شہوت کے ذریعے سے وہ کھاتے پیتے تھے اور ازواج سے حقوقِ زوجیت ادا کرتے تھے۔ ۴- روح ایمان کے ذریعے سے وہ ایمان و عدل کا مظہر بنے۔ ۵- روح القدس سے انھوں نے بارِ نبوت اٹھایا۔ اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی تو روح القدس امام کو منتقل ہوا۔ روح القدس پر نہ تو نیند طاری ہوتی ہے اور نہ ہی وہ غافل ہوتا ہے اور روح القدس لہو ولعب سے مبرا ہوتا ہے جب کہ باقی چار ارواح پر نیند اور غفلت طاری ہو جاتی ہے۔

۲۷۴- تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روایت مروی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ نے بنی اسرائیل کی ایک غلطی یہ بیان کی کہ جب بھی خدا کے کسی رسول نے ان کے سامنے ایسی تعلیمات پیش کیں جو انھیں ناپسند تھیں تو انھوں نے ایسے رسولوں میں سے کچھ کی تکذیب کی اور کچھ کو قتل کیا۔ اور بنی اسرائیل کی وہ عادت اُمت محمدؐ میں بھی پائی جاتی ہے کیونکہ جب رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کی ولایت کا پیغام دیا تو یہ پیغام بہت سے افراد کے لیے ناگوار تھا اسی لیے لوگوں نے تکبر کیا اور آلِ محمدؐ کے ایک گروہ کو جھٹلایا گیا اور ایک گروہ کو تہِ تیغ کر دیا گیا۔ چنانچہ یہ اس کی باطنی تفسیر ہے۔

۲۷۵- اصولِ کافی میں بھی امام محمد باقر علیہ السلام سے قریباً یہی مفہوم منقول ہے۔

۲۷۶- ابی عمر زبیری کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ کتاب اللہ کی رو سے مجھے بتائیں کہ کفر کی کتنی اقسام ہیں؟

آپؑ نے فرمایا کہ کتاب اللہ میں کفر کی پانچ اقسام بیان کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک "کفر الجحود" ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں اور اس کی دوسری قسم یہ ہے کہ کوئی شخص کسی چیز کو حق سمجھتے ہوئے بھی جان بوجھ کر اس کا انکار کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا......

(انھوں نے ظلم اور بلندی کی خواہش میں اس کا انکار کیا جب کہ ان کے دلوں کو یقین تھا کہ یہ حق ہے)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور اسی کفر جحود کی اس قسم کی مثال یہودیوں میں بھی پائی جاتی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حالت کو ان الفاظ سے بیان کیا ہے:

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

''اور یہ لوگ اس سے قبل اسی کے ذریعہ سے کافروں کے خلاف فتح طلب کیا کرتے تھے اور جسے وہ جانتے تھے جب وہ ان کے پاس آیا تو انھوں نے اس کا انکار کر دیا۔ پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہو''۔

۲۷۷۔ تفسیر علی بن ابراہیم میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے متعلق نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ ''وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے پہچانتے ہیں''۔ یعنی وہ ہمارے رسول کو پہچانتے ہیں۔ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ''وہ ہمارے رسول کو ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے تورات' زبور اور انجیل میں رسولؐ خدا اور ان کے اصحاب کی علامات بیان کی تھیں اور ان کتب سماویہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے مقامِ بعثت اور مقامِ ہجرت کا بھی تذکرہ فرمایا تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۔ (الفتح:۲۹)

''محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں۔ تو ان کو رکوع و سجود کرتے ہوئے دیکھے گا اور اپنے پروردگار سے فضل و کرم اور اس کی خوشنودی کے طلب گار ہیں۔ کثرتِ سجود کی وجہ سے ان کے چہروں پر سجدہ کے نشانات پائے جاتے ہیں۔ یہی ان کی صفت تورات میں ہے اور یہی ان کی صفت انجیل میں ہے''۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بھیجا تو اہلِ کتاب نے آپ کو آپ کی علامات سے پہچان لیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے: فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ۔ چنانچہ جب ان کے پاس وہ رسول آیا جسے وہ پہچانتے تھے تو انھوں نے اس کا انکار کر دیا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل یہودی عربوں سے یہ کہا کرتے تھے:

"اے گروہِ عرب! اب اس نبی کے ظہور کا وقت آ چکا ہے جو مکہ میں اعلانِ نبوت کرے گا اور پھر وہاں سے ہجرت کر کے مدینہ آئے گا اور وہ سلسلہ انبیاء کا خاتم ہوگا اور وہ تمام رسولوں کا سرتاج ہوگا۔ اس کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہوں گے اور اس کے کندھوں کے درمیان نبوت کی مہر ہوگی وہ چادر میں لپٹا رہے گا اور روٹی کے ٹکڑوں اور کھجور پر قناعت کرنے والا ہوگا۔ گدھے کی ننگی پشت پر سواری کرے گا۔ وہ مسکرانے والا اور جنگ کرنے والا ہوگا۔ وہ اپنے کندھے پر تلوار رکھے گا اور مقابلہ پر آنے والوں کی پرواہ نہیں کرے گا۔ اس کی سلطنت وہاں تک پھیل جائے گی جہاں تک اونٹ کے قدم اور گھوڑوں کے سُم جا سکتے ہیں اور جب وہ نبی آئے گا تو ہم اس کا ہراول دستہ بن کر تمھیں ایسے قتل کریں گے جیسا کہ خدا نے عاد کو قتل کیا تھا۔

لیکن جب اللہ نے ان صفات سے متصف نبی کو دنیا میں روانہ کیا تو انھوں نے ان سے حسد کیا اور ان کا انکار کیا۔

ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ "یہ لوگ اس سے قبل کافروں کے خلاف اس کے نام سے فتح طلب کیا کرتے تھے اور جب ان کے پاس وہ آیا جسے وہ پہچانتے تھے تو انھوں نے اس کا انکار کر دیا"۔

یہودیوں نے مدینہ میں رہائش کیوں اختیار کی تھی؟

۲۷۸- روضہ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

"یہودیوں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہوا دیکھا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وطن سے ہجرت کر کے کوہِ عیر اور کوہِ احد کے درمیان آ کر رہائش اختیار کریں گے۔ یہ پیشین گوئی پڑھنے کے بعد انھوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہمیں وہاں جا کر آباد ہونا چاہیے تا کہ جب آخری نبی ہجرت کر کے وہاں آئے تو ہم اس کی مدد کر سکیں۔

چنانچہ انھوں نے اپنے سابقہ گھروں کو چھوڑا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقامِ ہجرت کو تلاش کرنا شروع

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کیا۔ سفر کرتے کرتے جب وہ کوہِ حداد کے قریب پہنچے تو انھوں نے کہا کہ "احد" اور "حداد" ایک ہی چیز ہے۔ وہاں انھوں نے ڈیرے لگا لیے اور ساتھ ساتھ کے علاقوں میں پھیل گئے۔ کچھ افراد تیماء جا کر آباد ہوئے اور کچھ نے فدک میں رہائش اختیار کر لی اور کچھ لوگوں نے خیبر میں ڈیرے ڈال دیئے۔

پھر تیماء میں رہنے والے کچھ یہودیوں کو ان کے بھائی بندوں کی یاد نے ستایا تو انھوں نے ایک شخص سے اُونٹ کرایے پر لیے اور اس سے کہا تم انھیں اپنے رشتہ داروں کے پاس لے جاؤ۔ اونٹوں کے مالک نے کہا: میں تمھیں "عیر" و "احد" کے درمیان سے لے کر جاؤں گا۔ جب یہودیوں نے یہ نام سنے تو انھوں نے کہا جب تم وہاں پہنچو تو ہمیں اس وادی سے ضرور آگاہ کرنا۔ چنانچہ جب اونٹوں کا مالک انھیں لے کر "عیر" اور "احد" کی درمیانی وادی میں پہنچا تو اس نے یہودیوں سے کہا: بھائی یہ رہی تمھاری وادی، یہ دیکھو یہ کوہِ عیر ہے اور یہ کوہِ احد ہے۔

جب یہودیوں نے یہ سنا تو انھوں نے کہا کہ بس اب تم ہمیں اتار دو۔ اب ہم یہاں سے آگے نہیں جائیں گے۔ ہمیں ہماری مطلوبہ جگہ مل گئی ہے۔ لہٰذا ہمیں تمھارے اُونٹوں کی اب ضرورت ہی نہیں رہی۔

اس کے بعد اُونٹوں کا مالک اپنے اُونٹوں کو لے کر واپس چلا گیا۔ اس کے بعد یہودیوں نے وہاں رہائش اختیار کر لی۔ اور کچھ دنوں کے بعد انھوں نے فدک اور خیبر میں مقیم رشتہ داروں کو خط لکھا کہ ہمیں ہماری مطلوبہ جگہ مل گئی ہے لہٰذا تم بھی ہمارے ہاں آ کر آباد ہو جاؤ۔

فدک و خیبر میں رہائش پذیر یہودیوں نے انھیں جواب میں لکھا کہ اب ہم یہاں آباد ہو چکے ہیں اور ہم نے کاروبار شروع کر دیا ہے ویسے ہم تم سے دُور نہیں ہیں۔ جب وہ نبی تمھارے پاس آ جائیں تو ہمیں اطلاع دے دینا ہم بڑی تیزی سے وہاں آ جائیں گے۔

جو یہودی مدینہ آ کر آباد ہوئے تھے انھوں نے وہاں پر کاروبار کیا اور تجارت کی وجہ سے انھوں نے بڑی دولت کمائی۔ ملوک "حمیر" میں سے ایک مشہور بادشاہ "تبع" کو معلوم ہوا کہ یثرب کے یہودی بڑے دولت مند ہیں تو اس نے انھیں تاراج کرنے کے لیے ان پر فوج کشی کی۔ جب یہودیوں کو "تبع" کی آمد کا علم ہوا تو وہ اپنے قلعوں میں چلے گئے۔ "تبع" نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کیا۔ یہودیوں نے دیکھا کہ تبع کے لشکر میں کچھ کمزور افراد بھی ہیں تو یہودی رات کے وقت ان کے پاس کھجوریں اور جَو لے کر جاتے تھے۔

تبع کو معلوم ہوا کہ یہودی میرے ساتھیوں پر شفقت کر رہے ہیں تو اسے بھی ان پر ترس آ گیا اور اس نے ان کے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لیے امن عام کا اعلان کر دیا۔

جب یہودیوں نے امن عام کا اعلان سنا تو انھوں نے اپنے قلعوں کے دروازے کھول دیئے اور تبع کے پاس گئے۔
تبع نے کہا کہ مجھے تمھارا علاقہ پسند آیا ہے میں یہاں مستقل رہائش رکھنا چاہتا ہوں۔

یہودیوں نے کہا: یہ شہر آپ کی رہائش گاہ نہیں ہے یہاں آخری نبی آ کر رہائش اختیار کریں گے اور ہم بھی ان کی نصرت کا جذبہ لے کر یہاں آباد ہوئے ہیں۔

جب تبع نے یہ سنا تو اس نے کہا: اچھا میں واپس جا رہا ہوں البتہ اپنے دو رشتہ دار قبیلے یہاں ٹھہرا رہا ہوں تاکہ جب آخری نبی یہاں آئیں تو یہ ان کی مدد کر سکیں۔ چنانچہ اس نے اوس وخزرج قبیلوں کو وہاں ٹھہرایا اور باقی فوج لے کر وہ واپس چلا گیا۔

جب اوس وخزرج قبائل کے افراد کی تعداد زیادہ ہوئی تو انھوں نے یہودیوں کی دولت کو لوٹنا شروع کر دیا۔

یہودیوں نے ان سے کہا: محمدؐ مبعوث ہونے والے ہیں اور جیسے ہی وہ مبعوث ہوں گے تو ہم ان پر ایمان لائیں گے اور ہم تمھیں اپنے علاقہ سے نکال دیں گے۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا تو انصار آپؐ پر ایمان لائے اور یہودیوں نے آپ کا انکار کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اسی مفہوم کو اس آیت میں یوں بیان کیا ہے:

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

"اور وہ اس سے پہلے دشمنوں کے مقابلہ میں اسی کے ذریعہ فتح طلب کیا کرتے تھے لیکن جسے وہ پہچانتے تھے جب وہ ان کے پاس آیا تو وہ اس کے منکر ہو گئے۔ پس کافروں پر خدا کی لعنت ہے"۔

۲۷۹- علی بن ابراہیم نے اسحاق عمار سے یہ روایت نقل کی۔ اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ کی آیت مجیدہ کا مفہوم دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانوں کے درمیان ایک قوم بت پرستوں کو نبی اکرمؐ کے ذریعہ سے ڈرایا کرتی تھی اور وہ کہتے تھے کہ ایک نبی آئے گا جو تمھارے ان بتوں کو توڑ دے گا لیکن جب

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رسولؐ خدا مبعوث ہوئے تو انھوں نے آپؐ کا انکار کر دیا۔

۲۸۰۔ تفسیر عیاشی میں اسی آیت کے سوال کے جواب میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت بنی امیہ کی حالت پر بھی دلالت کرتی ہے کیونکہ انھوں نے بھی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جان کر ان کے اعلانِ ولایت کا انکار کیا تھا:

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ

عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ

مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا

نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۤ وَهُوَ

الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۭ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ

اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ

مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ

ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ۭ

خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ۭ قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۤ

وَاُشْرِبُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ۭ قُلْ بِئْسَمَا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

يَأْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ قُلْ اِنْ
كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ
النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ
اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾
وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ
اَشْرَكُوْا ۚۛ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ
بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ۧ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى
قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى
وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ
وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾

"ان لوگوں نے اپنے نفس کا انتہائی بُرا سودا کیا کہ خدا کی نازل کردہ کتاب کا انکار کر بیٹھے۔ انھیں اس بات سے ضد محسوس ہوئی کہ خدا اپنے فضل وکرم سے اپنے جس بندے پر جو چاہے نازل کر دیتا ہے۔ یہ غضب بالائے غضب لے کر پلٹے اور کافروں کے لیے رُسوا کرنے والا عذاب ہے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ خدا نے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نازل کیا ہے اس پر ایمان لے آؤ تو وہ کہتے ہیں ہم صرف اس پر ایمان لائیں گے جو ہم پر نازل ہوا ہے اور اس کے علاوہ باقی کلام الٰہی کا انکار کر دیتے ہیں' حالانکہ وہ حق ہے اور جو کچھ ان کے پاس ہے وہ اس کی تصدیق کرتا ہے۔ آپ کہہ دیں اگر تم مومن ہو تو تم اس سے قبل خدا کے انبیاء کو کیوں قتل کرتے تھے۔ اور بے شک موسیٰؑ تمھارے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے۔ پھر تم نے ان کے بعد بچھڑے کو معبود بنایا اور تم واقعی ظالم ہو۔ اور جب ہم نے تم سے عہد لیا اور ہم نے تم پر طور کو بلند کر دیا۔ جو کچھ ہم نے تمھیں دیا ہے اسے پوری قوت سے تھام لو اور حکمِ خدا سنتے رہو۔ انھوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا اور ہم نے نافرمانی کی اور ان کے دلوں میں ان کے کفر کی وجہ سے بچھڑے کی محبت گھول کر پلا دی گئی۔ آپ کہہ دیں اگر تم مومن ہو تو تمھارا ایمان بہت برا حکم دیتا ہے۔

آپ کہہ دیں کہ اگر آخرت میں باقی لوگوں کا کوئی حصہ نہیں اور وہ خدا کے ہاں صرف تمھاری ہی ہے تو پھر تم موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔ جو کچھ عمل ان کے ہاتھوں کے ذریعے سے آگے روانہ ہو چکے ہیں یہ ان کی وجہ سے کبھی بھی موت کی ہرگز تمنا نہیں کریں گے۔ اللہ ظلم کرنے والوں سے واقف ہے۔ آپ انھیں تمام لوگوں میں سے زیادہ زندگی کا خواہش مند پائیں گے اور کچھ مشرک تو یہ چاہتے ہیں کہ انھیں ہزار سال کی عمر دے دی جائے۔ انھیں اگر ان کی مطلوبہ زندگی مل بھی جائے تو بھی وہ زندگی انھیں عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ اللہ ان کے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔ آپ کہہ دیں جو بھی جبریلؑ کا دشمن ہو تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ جبریلؑ نے آپ کے دل پر حکمِ خدا سے قرآن اتارا ہے جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور ہدایت ہے اور

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مومنین کے لیے بشارت ہے۔ جو بھی اللہ اور اس کے ملائکہ اور اس کے رسولوں اور جبریلؑ و میکائیلؑ کا دشمن ہے تو اسے معلوم رہے کہ خدا بھی کافروں کا دشمن ہے"۔

۲۸۱- تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روایت منقول ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ جس طرح سے یہودیوں نے آنحضرتؐ کی نبوت کا انکار کر کے اپنی جانوں کا بدترین سودا کیا تھا اسی طرح سے بنی اُمیہ نے بھی رسولؐ خدا کی ان احادیث کا انکار کیا جو انھوں نے فضائلِ علیؑ کے متعلق ارشاد فرمائی تھیں۔ لہٰذا باطنی طور پر بنی اُمیہ بھی فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ کے مصداق قرار پائے۔

۲۸۲- تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روایت منقول ہے جس کا ماحصل یہ ہے جس طرح سے یہودیوں سے کہا جاتا تھا کہ خدا کے نازل کردہ احکام پر ایمان لاؤ تو وہ کہتے تھے کہ ہم تو بس اس کلام پر ایمان رکھتے ہیں جو ہم پر نازل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کسی دوسرے کلام کو تسلیم نہیں کرتے۔ یہی حالت دشمنانِ ولایت کی ہے جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو آیات فضائلِ علیؑ میں نازل ہوئی ہیں انھیں تسلیم کرو تو وہ بھی انھیں تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔

کسی کے فعل پر راضی ہونے والا بھی اس میں شریک ہے

۲۸۳- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں یہودیوں کا یہ قول نقل کیا ہے۔ انھوں نے کہا:

اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۔

"اللہ نے ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم اس وقت تک کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک وہ ایسی قربانی پیش نہ کرے جسے آسمانی آگ کھا جائے"۔

یہودیوں کے اس مطالبہ کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبؐ سے فرمایا:

قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ (آل عمران: ۱۸۳)

"آپ کہہ دیجیے مجھ سے پہلے بہت سے رسول معجزات لے کر آئے اور تمھاری فرمائش کے مطابق

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

صداقت کی نشانی بھی لے کر آئے۔ پھر تم نے انھیں کیوں قتل کیا اگر تم سچے ہو"۔

یہ آیت مجیدہ مدینہ منورہ میں رہنے والے یہودیوں کے مطالبہ کے جواب میں نازل ہوئی جب کہ رسولؐ خدا کے دور کے یہودیوں نے تو کسی نبی کو قتل نہیں کیا تھا اور نہ ہی وہ انبیائے سابقین کے زمانے میں موجود تھے مگر اس کے باوجود اللہ نے ان سے فرمایا کہ تم نے انبیاء کو قتل کیا تھا حالانکہ انبیاء کو ان کے آباء واجداد نے سینکڑوں برس پہلے قتل کیا۔ اللہ نے مدینہ کے یہودیوں کو انبیاء کا قاتل اس لیے قرار دیا کہ وہ اپنے آباء واجداد کے فعل پر راضی تھے (لہٰذا جو بھی کسی ظالم کے فعل پر راضی ہوگا اگرچہ وہ ظلم میں بذاتِ خود شریک نہ بھی ہو پھر بھی وہ ظالم شمار کیا جائے گا)۔

۲۸۴۔ ابوبصیر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لے کر واپس آئے تو ان کی قوم گئوسالہ پرستی میں مبتلا ہو چکی تھی۔ آپؑ نے اس بچھڑے کے آری سے ٹکڑے کیے اور جلا کر اس کی راکھ تیار کی اور اس کی راکھ کو دریا میں پھینک دیا لیکن بچھڑے کے بہت سے پجاریوں نے دریا میں غوطے لگائے اور اس کی راکھ کو پی لیا۔ چنانچہ ان کے اس فعل کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ سے بیان کیا: وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ "ان کے دلوں میں ان کے کفر کی وجہ سے بچھڑے کی محبت کو پلا دیا گیا۔"

یہ حدیث کافی طویل ہے۔ ہم نے بقدر ضرورت اس کا صرف ایک اقتباس نقل کیا ہے۔

۲۸۵۔ اصولِ کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روایت منقول ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علیؑ کے دشمن بھی تاویلی طور پر بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ کے مصداق ہیں۔

موت کی تمنا

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾ "اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو"۔

۲۸۶۔ کتاب الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے بیان کیا کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر امیرالمومنین علیہ السلام سے کہا:

"یا امیرالمومنین! کیف عرفت ربک؟ "آپ نے اپنے رب کو کیسے پہچانا؟"

آپؑ نے فرمایا: عرفت ربی بفسخ العزائم ونقض الھمم "میں نے اپنے رب کو ارادوں کے ٹوٹنے اور ہمتوں کے کمزور ہونے سے پہچانا"۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سائل نے کہا: فبماذا احببت لقاء ہ؟" آپ اس کی ملاقات کے کیوں خواہش مند ہیں؟"

آپؑ نے فرمایا: جب میں نے دیکھا کہ اسی نے میرے لیے اپنے ملائکہ، رسل و انبیاء کا دین پسند کیا تو مجھے یقین ہوگیا کہ جس نے مجھے یہ عزت دی ہے وہ مجھے فراموش نہیں کرے گا۔ اسی لیے مجھ میں اس کی ملاقات کا اشتیاق پیدا ہوا۔

۲۸۷- امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے بیان فرمایا کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا:

"یارسولؐ اللہ! میں موت کو ناپسند کرتا ہوں۔ پتہ نہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

آپؐ نے فرمایا: کیا تیرے پاس کچھ دولت ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: کیا تو نے اس دولت کا کچھ حصّہ آگے بھی روانہ کیا ہے؟

اس نے کہا: نہیں یارسولؐ اللہ!

آپؐ نے فرمایا: یہی وجہ ہے کہ تم موت سے متنفر ہو۔

۲۸۸- تفسیر مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ جنگِ صفین میں امیرالمومنین دشمنوں کی صفوں میں عام گھریلو سے کپڑے پہن کر چل رہے تھے۔ حضرت حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: ابا جان! یہ جنگی لباس نہیں ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جانِ پدر! تیرا والد اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ موت پر جا پڑے یا موت اس پر آپڑے۔

نبی اکرمؐ نے فرمایا: کسی مصیبت کو دیکھ کر موت طلب مت کرو۔ اس کی جگہ یہ کہنا چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا دَامَتِ الْحَیَاۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ۔

"خدایا! جب تک زندگی میرے لیے فائدہ مند ہو اس وقت تک مجھے زندہ رکھنا اور جب موت میرے لیے فائدہ مند ہو تو اس وقت مجھے موت دے دینا"۔

آنحضرتؐ نے موت طلب کرنے سے اس لیے منع فرمایا تھا کہ اس سے بے صبری اور جزع فزع کا اظہار ہوتا ہے جب کہ خدا نے صبر کا حکم دیا ہے اور بندے کو اپنے معاملات خدا کے سپرد کرنے کی تعلیم دی ہے اور ہمیں یہ یقین بھی نہیں ہوتا کہ ہم خدا کے امر کو بجا بھی لاسکیں گے یا نہیں جب کہ بقا میں ہمیں اُمید ہوتی ہے کہ ہم اپنی خطاؤں کی تلافی کرسکیں گے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہودیوں کو جبریلؑ سے عداوت کیوں تھی؟

۲۸۹- احتجاج طبرسی میں مرقوم ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک یہودی آیا جس کا نام عبداللہ بن صوریا تھا وہ ایک آنکھ سے اندھا تھا اور یہودی اس کے متعلق یہ گمان رکھتے تھے کہ وہ اللہ کی کتاب اور علومِ انبیاء کا ماہر ترین فرد ہے۔

چنانچہ اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت سے مسائل دریافت کیے۔ آنحضرتؐ نے اسے ان تمام مسائل کے ایسے جواب دیئے جن کا انکار کرنا اس کے بس سے باہر تھا۔

آخر میں اس نے کہا: محمدؐ! خدا کا پیغام آپ کے پاس لے کر کون سا فرشتہ آتا ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریلؑ خدا کا پیغام لاتے ہیں۔

اس نے کہا: اگر جبریلؑ کے علاوہ کوئی اور فرشتہ آپ کے پاس پیغام لے کر آتا تو میں آپؐ پر ضرور ایمان لے آتا۔ آپؐ کے پیغام رساں جبریلؑ ہیں اور وہ ہم یہودیوں کے دشمن ہیں۔ اگر جبریلؑ کے علاوہ آپؐ پر میکائیل یا کوئی دوسرا فرشتہ خدا کا پیغام لاتا تو میں آپؐ پر ایمان لے آتا۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: آخر تمھیں جبریلؑ سے دشمنی کیوں ہے؟

اس نے کہا: جبریلؑ ہمیشہ بنی اسرائیل پر مصیبت اور عذاب لاتے رہے ہیں۔ انھوں نے دانیال کو بخت نصر کے قتل سے منع کیا تھا جس کے نتیجے میں بخت نصر بادشاہ بن گیا اور اس نے بنی اسرائیل کو تباہ کیا تھا۔ الغرض آج تک بنی اسرائیل پر جتنی بھی مصیبتیں آئی ہیں وہ سب کی سب جبریلؑ کی لائی ہوئی ہیں جب کہ اس کے برعکس میکائیل ہمارے لیے ہمیشہ رحمت لایا کرتے ہیں۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: تجھ پر افسوس! اس میں جبریلؑ کا کیا قصور ہے اس نے تو امرِ خدا کی اطاعت کی ہے۔ اسی طرح سے ملک الموت نے تمھارے آباؤ اجداد کی روحیں قبض کی ہیں تو کیا وہ بھی تمھارا دشمن ہے؟ کیا تم نے ماں باپ کو نہیں دیکھا وہ اپنے بچوں کو کڑوی کسیلی دوائیں پلاتے ہیں تو کیا اولاد اپنے والدین کو دشمن سمجھنے لگے؟ بات یہ ہے کہ والدین اپنے بچے کو کڑوی دوا پلاتے ہیں اس میں بچے کا فائدہ ہے لیکن تم لوگ خدا شناسی سے تہی دامن ہو اور تم اس کی حکمت سے غافل ہو جب کہ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ جبریل و میکائیل خدا کے فرمان پر عمل کرتے ہیں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور وہ دونوں خدا کے اطاعت گزار ہیں اور جو بھی ایک سے دشمنی رکھے گا وہ دوسرے کا بھی دشمن ہوگا اور جو یہ گمان کرے کہ وہ ایک سے دوستی رکھتا ہے اور دوسرے سے دشمنی رکھتا ہے تو ایسا شخص جھوٹا ہے اور جو ایک کا دشمن ہو وہ دوسرے کا بھی دشمن ہے۔ جس طرح سے جبریل و میکائیل بھائی ہیں اسی طرح میں اور علیؑ بھی بھائی ہیں۔ جو ہم دونوں سے محبت کرے گا تو وہ خدا کا دوست ہوگا اور جو ہم دونوں سے بغض رکھے گا تو وہ خدا کا دشمن ہوگا اور وہ شخص جھوٹ بولتا ہے جو یہ کہے کہ مجھے ان میں سے ایک سے محبت ہے لیکن دوسرے سے نہیں ہے۔ ایسے شخص سے ہم دونوں بیزار ہیں اور ہمارے علاوہ اللہ اور اس کے فرشتے اور اس کے نیک بندے بھی اس سے بیزار ہیں۔

نواصب و یہود کی ذہنی ہم آہنگی

۲۹۰۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے یہود کی جبریلؑ دشمنی کے متعلق دو آیات نازل فرمائیں جب کہ نواصب (دشمنانِ آلِ محمدؐ) بھی اس جرم میں ان کے برابر کے شریک ہیں اور یہ آیات ان کے حال پر بھی منطبق ہوتی ہیں۔ نواصب یہودیوں سے بھی چار قدم آگے نکل گئے تھے۔ انھوں نے صرف جبریل دشمنی پر ہی اکتفا نہیں کی تھی بلکہ انھوں نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ ہم خدا، جبریل، میکائیل اور دوسرے تمام فرشتوں سے بیزار ہیں۔ انھوں نے یہ الفاظ اس وقت کہے جب انھوں نے نبی اکرمؐ سے حضرت علیؑ کے فضائل سنے اور آنحضرتؐ جب بھی حضرت علیؑ کی فضیلت و عظمت بیان کرتے تو فرماتے تھے مجھے جبریلؑ نے خدا کی طرف سے یہ خبر دی ہے"۔

کبھی آپؐ فرماتے تھے کہ جب علیؑ میدانِ جنگ میں قدم رکھتا ہے تو جبریلؑ اس کے دائیں ہوتا ہے، میکائیل اس کے بائیں ہوتا ہے۔ جبریل میکائیل پر فخر کر کے کہتا ہے کہ میں علیؑ کے دائیں طرف ہوں اور تو علیؑ کے بائیں طرف ہے اور دائیں طرف بائیں طرف سے افضل ہوتی ہے۔

پھر جبریل و میکائیل دونوں اسرافیل پر فخر کرتے ہیں کہ وہ تو علیؑ کا صرف خدمت گزار ہے اور ملک الموت پر بھی جبریل و میکائیل فخر کر کے کہتے ہیں کہ تو تو صرف علیؑ کے دشمنوں کی (نجس) ارواح قبض کرتا رہتا ہے جب کہ ہم علیؑ کے دائیں بائیں رہتے ہیں۔

آنحضرتؐ فرمایا کرتے تھے:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

''ملائکہ میں وہ فرشتہ خدا کا زیادہ مقرب ہوتا ہے جسے علیؑ سے زیادہ محبت ہوتی ہے اور ملائکہ جب اپنی بزم میں کبھی قسم کھاتے ہیں تو ان کی قسم کے الفاظ یہ ہوتے ہیں:

''اس ذات کی قسم جس نے محمد مصطفےٰؐ کے بعد علی مرتضیٰؑ کو تمام مخلوق پر فضیلت دی ہے''۔

کسی موقع پر آنحضرتؐ فرماتے تھے کہ آسمانوں اور حجابات کے فرشتوں کو علیؑ کی زیارت کا اسی طرح سے اشتیاق ہوتا ہے جس طرح سے ایک ماں کو اپنے پیارے بیٹے کی ملاقات کا اشتیاق ہوتا ہے۔

الغرض جب نواصب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فضائلِ علیؑ کی یہ احادیث سن سن کر تنگ آگئے۔ آخرکار انھوں نے کہا کہ محمد کب تک جبریل و میکائیل اور دوسرے فرشتوں کے حوالے دے کر علیؑ کی شان بڑھاتا رہے گا اور کب تک محمد خدا کا حوالہ دے کر علیؑ کی عظمتوں کو بیان کرتا رہے گا؟ اگر بالفرض یہ بات صحیح ہے تو ہم ایسے خدا سے بیزار ہیں اور ایسے جبریل و میکائیل سے بھی بیزار ہیں جو محمدؐ کے بعد علیؑ کو افضل سمجھتے ہیں۔ ہم ان انبیائے سابقین سے بھی بیزار ہیں جو اپنی اُمتوں کو یہ تعلیم دے کر گئے کہ محمدؐ کے بعد علیؑ باقی لوگوں سے افضل ہوں گے''۔

یہود کو بھی جبریلؑ سے اس واسطے بَیر تھا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو یہودی عبداللہ بن صوریا کو رسولؐ خدا سے بحث کے لیے لے کر آئے۔ عبداللہ بن صوریا نے رسول اکرمؐ سے بہت سے مسائل دریافت کیے جن کا آپؐ نے اسے تسلی بخش جواب دیا۔ آخر میں اس نے کہا: اب آخر میں مجھے آپؐ سے صرف ایک بات پوچھنا ہے اگر وہ بات میرے مطلب کے موافق ہوئی تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا اور آپ کی پیروی کروں گا۔

آپ یہ بتائیں کہ آپ پر وحی لے کر کون سا فرشتہ نازل ہوتا ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: مجھ پر جبریلؑ وحی لایا کرتے ہیں۔

ابن صوریا نے کہا: تمام فرشتوں میں سے وہ ہمارا سخت دشمن ہے۔ وہ ہمیشہ بنی اسرائیل کے لیے عذاب اور قتل لے کر ہی آیا ہے جب کہ ہمارا پسندیدہ پیغام رساں فرشتہ میکائیل ہے۔ وہ ہمیشہ بنی اسرائیل کے لیے خوشی اور آسانی کا پیغام لایا کرتا ہے۔ اگر آپؐ پر میکائیل وحی لے کر آتا تو ہم آپؐ پر ضرور ایمان لاتے' کیونکہ میکائیل نے ہمیشہ ہماری سلطنت کو مضبوط کیا ہے جب کہ جبریلؑ نے ہمیشہ ہماری سلطنت کو تباہ کیا ہے۔ اسی لیے وہ ہمارا دشمن ہے۔

اس گفتگو کے وقت سلمان فارسی بھی موجود تھے۔ انھوں نے یہودی عالم سے کہا:

یہ بتاؤ جبریلؑ نے تم سے پہلی دشمنی کب کی تھی؟

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عبداللہ بن صوریا نے کہا: اس نے کئی بار ہم سے اپنی دشمنی کا اظہار کیا ہے۔ البتہ اس کی سخت دشمنی کا واقعہ بھی سن لو۔ بات یہ ہے کہ اللہ نے اپنے انبیاء کو خبر دی کہ وہ عنقریب بیت المقدس کو ایک شخص کے ہاتھ سے تباہ کرائے گا جس کا نام "بخت نصر" ہوگا اور خدا نے ہمیں بیت المقدس کی بربادی کا وقت بھی بتا دیا۔ جب کہ ہمارا نظریہ یہ ہے کہ اللہ اپنی باتوں میں ردوبدل کرتا رہتا ہے۔ ایک بات کو مٹا کر اس جگہ دوسری بات لے آتا ہے اسی لیے جب ہمارے بزرگوں نے انبیاء کی زبان سے یہ بات سنی تو انہوں نے کچھ تنومند افراد منتخب کیے اور ان کے ساتھ کچھ فاضل افراد کو شامل کیا اور ان میں اس وقت کا ایک نبی بھی تھا جس کا نام دانیال تھا۔ ہمارے بزرگوں نے ان کو ہدایت کی کہ وہ بابل جائیں اور وہاں بخت نصر نامی لڑکے کو تلاش کریں اور جب وہ اسے پالیں تو اسے قتل کر دیں۔

چنانچہ ہماری قوم کے کچھ تنومند افراد حضرت دانیال کی معیت میں بابل گئے تھے۔ انھوں نے وہاں بخت نصر کو تلاش کیا تو آخر کار وہ انھیں مل گیا۔ اس وقت وہ ایک نحیف و نزار لڑکا تھا جو کہ اپنی حفاظت نہیں کر سکتا تھا۔ دانیال نے اسے پکڑ کر ہلاک کرنا چاہا تو اس وقت جبریلؑ نے آ کر ان سے کہا تھا:

"اگر تمھارے خدا نے تمھارے شہر کو اس لڑکے سے تباہ کرانے کا ارادہ کر لیا ہے تو اس کا ارادہ ہر قیمت پر پورا ہو کر رہے گا۔ تم اسے قتل نہیں کر سکو گے' اور اگر اللہ کا یہ ارادہ نہیں ہے تو ایک بے گناہ لڑکے کا خون آپ اپنی گردن پر کیوں لیتے ہیں؟"

دانیال نے جبریلؑ کی بات مان لی تھی اور اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس آ گیا اور اس نے وطن واپس آ کر لوگوں کو جبریلؑ کی گفتگو سنائی تھی۔

چند دن گزرے کہ بخت نصر جوان ہو گیا اور تخت بابل پر قابض ہو گیا۔ پھر اس نے ہمارے ملک پر حملہ کر دیا تھا اور ہمارے شہر بیت المقدس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی۔ چنانچہ اس سخت دشمنی کی وجہ سے ہم جبریلؑ کو اپنا بدخواہ سمجھتے ہیں اور میکائیل بھی جبریلؑ کا دشمن ہے"۔

حضرت سلمان فارسی نے کہا: تم نے اپنی عقل کو غلط راستے پر ڈالا ہے۔ تمھارے آباء و اجداد بھی بے وقوف تھے جب وہ سن چکے تھے کہ اللہ بیت المقدس کو بخت نصر کے ہاتھوں سے تباہ کرانا چاہتا ہے تو انھوں نے اس کے قتل کی ترکیب کیوں کی تھی۔ اس ذریعہ سے وہ خدا اور اس کے انبیاء کی تکذیب کر رہے تھے اور ان کا خیال تھا کہ وہ اپنی تدبیر سے اللہ کی تقدیر پر غالب آ جائیں گے۔ اگر انھوں نے ایسا کیا تھا تو انھوں نے کفر کا ارتکاب کیا تھا اور پھر تمھاری حماقت کی انتہا یہ ہے کہ تم نے جبریل کو اس لیے اپنا دشمن بنا لیا ہے کہ اس نے دانیال کو بخت نصر کے قتل سے روکا تھا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ابن صوریا نے کہا: نہیں بات یہ ہے کہ اگرچہ اللہ انبیاء کی زبانی اس کا اعلان کرا چکا تھا مگر اللہ قادر ہے اور وہ اپنے پرانے ارادوں کی جگہ پر نئے ارادے بھی لایا کرتا ہے۔ اس کے پاس ''محو و اثبات'' کے اختیارات ہیں۔

حضرت سلمان نے کہا: تم نے تو ''محو و اثبات'' کو سمجھا ہی نہیں۔ اور تم نے ''محو و اثبات'' کا جو مفہوم بیان کیا ہے پھر تو تمھیں پوری تورات کا ہی انکار کرنا چاہیے کیونکہ تمھارے بیان کردہ مفہوم کے تحت اس بات کا امکان ہے کہ عین ممکن ہے کہ اللہ نے موسٰیؑ و ہارونؑ کو عہدہ نبوت سے معزول کر دیا ہو اور ان کے دعویٰ کو باطل کر دیا ہو کیونکہ خدا کے پاس محو و اثبات کی قدرت موجود ہے اور اس مفروضہ کے تحت تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ خدا نے تمھیں جس جس واقعہ کے پیش آنے کی خبر دی ہے وہ واقعہ سرے سے ظہور پذیر ہی نہ ہو اور جس کے متعلق اس نے کہا ہو کہ ایسا نہیں ہوگا تو وہ بھی واقع ہو جائے۔ اس مفروضہ کے تحت یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اللہ نے کسی عمل پر ثواب کا وعدہ کیا ہو تو اس نے اپنے ارادے کو بدل دیا ہو اور ثواب کی بجائے اس عمل پر عذاب بھی دے سکتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ تمھیں خدا کے ''محو و اثبات'' کے اختیارات کا مفہوم ہی معلوم نہیں ہے اسی لیے تم خدا کا انکار کرتے ہو اور خدا کی پیشین گوئیوں کے منکر بن چکے ہو۔ اور خدا کے دین سے منحرف ہو گئے ہو۔ جب کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ جبریلؑ کا دشمن میکائیل کا بھی دشمن ہے کیونکہ جبریل و میکائیل دونوں دشمنانِ خدا کے دشمن ہیں اور جو ان سے دشمنی رکھے وہ اس سے دشمنی رکھتے ہیں اور جو ان سے صلح رکھے وہ اس سے صلح رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سلمان فارسی کے کلام کو قرآن مجید کی آیت کی شکل میں نازل کیا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ ''آپ کہہ دیں کہ اگر کوئی جبریلؑ کا دشمن ہے تو ہوتا رہے'' کیونکہ اس نے ہمیشہ دشمنانِ خدا کے خلاف دوستانِ خدا کی مدد کی ہے اور وہ علیؑ کے فضائل لے کر آیا ہے''۔ اگر اس بنا پر یہود و نواصب جبریلؑ سے دشمنی رکھتے ہیں تو رکھتے رہیں۔ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ بے شک وہ اسے یعنی قرآن کریم کو لے آیا ہے۔ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وہ قرآن کو اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر لے آیا ہے۔ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○ ''قرآن سابقہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور قرآن سراپا ہدایت اور مومنین کے لیے بشارت ہے''۔ کیونکہ محمد مصطفیٰؐ کی عظمت اور علیؑ اور ائمہ ہدیٰ کے فضائل کی خوش خبری سناتا ہے اور جو لوگ نبی اکرمؐ، علی مرتضیٰؑ اور ان کی نسل کے ائمہ پر ایمان رکھتے ہیں قرآن انھیں نجات کی بشارت دیتا ہے۔

حدیث طویل ہے ہم نے اس میں سے بقدر ضرورت حصہ نقل کیا ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۲۹۱- کتاب علل الشرائع میں انس بن مالک کی زبانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک طویل حدیث مذکور ہے جس میں عبداللہ بن سلام کے سوال اور رسول اکرمؐ کے جواب نقل کیے گئے ہیں۔ عبداللہ بن سلام نے نبی اکرمؐ سے پوچھا: آپ کو یہ باتیں کون بتاتا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: مجھے یہ باتیں ابھی ابھی جبریلؑ نے بتائی ہیں۔

اس نے کہا: کیا آپ کو جبریل نے خبر دی ہے؟

آپؐ نے فرمایا: جی ہاں۔

اس نے کہا: وہ ملائکہ میں یہود کا دشمن ہے۔ اس وقت یہ آیت مجیدہ نازل ہوئی:

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ـ

''کہہ دیں کہ جو بھی جبریل کا دشمن ہو تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ جبریلؑ نے آپ کے دل پر حکمِ خدا سے قرآن اتارا ہے''۔

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا
الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ
عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ۡ
وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ
سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ؕ
وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا
تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ
وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ
اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا
لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۛ وَلَبِئْسَ مَا
شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا
وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

"ہم نے آپ کی جانب واضح نشانیاں بھیجی ہیں جن کا انکار فاسقین کے علاوہ کوئی نہیں کرے گا۔ ان لوگوں نے جب بھی کوئی عہد کیا تو ان کے ایک فریق نے اسے توڑ ڈالا بلکہ ان کی اکثریت ایمان نہیں رکھتی۔ اور جب ان کے پاس خدا کی طرف سے وہ رسول آیا جو ان کی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے تو اہلِ کتاب کی ایک جماعت نے کتابِ خدا کو پس پشت ڈال دیا جیسے وہ انھیں جانتے ہی نہ ہوں۔ اور انھوں نے ان باتوں کی پیروی کی ہے جسے شیاطین سلیمان کی سلطنت کے خلاف جپا کرتے تھے۔ حالانکہ سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا لیکن شیطان کافر لوگوں کو جادو کی تعلیم دیتے تھے۔ یہ لوگ ان تعلیمات کی پیروی کرتے ہیں جو دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر بابل میں نازل ہوئی تھیں۔ ہاروت

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وماروت اس کی تعلیم اس وقت تک نہیں دیتے تھے جب تک یہ کہہ نہ دیتے کہ ہم تمھاری آزمائش کا ذریعہ ہیں۔ خبردار کفر نہ کرنا۔ لوگ ان سے وہ چیز سیکھتے تھے جس سے شوہر اور بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتے تھے اور وہ حکمِ خدا کے سوا کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ وہ ان سے اس چیز کی تعلیم حاصل کرتے جو ان کے لیے نقصان دہ ہوتی تھی اور ان کو فائدہ نہ دیتی تھی اور وہ اس بات کو جانتے تھے کہ جو بھی جادو کا کاروبار کرتا ہے اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ انھوں نے اپنی جانوں کا بری قیمت کے بدلے میں سودا کیا۔ کاش وہ جان لیتے۔ اور اگر وہ ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو خدا کی طرف سے انھیں بہتر جزا ملتی۔ کاش وہ جان لیتے"۔

کتابِ خدا کو چھوڑنے کی شکلیں

۲۹۲- روضہ کافی میں سعد الخیر کے نام امام محمد باقر علیہ السلام کا ایک خط مرقوم ہے جس کا ایک اقتباس حسب ذیل ہے:

جن اُمتوں نے آج تک کتاب کو چھوڑا اللہ نے ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط کر دیا۔ کتاب چھوڑنے کی ایک معروف شکل یہ رہی ہے کہ ان لوگوں نے کتاب کے حروف کو تو قائم رکھا اور اس کے احکام وحدود میں تبدیلی کر دی۔ وہ کتاب کی روایت تو کرتے تھے لیکن کتاب کے احکام کی رعایت نہیں کرتے تھے۔ جاہل ان کے حفظِ کتاب کو دیکھ کر تعجب کرتے تھے۔ جب کہ علماء احکامِ کتاب کی رعایت نہ کرنے کو دیکھ کر غمگین ہوتے تھے اور کتاب الٰہی کے تارکین نے کتاب کی تعلیمات کا ان لوگوں کو وارث بنا دیا جو کہ جاہل تھے۔ چنانچہ جاہلوں نے ان اُمتوں کو خواہشات کے گڑھے میں دھکیل دیا اور انھیں ہلاکت کے گھاٹ پر پہنچا دیا اور انھوں نے دین کی رسی کو بدل ڈالا۔

پھر آپ نے لکھا:

اُمم سابقہ کا طور طریقہ تمھیں اس اُمت میں بھی دکھائی دے سکتا ہے۔ اس اُمت میں بھی وہ لوگ موجود ہیں جنھوں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نے حروفِ کتاب کو تو قائم رکھا اور اس کے احکام وحدود کو بدل ڈالا اور ایسے لوگ ہمیشہ اہلِ اقتدار اور متکبرین کے ساتھ دکھائی دیں گے۔ اور اگر اہلِ اقتدار میں تفریق پیدا ہو جائے تو یہ اس کے ساتھ دکھائی دیں گے جس کے ساتھ لوگوں کی اکثریت ہوگی اور یہی ان کا مبلغِ علم ہے۔

یہ لوگ ہمیشہ طمع و لالچ میں زندگی بسر کرتے رہتے ہیں اور یہ ابلیسی زبان کی ترجمانی کرتے ہوئے بہت سا باطل بیان کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ ابلیس کی آواز کو ان کی زبانوں سے بخوبی سنا جا سکتا ہے۔

ہاروت و ماروت کا واقعہ

۲۹۳- کتاب عیون الاخبار میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبانی منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

یہودیوں نے ان باتوں کی پیروی کی جسے حضرت سلیمان کے خلاف جادوگر بیان کیا کرتے تھے اور جادوگر کہتے تھے کہ سلیمان بن داؤد بہت بڑے جادوگر تھے اور انھوں نے جادو کے بل بوتے پر اتنی بڑی حکومت قائم کی تھی۔ اور اگر ہم بھی وہی جادو اور منتر شروع کر دیں تو ہم بھی سلیمان کی طرح سے بادشاہت قائم کر سکتے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے خیالِ بد کی یہ کہہ کر تردید فرمائی: وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ ''سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا''۔ کیونکہ جادو کفر ہے اور سلیمان مومن کامل تھے۔ سلیمان جادوگر تھے اور نہ ہی جادو کے معلم تھے۔ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ''کافر شیطان لوگوں کو جادو کی تعلیم دیا کرتے تھے''۔

علاوہ ازیں اہل کتاب نے اس جادو کی پیروی کی: وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ''اور جو کہ بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر نازل کیا گیا''۔

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جادوگروں اور شعبدہ بازوں کا زور ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس دور کے نبی کے پاس دو فرشتے نازل کیے تھے جنھوں نے اس نبی کو جادوگروں کا جادو اور ان کا توڑ بتلایا۔ نبی نے وہ سب کچھ یاد کر لیا اور پھر لوگوں کو اس کی تعلیم دی تاکہ لوگوں کو جادو کا علم ہو سکے اور جادو کا توڑ بھی کرنے کے لائق ہو سکیں۔ نبی نے لوگوں کو جادو کرنے اور کسی کو نقصان پہنچانے سے سختی کے ساتھ منع کیا۔ اور اس کی مثال وہی ہے کہ زہر کا تریاق تلاش کرنے سے پہلے زہر کو سمجھنا ضروری ہے۔ اسی طرح سے جادو کے توڑ سے قبل جادو کو سمجھنا ضروری ہے۔

پھر اس نبی نے فرشتوں سے کہا کہ یوں بات نہیں بنتی تم انسانی شکل اختیار کرو اور لوگوں کو جادو اور اس کے توڑ کی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تعلیم دو۔ چنانچہ ہاروت و ماروت دو فرشتے شہر بابل میں انسانی شکل میں آئے اور انھوں نے لوگوں کو جادو اور اس کے دفعیہ کی تعلیم دی۔ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ "وہ جس کو بھی تعلیم دیتے تو وہ اس سے کہتے تھے کہ ہم تمھارے لیے آزمائش ہیں لہٰذا کافر نہ بننا"۔ جادوگر نہ بننا اور لوگوں کو نقصان نہ پہنچانا۔ انھوں نے لوگوں کو بتایا کہ موت وحیات خدا کے قبضہِ اختیار میں ہے۔ خدا کے اختیارات میں کسی کو شریک کرنا کفر ہے۔ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ "لوگ ان سے وہ چیز سیکھا کرتے تھے جس سے وہ میاں بیوی میں جدائی ڈالتے تھے"۔

اس دور کے لوگ ان فرشتوں سے ایسے تعویذ گنڈے حاصل کرتے تھے جن سے شوہر بیوی اور دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے تھے۔ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ "وہ کسی کو حکمِ خدا کے بغیر نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے"۔ کیونکہ اگر اللہ جبری طور پر ان کے اثرات کو ختم کرنا چاہتا تو ان میں تاثیر پیدا نہیں ہوسکتی تھی۔

وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ "لوگ ان سے وہ چیز سیکھا کرتے تھے جو ان کو نقصان پہنچاتی تھیں اور انھیں فائدہ نہ دیتی تھیں"۔ جادوگروں کا جادو صرف دنیاوی طور پر ہی لوگوں کے لیے نقصان دہ نہیں ہوتا تھا بلکہ خود ان کی آخرت کے لیے بھی باعثِ نقصان تھا۔ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ "جادو سیکھنے والوں کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ وہ جنت سے محروم رہیں گے اور ان کا انجام انتہائی برا ہوگا"۔ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ "انھوں نے اپنی جانوں کو بہت ہی بری قیمت کے عوض فروخت کیا"۔ کیونکہ انھوں نے آخرت پر دنیا کو ترجیح دی اور اپنے آپ کو آخرت کے دائمی عذاب کے سپرد کر دیا۔ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ "اگر انھیں اس بات کا علم ہوتا"۔ جادو کے طلب گار ابھی تک اس حقیقت کو فراموش کیے ہوئے ہیں کہ وہ مستحقِ عذاب بن چکے ہیں۔ اسی لیے وہ حجِ الٰہی کا انکار کر رہے ہیں اور باطل عقیدہ کی پیروی میں مصروف ہیں اور حق سے منہ موڑ چکے ہیں۔

ہاروت و ماروت کے متعلق ایک غلط مفروضہ کی تردید

یوسف بن محمد بن زیاد اور علی بن محمد بن سیار نے اپنے اپنے والد سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ ہم نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے کہا کہ ہمارے قرب وجوار میں کچھ لوگ رہتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ جب بنی آدم نے کثرت سے خدا کی نافرمانی کی تو اس وقت بزمِ ملائکہ میں سے ہاروت و ماروت نے خدا سے کہا کہ یہ لوگ دن رات تیری نافرمانی کر رہے ہیں پھر بھی تو ان پر اپنا عذاب نازل نہیں کرتا!!

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ان میں خواہشات رکھی ہیں اسی لیے وہ میری نافرمانی کرتے ہیں اور اگر میں یہی خواہشات تمھارے اندر رکھ دوں تو تم بھی گناہوں سے محفوظ نہیں رہو گے۔

ہاروت و ماروت نے کہا: خدایا! اگر تو ہمیں شکل انسانی دے کر اور انسانی خواہشات دے کر بھی دنیا میں بھیج دے پھر بھی ہم تیری نافرمانی نہیں کریں گے۔

چنانچہ اللہ نے ان دونوں کو آزمائش کی خاطر انسانی خواہشات اور انسانی شکل وصورت دے کر شہر بابل میں جادو اور اس کے دفعیہ کی تعلیم کے لیے بھیجا اور جب وہ زمین پر آئے تو وہ زہرہ نامی عورت پر فریفتہ ہو گئے اور اس کی ترغیب پر انھوں نے شراب پی اور ایک شخص کو ناحق قتل کیا۔ جب انھوں نے اس سے زنا کا ارادہ کیا تو اس نے کہا: میں تمھاری جنسی خواہش ضروری پوری کروں گی لیکن اس سے پہلے تم مجھے وہ کلام تعلیم کرو گے جس کی وجہ سے تم آسمان تک پرواز کرتے ہو۔ چنانچہ جنسی ہوس کے جذبہ سے مجبور ہو کر انھوں نے اسے وہ کلام بھی سکھایا اور جب وہ عورت کلام سیکھ چکی تو اس نے کلام پڑھا اور آسمان کی طرف پرواز کر گئی اور یہ حیران ہو کر اسے دیکھتے ہی رہ گئے۔ خدا نے اس عورت کو ''زہرہ'' ستارہ بنا دیا جو ہمیں روزانہ دکھائی دیتا ہے۔ پھر اللہ نے فرشتوں سے کہا کہ میں نہ تم سے کہتا تھا کہ بنی آدم اپنی خواہشات کے ہاتھوں مجبور ہو کر میری نافرمانی کرتے ہیں۔ لیکن تم تو فرشتے تھے تم نے میری نافرمانی کیوں کی؟ اب اگر چاہو تو اس دنیا میں سزا حاصل کرو اور اگر چاہو تو آخرت کا عذاب اختیار کر لو۔

فرشتوں نے دنیا کا عذاب اختیار کیا۔ خدا نے انھیں بابل کے ایک کنوئیں میں اوندھا لٹکا دیا اور وہ قیامت تک اس کنوئیں میں اوندھے لٹکتے رہیں گے اور جادوگر انھی سے جادو سیکھتے رہتے ہیں''۔

جب امام حسن عسکری علیہ السلام نے یہ سنا تو آپؑ نے فرمایا:

خدا کی پناہ! فرشتے معصوم ہیں اور وہ ہر طرح کے کفر اور غلط کاریوں سے محفوظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا: لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (تحریم:٦) ''وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ وہی کرتے ہیں جس کا انھیں حکم دیا جاتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَلَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ ''اور آسمانوں اور زمین میں رہنے والے سب اسی کے ہیں اور جو اس کے پاس (ملائکہ) ہیں وہ اس کی عبادت سے نہ تو تکبر کرتے ہیں اور نہ ہی اُکتاتے ہیں''۔ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ (انبیاء:١٩-٢٠) ''وہ دن رات خدا کی تسبیح

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کرتے ہیں اور تھکاوٹ محسوس نہیں کرتے"۔

اللہ تعالیٰ نے صنفِ ملائکہ کے لیے فرمایا:

بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ○ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ○ (انبیاء: ۲۷-۲۸) "بلکہ وہ خدا کے محترم بندے ہیں وہ خدا کی کسی بات پر سبقت نہیں کرتے اور وہ اس کے فرمان پر عمل کرتے ہیں۔ خدا جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ صرف اسی کی شفاعت کریں گے جس پر خدا راضی ہوگا اور وہ اس کے خوف سے خوفزدہ رہتے ہیں۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا انبیاء اور ائمہ سے غلطیاں ہوتی ہیں اور کیا انبیاء و ائمہ سے زنا اور قتل ناحق جیسے افعال صادر ہوتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ اپنی زمین کو نبی یا امام کے وجود سے خالی نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى (یوسف: ۱۰۹)

"اور ہم نے آپ سے پہلے اہل قریٰ میں جو بھی رسول بھیجے وہ سب مرد تھے"۔

اس آیت سے اللہ نے یہ بتایا ہے کہ ملائکہ کو زمین پر حاکم اور امام بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ ملائکہ خدا کے پیغام رساں بن کر انبیاء کے پاس آتے تھے۔ جب نبی غلط کاری نہیں کر سکتا تو جو نبی کے پاس خدا کا پیغام لاتے ہیں وہ بدکاری کا ارتکاب کیسے کر سکتے ہیں؟

ہم نے عرض کیا پھر تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ ابلیس بھی فرشتہ نہیں تھا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہرگز نہیں! وہ فرشتہ نہیں تھا اس کا تعلق قومِ جنات سے تھا۔ کیا تم نے اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا: وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ (کہف: ۵۰) "اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ تم آدم کو سجدہ کرو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا اس کا تعلق جنات سے تھا"۔

اور جنات کی صنف ملائکہ سے علیحدہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ (الحجر: ۲۷) "اس سے قبل ہم نے جنات کو زہریلی آگ سے پیدا کیا"۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عصمتِ ملائکہ

۲۹۴- راوی بیان کرتے ہیں کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے فرمایا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ نے ہم آلِ محمدؐ کو چنا اور اس نے انبیاء اور ملائکہ مقربین کا انتخاب کیا اور اس نے انھیں اس لیے منتخب کیا کہ خدا جانتا تھا کہ وہ کوئی ایسا کام نہیں کریں گے جس کی وجہ سے وہ خدا کی سرپرستی سے باہر نکل جائیں۔ ملائکہ کو خدا کی طرف سے عصمت عطا ہوئی ہے اور وہ عذاب اور غضب کے مستحقین پر عذاب نازل کرتے ہیں"۔

جب امام حسن عسکریؑ نے رسولؐ خدا کا یہ فرمان سنایا تو ہم (راویان) نے عرض کیا: ہم تک تو یہ روایت پہنچی ہے کہ جب رسولِؐ خدا نے حضرت علیؑ کی ولایت کا اعلان کیا تو اللہ نے حضرت علیؑ کی ولایت کو ملائکہ کی ہر ایک جماعت کے سامنے پیش کیا۔ کچھ ملائکہ نے ولایت علیؑ قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اللہ نے انھیں مسخ کر کے مینڈک بنا دیا تھا۔

یہ سن کر امام حسن عسکریؑ نے فرمایا:

خدا کی پناہ! جن لوگوں نے یہ روایت تخلیق کی ہے انھوں نے ہم پر بہتان تراشی کی ہے۔ جس طرح سے انبیائے کرام اہل زمین کے لیے پیغام رساں ہیں اسی طرح سے ملائکہ انبیاء کے لیے خدا کی طرف سے مقرر کردہ احکام کے لیے پیغام رساں ہیں۔ ملائکہ کا مقام بہت عظیم ہے اور ان کی شان بہت بلند ہے۔

۲۹۵- علی بن محمد بن دلہم کا بیان ہے کہ مامون الرشید نے امام علی رضا علیہ السلام سے کہا کہ فرزند رسولؐ! لوگ زہرہ نامی عورت کی داستان بیان کرتے ہیں کہ ہاروت و ماروت اس پر فریفتہ ہوئے تھے اور "سہیل" ستارے کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ یمن میں ٹیکس وصول کرنے والا تھا۔ آپ کی اس کے متعلق کیا رائے ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

وہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ وہ مسخ ہو کر آسمانی ستارے بن گئے۔ زہرہ اور سہیل صرف اجرامِ فلکی ہی نہیں بلکہ سمندر میں بھی دو جانور رہتے ہیں جن کے نام زہرہ اور سہیل ہیں۔ لوگوں کو مغالطہ ہوا ہے انھوں نے ان ناموں سے آسمانی اجسام مراد لیے ہیں۔

یہ بات ناممکن ہے کہ اللہ اپنے نافرمان افراد کو مسخ کر کے چمکدار نور کی شکل عطا کر دے اور پھر انھیں اس وقت تک

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باقی رکھے جب تک زمین و آسمان قائم ہیں؛ جب کہ سنت الٰہی یہ ہے کہ اس نے کسی بھی مسخ شدہ چیز کو تین دن سے زیادہ زندہ نہیں رہنے دیا اور ان کی نسل جاری نہیں کی۔ آج روئے زمین پر کوئی بھی مسخ شدہ جانور موجود نہیں ہے۔ اور یہ جو بندر، خنزیر اور ریچھ وغیرہ دکھائی دیتے ہیں یہ پہلے سے ہی اسی شکل وصورت کے تھے البتہ کچھ گناہ گاروں کو ان کی شکل وصورت میں مسخ کیا گیا تھا۔ اور جہاں تک ہاروت و ماروت کا تعلق ہے تو وہ دونوں فرشتے تھے خدا کے حکم سے انھوں نے لوگوں کو جادو کی تعلیم دی تا کہ لوگ جادو کا توڑ کر سکیں اور وہ جس کسی کو بھی تعلیم دیتے تھے تو وہ تعلیم سے پہلے اس سے کہتے تھے کہ خبردار جادوگر بن کر کافر نہ ہو جانا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ لوگوں نے ان سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد ان کی نصیحت پر عمل نہیں کیا تھا اور جادو کر کے میاں بیوی میں جدائی ڈالتے تھے اور وہ اللہ کے علم کے بغیر کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔

۲۹۶- امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک طویل حدیث میں گناہانِ کبیرہ بیان کیے۔ اپنی اس حدیث میں آپ نے یہ بھی فرمایا: جادو گناہ کبیرہ ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ''انھیں معلوم ہے کہ جو بھی جادو کا کاروبار کرے اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے''۔

۲۹۷- کتاب الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے اپنے آبائے طاہرین کی سند سے امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی۔ آپؑ نے فرمایا:

بنی آدم میں سے تیرہ قسم کی چیزیں مسخ ہوئیں۔ ان مسخ ہونے والوں میں ''زہرہ'' بھی شامل ہے۔ وہ ایک عورت تھی جس پر ہاروت و ماروت فریفتہ ہوئے تھے۔ خدا نے اسے مسخ کر کے ستارہ بنا دیا تھا۔

۲۹۸- حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسخ شدہ جانوروں کے متعلق سوال کیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا:

تیرہ قسم کے جاندار مسخ شدہ ہیں ان میں زہرہ بھی شامل ہے۔ وہ ایک نصرانی عورت تھی اور وہ بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کی بیوی تھی۔ ہاروت و ماروت اس پر فریفتہ ہو گئے تھے۔ اس کا اصلی نام ''ناہید'' تھا۔

۲۹۹- کتاب علل الشرائع میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

''زہرہ'' ایک عورت تھی جس پر ہاروت و ماروت فریفتہ ہو گئے تھے اور خدا نے اسے مسخ کر دیا تھا۔

۳۰۰- امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے جس کے ایک حصہ میں یہ کلمات موجود ہیں:

''زہرہ'' ایک عورت تھی جسے ''ناہید'' کہا جاتا تھا اور یہ وہی عورت ہے جس کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ ہاروت و

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ماروت اس پر فریفتہ ہوگئے تھے۔

۳۰۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ''زہرہ'' ایک عورت تھی جس پر ہاروت و ماروت فریفتہ ہوگئے تھے۔خدا نے اسے مسخ کر کے زہرہ ستارہ بنا دیا۔

حضرت سلیمان کے بعد جادو کا راج

۳۰۲۔ تفسیر علی بن ابراہیم میں ابوبصیر سے مروی ہے۔اس نے کہا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

حضرت سلیمان بن داؤد نے جنات کو ایک شیش محل تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ایک دن وہ اپنے محل کی چھت پر اپنے عصا کا سہارا لے کر کھڑے تھے اور شیاطین و جنات کو کام کرتا ہوا دیکھ رہے تھے۔اچانک آپ نے دیکھا کہ ایک نوجوان اس چھت پر پہنچ گیا۔اسے دیکھ کر آپ گھبرا گئے اور اس سے فرمایا: تم کون ہو؟

آنے والے نے کہا کہ میں وہ ہوں جو رشوت قبول نہیں کرتا اور میں بادشاہوں سے نہیں ڈرتا۔ میں ملک الموت ہوں۔ چنانچہ اس نے اسی حالت میں حضرت سلیمان کی روح قبض کی۔ وفات کے بعد بھی ایک سال تک آپ اپنے عصا کے سہارے کھڑے رہے اور جنات بھی آپ کو کھڑا دیکھ کر کام میں مصروف رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے عصا پر دیمک مسلط کی جب دیمک نے عصا کو چاٹا تو عصا ٹوٹ گیا اور حضرت سلیمانؑ گر پڑے۔ آپ کے گرنے کے بعد جنات کو آپ کی موت کا علم ہوا۔ اگر ان کے پاس غیب کا علم ہوتا تو وہ ایک سال تک رسوا کن عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔ عصا چاٹنے کی وجہ سے جن آج تک دیمک کے شکر گزار ہیں۔ تمھیں جہاں بھی دیمک دکھائی دے گی تو اس کے پاس مٹی اور پانی ضرور نظر آئے گا جسے جن مہیا کرتے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کی وفات کے بعد ابلیس نے جادو پر مشتمل ایک کتاب لکھی اور اس کی پشت پر اس نے یہ عبارت تحریر کی:

''یہ وہ علمی ذخیرہ ہے جسے آصف بن برخیا نے سلیمان بادشاہ کے لیے تحریر کیا ہے''۔

کتاب میں ابلیس نے لکھا جو فلاں مطلب حاصل کرنا چاہتا ہو وہ یہ منتر پڑھے اور جو فلاں حاجت کا خواہش مند ہو وہ یہ منتر پڑھے۔

پھر اس نے اپنی تالیف کردہ کتاب کو سلیمانؑ کے تخت کے نیچے چھپا دیا۔ پھر اس نے حیلے بہانوں سے اسے ظاہر کر دیا۔ جب کافروں نے اس مجموعہ کو دیکھا تو انھوں نے کہا سلیمان جادوگر تھے انھوں نے جادو کے زور پر ہم پر حکومت کی تھی۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اہلِ ایمان نے کہا: سلیمان اللہ کے بندے اور اس کے نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ............الآیۃ

''انھوں نے اس چیز کی پیروی کی جسے شیاطین سلیمان کی حکومت کے خلاف پڑھا کرتے تھے جب کہ سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا۔ لیکن کافر شیطان لوگوں کو جادو کی تعلیم دیتے تھے اور جو کچھ بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر اتارا گیا......''

۳۰۳۔ محمد بن قیس کا بیان ہے کہ عطاء نے امام محمد باقر علیہ السلام سے مکہ میں ہاروت و ماروت کے متعلق سوال کیا تو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

''آسمانی فرشتے انسانوں کے اعمال نقل کرنے کے لیے دن رات نازل ہوتے تھے اور وہ بنی آدم کے جرائم دیکھتے تھے اور بنی آدم کے جرائم دیکھ دیکھ کر وہ تنگ آ گئے اور انھوں نے خدا سے درخوست کی: پروردگار! کیا تو بنی آدم کے غلط اعمال پر غضب ناک نہیں ہوتا؟ جب کہ وہ تجھ پر جھوٹ تراش رہے ہیں اور تیرے سامنے جسارت کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور وہ دن رات گناہوں میں مصروف رہتے ہیں جب کہ تو نے انھیں گناہوں سے منع کیا ہے اور وہ تیرے قبضۂ قدرت و اختیار میں ہیں اس کے باجود تو بردباری سے کام لے رہا ہے''!

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے ارادہ کیا کہ وہ فرشتوں کو یہ بتائے کہ اگر وہ محفوظ ہیں تو خدا کی عطا کردہ عصمت کی وجہ سے محفوظ ہیں۔ چنانچہ اللہ نے فرشتوں کو وحی کی کہ تم اپنی بزم میں سے دو فرشتوں کا انتخاب کرو جنھیں تم منتخب کرو گے میں انھیں زمین پر انسانی طبیعت اور انسانی شکل وصورت دے کر بھیج دوں گا۔ پھر میں ان کا امتحان لوں گا اور دیکھوں گا کہ وہ میری کس قدر اطاعت کرتے ہیں۔

فرشتوں نے اتفاق رائے سے ہاروت و ماروت کا انتخاب کیا۔ کیونکہ یہ دونوں بنی آدم پر اعتراض کرنے میں پیش پیش رہا کرتے تھے۔ اللہ نے ان کی طرف وحی کی کہ تم دونوں زمین پر چلے جاؤ۔ میں نے تمھارے اندر کھانے پینے کی احتیاج اور جنسی خواہشات رکھ دی ہیں۔ میں نے تم میں وہ تمام خواہشات رکھ دی ہیں جو بنی آدم میں پائی جاتی ہیں۔ اور میں تمھیں ان خواہشات کے بعد آزما کر دیکھوں گا کہ تم میری کتنی اطاعت کرتے ہو۔ یاد رکھنا زمین پر جا کر کسی کو میرا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شریک نہ بنانا اور ناحق کسی کو قتل نہ کرنا اور زنا نہ کرنا اور شراب نہ پینا۔

پھر خدا نے انھیں زمین پر اتار دیا۔ وہ شہر بابل میں اترے اور ان کے لیے ایک بہترین محل مقرر کیا گیا۔ جب وہ اپنے محل کی جانب جا رہے تھے تو انھیں ایک خوبصورت عورت دکھائی دی جس نے خوب زیب و زینت کی ہوئی تھی اور اس نے عطر لگایا ہوا تھا۔

ہاروت و ماروت نے جب اسے دیکھا اور اس سے گفتگو کی تو ان کے دل میں اس عورت کی محبت گھر کر گئی۔ پھر انھوں نے اس سے جنسی تسکین کا سوال کیا۔ اس کے جواب میں اس عورت نے کہا کہ میرا ایک دین ہے جس پر میں عقیدہ رکھتی ہوں۔ میں تمھاری خواہش اس وقت تک پوری نہیں کر سکتی جب تک تم میرا دین اختیار نہ کرو۔

ہاروت و ماروت نے اس سے کہا کہ تیرا دین کیا ہے؟

اس عورت نے کہا: میرا ایک معبود ہے جس کی میں عبادت کرتی ہوں اور میں شربت وصال اسے پلاؤں گی جو میرے معبود کی عبادت کرے گا۔

ہاروت و ماروت نے کہا کہ تیرا معبود کون ہے؟ اس نے کہا یہ پتھر کا تراشا ہوا بت میرا معبود ہے۔

یہ سن کر فرشتوں نے ایک دوسرے کو گھور کر دیکھا اور دونوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ خدا نے تو ہمیں زنا اور شرک سے منع کیا تھا اور ہماری اس وقت حالت یہ ہو رہی ہے کہ ہم زنا کے شوق میں بت پرستی پر آمادہ ہوتے جا رہے ہیں' جب کہ اس کا وصال شرک کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ پھر انھوں نے آپس میں مشورہ کیا۔ اس وقت ان دونوں پر جنسی خواہش سوار تھی جس کی وجہ سے انھوں نے اس عورت سے کہا کہ ہم تیری ہر شرط ماننے پر آمادہ ہیں۔

عورت نے ان سے کہا: اگر یہ بات ہے تو پہلے تم دونوں شراب پیو اس کے ذریعے سے تمھیں میرے معبود کا تقرب حاصل ہوگا اور اس سے تم اپنا مقصد بہتر طریقے سے حاصل کر سکو گے۔

عورت کی یہ نئی فرمائش سن کر انھوں نے پھر آپس میں مشورہ کیا کہ یہ آخر کیا ہوتا جا رہا ہے۔ اللہ نے تو ہمیں زنا' شرک اور شراب نوشی سے منع کیا تھا مگر ہم ایک عورت کے دام میں پھنس کر خدا کی نافرمانی پر تلے جا رہے ہیں۔

مگر اس وقت وہ جنسی خواہش سے پوری طرح مغلوب ہو چکے تھے۔ انھوں نے اس عورت سے کہا: تیری وجہ سے ہماری بہت بڑی آزمائش ہو رہی ہے مگر ہم تیری محبت میں تیری ہر بات ماننے پر آمادہ ہیں۔

عورت نے کہا تو پھر آؤ یہ شراب پیو اور اس بت کی عبادت کرو اور اس کے سامنے سجدہ کرو۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

چنانچہ ان دونوں نے عورت کے کہنے پر شراب پی اور بت کے سامنے سجدہ کیا۔ پھر وہ عورت کے ساتھ بدکاری کے لیے جیسے ہی آمادہ ہوئے اس وقت ایک شخص ان کے مکان میں آیا۔ اس نے اس عورت کے ساتھ ناشائستہ حالت میں دیکھا تو یہ اس شخص کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ اس شخص نے ان سے کہا تم دونوں بدکار شخص ہو ایک حسین و جمیل عورت کے ساتھ تم خلوت میں بری نیت سے بیٹھے ہوئے ہو۔ یہ کہہ کر وہ شخص باہر چلا گیا۔ اس وقت اس عورت نے ان سے کہا کہ مجھے اپنے رب کی قسم! اب تم مجھ سے وصال نہیں کر سکو گے کیونکہ یہ شخص ہمیں دیکھ کر گیا ہے اور اب یہ باہر جا کر لوگوں کو تمھارے متعلق سب کچھ بتا دے گا۔ اب نجات اسی میں ہے کہ تم اٹھو اور اس کو قتل کر ڈالو ورنہ یہ مجھے اور تمھیں رسوا کرے گا۔ اس کو جا کر قتل کر دو پھر مطمئن ہو کر اپنی جنسی ضرورت پوری کرو۔

عورت کی ترغیب پر وہ اٹھے اور انھوں نے اس شخص کو قتل کر دیا۔ قتل کرنے کے بعد وہ اس عورت کے پاس واپس آئے تو وہ عورت انھیں کہیں دکھائی نہ دی۔ اس وقت ان کی شرم گاہیں کھل گئیں اور ان کے پر جھڑ گئے اور ان سے قوت پرواز سلب ہوگئی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو وحی فرمائی۔ میں نے تمھیں زمین پر اتارا تھا تو میں نے تمھیں چار قسم کی نافرمانیوں سے بچنے کا حکم دیا تھا لیکن تم نے میرا فرمان نہ مانا اور تم نے میرا حیا نہ کیا جب کہ اس سے پہلے تو تم دونوں اہل زمین پر اعتراض کرنے میں پیش پیش رہتے تھے۔ میں نے چند لحات کے لیے تم سے اپنی عصمت کو ہٹایا تو تم نے میری نافرمانی کی حد کر دی۔ اب یہ تمھاری صوابدید پر منحصر ہے۔ اگر دنیا میں سزا پانا پسند کرو تو میں تمھیں دنیا میں سزا دوں گا اور اگر آخرت کا عذاب پسند کرو تو میں تمھیں آخرت میں عذاب دوں گا۔

یہ فرمان الٰہی سن کر ایک نے دوسرے سے کہا: ہم فی الحال دنیا کی لذتیں کیوں نہ حاصل کریں۔ کم از کم دنیا کی رنگینیوں سے تو فائدہ اٹھا لیں۔ آخرت کو بھی دیکھ لیا جائے گا۔

دوسرے نے کہا: ہرگز نہیں! دنیا کی زندگی اور مہلت انتہائی قلیل ہے جب کہ آخرت کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ ہمیں عذاب آخرت کی بجائے دنیا کا عذاب قبول کر لینا چاہیے۔ کیونکہ دنیا کے عذاب کی ایک حد ہے جب کہ آخرت کے عذاب کی کوئی حد نہیں ہے۔

چنانچہ دونوں نے عذاب دنیا کو پسند کیا۔ یہ بابل میں لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ اللہ نے انھیں زمین سے ہوا میں اٹھا لیا۔ وہ قیامت کے دن تک ہوا میں اُلٹے لٹکے رہیں گے اور ان پر خدا کا عذاب ہوتا رہے گا۔

۳۰۴۔ روضہ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا: وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِيْنُ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کا مقصد ہے کہ ان لوگوں نے اس چیز کی پیروی کی جسے شیاطین پڑھا کرتے تھے یعنی شیاطین اپنی سرپرستی کے لیے جو کچھ جپا کرتے تھے۔

۳۰۴۔ احتجاج طبرسی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے اس حدیث کا ایک حصہ یہ ہے:
ایک سائل نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ شیاطین نے جادو کہاں سے سیکھا؟
امام علیہ السلام نے فرمایا: جہاں سے اطباء نے طب کو سیکھا۔ طب کا کچھ حصہ تجربہ کچھ حصہ علاج پر مشتمل ہوتا ہے۔
سائل نے کہا: آپؑ ہاروت و ماروت دو فرشتوں کے متعلق کیا کہیں گے؟
آپؑ نے فرمایا: وہ تو لوگوں کی آزمائش کے لیے آئے تھے۔ وہ تو لوگوں کو بتاتے تھے کہ اگر انسان ایسا کرے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا اور اگر اس کا علاج فلاں طریقہ سے کیا جائے تو اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوگا۔ جادو کی بھی کئی اقسام ہیں۔ لوگ آ کر ان سے جادو سیکھتے تھے وہ ہر سیکھنے والے سے یہ کہتے تھے کہ ہم تمہاری آزمائش کے لیے آئے ہیں۔ ہم سے ایسی چیزیں حاصل نہ کرو جو تمہارے لیے غیر مفید ہوں اور تمہارے لیے نقصان کا موجب ہوں۔
سائل نے کہا: کیا جادوگر اپنے جادو سے کسی انسان کو کتا یا گدھا وغیرہ بنا سکتا ہے؟
امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ اس سے کہیں عاجز ہے کہ وہ اللہ کی عطا کردہ شکل وصورت میں تبدیلی پیدا کر سکے۔ اور جو خدا کی دی ہوئی شکل وصورت میں تبدیلی کر سکتا ہو تو وہ خدا کا شریک بن جائے گا جب کہ خدا اس سے کہیں بلند و بالا ہے۔

۳۰۶۔ اصول کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے ایک صحابی جمیل سے منقول ہے کہ "طیار" مجھ سے ہمیشہ کہتا تھا کہ شیطان نے اگر حضرت آدمؑ کا سجدہ نہیں کیا تھا تو اس میں اس کا کوئی قصور نہیں تھا کیونکہ سجدہ آدم کا حکم ملائکہ کو دیا گیا تھا جب کہ ابلیس کا تعلق صنفِ ملائکہ سے نہیں تھا۔ اسے تو سرے سے سجدہ آدم کا حکم ہی نہیں دیا گیا تھا۔[1]
چنانچہ ایک دن میں اور طیار امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس نے اپنا سوال خوبصورت انداز میں پیش کیا اور کہا کہ مولاؑ! آپ یہ بتائیں کہ جو حکم "یـا ایـهـا الـذین امنوا" سے شروع ہوتا ہو کیا اس حکم کا اطلاق

---

[1] یہ سوال بے جان ہے اور اس کے جواب بھی تکلف پر مبنی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی سرکشی کے بعد ابلیس سے فرمایا تھا: مَا مَنَعَكَ اِلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ...... الاعراف:۱۲۔ "جب میں نے تجھے سجدہ کا حکم دیا تھا تو تجھے کس بات نے سجدہ سے منع کیا ہے؟"
اس آیت مجیدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے خصوصی طور پر سجدہ کا حکم دیا گیا تھا اور اس سوال کے جواب میں ابلیس نے یہ نہیں کہا تھا کہ مجھے تو تو نے سرے سے حکم ہی نہیں دیا تھا۔ بھلا میں سجدہ کیسے کرتا۔ فافہم۔ من المترجم!

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

منافقین پر بھی ہوگا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

جی ہاں، اس حکم کا اطلاق تمام گمراہ افراد پر بھی ہوگا اور ہر اس شخص پر اس حکم کا اطلاق ہوگا جس نے اسلام کی دعوت کو ظاہری طور پر قبول کیا ہو۔

۳۰۷- یہ روایت روضہ کافی میں بھی انہی الفاظ سے مروی ہے۔ مذکورہ روایت اس سے قبل قصہ آدم کے ضمن میں بھی نقل کی جا چکی ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا
وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ
مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ
بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾ اَمْ تُرِيْدُوْنَ
اَنْ تَسْــَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ
يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾ وَدَّ

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ
كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ
الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٠٩﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا
تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١١٠﴾ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ
هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١١١﴾ بَلٰى ۗ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ
فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ ﴿١١٢﴾ ع وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۖ
وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ
الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ
يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١١٣﴾ وَمَنْ
اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ
لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَلِلّٰهِ
الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ
مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِيْعُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ
فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ
تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ
تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّآ
اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ
الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى
تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ
اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ
اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۲۰﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِکَ
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ
اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاتَّقُوْا یَوْمًا
لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا
تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ
بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ
وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاِذْ جَعَلْنَا
الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ
مُصَلًّی ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ
لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰکِفِیْنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ
رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ
اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ کَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ
قَلِیْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰی عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذْ
یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مِنَّا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١٢٧﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١٢٨﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١٢٩﴾

"ایمان والو! "راعنا" (ہماری رعایت کرو) نہ کہا کرو۔ "اُنظُرنا" کہا کرو اور غور سے سنا کرو۔ اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اہلِ کتاب کے کافر افراد اور مشرکین نہیں چاہتے کہ تمھارے رب کی طرف سے تم پر کوئی بھلائی نازل ہو۔ حالانکہ اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے مخصوص کر لیتا ہے اور اللہ فضل عظیم کا مالک ہے۔ ہم جس بھی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا فراموش کراتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی آیت لے آتے ہیں۔ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ کے لیے ہے اور اللہ کے سوا تمھارا کوئی سرپرست اور مددگار نہیں ہے۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے رسولؐ سے ویسا ہی سوال کرو جیسا کہ اس سے قبل موسیٰؑ سے سوال کیا گیا تھا جس نے ایمان کا سودا کفر سے کیا تو وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔ بہت سے اہلِ کتاب یہ چاہتے ہیں کہ وہ تمھیں ایمان کے بعد کافر بنا لیں۔ انھیں تم سے حسد ہے ورنہ حق ان کے لیے واضح ہو چکا ہے۔ پس تم معاف کر دو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ بھیج دے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو بھی بھلائی تم آگے کے لیے روانہ کرو گے تو تم اسے خدا کے یہاں پالو گے۔ بے شک جو کچھ تم کر رہے ہو خدا اسے دیکھنے والا ہے۔ اور اہلِ کتاب نے کہا کہ یہودیوں اور نصرانیوں کے علاوہ کوئی ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ یہ صرف ان کی آرزوئیں ہی ہیں۔ آپ کہہ دیجیے اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو۔ کیوں نہیں جو شخص اپنا رخ خدا کے لیے جھکا دے اور وہ نیک عمل کرنے والا ہو تو اس کا اجر اس کے پروردگار کے پاس ہے۔ ان پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ ہی وہ گھبرائیں گے۔ اور یہودی کہتے ہیں کہ نصاریٰ کا مذہب کچھ نہیں ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہودیوں کا مذہب کچھ بھی نہیں ہے حالانکہ وہ کتاب کی تلاوت کرتے ہیں۔ اسی طرح سے جاہل بھی ان جیسی باتیں کہا کرتے تھے۔ اللہ قیامت کے دن ان کے درمیان ان کے اختلافات کا فیصلہ کرے گا۔ اور اس سے بڑھ کر اور ظالم کون ہو سکتا ہے جو خدا کی مساجد میں اس کا نام لینے سے منع کرے اور مساجد کی ویرانی کی کوشش کرے۔ ایسے لوگ صرف خوف زدہ ہو کر ہی مساجد میں داخل ہوں۔ ان کے لیے دنیا میں رُسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں عذابِ عظیم ہے۔ اور اللہ کے لیے مشرق و مغرب ہے تم جس جگہ بھی منہ کرو گے تو وہاں خدا موجود ہوگا۔ بے شک اللہ صاحبِ وسعت اور صاحبِ علم ہے۔ اور انھوں نے کہا کہ خدا نے ایک بیٹا بنایا ہے حالانکہ وہ اس سے پاک و پاکیزہ ہے بلکہ آسمان اور زمین کی تمام چیزیں خدا کی ملکیت ہیں۔ سب اسی کے فرمانبردار ہیں۔ وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اور جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو وہ فقط "کُن" کہتا ہے وہ چیز ہو جاتی ہے۔ اور جاہلوں نے کہا کہ خدا ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آجاتی۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ایسی ہی بات کہی تھی ان کے دل آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ یقین کرنے والے لوگوں کے لیے ہم نے آیات کو واضح کر دیا ہے۔ بے شک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اہلِ دوزخ کے متعلّق آپ سے نہیں پوچھا جائے گا۔ اور یہود و نصاریٰ کی ملت کی جب تک آپ پیروی اختیار نہ کریں اس وقت تک وہ آپ سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے۔ آپ کہہ دیجیے کہ سچّی ہدایت صرف اللہ کی ہدایت ہے اور اگر آپ نے علم آ جانے کے بعد ان کی خواہشات کی پیروی کی تو پھر خدا کی طرف سے آپ کا کوئی سرپرست اور مددگار نہیں ہوگا۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں اور وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کا انکار کریں وہی خسارہ اٹھانے والے ہوں گے۔

اے بنی اسرائیل! میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر کی ہے اور میں نے تمھیں تمام جہانوں پر فضیلت دی ہے۔ اور اس دن سے ڈرتے رہو جس دن کوئی کسی کا بدلہ نہ ہو سکے گا اور نہ ہی کوئی معاوضہ قبول کیا جائے گا اور نہ کوئی سفارش فائدہ دے گی اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی۔ جب رب ابراہیم نے ابراہیم کو چند کلمات سے آزمایا اور اس نے وہ پورے کر دیئے۔ اللہ نے کہا کہ میں تجھے انسانوں کا امام بنا رہا ہوں۔ ابراہیم نے کہا کہ میری ذریت میں سے بھی امام بنانا۔ خدا نے کہا: میرا یہ عہد ظالموں تک نہیں پہنچے گا۔ اور جب ہم نے بیت اللہ کو جمع ہونے اور امن کا مقام بنایا اور تم مقامِ ابراہیم کو مصلّی بناؤ اور ہم نے ابراہیم و اسماعیل سے عہد لیا کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاکیزہ بنائے رکھو۔

اور جب ابراہیم نے کہا: پروردگار! اس شہر کو امن بنا اور اس شہر کے رہنے والوں کو جو اللہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں انھیں پھلوں کا رزق عطا فرما۔ خدا نے کہا اور جو کفر اختیار کرے میں اسے تھوڑا فائدہ پہنچاؤں گا پھر اسے دوزخ کے عذاب کی طرف دھکیل دوں گا جو بدترین انجام ہے۔ اور جب ابراہیم واسماعیل خانہ کعبہ کی بنیادوں کو اٹھا رہے تھے۔ پروردگار ہماری محنت کو قبول فرما۔ بے شک تو سننے والا جاننے والا ہے۔

اے ہمارے پروردگار! ہم دونوں کو اپنا فرماں بردار بنا اور ہماری نسل میں ایک فرمانبردار اُمت قائم فرما اور ہمیں ہمارے مناسک دکھا دے اور ہم پر رجوع فرما' بے شک تو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے!

پروردگار! ان میں ایک رسول مبعوث فرما جو ان کے سامنے تیری آیات کی تلاوت کرے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور انھیں پاکیزہ بنائے' بے شک تو غالب اور صاحبِ حکمت ہے"۔

ادبِ رسولؐ کا تقاضا

۳۰۸- تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسولِ خدا کے اصحاب جب آپ کو مخاطب کرتے تو وہ آپ کو "راعنا" کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے جس کے معنی ہیں آپ ہماری رعایت کریں۔ مدینہ کے یہودی گھریلو طور پر جو زبان بولا کرتے تھے اس میں لفظ "راعنا" ایک گالی تھی۔ چنانچہ انھوں نے بھی آپ کو "راعنا" کہہ کر مخاطب کرنا شروع کیا۔ اب صورت حال یہ بن گئی کہ جب آنحضرت کے اصحاب یہ جملہ کہتے تو ان کی نظر میں آپ کا ادب ہوتا تھا اور جب یہودی آپ کو اس لفظ سے مخاطب کرتے تو وہ دراصل آپ کو سب کر رہے ہوتے تھے۔ چنانچہ اس ذو معنی جملہ کو اللہ نے اہلِ ایمان کے لیے ممنوع کر دیا اور انھیں حکم دیا کہ وہ آنحضرتؐ کو "رٰاعنا" کہہ کر مخاطب نہ کریں۔ اس کی بجائے "اُنظرنا" (ہماری طرف نظر کریں) کہہ کر مخاطب کریں۔ چنانچہ رب العزت کا فرمان ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا ۗ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٠٤﴾

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

"ایمان والو "راعنا" نہ کہو اور "اُنظرنا" کہا کرو۔ اور فرمانِ خدا کو سنا کرو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے"۔

نبوت رحمت ہے

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَّشَآءُ "اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے مخصوص کر لیتا ہے"۔

۳۰۹۔ تفسیر مجمع البیان میں امیرالمومنین اور امام محمد باقر علیہما السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں جس "رحمت" کا تذکرہ کیا گیا ہے اس سے مراد نبوت ہے۔ (اس لحاظ سے آیت کا مفہوم یہ ہے کہ خدا جسے چاہتا ہے اپنی رحمت یعنی نبوت کے لیے مخصوص کر دیتا ہے)۔

ناسخ ومنسوخ

اللہ تعالیٰ نے اپنے کچھ احکام مصلحت وقت کے تحت منسوخ بھی کیے ہیں لیکن اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ قاعدہ ہے کہ وہ جب بھی کسی آیت کو منسوخ کرتا ہے تو اس کی جگہ اس سے بہتر یا اس جیسی آیت نازل کرتا ہے۔

تاویلی طور پر آیت سے ہادی بھی مراد ہو سکتا ہے جیسا کہ ائمہ ہدیٰ کی کچھ احادیث میں اس مفہوم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور ائمہ نے بطور استشہاد اسی آیت کو پیش کیا ہے جیسا کہ حسب ذیل روایات میں مذکور ہے۔

۳۱۰۔ اصولِ کافی میں شاہویہ بن عبداللہ الجلال سے مقول ہے۔ اس نے کہا: امام علی نقی علیہ السلام نے مجھے ایک خط تحریر کیا جس میں انھوں نے لکھا:

تو یہ پوچھنے کا خواہش مند ہے کہ میرے بعد میرا جانشین کون ہے اور تو اس وجہ سے پریشان ہے۔ تجھے غمگین نہیں ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ ہدایت دینے کے بعد کسی قوم کو گمراہی میں نہیں ڈالتا۔ میرے بعد تمھارا امام میرا فرزند ابومحمد ہے اور اس کے پاس وہ سب کچھ ہے جس کی تمھیں ضرورت پڑ سکتی ہے۔ خدا جسے چاہتا ہے آگے لے آتا ہے اور جسے چاہتا ہے پیچھے کر دیتا ہے۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا "ہم جس بھی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا اسے فراموش کراتے ہیں تو اس سے بہتر آیت یا اس جیسی آیت اس کی جگہ پر لاتے ہیں"۔ میری اس تحریر میں وضاحت ہے اور بیدار عقل رکھنے والے کے لیے اس میں قناعت ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

۳۱۱۔ تفسیر عیاشی میں اس آیت کے متعلق امام جعفر صادق سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ امام اللہ کی آیت ہوتا ہے اور نسخ آیات کے قانون کے تحت جب بھی خدا کسی امام کو وفات دیتا ہے یا اس کا ذکر فراموش کراتا ہے تو اس سے بہتر یا اس جیسا امام اس کی صلب سے پیدا کرتا ہے۔

یہود و نصاریٰ کی خوش فہمی

۳۱۲۔ احتجاج طبرسی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک طویل حدیث منقول ہے۔ اس حدیث کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ رسولؐ خدا نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم کہو ہم صرف تجھ واحد کی ہی عبادت کرتے ہیں ہم دہریوں کی طرح سے یہ نہیں کہتے کہ اشیاء ازل سے موجود تھیں اور ابد تک موجود رہیں گی اور ہم مجوسیوں کی طرح سے یہ عقیدہ بھی نہیں رکھتے کہ نور و ظلمت مدبر کائنات ہیں اور ہم مشرکین عرب کی طرح سے بتوں کو اپنا معبود بھی نہیں مانتے۔ ہم کسی کو تیرا شریک نہیں بناتے اور تیرے علاوہ کسی معبود کو نہیں پکارتے جیسا کہ دوسرے کافروں کا وطیرہ ہے اور ہم یہود و نصاریٰ کی طرح سے تیرے کسی بیٹے کے بھی قائل نہیں ہیں۔ تو ان باتوں سے کہیں بلند و برتر ہے۔

اہل کتاب نے کہا تھا: وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۔ "انھوں نے کہا کہ جنت میں بس وہی جائیں گے جو یہودی یا نصرانی ہوں گے"۔

ان کے علاوہ دوسرے کفار نے بھی بہت کچھ کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں فرمایا:

تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ یہ صرف ان کی آرزوئیں ہی ہیں اور ان کے پاس اپنے دعویٰ کی کوئی علمی اور عقلی دلیل موجود نہیں ہے۔

قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ "آپ کہہ دیں کہ اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔ اگر تمھارے پاس اپنے دعویٰ کی صداقت کی کوئی دلیل ہے تو اسے منظر عام پر لاؤ جب کہ ہمارا رسول محمد مصطفےٰؐ تو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں وہ دلائل پیش کر چکا ہے جنھیں تم سن چکے ہو۔

جنت اعمال کا بدلہ ہے

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ "جی ہاں جو اپنے چہرے کو خدا کے لیے جھکا دے اور وہ نیکوکار بھی ہو"۔

جس طرح سے رسولؐ خدا کے مخلص صحابہ نے آنحضرتؐ کے دلائل و شواہد سن کر اپنا چہرہ خدا کے حضور جھکایا ہے اور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس کے ساتھ ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان نیکوکار بھی ہو۔ فَلَہٗۤ اَجۡرُہٗ ''اس کے لیے اس کا اجر ہے جسے اللہ قیامت کے دن عطا کرے گا''۔ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ''ان پر نہ تو خوف ہوگا اور نہ ہی وہ گھبرائیں گے''۔ جب کفار عذاب آخرت کو دیکھ کر خوف محسوس کر رہے ہوں گے تو نیکوکار اشخاص کسی طرح کا خوف محسوس نہیں کریں گے اور موت کے وقت ان پر کوئی پریشانی طاری نہ ہوگی کیونکہ انھیں جنت کی بشارت مل چکی ہوگی۔

''جدال احسن'' جائز ہے

۳۱۳۔ احتجاج طبرسی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے جس کا ایک اقتباس یہ ہے:
جدال احسن کو اللہ نے علماء کے لیے مخصوص کیا ہے جب کہ خدا نے ''جدال غیر احسن'' کو حرام قرار دیا ہے اور ہمارے شیعوں کے لیے اسے حرام قرار دیا ہے۔ مجموعی طور پر اللہ نے ''جدال'' (مباحثہ) کو حرام نہیں کیا۔ کیونکہ جب یہود و نصاریٰ نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ یہود و نصاریٰ کے بغیر کوئی جنت میں نہیں جائے گا تو اس کے جواب میں اللہ نے فرمایا: یہ صرف ان کی آرزوئیں ہیں۔ پھر اللہ نے اپنے حبیب سے کہا: ہَاتُوۡا بُرۡہَانَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ○ ''اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو''۔ اور اصول یہ ہے کہ دلیل و برہان کو ہمیشہ احسن مباحثہ میں ہی پیش کیا جاتا ہے۔

یوم شوریٰ حضرت علیؑ کا احتجاج

۳۱۴۔ کتاب الخصال میں مرقوم ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے حضرت عمر کی تشکیل کردہ مجلس شوریٰ کے ارکان سے فرمایا تھا:

''میں تمھیں خدا کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے جسے رسولؐ خدا نے میری طرح سے فرمایا ہو:

تیری ولایت کا عقیدہ رکھنے والے افراد جب قیامت کے دن اپنی قبروں سے نکلیں گے تو انھیں سفید رنگ کی اونٹنیوں پر سوار کرایا جائے گا۔ ان کی جوتیوں کے تسمے بھی چمک رہے ہوں گے۔ ان کے لیے قیامت کے مواقف آسان کر دیے جائیں گے اور ان سے آخرت کے شدائد دور کر دیے جائیں گے۔ انھیں دوزخ سے امان دی جائے گی ان سے تمام غم ختم کر دیے جائیں گے۔ انھیں کشاں کشاں عرش رحمٰن کے سائے میں لے جایا جائے گا۔ حساب ختم ہونے تک انھیں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

دستر خوان پر بٹھایا جائے گا جہاں وہ انواع واقسام کی نعمتیں کھاتے رہیں گے۔ اس دن لوگ خوفزدہ ہوں گے اور ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا۔ لوگ غمگین ہوں گے اور ان پر کوئی غم نہیں ہوگا۔

حاضرین نے کہا: بے شک رسولؐ خدا نے یہ بات آپؑ سے ہی کہی تھی۔

مساجد سے منع کرنے والا بہت بڑا ظالم ہے

۳۱۵- مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا: جب قریش نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد الحرام اور دخولِ مکہ سے منع کیا تو ان کے متعلق اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا -

"اور اس سے بڑھ کر اور ظالم کون ہوگا جو خدا کی مساجد میں اس کا نام لینے سے منع کرے اور مساجد کی ویرانی میں کوشاں ہو"۔

۳۱۶- حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت کی وعید میں ہر وہ شخص داخل ہے جو کسی بھی شخص کو زمین پر ذکرِ خدا سے منع کرے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

جعلت لی الارض مسجدا وترابها طهورا

"میرے لیے تمام زمین کو مسجد اور اس کی خاک کو پاکیزگی کا ذریعہ بنایا گیا ہے"۔

خدا ہر طرف موجود ہے

۳۱۷- کتاب الخصال میں مرقوم ہے کہ یہودیوں نے حضرت علی علیہ السلام سے پورا ایک سو سوال کیے۔ ان سوالات میں سے ایک سوال یہ تھا کہ تمھارے رب کا چہرہ کہاں ہے؟

آپ نے ابن عباس سے فرمایا:

"ابن عباس! تم میرے پاس لکڑیاں اور آگ لے آؤ"۔

ابن عباس لکڑیاں اور آگ لے آئے۔ آپؑ نے آگ روشن کی۔ جب آگ اچھی طرح سے جلنے لگی تو آپؑ نے یہودیوں سے فرمایا:

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تم بتاؤ اس آگ کا منہ کس طرف ہے؟

یہودیوں نے کہا: ہم اس کا منہ کسی ایک سمت میں مقرر نہیں کر سکتے اس کا تو ہر طرف منہ ہے۔

یہ سن کر حضرتؑ نے فرمایا: اسی طرح سے خدا کا رخ بھی ہر طرف ہے۔ اسے کسی خاص سمت میں محدود نہیں کیا جا سکتا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ـ

''مشرق و مغرب اللہ کے لیے ہے تم جدھر بھی رخ کرو تو اسی طرف خدا کا چہرہ موجود ہے''۔

۳۱۸۔ کتاب الخصال میں بھی اسی مفہوم کی ایک روایت مذکور ہے۔

۳۱۹۔ کتاب علل الشرائع میں مذکور ہے کہ حلبی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی سواری کے جانور کی پشت پر بیٹھ کر آیت سجدہ پڑھے تو وہ سجدہ کیسے کرے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ اپنے جانور کی پشت پر ہی سجدہ کرے خواہ اس کا رخ کسی طرف بھی کیوں نہ ہو۔ رسول اکرمؐ مدینہ آتے وقت اپنی ناقہ پر بیٹھ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ''تم جدھر بھی رخ کرو تو ادھر خدا کا چہرہ موجود ہے''۔

۳۲۰۔ من لا یحضرہ الفقیہ میں مرقوم ہے کہ معاویہ بن عمار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے نماز پڑھی اور جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ قبلہ سے دائیں ہٹا ہوا تھا یا بائیں ہٹا ہوا تھا تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا: اس کی نماز صحیح ہے۔ مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہی قبلہ ہے اور جو قبلہ کی سمت متعین کرنے سے قاصر ہے اس کے لیے اللہ نے یہ آیت نازل کی ہے۔

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ـ

''اور اللہ کے لیے ہی مشرق و مغرب ہے۔ تم جدھر بھی رخ کرو گے ادھر خدا کا چہرہ موجود ہوگا''۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کیا دو قبلے مقرر کرنے سے اللہ پر الزام آتا ہے؟

۳۲۱- امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین کی سند حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا کہ کچھ یہودی تحویل قبلہ کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مباحثہ کرنے کے لیے آئے۔ انھوں نے کہا کہ آپ یہ بتائیں کہ آپ کل تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے اور اب آپ نے خانہ کعبہ کی طرف رخ پھیر لیا ہے۔ جب آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے تو کیا اپنی طرف سے ایسا کرتے تھے یا خدا کے حکم کے تحت ایسا کرتے تھے اور اب جو آپ نے اپنا رخ وہاں سے پھیر لیا ہے تو یہ اپنی مرضی سے پھیرا ہے یا خدا کے حکم سے پھیرا ہے؟ اور اب اگر آپ یہ کہیں کہ یہ بیت المقدس کی طرف آپ نے جو رخ کیا تھا وہ حکمِ خدا کے تحت تھا اور اب آپ نے اگر خانہ کعبہ کی طرف رخ کیا ہے تو یہ بھی حکمِ خدا کے تحت ہے۔

اگر آپ کا جواب یہی ہے تو پھر بتائیں خدا نے آپ کو بیت المقدس کی طرف رخ کرنے کا حکم دے کر غلطی کی تھی کہ بعد میں اس نے اپنی غلطی کی تلافی کرتے ہوئے آپ کو کعبہ کی طرف پھیر دیا ہو؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بندگانِ خدا! تم سردیوں میں اور کپڑے پہنتے ہو؟ اور گرمیوں میں اور کپڑے پہنتے ہو؟ کیا سردیوں میں موٹے کپڑے پہن کر غلطی کرتے ہو جس کی تلافی تم گرمیوں میں باریک کپڑے پہن کر کرتے ہو؟

انھوں نے کہا: ہرگز نہیں۔ موٹے کپڑے پہننے میں بھی مصلحت ہے اور گرمیوں میں باریک کپڑے پہننے میں بھی مصلحت ہے۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: اسی طرح سے بیت المقدس کی طرف رخ کرنے میں بھی مصلحت تھی اور اللہ نے قبلہ تبدیل کر کے ہمیں خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا ہے تو اس میں بھی مصلحت ہے اور ہم نے خدا کے دونوں احکام پر عمل کر کے ثواب حاصل کیا ہے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ "اور مشرق و مغرب اللہ کے لیے ہیں تم جدھر بھی رخ کرو گے تو ادھر اللہ کا چہرہ ہوگا"۔

حدیث طویل ہے ہم نے بقدر ضرورت اس کا ایک اقتباس نقل کیا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہادیانِ دین بھی مجازی طور پر ''وجہ اللہ'' ہیں

۳۲۲- احتجاج طبرسی میں امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے جس کا ایک حصہ یہ ہے:
سائل نے کہا: خدا کی حجتیں کون ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اللہ کا رسولؐ اور ان کے قائم کردہ اصفیاء ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:
فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ''تم جدھر بھی رخ کرو گے ادھر خدا کا چہرہ موجود ہوگا''۔

۳۲۳- احتجاج طبرسی میں امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حجج خدا اللہ کا وہ چہرہ ہیں جن کے متعلق اللہ نے فرمایا: ''فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ''۔

۳۲۴- مناقب ابن شہرآشوب میں ابوالمضاء سے منقول ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ میں ''وجہ اللہ'' سے حضرت علی علیہ السلام مراد ہیں۔

وضاحت: ہادیانِ دین کو ''وجہ اللہ'' کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح سے کسی کی رضامندی اور ناراضگی کا علم اس کے چہرے سے ہوتا ہے اسی طرح سے ہادیانِ دین بھی اللہ کا چہرہ ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ اگر کسی نے خدا کی رضا یا ناراضگی کو دیکھنا ہو تو وہ انھیں دیکھے۔ اگر یہ راضی ہوں تو خدا راضی ہے اور اگر یہ ناراض ہوں تو پھر خدا ناراض ہے۔

وجہ اللہ کا ایک اور مفہوم یہ ہے کہ کسی کی پہچان اس کے چہرے سے ہوتی ہے اور ہادیانِ دین خدا کی پہچان کا ذریعہ ہیں۔ اس لحاظ سے یہ ''وجہ اللہ'' ہیں۔ کیونکہ ہادیانِ دین نے ہی اللہ کی پہچان کرائی اور اگر ان کا وجود نہ ہوتا تو لوگوں کو خدا کی معرفت حاصل نہ ہوتی۔ (من المترجم عفی عنہ)

۳۲۵- مجمع البیان میں مرقوم ہے:
اس آیت کے متعلق ایک قول یہ بھی ہے کہ اس آیت کا تعلق سواری پر بیٹھ کر نوافل پڑھنے سے ہے۔ حالت سفر میں مسافر اپنی سواری پر بیٹھ کر نوافل پڑھ سکتا ہے خواہ سواری کا رخ کسی بھی سمت کی طرف ہو جب کہ فرائض کے لیے استقبال قبلہ ضروری ہے کیونکہ فرمان خداوندی ہے:
وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَکُمْ شَطْرَهٗ، اس آیت کے تحت فرائض کے لیے روبقبلہ ہونا ضروری ہے اور ائمہ اہل بیتؑ سے بھی یہی بات مروی ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خدا کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہے

۳۲۶۔ کتاب علل الشرائع میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"خدا نے جتنے بھی درخت بنائے انھیں ثمردار بنایا اور ہر ایک کا پھل کھانے کے کام آتا تھا اور جب لوگوں نے اِتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا (خدا نے ایک بیٹا بنایا ہے) کہا تو اس کا آدھا پھل ضائع ہوگیا اور جب لوگوں نے خدا کے ساتھ اور معبود کی عبادت کی تو درختوں پر کانٹے اُگ آئے۔

اللہ نے کسی سابقہ مثال کے بغیر کائنات تخلیق کی

۳۲۷۔ اصول کافی میں حمران بن اعین سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے) کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے کسی سابقہ نمونے اور مثال کو سامنے رکھے بغیر تمام اشیاء کو پیدا کیا۔ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے زمین و آسمان کا وجود نہیں تھا۔ کیا تو نے اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا:

وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ (اور اس کی سلطنت پانی پر قائم تھی)

یہ حدیث کافی طویل ہے۔ ہم نے اس کا صرف ایک حصہ نقل کیا ہے۔

۳۲۸۔ نہج البلاغہ میں امیرالمومنین علیہ السلام سے یہ الفاظ منقول ہیں:

"اللہ جسے پیدا کرنا چاہتا ہے اسے "کُن" (ہو جا) کہتا ہے جس سے وہ ہو جاتی ہے۔ بغیر کسی آواز کے جو کانوں (کے پردوں) سے ٹکرائے اور بغیر ایسی صدا کے جو سنی جاسکے۔ بلکہ اللہ سبحانہ کا کلام بس اس کا ایجاد کردہ فعل ہے اور اسی طرح کا کلام پہلے سے موجود نہیں ہوسکتا اور اگر وہ قدیم ہوتا تو دوسرا خدا ہوتا۔

نہج البلاغہ کے اسی خطبہ میں یہ الفاظ بھی ہیں:

"خدا بات کرتا ہے بغیر تلفظ کے وہ ہر چیز کو یاد رکھتا ہے بغیر یاد کرنے کی زحمت کے وہ ارادہ کرتا ہے بغیر قلب و ضمیر کے"۔

۳۳۰۔ کتاب احتجاج طبرسی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے:

"میں خدا کے کلام کو منہ کھول کر لفظ ادا کرنے سے تعبیر نہیں کرتا۔ خدا کا حکم اس کے ارادے کا دوسرا نام ہے جیسا کہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فرمان الٰہی ہے: اِنَّمَا اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۔

اس کا امر تو بس یہی ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کہتا ہے: ''ہو جا'' وہ ہو جاتی ہے۔ خدا کو الفاظ ادا کرنے کی احتیاج نہیں ہے اس کی مشیت کو الفاظ کے تکرار کی ضرورت نہیں ہوتی۔

۳۳۱- کتاب الاھلیلجہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''ارادۂ فعل سے مراد اس کو منصۂ شہود پر لانا ہے۔ اس کے ''کُن'' کہنے میں کسی طرح کی تھکاوٹ اور کیفیت کو دخل نہیں ہوتا''

۳۳۲- کتاب عیون الاخبار میں امام علی رضا علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے جس کے چند کلمات یہ ہیں:

''اللہ کے ارادہ سے بس اس کا فعل مراد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ مراد نہیں ہوتا۔ وہ ''کُن'' کہتا ہے لیکن اس میں لفظ اور زبان سے تکلم شامل نہیں ہوتا اور اس میں سوچ بچار اور کیفیت شامل نہیں ہوتی۔ جس طرح سے خدا پر کیفیت طاری نہیں ہوتی اسی طرح سے اس کا کلام بھی کیفیت کی صفت سے خالی ہوتا ہے۔

۳۳۳- کتاب مذکور میں ہے کہ لفظ ''کُن'' اس کی طرف سے صفت ہے اور اسی لفظ سے بننے والی چیز ممنوع ہے۔

۳۳۴- مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ نافع ''وَلَا تُسْـَٔلُ'' کو ''وَلَا تَسْـَٔلْ'' فعل نہی حاضر کی شکل میں پڑھا کرتا تھا اور امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی یہ الفاظ منقول ہیں۔

تلاوتِ کتاب کا حق

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖؕ اُولٰٓىٕكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ –

''جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں اور وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں''۔

۳۳۵- اصول کافی میں ابی ولاد کی زبانی منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ائمہ ہیں۔

۳۳۶- تفسیر مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ ''حق تلاوت'' کے مفہوم کے متعلق کئی اقوال مذکور ہیں۔ اس کا ایک مفہوم تو وہ ہے جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''حق تلاوت تب ادا ہوتا ہے جب تلاوت کرنے والا جنت و دوزخ کے ذکر پر رک جائے اور اللہ سے جنت کا سوال کرے اور دوزخ سے پناہ طلب کرے''۔

امامت ابراہیم علیہ السلام

۳۳۷- کتاب الخصال میں مفضل بن عمر سے منقول ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا:

وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ (جب ابراہیمؑ کے رب نے اسے چند کلمات سے آزمایا) میں ''کلمات'' سے کیا مراد ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس سے وہی کلمات مراد لیے گئے ہیں جو حضرت آدم کو تعلیم کیے گئے تھے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ - آدم کو اس کے پروردگار کی طرف سے کچھ کلمات ملے جس کی وجہ سے اللہ نے اس کی توبہ قبول فرمائی اور وہ کلمات یہ تھے:

يَارَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اِلَّا تُبْتَ عَلَيَّ -

''بارالہا! میں تجھے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میری توبہ قبول فرما''۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کلمات کی برکت سے آدم کی توبہ قبول فرمائی کیونکہ وہ زیادہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

میں (راوی) نے عرض کیا: ''فَاَتَمَّهُنَّ'' (اس نے پورے کر دیئے) کا کیا مقصد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس نے قائم تک بارہ امام پورے کر دیئے جن میں سے نو کا تعلق نسلِ حسین سے ہے۔

۳۳۸- مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں ان کے فرزند کے ذبح کا حکم دے کر آزمایا تو ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے اس فرمان کو پورا کر دیا اور حکمِ الٰہی کی تعمیل پر کمربستہ ہوئے اور انھوں نے اپنا خواب سچ کر دکھایا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں انعام دیتے ہوئے فرمایا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اِنِّیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ''میں تجھے تمام لوگوں کا رہبر مقرر کرتا ہوں''۔

پھر اللہ نے ان پر حنیفیت کو نازل فرمایا اور حنیفیت کا تعلق انسان کے دس اجزا سے ہے جن میں سے پانچ کا تعلق سر سے ہے اور باقی پانچ کا تعلق بدن کے دوسرے اعضاء سے ہے جن کا تعلق سر سے ہے وہ یہ ہیں:

۱۔مونچھیں کتروانا ۲۔داڑھی رکھنا ۳۔بالوں میں کنگھی کرنا ۴۔مسواک کرنا ۵۔خلال کرنا۔

جن کا تعلق بدن کے دوسرے اعضاء سے ہے وہ یہ ہیں:

۱۔جسم کے بال منڈوانا ۲۔ختنہ کرنا ۳۔ناخن کاٹنا ۴۔غسل جنابت کرنا ۵۔پانی سے طہارت کرنا۔

یہ وہ حنیفیت ہے جسے ابراہیم لائے تھے جو کہ نہ تو منسوخ ہوئی ہے اور نہ روزِ قیامت تک کبھی منسوخ ہوگی اور "وَاتَّبِعۡ مِلَّۃَ اِبۡرٰهِیۡمَ حَنِیۡفًا" کی آیت میں اللہ نے اپنے حبیب کو انھی چیزوں کے اپنانے کا حکم دیا ہے۔

۳۳۹۔ عیون الاخبار میں امام علی رضا علیہ السلام سے اوصاف امام کے متعلق ایک طویل حدیث منقول ہے جس کا ایک حصّہ یہ ہے:

''اللہ تعالیٰ نے نبوت وخُلّت کے عہدوں کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امامت کے ساتھ مخصوص کیا۔اللہ نے انھیں پہلے نبی بنایا پھر خلیل بنایا اور پھر انھیں تیسرا عہدہ امامت کا عطا کیا۔امامت ایک فضیلت ہے جس سے اللہ نے ابراہیمؑ کو مشرف بنایا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

اِنِّیۡ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ''میں تجھے لوگوں کا امام مقرر کرتا ہوں''۔

حضرت خلیلؑ نے خوش ہو کر کہا تھا: وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ ''اور میری نسل میں سے بھی امام بنانا''۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا:

لَا یَنَالُ عَهۡدِی الظّٰلِمِیۡنَ ''میرا عہدہ ظالموں کو نہیں ملے گا''۔

چنانچہ اس آیت مجیدہ نے ہمیشہ کے لیے ہر ظالم کی امامت کو باطل کر دیا اور امامت کو خدا کے چنے ہوئے لوگوں میں رکھ دیا۔

بت پرست کلمہ پڑھ کر مسلمان بن سکتا ہے لیکن امام نہیں بن سکتا

۳۴۰۔ اصول کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام پہلے نبی تھے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Raha Jabir Abbas

لیکن امام نہ تھے اور جب اللہ نے انھیں امام بنایا تو ان سے فرمایا:

اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ''میں تجھے لوگوں کا امام مقرر کرتا ہوں''۔

انھوں نے امامت کے عہدہ کے لیے اپنی اولاد کی درخواست پیش کرتے ہوئے کہا: وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ''خدایا! میری نسل میں بھی امامت کا سلسلہ جاری رکھنا''۔

خدا نے فرمایا:

لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ''میرا عہدہ ظالموں کو نہیں ملے گا''۔

لہٰذا جس نے بھی زندگی میں کبھی بت پرستی کی ہوگی وہ امام نہیں بن سکے گا۔

۳۴۱- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو نبی بنانے سے قبل اپنا ''عبد'' بنایا اور رسول بنانے سے قبل انھیں اپنا نبی بنایا۔ اور خلیل بنانے سے قبل انھیں اپنا رسول بنایا اور امام بنانے سے قبل انھیں اپنا خلیل بنایا۔ چنانچہ جب وہ عبدٗ نبیٗ رسول اور خلیل کے چاروں عہدے حاصل کر چکے تو آخر میں اللہ نے انھیں امام بنایا اور ان سے فرمایا:

اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (میں تجھے لوگوں کا امام بنا رہا ہوں)۔ ابراہیم کو یہ منصب اتنا بھلا اور عظیم محسوس ہوا کہ انھوں نے اپنی اولاد کے لیے اس منصب کی درخواست کرتے ہوئے کہا: وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ''خدایا! میری نسل میں بھی امام بنانا''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ''میرا عہدہ ظالموں کو نہیں ملے گا''۔

۳۴۲- کتاب احتجاج طبرسی میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

''جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کے لیے امامت کی درخواست کی تھی تو اللہ نے اس کے جواب میں فرمایا: لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ''میرا عہدہ ظالموں کو نہیں ملے گا''۔ یہاں ظالموں سے مراد مشرکین ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ''بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے''۔

جب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ مشرک امامت کے لائق نہیں ہوتا تو انھوں نے فوراً یہ دعا مانگی:

رَبِّ اجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ''پروردگار! مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے محفوظ رکھ''۔ کیونکہ انھوں نے جان لیا تھا کہ جس دامن پر بت پرستی کا دھبہ لگ جائے تو وہ شخص امامت کے قابل نہیں رہتا۔ (من المترجم)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۳۴۴- مجمع البیان میں ہے کہ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ کے متعلق مجاہد نے کہا:

"عہد" سے مراد امامت ہے۔ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے بھی یہی مفہوم مروی ہے۔

عظمت بیت اللہ

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی ؕ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَالْعٰكِفِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾

اور جب ہم نے بیت اللہ کو جمع ہونے کا مقام اور امن کا مقام بنایا اور تم مقام ابراہیم کو مصلی بناؤ اور ہم نے ابراہیم و اسماعیل سے عہد لیا کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاکیزہ بنائے رکھو۔

۳۴۵- تہذیب الاحکام میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا:

"جب تم مسجد الحرام میں جاؤ تو اپنے دونوں ہاتھ بلند کرو اور قبلہ رو ہو کر یہ دعا پڑھو:

اللهم انی اشهدك ان هذا بیتك الحرام الذی جعلته مثابة للناس وامنا مبارکا وهدی للعالمین

"پروردگار! میں تجھے گواہ بنا کر گواہی دیتا ہوں کہ یہ تیرا محترم گھر ہے جسے تو نے لوگوں کے لیے اجتماع اور امن کا مقام بنایا ہے۔ اسے تو نے بابرکت بنایا ہے اور تمام جہانوں کے لیے ہدایت بنایا ہے"۔

۳۴۶- کتاب التوحید میں جابر جعفی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اس سے فرمایا:

"جابر! اہل شام نے خدا پر کتنا بڑا بہتان تراشا ہے وہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بیت المقدس کی چٹان پر قدم رکھ کر آسمان کی طرف چڑھا تھا جب کہ خدا کے ایک بندے (ابراہیم علیہ السلام) نے ایک پتھر پر قدم رکھے تو خدا نے اس کے متعلق ہمیں حکم دیا کہ تم مقامِ ابراہیم کو مصلی بناؤ"۔

حدیث کافی طویل ہے۔ ہم نے بقدر ضرورت صرف ایک اقتباس نقل کیا ہے۔

۳۴۷- الکافی میں ابو الصباح الکنانی سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اگر کسی شخص کو طوافِ حج اور طوافِ عمرہ کے بعد مقامِ ابراہیم پر نماز پڑھنا یاد نہ رہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ شخص مکہ میں موجود ہو تو اسے چاہیے کہ مقامِ ابراہیم پر آ کر نماز پڑھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ''تم مقام ابراہیم کو مصلّٰی بناؤ''۔ اور اگر وہ شخص مکہ سے روانہ ہو چکا ہو تو میں اسے واپس آنے کا حکم نہیں دیتا۔

۳۴۸- مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص طواف واجب کرے لیکن مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھنا بھول جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ وہاں نماز ضرور پڑھے اگرچہ ایک عرصہ کے بعد بھی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ''تم مقام ابراہیمؑ کو اپنا مصلّٰی بناؤ''۔

۳۴۹- امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تین پتھر آسمان سے اتارے گئے: ۱- مقامِ ابراہیم ۲- حجر بنی اسرائیل ۳- حجر اسود۔

۳۵۰- تہذیب الاحکام میں ابی عبداللہ البزاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص طواف واجب کرنے کے بعد بھول کر مقامِ ابراہیم کی بجائے ''حجر اسماعیل'' میں نماز پڑھے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اپنی نماز کا اعادہ کرے اور مقامِ ابراہیمؑ کے پیچھے نماز طواف ادا کرے۔

۳۵۱- ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کو مقامِ ابراہیم پر دو رکعت نماز طواف پڑھنی یاد نہ رہے تو وہ کیا کرے؟ جب کہ اللہ تعالیٰ کا بھی فرمان ہے: وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ''تم مقام ابراہیمؑ کو اپنا مصلّٰی بناؤ''۔ اور وہ شخص مکہ سے بھی چلا جائے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ مکہ سے رخصت ہو چکا ہے تو میں اس پر سختی نہیں کرتا اور اسے ہر قیمت پر واپس آنے کا حکم نہیں دیتا۔ اس کے لیے بس یہی حکم ہے کہ جب اسے یاد آ جائے تو دو رکعت نماز طواف پڑھ لے۔

۳۵۲- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: طواف فریضہ کی دو رکعت نمازِ مقامِ ابراہیمؑ پر ہی پڑھنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ''تم مقام ابراہیمؑ کو اپنا مصلّٰی بناؤ''۔ لٰہذا اگر تم نے مقامِ ابراہیم کے علاوہ کہیں اور نماز طواف ادا کی تو تم پر نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۳۵۳۔ علل الشرائع میں مرقوم ہے کہ عبید اللہ بن علی حلبی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا جب عورتیں بیت اللہ میں آئیں تو کیا وہ بھی غسل کر کے آئیں؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں، اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْعٰكِفِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ "میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لیے پاکیزہ بنائے رکھو"۔

۳۵۴۔ تفسیر علی بن ابراہیم میں طَهِّرَا بَيْتِيَ (تم دونوں میرے گھر کو پاکیزہ رکھو) کے تحت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، آپؑ نے فرمایا:

"پاکیزہ رکھنے کا یہ مطلب ہے کہ تم میرے گھر سے مشرکین کو دور رکھو"۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ تعمیر کیا اور لوگوں نے حج کیا تو کعبہ نے خدا کے حضور مشرکین کے منہ سے برآمد ہونے والی بدبو کا شکوہ کیا۔ اللہ نے اسے وحی کی اور فرمایا:

"میرے کعبہ! ٹھہرے رہو۔ میں آخری زمانہ میں ایک قوم مبعوث کروں گا جو درختوں کی شاخوں کا مسواک کریں گے اور خلال کریں گے۔ (ان کے منہ سے بدبو نہیں ہو گی)

۳۵۵۔ مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ ہر شب و روز میں بیت اللہ پر ایک سو بیس رحمتیں نازل کرتا ہے۔ جن میں سے ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں کے لیے ہوتی ہیں۔ چالیس رحمتیں وہاں نماز پڑھنے والوں کے لیے ہوتی ہیں اور بیس رحمتیں کعبہ کو دیکھنے والوں کے لیے ہوتی ہیں۔

طائف کی وجہ تسمیہ

۳۵۶۔ کتاب علل الشرائع میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے: آپؑ نے علی بن مہزیار سے فرمایا:

"جانتے ہو طائف کو طائف کیوں کہا جاتا ہے؟"

اس نے کہا: مجھے معلوم نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کے تعمیر کے وقت دعا کی تھی کہ خدایا! اہل مکہ کو ثمرات کا رزق عطا فرما۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ اُردن سے زمین کا ایک ٹکڑا کاٹا۔ زمین کے اس ٹکڑے نے بیت اللہ کے گرد

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

طواف کے چکر لگائے پھر اللہ تعالیٰ نے اسے اس مقام پر رکھا جہاں اب طائف موجود ہے۔ طائف کو طائف اس لیے کہا گیا کہ اس زمین نے بیت اللہ کا طواف کیا تھا۔

۳۵۷- امام علی رضا علیہ السلام سے بھی طائف کی یہی وجہ تسمیہ منقول ہے۔

۳۵۸- تفسیر علی بن ابراہیم میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو آپؑ نے یہ دعا مانگی تھی:

رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

''پروردگار! اس شہر کو امن کا شہر بنا اور یہاں کے رہنے والوں میں سے جو بھی اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے ثمرات کا رزق عطا فرما''۔

اس دعا میں ''ثمرات'' کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ یہاں کے اہلِ ایمان افراد کو ثمرات قلوب عطا فرما۔ یعنی انھیں لوگوں کی محبت کا مرکز بنا تاکہ لوگ اس محبت کی وجہ سے ان کے پاس بار بار آتے رہیں۔

۳۵۹- تفسیر عیاشی میں امام علی بن الحسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دعا میں کہا تھا: وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ اور حضرت ابراہیمؑ کی دعا کے مصداق ہم اور ہمارے شیعہ ہیں۔

حضرت ابراہیم کی دعا کے جواب میں اللہ نے کہا تھا: وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ (اور جو کوئی انکار کرے تو میں اسے چند دن مہلت دوں گا پھر اسے دوزخ کے عذاب کی طرف کھینچ لوں گا)۔ آیت کے اس حصے میں ان لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جنہوں نے حضرت ابراہیم کے وحی کا انکار کیا تھا اور ان کی پیروی نہیں کی تھی۔ اس اُمت کے بہت سے افراد بھی اس آیت کے مفہوم میں شامل ہیں۔

۳۶۰- مجمع البیان میں ہے: اٰمِنًا کا معنی ہے ''یامنون فیه'' جس میں لوگ امن حاصل کریں اور یہ لفظ ''لَيْلٌ نَائِمٌ'' کی طرح سے ہے جس کا معنی ہے نیند بھری رات۔

ابن عباس کا قول ہے اس سے مراد حالتِ احرام والے شخص کا احرام ہے کیونکہ احرام باندھنے والا حرم میں نہ تو کسی پرندے کا شکار کرسکتا ہے اور نہ ہی حرم کا درخت کاٹ سکتا ہے اور آدابِ احرام کے منافی کوئی کام نہیں کرسکتا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی اسی کے قریب شہر امن کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا:

جو حرم میں پناہ حاصل کرنے کی نیت سے داخل ہو تو وہ خدا کی ناراضگی سے محفوظ ہو جائے گا اور جو جنگلی جانور اور پرندہ حدود حرم میں داخل ہوگا تو وہ پریشانی اور اذیت سے محفوظ ہو جائے گا یہاں تک کہ وہ حرم کی حدود سے خود باہر نہ چلا جائے۔

۳۶۱- حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتحِ مکہ کے دن فرمایا:

''جس دن سے اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اس دن سے مکہ کو حرمت والا شہر قرار دیا ہے اور وہ قیام قیامت تک محترم رہے گا۔ یہ شہر مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں ہوا اور میرے بعد بھی کسی کے لیے حلال نہیں ہوگا۔ یہ شہر میرے لیے بھی دن کی ایک ساعت کے لیے حلال ہوا ہے''۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث اور اس جیسی دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا سے پہلے بھی حرم جائے امن تھا اور حضرت ابراہیمؑ کی دعا سے اس کی حرمت میں تاکید پیدا ہوئی۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ مکہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا کی وجہ سے حرم بنا تھا اور اس سے پہلے وہ بھی دوسرے شہروں کی طرح سے ایک عام شہر تھا اور اس قول کی دلیل یہ ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

''ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم بنایا تھا اور میں نے مدینہ کو حرم بنایا ہے''۔

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ......

''اور جب ابراہیم و اسماعیل بیت اللہ کی دیواروں کو بلند کر رہے تھے......

۳۶۲- کتاب علل الشرائع میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا:

حضرت آدم حجر اسود کو جنت سے لے کر آئے تھے۔ بیت اللہ سفید موتی کی شکل میں تھا اللہ نے اسے آسمان کی طرف اٹھا لیا۔ اس کی بنیادیں زمین پر رہ گئیں اور وہ سفید موتی والا بیت اللہ آسمان میں خانہ کعبہ کے عین مقابل ہے۔ روزانہ اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو کبھی دوبارہ وہاں واپس نہیں آتے۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم و اسماعیل کو ان بنیادوں پر بیت اللہ بنانے کا حکم دیا۔

۳۶۳- امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریلؑ کو وحی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فرمائی کہ میں رحمٰن و رحیم خدا ہوں۔ آدم وحوا نے مجھ سے شکوہ کیا ہے میں نے ان پر رحم کر دیا ہے۔ تم جنت سے ایک خیمہ لے کر جاؤ۔ میں نے ان کے گریہ وبکا اور ان کی تنہائی پر رحم کیا ہے۔ تم یہ خیمہ لے جاؤ اور مکہ کے پہاڑوں کے درمیان جا کر نصب کرو۔

چنانچہ جبریلؑ نے مقام بیت اللہ اور اس کی دیواروں پر خیمہ نصب کیا۔ پھر جبریلؑ صفا سے اُترے اور انھوں نے مردہ سے حوا کو اتارا اور خیمہ میں انھوں نے آدم وحوا کی ملاقات کرائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جبریلِ امینؑ کو وحی فرمائی کہ آدم وحوا کو میرے گھر کی بنیادوں سے ہٹا دو اور میرے گھر کی دیواروں کو ملائکہ اور نسلِ آدم کے لیے بلند کرو۔

اس حکم کے بعد جبریلؑ آدم وحوا کے پاس گئے اور انھیں خیمہ سے باہر نکال کر بیت اللہ کی بنیادوں سے کچھ فاصلہ پر دوبارہ خیمہ نصب کیا۔ پھر انھوں نے بیت اللہ کی دیواروں کو بلند کیا۔ دیوار میں ایک پتھر "صفا" کا رکھتے تھے اور ایک پتھر "مروہ" کا رکھتے تھے اور ایک پتھر طور سینا اور ایک پتھر پشت کوفہ کے قریب کوہِ سلم کا رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے جبریلِ امینؑ کو وحی فرمائی کہ میرے گھر کی تعمیر مکمل کرو۔ چنانچہ جبریلؑ نے اذن خداوندی سے اپنے پروں سے چاروں پتھروں کو اکھیڑا اور انھیں خدا کے فرمان کے تحت بیت اللہ کی بنیادوں اور دیواروں میں رکھا۔

اللہ تعالیٰ نے دوبارہ وحی فرمائی۔ اس گھر کی عمارت کی تکمیل کو ابوقبیس کے پتھروں سے کرو اور اس کے دو دروازے بناؤ۔ ایک دروازہ مشرق کی سمت میں ہو اور دوسرا دروازہ مغرب کی سمت میں ہو۔

حضرت جبریلؑ نے فرمانِ خداوندی کے تحت تعمیر کعبہ کی تکمیل کی اور جب بیت اللہ بن گیا تو ملائکہ نے اس کے گرد طواف کیا۔ جب حضرت آدم وحوا نے ملائکہ کو طواف کرتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے بھی کعبہ کے گرد سات چکر لگائے۔ اس کے بعد وہ رزق روزی کی تلاش میں نکل پڑے۔

۳۶۴۔ تفسیر عیاشی میں ابوالورد سے منقول ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا کہ آسمان سے پہلی اُتاری جانے والی چیز کون سی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: آسمان سے پہلی اتاری جانے والی چیز وہ بیت اللہ ہے جو مکہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے سرخ یاقوت کی شکل میں اتارا تھا۔ جب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے فسق و فجور کیا تو اللہ نے اسے زمین سے اٹھا لیا۔ اسی کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے:

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ......

''اور جب ابراہیم و اسماعیل بیت اللہ کی بنیادوں کو بلند کر رہے تھے......

۳۶۵- الکافی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ایک طویل حدیث کے ضمن میں مذکور ہے: ''سکینہ'' جنت سے نکلنے والی ایک ہوا کا نام ہے جس کی انسان جیسی شکل و صورت ہے۔ اس ہوا کو خدا نے عمدہ خوشبو عطا کی ہے اور یہ وہی ہے جو ابراہیمؑ پر نازل ہوئی تھی۔ جب ابراہیم ستون کھڑے کر رہے تھے تو یہ ہوا ارکانِ بیت کے گرد چکر لگاتی رہتی تھی۔

۳۶۶- امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ وہ اسماعیل کو ساتھ لے کر حج کریں اور انھیں حرم میں ٹھہرائیں۔ چنانچہ باپ بیٹے نے ایک سرخ رنگ کے اُونٹ پر حج کیا۔ اس وقت ان کے ساتھ جبریلؑ کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا...... پھر جب دوسرا سال ہوا تو اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو حج اور تعمیر کعبہ کی اجازت دی۔ اس وقت اہلِ عرب میں حج کا رواج موجود تھا البتہ خانہ کعبہ کی دیواریں گری ہوئی تھیں مگر اس کی بنیادیں ظاہر تھیں۔

جب لوگ چلے گئے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پتھر جمع کیے اور انہیں جوف کعبہ میں پھینک دیا۔ جب ابراہیم تعمیر کعبہ کے لیے آئے تو انھوں نے اپنے فرزند سے کہا کہ فرزند! اللہ نے ہمیں تعمیر کعبہ کا حکم دیا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے وہاں سے پتھر ہٹائے تو انھیں آخر میں ایک سرخ رنگ کا پتھر دکھائی دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں وحی فرمائی کہ اس پر بنیاد اٹھاؤ۔

پھر اللہ نے چار فرشتے نازل کیے جو پتھر جمع کرتے تھے اور ابراہیم و اسماعیل پتھر لگاتے تھے اور یوں کعبہ کی اونچائی بارہ ہاتھ ہوگئی۔ پھر ابراہیم و اسماعیل نے اس میں دو دروازے لگائے۔ ایک دروازے سے آدمی داخل ہوتا تھا اور دوسرے سے باہر نکلتا تھا۔

۳۶۷- امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہ السلام میں سے ایک بزرگوار سے مروی ہے۔ انھوں نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو تعمیر کعبہ اور اس کی بنیادوں کو بلند کرنے اور لوگوں کو مناسکِ حج تعلیم دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام روزانہ ایک ساق کے برابر کعبہ کی تعمیر کرتے تھے اور جب حجر اسود رکھنے کے مقام پر پہنچے تو اس وقت کوہِ ابوقبیس نے ابراہیم کو آواز دے کر کہا: میرے پاس آپ کی ایک امانت ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ آواز سن کر آپ پہاڑ کے پاس آئے اور پہاڑ سے حجر اسود کو اٹھایا اور اسے وہاں نصب کیا جہاں یہ آج دکھائی دیتا ہے۔

۳۶۸- امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں کعبہ کی اونچائی نو ہاتھ تھی اور اس کے دو دروازے تھے۔ عبداللہ بن زبیر نے کعبہ کو بنایا تو اس نے اس کی اونچائی اٹھارہ ہاتھ رکھی۔ حجاج نے کعبہ منہدم کرایا اور پھر اس نے کعبہ بنوایا تو اس نے کعبہ کی اونچائی ستائیس ہاتھ رکھی۔

۳۶۹- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''ابتدا میں کعبہ کی اونچائی نو ہاتھ تھی اور اس پر چھت بھی نہیں ہوتی تھی۔ قریش نے اسے از سرِ نو تعمیر کیا تو انھوں نے اس کی اونچائی اٹھارہ ہاتھ رکھی اور انھوں نے اس پر چھت بھی ڈالی''۔

۳۷۰- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''قریش نے زمانۂ جاہلیت میں کعبہ کو گرا کر ازسرِ نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا۔ جب کعبہ کو گرا چکے اور پھر اس کی تعمیرِ نو کا انھوں نے ارادہ کیا تو ان کے دلوں میں خدا کی طرف سے رعب ڈال دیا گیا۔ چنانچہ ایک کہنے والے نے کہا:

''کعبہ کی تعمیر نو کے لیے ہر شخص اپنا پاکیزہ رزق لائے اور قطع رحمی یا حرام سے کمائی ہوئی دولت اس میں شامل نہ کرے۔ پھر انھوں نے کعبہ کی تعمیرنو کی اور جب حجر اسود نصب کرنے کی باری آئی تو ان کا آپس میں جھگڑا ہوگیا۔ ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ حجر اسود اس کے افراد کے ہاتھ سے نصب کیا جائے اور اس تنازعہ نے اتنا طول کھینچا کہ تلواریں نیاموں سے باہر آنے لگیں۔ پھر انھوں نے کہا کہ فی الحال کوئی بھی حجر اسود نصب نہ کرے کل صبح جو سب سے پہلے حرم میں داخل ہو وہی اس کی تنصیب کا فیصلہ کرے گا۔

چنانچہ دوسرے دن سب سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں نمودار ہوئے۔ آپؐ نے وہاں چادر بچھائی اور حجر اسود کو اٹھا کر اپنی چادر پر رکھا اور قبائل سے فرمایا کہ وہ اس چادر کے اطراف سے پکڑ کر اسے اس کی جگہ تک لے جائیں۔ چنانچہ ہر قبیلہ کے افراد نے چادر کے اطراف سے پکڑا اور حجر اسود کو اس کے مقام تک لے گئے۔ پھر آنحضرتؐ نے آگے بڑھ کر حجر اسود اٹھایا اور اسے اس کی جگہ پر نصب کیا''۔

۳۷۱- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

"تعمیر کعبہ کے وقت قریش نے آدھے کعبہ کی تعمیر اپنے ذمہ لی تھی اور آدھے کعبہ کی تعمیر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ لگائی تھی۔ چنانچہ بابِ کعبہ سے حجر اسود اور رکن یمانی تک کعبہ کی تعمیر آنحضرتؐ کے دستِ مبارک سے سرانجام پائی"۔

۳۷۲- ایک اور روایت میں مذکور ہے کہ حجر اسود سے لے کر رکن شامی تک کعبہ کا یہ حصہ بنی ہاشم نے تعمیر کرایا تھا۔

امام زین العابدین اور کعبہ کی سنگِ بنیاد

۳۷۳- ابان بن تغلب راوی ہیں کہ جب حجاج نے کعبہ شریف کو گرایا تو مکہ کے لوگ اس کی مٹی کو متبرک سمجھ کر وہاں سے اٹھا کر لے گئے۔ پھر امن بحال ہونے کے بعد حجاج نے بیت اللہ کی تعمیر نو کا ارادہ کیا۔ جب حجاج مزدوروں کو لے کر وہاں گیا تو ایک اژدہا نمودار ہوا جس کو دیکھ کر لوگ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے اور کعبہ کی تعمیر نو شروع نہ ہو سکی۔ حجاج نے کئی بار ایسا کیا مگر ہر بار اژدہا نکل کر لوگوں کو وہاں سے بھگا دیتا تھا۔

آخرکار حجاج نے کہا اگر کوئی شخص ہماری یہ مشکل حل کر سکتا تو خدارا مجھے اس کا نام بتاؤ۔

اس وقت ایک بوڑھا شخص اٹھا اور اس نے کہا: اگر یہ مشکل دنیا میں کوئی شخص حل کر سکتا ہے تو وہ فقط ایک ہی شخص ہے جسے کل میں نے دیکھا وہ بیت اللہ کی ٹوٹی دیواروں کے پاس گیا اور اس نے وہاں سے بیت اللہ کی تھوڑی سی خاک اٹھائی اور پھر وہاں سے چلا گیا۔

حجاج نے کہا: وہ کون ہیں؟

اس شخص نے کہا: وہ علی بن الحسین زین العابدین ہیں۔

حجاج نے کہا: بے شک وہ وارث کعبہ ہے۔ پھر حجاج نے اپنا قاصد بھیج کر امام علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا اور بتایا کہ خدا انھیں اپنا گھر بنانے سے روکے ہوئے ہے۔

امام زین العابدین نے فرمایا: حجاج! تو نے بڑا ظلم کیا ہے تو نے ابراہیم و اسماعیل کی رکھی ہوئی بنیاد کو اکھڑوا کر گلیوں پر پھینکوا دیا ہے اور تو نے کعبہ کو یوں لوٹا جیسے وہ تیری میراث ہو۔ اب اس کا حل یہ ہے کہ تم منبر پر اعلان کرو کہ جس جس

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabirabbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

شخص کے پاس کعبہ کی مٹی یا کوئی چیز ہو وہ آ کر واپس کر دے۔

حجاج نے امامؑ کے فرمان کے مطابق اعلان کیا جس کے نتیجے میں جس بھی شخص کے پاس بیت اللہ کی مٹی تھی اس نے وہ واپس کر دی۔ پھر امام زین العابدین نے تمام مٹی کو جمع کر کے ایک طرف رکھوا دیا۔ پھر آپؑ نے مزدوروں سے فرمایا کہ اس کی بنیاد تلاش کرو۔ جب آپؑ تشریف لائے تو اژدہا بھی غائب ہو گیا۔ مزدوروں نے زمین کھودی یہاں تک کہ کعبہ کی بنیادیں نمودار ہو گئیں۔ پھر آپؑ نے مزدوروں کو وہاں سے ہٹا دیا اور آپؑ خود نیچے اُترے اور بنیادوں پر اپنا کپڑا ڈال کر اسے ڈھانپ دیا۔ پھر آپؑ نے گریہ کیا بعدازاں آپؑ نے اس کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس کے بعد آپؑ نے مزدوروں اور معماروں سے فرمایا کہ اب تم اس کی دیواریں بنانی شروع کرو۔ جب دیواریں زمین کی سطح سے کچھ اُوپر اٹھ آئیں تو آپؑ کے حکم سے کعبہ کی تمام مٹی اندر ڈال دی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ کعبہ بلند ہو گیا اور دروازہ کعبہ میں داخل ہونے کے لیے سیڑھی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

۳۷۳۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"جب قریش نے تعمیر نو کے ارادہ سے کعبہ شریف کو منہدم کیا تو انھیں اس کی بنیاد میں ایک پتھر دکھائی دیا جس پر ایک کتبہ لکھا ہوا تھا۔ قریش اس کتبہ کو نہ پڑھ سکے۔ آخر کار وہ ایک ایسے شخص کو لے آئے جو کتبہ پڑھ سکتا تھا۔ اس کتبہ پر یہ لکھا تھا:

"میں مکہ کا مالک اللہ ہوں۔ میں نے اسے تخلیق ارض و سماء کے وقت سے اپنے محترم بنایا ہے اور اسے ان دو پہاڑوں کے درمیان قرار دیا ہے اور میں نے اسے سات فرشتوں کے گھیرے میں دیا ہے"۔

۳۷۴۔ معاویہ بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا:

کیا "حجر اسماعیل" بیت اللہ کا حصّہ ہے یا اس میں بیت اللہ کا کچھ حصّہ بھی شامل ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"نہیں، ایک ناخن کے برابر بھی نہیں۔ یہاں اسماعیل نے اپنی والدہ کو دفن کیا تھا۔ انھیں یہ بات ناگوار محسوس ہوئی کہ لوگ ان کی والدہ کی قبر کو اپنے قدموں سے پامال کرتے رہیں اسی لیے انھوں نے اوپر پتھر رکھ دیئے اور اس مقام پر بہت سے انبیاء کی بھی قبریں ہیں"۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۳۷۵- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''جب حضرت اسماعیلؑ جوانی کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو بیت اللہ بنانے کا حکم دیا''۔

حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا: ''پروردگار! کس سرزمین پر تیرا گھر بناؤں؟''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اس جگہ میرا گھر بناؤ جہاں میں نے آدم کے لیے خیمہ اتارا تھا اور حرم جگمگا اُٹھا تھا۔ وہ خیمہ وقتِ طوفانِ نوح تک قائم رہا۔ جب طوفان آیا تو طوفان کی وجہ سے ساری دنیا غرق ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس خیمہ کو آسمان کی طرف اٹھالیا اور خانہ کعبہ کی زمین ڈوبنے سے محفوظ رہی۔ اسی لیئے خانہ کعبہ کو ''بیت عتیق'' کہا جاتا ہے کیونکہ وہ غرق ہونے سے بچ گیا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کی جگہ کا علم نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل امینؑ کو بھیجا اور انھوں نے خط کھینچ کر بیت اللہ کی جگہ کی نشان دہی کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی بنیاد کے پتھر جنت سے نازل کیے۔ جو پتھر حضرت آدمؑ پر نازل ہوا تھا وہ برف سے زیادہ سفید تھا۔ پھر جب کفار نے اسے اپنے ہاتھوں سے مس کیا تو اس کی رنگت بدل گئی اور وہ سیاہ ہوگیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے بیت اللہ تعمیر کیا اور اسماعیل ''ذی طویٰ'' سے پتھر لاتے رہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی بلندی نو ہاتھ رکھی۔ پھر خدا نے ابراہیم کو حجر اسود کے مقام کی نشان دہی کی۔ ابراہیم نے اسے زمین سے برآمد کیا اور اسے اسی جگہ پر نصب کیا جہاں وہ آج دکھائی دیتا ہے۔ حضرتؑ نے کعبہ میں دو دروازے لگائے۔ ایک مشرق کی جانب تھا اور دوسرا مغرب کی جانب تھا۔ جو دروازہ مغرب کی جانب تھا اسے ''مستجار'' کہا جاتا ہے۔ آخر میں ابراہیم علیہ السلام نے اس پر شہتیر ڈال کر اوپر ''اذخر'' گھاس ڈالی اور یوں اس کی چھت مکمل کی۔ حضرت ہاجرہ نے اپنی ایک چادر ڈال کر کعبہ کو غلاف پہنایا اور اس کے نیچے جھاڑو دیا کرتی تھیں''......

حدیث کافی طویل ہے۔ ہم نے اس میں سے صرف ایک حصّہ کو نقل کیا ہے۔

۳۷۶- مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

''حضرت اسماعیلؑ پہلے انسان تھے جن کی زبان پر عربی زبان جاری ہوئی تھی اور جب باپ بیٹا بیت اللہ کی تعمیر میں مصروف تھے تو حضرت ابراہیم اپنی سریانی زبان میں ان سے کہتے: یا اسماعیل ھابی ابن ''یعنی اسماعیل مجھے پتھر پکڑاؤ''۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور اسماعیل اس کے جواب میں کہتے: یا ابت ھاك حجرا ''ابا جان لیجیے یہ پتھر ہے''۔

ذریت ابراہیم میں سے اُمت مسلمہ

وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ''اور ہماری نسل میں سے اپنی فرماں بردار اُمت جاری کرنا''۔

۳۷۷- مجمع البیان میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

''اُمت مسلمہ سے بنی ہاشم خصوصی طور پر مراد ہیں''۔

۳۷۸- تفسیر عیاشی میں ابوعمرو الزبیری سے منقول ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہم السلام نے جس ''اُمت مسلمہ'' کی خدا سے درخواست کی تھی وہ ''اُمت مسلمہ'' کون سی ہے؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: وہ اُمت مسلمہ بنی ہاشم ہیں۔

میں (راوی) نے عرض کیا کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ ''اُمت مسلمہ'' سے رسول اکرم کا خاندان ہی مراد ہے ان کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: قرآن مجید پڑھ کر دیکھو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾

''اور جب ابراہیم و اسماعیل علیہم السلام بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (اور زبان حال سے کہہ رہے تھے) اے ہمارے پروردگار! ہماری خدمت کو قبول فرما بے شک تو سننے والا اور علم رکھنے والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنا مسلم (فرماں بردار) بنا اور ہماری نسل میں اُمت مسلمہ جاری فرما اور ہمیں ہمارے مناسک دکھا اور ہم پر رجوع فرما بے شک تو بہت زیادہ رجوع فرمانے والا اور مہربان ہے''۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اللہ نے انھیں ان کی دعا کی قبولیت کی خبر دی اور فرمایا کہ میں تمھاری نسل میں "اُمت مسلمہ" کا سلسلہ جاری رکھوں گا تو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾

"پروردگار! ان میں ایک رسول مبعوث فرما جو ان کے سامنے تیری آیات کی تلاوت کرے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور انھیں پاکیزہ بنائے بے شک تو غالب اور صاحبِ حکمت ہے"۔

ابراہیم علیہ السلام نے "اُمت مسلمہ" کے لیے شرک سے محفوظ رہنے کی دعا مانگی تھی تاکہ جب آخری نبی اس اُمت میں مبعوث ہوں تو وہ ان کی پیروی کے لیے پہلے سے آمادہ ہوں۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے ان الفاظ سے دعا مانگی تھی:

وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ ۖ فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ۖ وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (ابراھیم: ۳۵)

"پروردگار! مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا۔ خدایا! انھوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیا ہے پس جو میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو تو بخشنے والا مہربان ہے"۔

یہ آیات اس حقیقت کا ثبوت ہیں کہ ائمہ اور اُمت مسلمہ کا تعلق ذریت ابراہیمؑ سے ہے جنہوں نے بت پرستی سے اپنے دامن کو محفوظ رکھا ہے۔

۳۷۹۔ الکافی میں ابوعمرو الزبیری سے منقول ہے۔ اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث نقل کی جس کا ایک حصّہ یہ ہے:

"پھر اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ ابراہیم کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کے بعد کن لوگوں کے لیے دعا کی اجازت دی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ نے فرمایا:

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٤﴾

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

"اورتم میں ایک اُمت ایسی ہونی چاہیے جو نیکی کی دعوت دے اور اچھائی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں"۔ (آل عمران:۱۰۴)

اس "اُمت" کے متعلق اللہ نے بتایا کہ وہ اُمت کون ہے اور اس کا تعلق کس خاندان سے ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کامیاب اُمت کا تعلق ابراہیمؑ واسماعیلؑ کی ذُریت سے ہے اور یہ وہی اُمت ہے جو کہ حرم میں رہائش پذیر ہے اور جنھوں نے آج تک غیراللہ کی عبادت نہیں کی ہے اور انھی کے لیے ابراہیمؑ واسماعیلؑ نے دعا کی تھی اور یہ وہی پاکیزہ گروہ ہے جن کے لیے اللہ نے قرآن مجید میں آیت تطہیر نازل کی ہے۔

وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ "اوران میں ایک رسول بھیج جو ان میں سے ہو"۔

۳۸۰- تفسیر علی بن ابراہیم میں مرقوم ہے کہ اس سے مراد اولادِ اسماعیلؑ ہے۔ اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے: انا دعوة ابی ابراهيم "میں اپنے والد ابراہیمؑ کی دعا کا ثمر ہوں"۔

۳۸۱- کتاب الخصال میں ابوامامہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! آپؐ کی رسالت کی ابتدا کیسے ہوئی؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میرے والد ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی بشارت اور میری امی جان کا وہ خواب جس میں انھوں نے دیکھا تھا کہ ان کے وجود سے ایک چیز برآمد ہوئی جس کی روشنی سے شام کے محلات چمک اٹھے تھے۔ (یہ سب چیزیں میری نبوت کی تمہید تھیں)

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ إِبْرٰهٖمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَإِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ إِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ أَسْلِمْ ۙ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَوَصّٰى بِهَآ إِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٣٢﴾ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ
اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ
بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ
وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٣﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ
خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٤﴾ وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا
قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٣٥﴾
قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ
وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى
وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ
مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٦﴾ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ
فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ
اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١٣٧﴾ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ
مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿١٣٨﴾ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ
وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ
وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ
ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ
مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ
خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾ ع

''اور کون ہے جو ابراہیمؑ کی ملت سے نفرت کرے مگر جو اپنے آپ کو احمق بنائے۔ بے شک ہم نے اسے دنیا میں منتخب کیا ہے اور وہ ضرور آخرت میں بھی نیک لوگوں میں سے ہوگا۔ جب اس سے اس کے پروردگار نے کہا کہ تسلیم وسپردگی کا مقام اختیار کر تو اس نے کہا میں رب العالمین کے لیے سراپا تسلیم ہوں۔ اور اسی طریقہ کی ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو وصیّت کی اور یعقوبؑ نے بھی کہ اے میرے فرزندو! اللہ نے تمھارے لیے دین کو چُن لیا ہے اس وقت تک دنیا سے نہ جانا جب تک واقعی مسلمان نہ ہو جاؤ۔ کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوبؑ کی موت کی گھڑی آئی اس وقت انھوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ انھوں نے کہا ہم آپ کے معبود اور آپ کے آباء واجداد ابراہیمؑ، اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کے معبود کی عبادت کریں گے اور ہم

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اسی کے فرمانبردار ہیں۔ وہ ایک قوم تھی جو چلی گئی جو انھوں نے کمایا وہ انھیں ملے گا اور جو کچھ تم کمائی کروگے وہ تمھیں ملے گا ان کے اعمال کی بازپُرس تم سے نہ کی جائے گی۔

اور (اہل کتاب کہتے ہیں کہ) کہ تم یہودی یا نصرانی بن جاؤ ہدایت پالوگے۔ آپ کہہ دیں ہم ابراہیمؑ کے طریقہ پر چلنے والے ہیں جو کہ باطل سے کترا کر چلنے والے تھے اور وہ مشرکین میں سے نہیں تھے۔ (اے مسلمانو) تم یہ کہو کہ ہم خدا پر اور اس پر ایمان رکھتے ہیں جو ہماری طرف بھیجا گیا ہے اور جو کچھ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اولادِ یعقوبؑ پر بھیجا گیا ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے ملا ہے ہمارا اس پر ایمان ہے۔ ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو خدا کے فرمانبردار ہیں۔ پس اگر یہ لوگ تمھاری طرح سے ایمان لے آئیں تو وہ راہ راست پر آجائیں گے اور اگر وہ اس سے منہ موڑ لیں تو یہ صرف ان کے عناد کا ہی اظہار ہوگا اور عنقریب خدا تمھیں ان سب کے شر سے بچالے گا اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ رنگ تو صرف خدا ہی کا رنگ ہے اور خدا کے رنگ سے بھلا بہتر رنگ اور کس کا ہوگا اور ہم تو اسی کے عبادت گزار ہیں۔

(اے رسولؐ) کہہ دیں کیا تم ہم سے اس خدا کے متعلق جھگڑتے ہو جو ہمارا بھی رب ہے اور تمھارا بھی رب ہے۔ ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمھارے لیے تمھارے اعمال ہیں۔ ہم تو صرف اس کے مخلص بندے ہیں۔ کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اولادِ یعقوب یہودی یا نصرانی تھے۔ آپ کہہ دیں کہ کیا تم بہتر جانتے ہو یا خدا بہتر جانتا ہے اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جس کے پاس خدائی شہادت موجود ہو اور وہ پھر پردہ پوشی کرے اور اللہ تمھارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وہ ایک اُمت تھی جو چلی گئی اور جو کچھ وہ کما گئے وہ ان کے لیے تھا اور جو کچھ تم کماؤ گے وہ تمھارے لیے بہتر ہوگا اور ان کے اعمال کی تم سے پوچھ گچھ نہ کی جائے گی۔

۳۸۲- اصول کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

''میرے والد نے کچھ چیزیں میرے پاس امانت رکھیں اور جب ان کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے مجھ سے کہا: میرے پاس کچھ گواہ لے کر آؤ۔ میں قریش کے چار افراد ان کے پاس لے گیا جن میں عبداللہ بن عمر کا غلام نافع بھی شامل تھا۔ میرے والد نے فرمایا:

فرزند! لکھو یہ وہ وصیت ہے جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزندوں کو کی تھی:

يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

''میرے بیٹو! اللہ نے تمھارے لیے دین کو منتخب کیا ہے مرنا تو مسلمان ہو کر ہی مرنا''۔

محمد بن علی، جعفر بن محمد کو اپنے معاملات کی وصیت کرتا ہے اور اسے حکم دیتا ہے کہ وہ اسے اس چادر کا کفن پہنائے جس میں وہ جمعہ پڑھتا تھا۔

۳۸۳- کتاب کمال الدین وتمام النعمۃ میں ایک طویل حدیث مذکور ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ تمام انبیاء وصیت کرتے رہے اور ہر نبی نے اپنے جانشین کو اپنا وصی قرار دیا اور ہر نبی کا وصی اس کی اہل بیتؑ میں سے ہوتا تھا۔

۳۸۴- کتاب علل الشرائع میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔

آپؑ نے فرمایا:

''یعقوب اور عیص دونوں جڑواں بھائی تھے۔ پہلے عیص پیدا ہوئے پھر یعقوب پیدا ہوئے۔ یعقوب کا نام یعقوب اس لیے رکھا گیا کہ وہ اپنے بھائی عیص کے عقب (بعد) میں پیدا ہوا۔

چچا بھی والد کے قائم مقام ہوتا ہے

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں اپنی اولاد کو جمع کر کے فرمایا:

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ''تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟''

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اولاد نے کہا: نَعۡبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّنَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ ''ہم تیرے معبود اور تیرے آباء ابراہیمؑ واسماعیلؑ واسحاقؑ کے معبود یکتا کی عبادت کریں گے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں''۔

۳۸۵۔ مجمع البیان میں آیت بالا کے حوالے سے مرقوم ہے کہ اولاد یعقوب نے تین شخصیات ابراہیم واسماعیل و اسحاق کو اپنا ''اب'' کہا جب کہ ابراہیمؑ دادا تھے اور اسماعیلؑ رشتہ میں ان کے چچا تھے اور اسحاقؑ ان کے والد تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ لفظ ''اب'' کثیر المعنیٰ لفظ ہے۔ یہ لفظ باپ' چچا اور دادا سب کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ رسولؐ خدا نے اپنے چچا عباس کے لیے کہا تھا: ردوا علّی ابی ''میرا باپ مجھے واپس کرو''۔

۳۸۶۔ تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

اِذۡ قَالَ لِبَنِيۡهِ مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِىۡ کی آیت قاعدہ ''جری'' کے تحت امام قائمؑ کو بھی شامل ہے۔

۳۸۷۔ کتاب الخصال میں مروی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

''جب تم قُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ...... مُسۡلِمُوۡنَ کی آیت پڑھو تو تم خود بھی یہ الفاظ اپنی طرف سے دہراؤ''۔

۳۸۸۔ من لا یحضرہ الفقیہ میں مرقوم ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے فرزند محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے یہ الفاظ بھی ارشاد فرمائے:

''اللہ نے زبان پر اقرار اور دل کی ترجمانی کو واجب کیا ہے۔ اسی لیے اس نے فرمایا ہے: قُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡنَا ''تم کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کچھ ہماری طرف نازل کیا گیا ہے اس پر بھی ایمان لائے''۔

۳۸۹۔ مجمع البیان میں سدیر سے منقول ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا:

''کیا حضرت یعقوب علیہ السلام کے سب بیٹے نبی تھے؟''

آپؑ نے فرمایا:

''نہیں وہ ''اسباط'' تھے۔ انبیاء کی اولاد تھے۔ وہ دنیا سے خوش نصیب ہو کر رخصت ہوئے تھے۔ انھوں نے توبہ کی تھی اور اپنی غلطیوں کی تلافی کر لی تھی''۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہادیانِ دین مثالی مومن تھے

۳۹۰- اصولِ کافی کی ایک روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

''علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ مثالی مومن ہیں اور ان کی طرح سے باقی ائمہ بھی مثالی مومن ہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے باقی لوگوں سے کہا ہے: فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ''اگر دوسرے لوگ بھی تمھاری طرح سے ایمان لائیں تو وہ ہدایت پالیں گے''۔

مقصد یہ ہے کہ اگر باقی لوگ بھی ان ذوات طاہرہ کی طرح سے ایمان لائیں تو ہدایت یافتہ بن جائیں گے۔

۳۹۱- مجمع البیان میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ (یعنی اگر وہ منہ پھر لیں تو وہ صرف ان کا عناد ہی ہوگا) میں لفظ ''شقاق'' سے مراد کفر ہے۔

اسلام اور ولایت ہی خدائی رنگ ہے

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً

(یہ خدا کا رنگ ہے' خدا کے رنگ سے بھلا کس کا رنگ بہتر ہو سکتا ہے؟)

۳۹۲- کتاب معانی الاخبار میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

''خدائی رنگ'' سے مراد اسلام ہے''۔

۳۹۳- اصولِ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

''روز میثاق اہلِ ایمان کو ولایت علیؑ کے رنگ میں رنگا گیا تھا''۔

۳۹۴- ایک اور روایت میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ صبغۃ اللہ سے اسلام مراد ہے۔

۳۹۵- محمد بن مسلم سے مروی ایک روایت میں بھی امام صادق علیہ السلام سے یہی منقول ہے کہ صبغۃ اللہ سے اسلام مراد ہے۔

۳۹۶- حمران سے بھی مروی ایک روایت میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ صبغۃ اللہ (خدائی رنگ) سے اسلام مراد ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ضرورت کے وقت گواہی چھپانا حرام ہے

۳۹۷- عیون الاخبار میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے، آپؑ نے ایک شخص سے فرمایا:

"جب تجھ سے گواہی پوچھی جائے تو اسے ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا

"بے شک خدا تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے مالکوں تک پہنچاؤ۔

اور اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ —

"اور اس سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جس کے پاس خدائی گواہی موجود ہو اور وہ اس کو چھپائے"۔

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِىْ
كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ
اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا
لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ
وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ
الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا
عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ
وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ
وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَلَىِٕنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ
وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ
مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾
اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاۗءَهُمْ ۭ
وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ اَلْحَقُّ
مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ ع وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ
مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ڛ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ
جَمِيْعًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ
فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ۭ
وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا
وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا
الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي
عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٠﴾ كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا
مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ
وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿١٥١﴾ فَاذْكُرُونِي
أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿١٥٢﴾

''عنقریب احمق یہ کہیں گے کہ ان مسلمانوں کو اس قبلہ سے کس نے موڑا ہے جس پر وہ پہلے قائم تھے۔ آپ کہہ دیجیے کہ مشرق و مغرب سب خدا کے ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت کرتا ہے۔ اور اس طرح سے ہم نے تمھیں درمیانی اُمت قرار دیا ہے تاکہ تم لوگوں کے گواہ بنو اور رسولؐ تمھارے گواہ ہوں اور جس قبلہ پر آپ پہلے قائم تھے اسے ہم نے اس لیے تبدیل کیا تاکہ ہم یہ دیکھیں کہ رسولؐ کی پیروی کون کرتا ہے اور اُلٹے پاؤں کون پھر جاتا ہے۔ تحویل قبلہ یقیناً خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ افراد کے علاوہ باقی لوگوں کے لیے انتہائی گراں ہے۔ اور خدا ایسا نہیں جو تمھارے ایمان کو ضائع کر دے۔ یقیناً اللہ لوگوں پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ ہم آپ کے چہرے کو آسمان کی جانب اٹھتا ہوا دیکھ رہے ہیں ہم آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

گے جسے آپ پسند کرتے ہیں۔ آپ اپنا رخ مسجد الحرام کی طرف موڑ دیں اور مسلمانو! تم جہاں بھی رہو اسی طرف اپنے چہروں کو موڑ دو۔ یقیناً اہلِ کتاب اس بات سے آگاہ ہیں کہ تحویل قبلہ ان کے پروردگار کی طرف سے حق ہے اور جو کچھ وہ عمل کر رہے ہیں خدا اس سے غافل نہیں ہے۔ اور اگر آپ اہلِ کتاب کو تمام آیتیں بھی پیش کیوں نہ کریں پھر بھی وہ آپ کے قبلہ کی پیروی نہیں کریں گے اور آپ بھی ان کے قبلہ کی پیروی کرنے والے نہیں ہیں اور یہ ایک دوسرے کے قبلہ کے بھی پیروکار نہیں ہیں اور اگر علم آجانے کے بعد آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو آپ کا شمار ظالموں میں سے ہوگا۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسولؐ کو اسی طرح سے پہچانتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور ان میں سے ایک گروہ جان بوجھ کر حق کو چھپا رہا ہے۔ حق آپ کے پروردگار کی طرف سے ہے آپ شک کرنے والوں میں سے ہرگز نہ بنیں۔ ہر ایک کے لیے ایک رُخ معین ہے جس کی طرف وہ منہ کرتا ہے پس تم نیکیوں میں سبقت کرو۔ تم جہاں بھی رہو گے خدا تم سب کو جمع کرے گا۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اور آپ جہاں سے بھی نکلیں اپنا رُخ مسجد الحرام کی طرف رکھیں اور یقیناً یہ آپ کے پروردگار کی طرف سے حق ہے اور اللہ تمھارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔ آپ جدھر سے بھی نکلیں اپنا رخ مسجد الحرام کی طرف رکھیں (اے مسلمانو) تم جہاں بھی رہو اپنا رخ اس کی طرف رکھو تاکہ لوگوں کے لیے تم پر کوئی حجت باقی نہ رہ جائے سوائے ان لوگوں کے جو ان میں سے ظالم ہیں۔ تم ان سے مت ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرو تاکہ میں تم پر اپنی نعمت تمام کروں تاکہ تم ہدایت یافتہ بن جاؤ۔ جس طرح ہم نے تم میں ایک رسولؐ بھیجا ہے جو تم میں سے ہے وہ تم پر ہماری آیات تلاوت کرتا ہے

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور تمھیں پاک و پاکیزہ بناتا ہے اور تمھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمھیں ان چیزوں کی تعلیم دیتا ہے جنہیں تم نہیں جانتے تھے۔ پس تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور میرا انکار مت کرو"۔

تحویلِ قبلہ

۳۹۸۔ احتجاج طبرسی میں امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے، آپؑ نے فرمایا:

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تھے تو اللہ نے انھیں حکم دیا تھا کہ وہ نماز میں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں۔ نبی اکرم کوشش کرتے تھے کہ کعبہ بھی درمیان میں آ جائے اور بیت المقدس کی طرف رخ بھی ہو جائے۔ اور جب ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو پھر آپ بیت المقدس کی طرف ہی رخ کر کے نماز ادا کرتے تھے۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے مکہ میں رہ کر پورے تیرہ برس تک بیت المقدس کی طرف رخ کیا اور جب آپ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو پورے سترہ یا سولہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے۔

جب شریر یہودی آپ کی نماز کو دیکھتے تو وہ کہتے تھے کہ ہمیں تو محمد کی نبوت کا آج تک پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ ہمارے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتا ہے اور ہماری ہدایت پر عمل کرتا ہے مگر اس کے باوجود وہ ہماری مخالفت بھی کرتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے یہ طعنے سن سن کر تنگ آ گئے اور آپؐ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ خدا آپ کو ان کے قبلہ سے منحرف کر کے کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دے دے۔

ایک مرتبہ جبریل امینؑ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا:

"جبریلؑ! میں چاہتا ہوں کہ خدا مجھے بیت المقدس کے قبلہ سے پھیر دے اور مجھے کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دے دے کیونکہ میں یہودیوں کے طعنے سن کر تنگ آ چکا ہوں"۔

حضرت جبریلؑ نے عرض کیا:

"آپ اپنے رب سے تحویل قبلہ کی درخواست کریں اور مجھے یقین ہے کہ خدا آپ کی درخواست رد نہیں کرے گا"۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ سن کر آپؐ نے دعا مانگی۔ پھر آپؐ نے نماز شروع کی تو نماز کے دوران ہی جبریلؑ آپؐ پر نازل ہوئے اور یہ آیات لائے:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ

''ہم آپ کے چہرے کو آسمان کی جانب اٹھتا ہوا دیکھ رہے ہیں ہم ضرور بالضرور آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس کو آپ پسند کریں گے۔ آپ مسجد الحرام کی سمت اپنا چہرہ پھیر لیں اور (مسلمانو) تم جہاں بھی رہو اپنا چہرہ مسجد الحرام کی جانب پھیرا کرو''۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیات نازل ہوئیں تو آپؐ نے دوران نماز ہی اپنا رخ کعبہ شریف کی طرف پھیر لیا اور آپ کو دیکھ کر دوسرے مسلمانوں نے بھی اپنا رخ تبدیل کر لیا۔

جب یہود نے دیکھا کہ مسلمانوں نے اپنا قبلہ تبدیل کر لیا ہے تو انھوں نے اعتراض کیا کہ پہلے قبلہ میں انھیں کون سی خرابی نظر آئی کہ انھوں نے اپنا رخ اس سے تبدیل کر دیا ہے؟

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سوال کو ان الفاظ سے بیان کیا:

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ

''عنقریب بے وقوف لوگ کہیں گے کہ انھیں پہلے قبلہ سے کس چیز نے منحرف کیا ہے؟''

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ

''آپ کہہ دیں کہ مشرق و مغرب خدا کی ملکیت ہیں''۔

اور اگر اس نے ایک طرف سے منہ تبدیل کرا کے دوسری طرف کرایا ہے تو آخر اس میں اعتراض کی کیا بات ہے؟

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾

''وہ جسے چاہے صراط مستقیم کی ہدایت کرے''۔

وہ اپنی مخلوق کی مصلحت کو بہتر جانتا ہے اسی لیے وہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت کر کے جنت النعیم پہنچا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دیتا ہے۔

۳۹۹۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

"تحویل قبلہ کے بعد یہودیوں کا ایک گروہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور انھوں نے کہا:

"محمدؐ! آپ نے چودہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہے اب آپؐ نے اس قبلہ کو چھوڑ دیا ہے۔ اگر پہلا قبلہ حق تھا تو آپؐ نے اسے چھوڑ کر باطل کو کیوں اپنایا۔ کیونکہ حق کے مقابلہ میں باطل ہی ہوا کرتا ہے۔ اور اگر پہلا قبلہ باطل تھا اور موجودہ قبلہ حق ہے تو آپ نے ایک طویل عرصہ تک باطل قبلہ کی طرف رخ کیوں کیا اور اب بھی آپ کے متعلق امکان ہے کہ کہیں آپ باطل کی پیروی نہ کر رہے ہوں؟!!"

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"وہ قبلہ بھی حق تھا اور یہ بھی حق تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾

"آپ کہہ دیں کہ مشرق ومغرب اللہ کی ملکیت ہے وہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت کرتا ہے"۔

جب اس نے دیکھا کہ اس کے بندوں کی صلاح وفلاح مشرق کی سمت رخ کرنے میں ہے تو اس نے تمھیں مشرق کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا اور جب اس نے دیکھا کہ اس کے بندوں کی صلاح وفلاح مغرب کی طرف رخ کرنے میں مضمر ہے تو اس نے تمھیں مغرب کی سمت رخ کرنے کا حکم دے دیا۔ لہٰذا تم بندوں کے متعلق خدا کی تدبیر کا انکار مت کرو اور اس نے تمھاری فلاح کا جو ارادہ کیا ہے اس میں شک نہ کرو۔

درمیانی اُمت

۴۰۰۔ بصائر الدرجات میں بندار بن عاصم کی کتاب کے حوالہ سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

''اور اس طرح سے ہم نے تمھیں درمیانی اُمت بنایا تا کہ تم لوگوں کے گواہ بنو اور رسولؐ تمھارے گواہ بنیں''۔

وہ درمیانی اُمت ہم ہیں اور لوگوں کے لیے حلال وحرام کے ہم گواہ ہیں اور ہم اس امر کے بھی گواہ ہیں کہ لوگوں نے حلال وحرام کو کتنا ضائع کیا ہے۔

۴۰۱۔ اصول کافی میں برید عجلی سے روایت ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا کی آیت مجیدہ کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا:

نحن الامة الوسطى ونحن شهداء الله على خلقه وحججه في ارضه

''وہ درمیانی اُمت ہم ہیں (یعنی خدا سے فیض حاصل کر کے مخلوق کو پہنچاتے ہیں) اور خدا کی مخلوق پر خدا کے گواہ ہم ہیں اور خدا کی زمین پر اس کی حجت ہم ہیں''۔

۴۰۲۔ برید عجلی کا بیان ہے کہ میں نے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا.......... کی آیت مجیدہ کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا:

''ہم ہی درمیانی اُمت ہیں اور ہم ہی مخلوق پر خدا کے گواہ ہیں اور زمین پر اس کی حجت ہیں''۔

مذکورہ دونوں احادیث کافی طویل ہیں۔ ہم نے بقدر ضرورت ان کا ایک حصہ نقل کیا ہے۔

۴۰۳۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک طویل حدیث میں یہ الفاظ منقول ہیں:

''اس بات کا فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ اہلِ ایمان میں اختلاف نہیں ہونا چاہیے اسی لیے اللہ نے انھیں لوگوں پر گواہ مقرر کیا ہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر گواہ ہوں گے اور ہم اپنے شیعوں پر گواہ ہوں گے اور ہمارے شیعہ لوگوں پر گواہ ہوں گے''۔

۴۰۴۔ مجمع البیان میں برید بن معاویہ کی روایت کے بعد مرقوم ہے کہ ایک اور روایت میں معصومؑ نے فرمایا:

الينا يرجع الغالي وبنا يلحق المقصر

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''غالی ہماری طرف لوٹ کر آتا ہے اور مقصّر ہم سے آ کر ملتا ہے''۔

۴۰۵۔ حاکم ابوالقاسم الحسکانی نے اپنی کتاب ''شواہد التنزیل'' میں سلیم بن قیس الہلالی سے نقل کیا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

لِّتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ کے مصداق ہم ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر شاہد ہیں اور ہم خدا کی مخلوق پر خدا کی طرف سے شاہد ہیں اور زمین پر خدا کی حجت ہیں اور ہم ہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا (اور اس طرح سے ہم نے تمھیں درمیانی اُمت بنایا ہے)

۴۰۶۔ تفسیر عیاشی میں ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا' آپؑ نے فرمایا:

''ہم جماعت حجاز ہیں''۔

میں (راوی) نے کہا: جماعت حجاز کا کیا مقصد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ''ہم درمیانی راستہ ہیں''۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا ''اور اس طرح سے ہم نے تمھیں درمیانی اُمت بنایا''۔

پھر آپؑ نے فرمایا: ''غالی ہماری طرف لوٹ کر آتا ہے اور مقصّر ہم سے آ کر ملتا ہے''۔

۴۰۷۔ ابوبصیر راوی ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لِّتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ کے تحت ہم لوگوں پر گواہ ہیں کیونکہ ہمیں حلال و حرام کا مکمل علم ہے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ لوگوں نے حلال و حرام کو کتنا ضائع کیا ہے۔

۴۰۸۔ ابوعمرو الزبیری کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

''اور اس طرح سے ہم نے تمھیں درمیانی اُمت قرار دیا ہے تاکہ تم لوگوں کے گواہ بنو اور رسولؐ تمھارے گواہ بنیں''۔

کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اس آیت مجیدہ کے ذریعے سے تمام توحید پرست اہلِ قبلہ مراد ہیں۔ اگر تمھاری یہ سوچ ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ کچھ اہلِ قبلہ تو ایسے بھی ہیں جن کی گواہی تین کلوگرام کھجوروں کے لیے بھی قابلِ قبول نہیں ہے تو تم کیا سمجھتے ہو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جن کی گواہی کھجوروں کی ایک مٹھی کے لیے بھی جائز نہ ہو تو کیا خدا ان سے امم سابقہ کی گواہی لے گا اور انھیں تمام انسانوں کا گواہ تسلیم کر لے گا؟

ہرگز نہیں ایسا کبھی نہ ہوگا۔ اس سے وہ اُمت مسلمہ مراد ہے جن کے لیے حضرت ابراہیمؑ نے دعا مانگی تھی کہ خدایا ہماری ذریت میں اُمت مسلمہ کا سلسلہ جاری فرما اور یہ وہی اُمت ہے جن کے لیے اللہ نے فرمایا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

''تم بہترین اُمت ہو جنہیں لوگوں کے لیے بطور نمونہ بنایا گیا ہے''۔

اور وہی ''خیر اُمت'' ہی اُمت وسطیٰ ہے جو لوگوں کے اعمال کی گواہ ہوگی''۔

۴۰۹۔ حمران بن اعین نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی' آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

''اور اس طرح سے ہم نے تمھیں درمیانی اُمت قرار دیا ہے تاکہ تم لوگوں کے گواہ بنو اور رسول تمھارے گواہ بنیں''۔

اللہ تعالیٰ نے اُمت کی صفت ''وسطاً'' سے کی ہے یعنی عادل اُمت لوگوں پر گواہ بنائی گئی ہے اور اس عادل اُمت پر رسول گواہ ہوں گے۔

لوگوں کے گواہ یا تو ائمہ ہو سکتے ہیں یا پھر رسول ہو سکتے ہیں۔ اس سے اُمت کے تمام افراد مراد نہیں ہیں کیونکہ افراد اُمت میں تو ایسے اشخاص بھی موجود ہیں جن کی گواہی ایک مٹھی بھر سبزی کے لیے بھی قابلِ قبول نہیں ہے۔

۴۱۰۔ کتاب المناقب میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا: ''لوگوں کے گواہ ہم ہیں''۔

تحویلِ قبلہ سے اہلِ ایمان کی آزمائش مقصود تھی

۴۱۱۔ احتجاج طبرسی میں مرقوم ہے کہ ایک شخص نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے پوچھا کہ خدا نے اپنے رسول کو بیت المقدس کے قبلہ کی طرف رخ کرنے کا حکم کیوں دیا تھا؟

آپؑ نے فرمایا کہ بیت المقدس کی طرف رخ کرنے اور کعبہ کی طرف رخ کرنے سے اہلِ ایمان کی آزمائش مقصود

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ......

''ہم نے آپ کے لیے سابقہ قبلہ اس لیے مقرر کیا تا کہ ہم یہ دیکھیں کہ رسولؐ کی پیروی کون کرتا ہے اور اُلٹے پاؤں کون پھر جاتا ہے''۔

اہلِ مکہ یہ چاہتے تھے کہ ان کا قبلہ کعبہ ہو مگر اللہ نے مکہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں۔ اس حکم سے اللہ نے اہلِ مکہ کو آزمایا اور جب آنحضرتؐ مدینہ تشریف لائے تو انصار مدینہ کی خواہش تھی کہ بیت المقدس کا قبلہ بدستور برقرار رہے۔ مگر مدینہ میں اللہ نے بیت المقدس کا قبلہ تبدیل کر دیا اور کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا۔ اس حکم سے اہلِ مدینہ کا امتحان لیا گیا جنہیں بیت المقدس کے قبلہ سے عقیدت تھی۔ دونوں طرف منہ کر کے اللہ تعالیٰ نے مکی اور مدنی دو قسم کے مسلمانوں کا امتحان لیا۔ اسی لیے اللہ نے فرمایا:

وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ

''خدا کی طرف سے ہدایت پانے والوں کے علاوہ تحویل قبلہ کا حکم لوگوں کے لیے بہت گراں تھا''۔

۴۱۲- تہذیب الاحکام میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ پہنچ کر چاہتے تھے کہ ان کا قبلہ تبدیل کر دیا جائے اور انھوں نے اس کے لیے کئی بار آسمان کی طرف چہرہ اٹھا کر دیکھا (اور زبان سے کچھ نہ کہا) اللہ نے ان کے دل کی تمنا کو دیکھ کر انھیں تحویل قبلہ کا حکم دیا اور اپنے حبیب کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ۖ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا

''ہم آپ کے چہرے کو آسمان کی جانب اُٹھتا ہوا دیکھ رہے ہیں ہم ضرور آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جسے آپ پسند کرتے ہوں گے''۔

۴۱۳- ابوبصیر نے امام محمد باقر یا امام جعفر صادق علیہما السلام میں سے کسی ایک امام سے کہا:

''مولا! بتائیں کیا اللہ تعالیٰ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا تھا؟

jabir.abbas@yahoo.com
Contact: jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امام علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں، کیا تم نے خدا کا یہ فرمان نہیں پڑھا:

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ

(اور جس قبلہ کی طرف آپ پہلے رخ کیا کرتے تھے ہم نے اسے اس لیے آپ کا قبلہ مقرر کیا تھا تاکہ ہم یہ دیکھیں کہ رسول کی پیروی کون کرتا ہے اور اُلٹے پاؤں کون پھر جاتا ہے؟)

بنی عبدالاشہل نماز پڑھ رہے تھے اور وہ نماز کی دو رکعتیں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھ چکے تھے۔ انھیں باہر سے آ کر کسی نے بتایا کہ تمھارے پیغمبرؐ نے کعبہ کی طرف منہ پھیر لیا ہے۔ یہ سن کر انھوں نے اپنا رخ تبدیل کر دیا۔ عورتیں مردوں کی جگہ پر آ گئیں اور مرد عورتوں کی جگہ پر آ گئے اور انھوں نے باقی دو رکعتیں کعبہ کی طرف رخ کر کے پڑھیں۔ اور یوں انھوں نے ایک نماز دو قبلوں کی طرف پڑھی۔ اسی لیے ان کی مسجد کا نام ''مسجد القبلتین'' (یعنی دو قبلوں والی مسجد) مشہور ہو گیا۔

۴۱۴- اصول کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے جس میں آپؑ نے فرمایا:

''ہر حاسہ بدن پر ایمان کو تقسیم کیا گیا مثلاً کانوں پر فرض کیا گیا کہ وہ غیبت و بہتان اور غنا سے پرہیز کریں اور قرآن مجید اور دوسری نفع بخش تعلیمات کو دھیان سے سنیں''۔

اس حدیث کے آخر میں آپؑ نے فرمایا:

''تمام اعضائے بدن پر ایمان کے حصے تقسیم کیے گئے اور اللہ نے مکمل ایمان نماز کو قرار دیا ہے۔ جب آنحضرتؐ کو تحویل قبلہ کا حکم دیا گیا تھا تو بہت سے اذہان میں یہ سوال پیدا ہوا تھا کہ ہماری ان نمازوں کا کیا بنے گا جو ہم نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھی تھیں؟

اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ

''اور خدا ایسا نہیں ہے جو تمھارے ایمان کو ضائع کر دے''۔

اس آیت میں ''ایمان'' سے نماز مراد ہے۔

۴۱۵- امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

"جب نماز میں قبلہ رخ ہو جاؤ تو پھر نماز کے دوران قبلہ سے منہ نہ پھیرو ورنہ تمھاری نماز باطل ہو جائے گی' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا ہے:

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ

"تم اپنا چہرہ مسجد الحرام کی جانب پھیر لو اور (مسلمانو) تم جہاں بھی ہو تو اپنے چہروں کو اسی طرف پھیر لیا کرو"۔

۴۱۶۔ من لا یحضرہ الفقیہ میں مرقوم ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانِ نبوت کے بعد تیرہ سال تک مکہ میں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی اور ہجرت کے بعد آپ انیس مہینوں تک مدینہ میں بھی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔

یہودیوں نے آپ کو طعنے دیئے اور انھوں نے کہا: "آپ تو ہمارے قبلہ کے پیرو ہیں"۔

ان کے اس طرح کے طعنوں سے آپ کو سخت دکھ محسوس ہوا۔ چنانچہ آپ رات کے ایک حصہ میں اٹھے اور ملتجیانہ نگاہوں سے آسمان کو دیکھتے رہے۔ پھر صبح کے وقت آپ نے فجر کی نماز پڑھی اور جب آپ نمازِ ظہر کی دو رکعات پڑھ چکے تو اس وقت جبریلؑ امین یہ آیت لے کر نازل ہوئے:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

"ہم آپ کے چہرے کو آسمان کی طرف اٹھتا ہوا دیکھ رہے ہیں ہم ضرور آپ کو اس قبلہ کی طرف موڑیں گے جس پر آپ راضی ہوں گے۔ آپ اپنا چہرہ مسجد الحرام کی طرف پھیر لیں"۔

پھر جبریل امینؑ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ سے پکڑا اور آپ کے چہرے کو خانہ کعبہ کی طرف پھیر دیا۔ آپ نے جیسے ہی چہرہ بدلا تو آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے افراد نے بھی اپنی سمت تبدیل کر دی یہاں تک کہ مرد عورتوں کی جگہ پر آ گئے اور عورتیں مردوں کی جگہ پر آ گئیں۔ چنانچہ آپ کی یہ نماز بیت المقدس کی طرف رخ کرنے سے شروع ہوئی تھی اور کعبہ کی طرف رخ کرنے پر ختم ہوئی۔ اور جب یہی خبر مدینہ کی ایک مسجد میں پہنچی تو وہاں نمازی عصر کی نماز پڑھ رہے تھے اور ابھی انھوں نے دو رکعتیں مکمل کی تھیں یہ خبر سن کر انھوں نے فوری طور پر اپنا رخ خانہ کعبہ کی طرف

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پھیر دیا۔ چنانچہ اس مسجد کا نام ''مسجد القبلتین'' رکھ دیا گیا۔

تحویلِ قبلہ کے بعد مسلمانوں نے رسول اکرمؐ سے پوچھا: ''کیا ہماری سابقہ نمازیں ضائع تو نہ ہو جائیں گی؟''

اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ اِيْمَانَكُمْ

''اللہ ایسا نہیں کہ تمھارے ایمان کو ضائع کر دے''۔

یعنی اللہ تمھاری ان نمازوں کو ضائع نہیں کرے گا جو تم نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی ہیں۔

۴۱۷- زوارہ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

''قبلہ رو ہوئے بغیر نماز صحیح نہیں ہے''۔

میں نے عرض کیا: حد قبلہ کہاں تک ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ''مشرق و مغرب کے درمیان سارا ہی قبلہ ہے''۔

میں نے کہا: جو شخص قبلہ سے ہٹ کر نماز پڑھے یا کوئی شخص بادل والے دن میں وقت سے پہلے نماز پڑھ لے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

آپؑ نے فرمایا: ''وہ اپنی نماز کا اعادہ کرے''۔

۴۱۸- ایک اور حدیث میں مذکور ہے کہ امام علیہ السلام نے سائل سے فرمایا:

''اپنا چہرہ قبلہ کی طرف رکھو اور قبلہ سے روگردانی نہ کرو''۔

اہلِ کتاب جانتے تھے کہ تحویلِ قبلہ حق ہے

۴۱۹- مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ تحویل قبلہ کے بعد اہل کتاب نے رسولؐ خدا سے کہا:

''آپ نے یہ چیز اپنے دل سے گھڑ لی ہے۔ آپ کی حالت یہ ہے کہ کبھی اُدھر رخ کر رہے ہیں اور کبھی اِدھر رخ کر رہے ہیں''۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ

"بے شک جنہیں کتاب دی گئی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ (تحویل قبلہ) ان کے پروردگار کی طرف سے حق ہے اور اب یہ لوگ جان بوجھ کر اعتراض کر رہے ہیں"۔

۴۲۰۔ اصولِ کافی میں اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے۔ اس نے کہا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

"اصحاب مشئمہ (بائیں ہاتھ والے) یہود و نصاریٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے فرمایا ہے:

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ

"وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ ہمارے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچھی طرح سے جانتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں"۔

اہل کتاب تورات و انجیل میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف پڑھ چکے ہیں اور وہ نبی اکرم کو یوں جانتے پہچانتے ہیں جیسا کہ اپنے گھروں میں موجود اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی حالت یہ ہے:

وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

"اور ان میں سے ایک گروہ جان بوجھ کر حق کو چھپا رہا ہے۔ حق آپ کے پروردگار کی طرف سے ہے۔ آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ بنیں"۔

۴۲۱۔ تفسیر علی بن ابراہیم میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ

(ہم نے جن لوگوں کو کتاب دی ہے وہ اس (رسول) کو ایسے ہی جانتے پہچانتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں)

یہ آیت یہود و نصاریٰ کے متعلق نازل ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تورات' زبور اور انجیل میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب اور آپ کے مقامِ بعثت اور مقامِ ہجرت کے متعلق تمام علامات بیان کر دی تھیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ...... (الفتح: ۲۹)

''محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور جو ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں تو انھیں رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا وہ خدا کا فضل اور اس کی رضامندی کے طلبگار ہیں۔ سجدوں کے نشانات ان کے چہروں پر دکھائی دیں گے اور تورات وانجیل میں ان کی یہ مثال دی گئی ہے''۔

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو مذکورہ صفات دے کر دنیا میں روانہ کیا تو اہلِ کتاب نے آپ کی علامات کی بدولت آپ کو پہچان لیا تھا جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے۔ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ''جب ان کے پاس وہ پہنچا جسے وہ پہچانتے تھے تو انھوں نے اس کا انکار کر دیا''۔

قائم آلِ محمدؑ کی پیشین گوئی

۴۲۲۔ کتاب کمال الدین وتمام النعمۃ میں سید عبدالعظیم حسنی سے منقول ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے عرض کیا:

''مجھے امید ہے کہ حضرت قائمؑ کا تعلق اہل بیت محمدؐ سے ہوگا جو کہ ظلم وجور سے بھری ہوئی زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا''۔

امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا:

''ہم میں سے ہر امام قائم بامر اللہ ہے اور دین خدا کا ہادی ہے لیکن جس قائم کے ذریعے سے اللہ زمین کو اہل کفر وعناد سے پاک کرے گا اور انصاف وعدل سے بھرے گا۔ قائم وہ ہوگا جس کی ولادت لوگوں سے مخفی ہوگی اور اس کا وجود لوگوں سے غائب ہوگا اور لوگوں کے لیے اس کا نام لینا حرام ہوگا۔ وہ رسولِ خدا کا ہم نام اور ہم کنیت ہوگا۔ اس کے لیے زمین کو سمیٹ دیا جائے گا اور ہر مشکل امر اس کے لیے آسان کر دیا جائے گا۔ اس کے پاس اصحاب بدر کی تعداد میں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اصحاب جمع ہوں گے اور وہ زمین کے مختلف اطراف واکناف سے اس کے پاس تین سو تیرہ کی تعداد میں جمع ہوں گے۔ انھی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا

"تم جہاں بھی رہو گے تو اللہ تمھیں جمع کر دے گا بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

جب تین سو تیرہ اہلِ اخلاص آپؑ کے پاس جمع ہو جائیں گے تو اللہ ان کے امر کو ظاہر کرے گا اور جب آپؑ کی بیعت کی جائے گی تو دس ہزار افراد آپؑ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ آپؑ انھیں لے کر خروج کریں گے اور دشمنانِ خدا کو قتل کریں گے یہاں تک کہ اللہ راضی ہو جائے گا۔

میں (راوی) نے کہا: انھیں کیسے پتہ چلے گا کہ خدا راضی ہو گیا ہے؟

امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا:

"اللہ ان کے دل میں رحمت ڈال دے گا اور جب وہ مدینہ داخل ہوں گے تو وہ مدینہ کے پرانے دو بتوں کو نکال کر جلا ڈالیں گے۔

۴۲۳۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

"تین سو تیرہ افراد غزوۂ بدر کے مجاہدین کی تعداد کے برابر اپنے بستروں سے گم پائے جائیں گے۔ صبح کے وقت وہ مکہ میں ہوں گے"۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا ہے: اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا "تم جہاں بھی رہو گے تو اللہ تم سب کو ایک ہی جگہ پر لے آئے گا"۔ یہ لوگ امام قائمؑ کے اصحاب ہوں گے۔

۴۲۴۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا کی آیت مجیدہ اصحاب قائمؑ کے لیے نازل ہوئی ہے۔ وہ رات کے وقت اپنے بستروں سے اچانک گم ہو جائیں گے اور صبح کے وقت وہ مکہ میں ہوں گے ان میں سے کچھ بادلوں پر سفر کریں گے اور وہ امام کے نام ولدیت' حلیہ اور ان کے نسب سے واقف ہوں گے۔

میں (راوی) نے عرض کیا: ان میں سے ایمانی لحاظ سے زیادہ باعظمت کون ہوگا؟

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آپؑ نے فرمایا: ''وہ جو دن کے وقت بادل پر سواری کرے گا''۔

۴۲۵۔ تفسیر علی بن ابراہیم میں ابوخالد کابلی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

''میں گویا قائمؑ کو دیکھ رہا ہوں کہ انھوں نے اپنی پشت خانہ کعبہ کی دیوار سے لگائی ہوئی ہے۔ پھر وہ خدا سے اپنے حق کا سوال کر رہا ہے...... اور قرآن کی اس آیت مجیدہ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ (بھلا وہ کون ہے جو مضطر کی فریاد کو سنتا ہے جب وہ اس کو آواز دیتا ہے اور اس کی مصیبت کو دُور کر دیتا ہے) میں ان کا نام ''مضطر'' ہے۔ سب سے پہلے جبریلؑ ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے ان کے بعد تین سو تیرہ افراد ان کی بیعت کریں گے اور جو ان کی مدد کے لیے روانہ ہو چکے ہوں گے وہ ان سے جا کر ملیں گے اور جو بھی ان کی نصرت کے لیے گھروں سے روانہ نہیں ہوئے ہوں گے تو وہ اپنے بستروں سے غائب پائے جائیں گے اور اسی طرف اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے:

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۣ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا

''تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت کرو۔ (نیکیوں سے ہماری ولایت مراد ہے) تم جہاں بھی ہو گے تو اللہ تم سب کو ایک ہی جگہ پر لے آئے گا''۔

۴۲۶۔ روضہ کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام نے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۣ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا کی آیت مجیدہ کے متعلق فرمایا کہ ''خیرات'' سے مراد ہماری ولایت ہے اور جن کو خدا نے یکجا کرنے کا وعدہ کیا ہے وہ امام قائمؑ کے تین سو تیرہ افراد ہیں اور خدا کی قسم! ان کی تعداد مقرر ہے اور وہ خریف کے بادل کے ٹکڑوں کی طرح سے ایک دوسرے سے مل جائیں گے۔

۴۲۷۔ مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:

''خدا کی قسم! اگر ہمارا قائمؑ قیام کرے تو اللہ تمام مقامات سے ہمارے شیعوں کو ان کے لیے جمع کر دے گا''۔

ذکرِ خدا

۴۲۸۔ کتاب معانی الاخبار میں محمد بن مسلم سے ایک طویل حدیث منقول ہے جس کا ایک حصہ یہ ہے:

''تسبیح فاطمہؑ کا تعلق خدا کے اس ذکرِ کثیر سے ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ ''تم میرا ذکر کرو میں تمھارا ذکر کروں گا''۔

۴۲۹۔ اصول کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے جس میں آپ نے کفر کی اقسام بیان کی ہیں۔اس حدیث کے ضمن میں آپؑ نے فرمایا:

''کفر کی تیسری قسم نعمات الٰہی کا کفر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾

''تم میرا ذکر کرو میں تمھارا ذکر کروں گا اور تم میرا شکرادا کرو اور میرا کفر نہ کرو''۔

(مقصد یہ ہے کہ تم میری نعمات کا شکرادا کرو اور کفرانِ نعمت نہ کرو)

۴۳۰۔ تفسیر علی بن ابراہیم میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے۔آپ نے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (اور یقیناً اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

''نمازی اپنی نماز میں اللہ کو یاد کرتے ہیں مگر ان کے ذکر کی وہ حیثیت نہیں ہے جو خدا کی طرف سے ان کے ذکر کی اہمیت ہے۔کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے فرمایا ہے:

فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ ''تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد کروں گا''۔

(اس آیت مجیدہ کا ایک مفہوم یہ ہے کہ تم زمین پر مجھے یاد کرو میں ملاء اعلیٰ میں تمھارا ذکر کروں گا)

علاوہ ازیں اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ تم میرا ذکر قائم کرو' میں تمھارا ذکر قائم کراؤں گا' اور جب میں نے تمھارا ذکر قائم کر دیا تو تمھارے ذکر پر فنا طاری نہ ہوگی۔(من المترجم)

۴۳۱۔ روضہ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے جس کا ایک حصّہ یہ ہے:

''جو مومن خدا کا ذکر کرے تو اللہ اس کا ذکر کرتا ہے اور یاد رکھو جو بھی بندۂ مومن اللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ لوگوں میں اس کا ذکر خیر جاری کر دیتا ہے لہٰذا پوری کوشش بروئے کار لاتے ہوئے خدا کی اطاعت کرو اور اس کا ذکر کرو''۔

۴۳۲۔ مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے۔آپؑ نے فرمایا: حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

''جیسے ہی دن شروع ہوتا ہے تو اس کے پہلے حصّہ میں فرشتہ صحیفہ لے کر آتا ہے اور رات کے پہلے حصّہ میں بھی صحیفہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لے کر آتا ہے جس میں فرزندِ آدم کے عمل لکھے جاتے ہیں لہٰذا دن کے پہلے حصّے میں اپنے صحیفہ میں نیکی لکھواؤ اور رات کے پہلے حصہ میں بھی نیکی لکھواؤ۔ اور اگر درمیان میں کوئی غلطیاں ہوں گی تو خدا معاف کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے:

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ''تم میرا ذکر کرو میں تمھارا ذکر کروں گا''۔

۴۳۳- کتاب الخصال میں مرقوم ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو بہت سی وصیتیں کی تھیں جن میں سے ایک وصیّت یہ تھی:

''تین چیزیں ایسی ہیں جن کو یہ اُمت برداشت نہیں کر سکتی:

۱- اپنے بھائی کے ساتھ مالی ہمدردی ۲- اپنی ذات سے لوگوں کو انصاف فراہم کرنا ۳- ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرنا اور یاد رکھو ذکرِ خدا صرف سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تک ہی محدود نہیں ہے۔ صحیح ذکرِ خدا یہ ہے کہ جب انسان کے سامنے کوئی فعلِ حرام آئے تو وہ خدا سے ڈر جائے اور فعلِ حرام کو چھوڑ دے''۔

۴۳۴- امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ حدیث انہی الفاظ سے منقول ہے' البتہ اس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔ ذکرِ خدا یہ ہے کہ جب خدا کا کوئی حکم تمھارے سامنے آئے تو اس پر عمل کرو۔

۴۳۵- ابوحمزہ ثمالی کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا' آپؑ فرمایا کرتے تھے:

''انسان کے لیے تین حالتیں ہیں اور وہ یہ ہیں: ۱- بلاء ۲- قضا ۳- نعمت''۔

بلاء یعنی آزمائش کے وقت خدا کی طرف سے صبر فرض ہے۔ قضا کی شکل میں انسان پر خدا کی طرف سے تسلیم و رضا واجب ہے اور نعمت کے وقت خدا کی طرف سے انسان پر شکر واجب ہے۔

۴۳۶- ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

''جس نے ''الحمدللہ'' کہا اس نے خدا کی تمام نعمات کا شکر ادا کر دیا''۔

۴۳۷- امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

''خدا کو ہر جگہ یاد کرو وہ تمھارے ساتھ ہے''۔

۴۳۸- امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

''ہر نعمت کے شکر کی عملی کیفیت یہ ہے کہ انسان حرام چیزوں سے پرہیز کرے''۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ
الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ
بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ
الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ
وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَاۗ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا
اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ
رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۫ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ اِنَّ الصَّفَا
وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَاۗىِٕرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ
شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾

"ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے مدد طلب کرو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو جاتے ہیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمھیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہے۔ اور ہم تمھیں ضرور کچھ خوف اور بھوک اور اموال اور نفوس اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے۔ آپ صبر کرنے والوں کو بشارت دے دیں۔ وہ جب ان پر مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم اس کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں پر ان کے پروردگار کی طرف سے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

صلوات اور رحمت ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔ بے شک صفا اور مروہ کی پہاڑیاں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ جو بھی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ ان دونوں کا چکر لگائے اور جو مزید بھلائی کرے گا تو یقیناً خدا قدردان اور جاننے والا ہے“۔

۴۳۹۔ مصباح الشریعہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے جس کا ایک حصہ یہ ہے:
”جو کوئی مصائب کا استقبال کھلے دل اور صبر و سکون اور وقار سے کرے تو وہ شخص خاصانِ خدا میں سے ہے اور وہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کے حق داروں میں سے ہے۔

۴۴۰۔ تفسیر عیاشی میں فضیل سے منقول ہے۔ اس نے کہا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے کہا:
”فضیل! ہمارا جو بھی محبّ تمھیں ملے اسے ہماری طرف سے سلام پہنچاؤ۔ اور ان تک میرا یہ پیغام پہنچاؤ کہ میں تقویٰ کے بغیر تمھیں خدا سے نہیں بچا سکوں گا لہٰذا اپنی زبانوں کی حفاظت کرو اور اپنے ہاتھوں کو روک لو اور صبر اور نماز کا دامن نہ چھوڑو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے“۔

۴۴۱۔ مجمع البیان میں ہے کہ شہداء کے زندہ ہونے کے متعلّق بہت سے اقوال ہیں۔ ان میں سے ایک قول یہ ہے:
”شہداء کو زندہ کہنے کا ایک مقصد یہ ہے کہ ان کی نیک نامی اور تعریف ہمیشہ قائم رہتی ہے اور وہ لوگوں کے قلوب و اذہان میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں جیسا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے علماء کے متعلّق اپنے ایک خطبہ میں یہ الفاظ کہے تھے:
”دولت جمع کرنے والے ہلاک ہو چکے ہیں اور علماء رہتی دنیا تک باقی ہیں اگرچہ ان کے مادی اجسام گم ہو چکے ہیں لیکن ان کے آثار دلوں میں موجود ہیں“۔

۴۴۲۔ یونس بن ظبیان کہتے ہیں کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپؑ نے فرمایا:
”لوگ ارواحِ مومنین کے متعلّق کیا کہتے ہیں؟“
میں نے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں زیرِ عرش قندیلیں ہیں اور وہاں سبز رنگ کے پرندے ہیں اور اہلِ ایمان کی روحیں ان پرندوں کے پوٹوں میں رہتی ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ سن کر آپؑ نے فرمایا:

"سبحان اللہ! مومن کی شان اس سے کہیں زیادہ ہے کہ خدا اس کی روح کو سبز رنگ کے پرندے کے پوٹے میں رکھے۔

یونس! جب کسی مومن کی وفات ہوتی ہے تو اللہ اس کی روح کو دنیاوی جسم کی طرح ایک جسم دیتا ہے اور مومن کھاتے پیتے رہتے ہیں اور جب کوئی نیا آدمی ان کے پاس جاتا ہے تو وہ ان کی دنیاوی شکل وصورت کی وجہ سے انھیں پہچان لیتا ہے"۔

۴۴۳۔ ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارواحِ مومنین کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا:

"وہ جنت میں اپنے دنیاوی اجسام کی طرح سے جسم رکھتے ہیں اگر تو انھیں دیکھ لے تو انھیں پہچان کر کہے گا یہ فلاں ہے، یہ فلاں ہے۔ مومن کے لیے اس کی قبر کو تا حد نظر وسیع کر دیا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے دلہن کی طرح سے سو جاؤ۔

اہلِ ایمان کی آزمائش

ایمان کے تقاضوں کی تکمیل کے لیے امتحان و آزمائش کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ہمیشہ کھرا سونا آگ میں تپ کر کندن ہوجاتا ہے اسی لیے ایمان کے امتحان کے لیے خوف، بھوک، اموال، نفوس اور ثمرات کی کمی کا امتحان مقرر کیا گیا ہے اور جو اہلِ ایمان ان تمام مصائب و مشکلات کو صبر سے برداشت کریں گے اور یہ عقیدہ رکھیں گے کہ وہ اول و آخر خدا کی ملکیت میں ہیں اور ان کی بازگشت خدا کے حضور ہوتی ہے تو ایسے لوگوں پر اللہ کی طرف سے صلوات اور رحمت کا نزول ہوتا ہے اور یہی لوگ حقیقی ہدایت یافتہ ہوتے ہیں۔ ویسے تو مومن ہمیشہ ہی امتحان کے مراحل سے گزرتا رہتا ہے لیکن بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قائم آلِ محمدؐ کے ظہور سے قبل اس امتحان میں شدت پیدا ہوجائے گی جیسا کہ حسب ذیل روایات میں مروی ہے۔

۴۴۴۔ کتاب کمال الدین وتمام النعمۃ میں محمد بن مسلم سے منقول ہے، اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قائم علیہ السلام کے خروج کی کچھ علامات ہیں:

میں (راوی) نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! وہ علامات کون سی ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ان آزمائشات کا ذکر خداوند عالم نے اس آیت میں کیا ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾

''اور ہم تمھیں کچھ خوف' بھوک اور اموال ونفوس وثمرات کی کمی سے ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو بشارت دے دو''۔

اس ذریعہ سے اللہ نے اہلِ ایمان کو یہ پیغام دیا ہے کہ قیامِ قائم سے قبل فلاں خاندان کی حکومت کے آخری ایام میں ان پر سختیاں کی جائیں گی اور اجناس کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں گی اسی لیے اہلِ ایمان کو بھوک وفاقہ کشی کی مصیبتیں جھیلنا پڑیں گی اور تجارت کی کساد بازاری کی وجہ سے دولت و مال میں کمی واقع ہوگی اور کثرت اموات سے ان کا امتحان لیا جائے گا اور ثمرات کی پیداوار میں بے حد کمی واقع ہوجائے گی اور ان حالات وشدائد میں صبر کرنے والوں کے لیے قائم علیہ السلام کے تعجیلِ فرج کی خوش خبری دے دو۔

اس کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ (راوی) سے فرمایا

محمد بن مسلم! یہ اس آیت مجیدہ کی تاویل ہے اور تاویل کا علم ''راسخین فی العلم'' کے پاس ہے۔

۴۴۵۔ تفسیر عیاشی میں ثمالی سے منقول ہے' اس نے کہا کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ...... کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا:

''بھوک دو طرح کی ہوگی۔ ایک عام ہوگی اور ایک خاص ہوگی۔ شام میں عام بھوک ہوگی اور کوفہ میں خاص بھوک ہوگی لیکن وہ آلِ محمدؐ کے دشمنوں پر بھیجی جائے گی جس سے وہ ہلاک ہوجائیں گے اور قائم علیہ السلام کے خروج کے وقت پورے شام پر خوف طاری ہوگا''۔

۴۴۶۔ کتاب علل الشرائع میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا: ''کتاب علی'' میں یہ جملے مرقوم ہیں:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''تمام لوگوں سے زیادہ آزمائش انبیاء کی ہوتی ہے پھر اوصیاء کی ہوتی ہے' پھر ان سے مشابہ افراد کی ہوتی ہے' پھر ان کے مشابہ افراد کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مومن کے نیک اعمال کی مقدار میں اسے آزماتا ہے۔ چنانچہ جس کا دین اور عمل صحیح ہوگا اس کی آزمائش سخت کی جائے گی کیونکہ یہ دنیا نہ تو مومن کے ثواب کا گھر ہے اور نہ ہی کافر کی عقوبت کا مقام ہے اور جس کا دین اور عمل کمزور ہوگا اس کی آزمائش بھی کم ہوگی اور جس طرح سے نشیبی زمین کی طرف تیزی سے بارش کا پانی آتا ہے اسی طرح سے آزمائش بھی متقی مومن کی طرف تیزی سے آتی ہے۔

۴۴۷۔ نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

''بداعمالیوں کے وقت اللہ اپنے بندوں کو پھلوں کی کمی' برکات کے روکنے اور بھلائیوں کے خزانے بند کرنے سے آزماتا ہے تاکہ توبہ کرنے والا توبہ کرے اور نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کرے اور باز آنے والا باز آجائے''۔

۴۴۸۔ مصباح الشریعہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے جس کا ایک حصّہ یہ ہے:

''اللہ جس شخص کو کسی تکلیف میں مبتلا کرے اور وہ مخلوق کے سامنے خالق کا شکوہ نہ کرے اور لوگوں کے روبرو بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے تو ایسا شخص ان لوگوں میں سے قرار پائے گا جن کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے:

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ''اور آپ صبر کرنے والوں کو بشارت دیں''۔

۴۴۹۔ کتاب الخصال میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین کی سند سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی۔

آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''میں نے اپنے بندوں کو دنیا دی ہے اور جو میری ہی عطا کردہ دنیا سے مجھے قرض دے گا تو میں اسے ایک کے بدلے سات سو گنا عطا کروں گا اور جس سے میں دنیا زبردستی (ارضی وسماوی حادثات سے) لے لوں تو میں اس صدمہ کے عوض اسے تین خصلتیں عطا کروں گا اور وہ خصلتیں اتنی قیمتی ہیں کہ اگر میں اپنے فرشتوں کو بھی ان میں سے ایک خصلت دے دوں تو وہ بھی خوش ہوجائیں گے۔ صدمہ برداشت کرنے والے مومن کو میں اپنی طرف سے صلوات' ہدایت اور رحمت عطا کروں گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝۱۵۶ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝۱۵۷

''وہ لوگ جب ان پر کوئی مصیبت وارد ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم اللہ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ ان پر اللہ کی طرف سے صلوات اور رحمت ہے اور وہی لوگ ہی ہدایت یافتہ ہیں''۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''یہ تینوں انعام اسے ملیں گے جو خدا کے دیئے ہوئے صدمہ پر صبر کرے گا''۔

۴۵۰- امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی، آنحضرتؐ نے فرمایا:

''جس میں چار خصلتیں ہوں گی تو وہ اللہ کے نورِ اعظم میں ہوگا:

۱- وہ شخص جس کے ہر کام کا آغاز لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی سے ہو۔

۲- وہ شخص جس پر کوئی مصیبت آئے تو وہ ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ'' کہے۔

۴۵۱- اصول کافی میں ہارون بن فضل سے منقول ہے کہ جس دن امام محمد تقی علیہ السلام کی وفات ہوئی تو اس وقت علی نقی علیہ السلام بیٹھے تھے کہ اچانک انھوں نے ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ'' پڑھا اور کہا کہ میرے والد محمد تقی کی وفات ہوگئی ہے۔

آپؑ سے پوچھا گیا کہ آپؑ کو یہ بات کس نے بتائی؟

آپؑ نے فرمایا: ابھی بیٹھے بٹھائے اچانک میرے دل میں ایک دُکھ سا پیدا ہوا جس سے میں نے اندازہ کیا کہ ہو نہ ہو میرے والد محمد تقی کی وفات ہو چکی ہے۔

۴۵۲- الکافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، آپؑ نے فرمایا:

''جب کسی مومن پر کوئی مصیبت نازل ہو اور وہ صبر کرے اور ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ'' کہے تو اللہ اس کے تمام گذشتہ گناہ معاف کردے گا اور جب وہ اپنے صدمہ کو یاد کرے اور انا للہ پڑھے تو صدمہ کے دن اور یاد کرنے کے دن کے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

درمیان جتنے اس کے گناہ ہوں گے خدا انھیں معاف کردے گا"۔

۴۵۳- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"جو شخص اپنے اوپر پڑنے والی مصیبت کو یاد کرے اگرچہ اسے کتنا ہی عرصہ کیوں نہ گزر گیا ہو اور وہ مصیبت کو یاد کر کے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون والحمدللّٰہ رب العالمین اللھم اجرنی علی مصیبتی واخلف علیّ افضل منھا پڑھے تو اسے اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ صدمہ کی ابتدا پر ملا تھا"۔

۴۵۴- امیرالمومنین علیہ السلام اشعث بن قیس کے پاس اس کے بھائی کی تعزیت کے لیے تشریف لے گئے اور آپؑ نے اس سے فرمایا:

"اگر تو جزع وفزع کرے تو اس سے رشتہ داری کا حق ادا ہوگا اور اگر تو صبر کرے تو اس سے تو اللہ کے حق کو ادا کر سکے گا۔ یاد رکھو! اگر تو نے قضا کے جاری ہونے والے فیصلہ پر صبر کیا تو تو قابلِ تعریف قرار پائے گا اور اگر تو نے بے صبری کا مظاہرہ کیا تو قضا کا فیصلہ تو بہرحال نافذ ہو کر رہے گا مگر تو لائقِ مذمت قرار پائے گا۔

یہ سن کر اشعث نے "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ" کہا۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا: اس جملے کی تاویل بھی جانتے ہو؟

اس نے کہا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: لوسنو! "انا للّٰہ" کے لفظوں سے تم اقرار کرتے ہو کہ تم خدا کی ملکیت میں ہو اور "وانا الیہ راجعون" کے الفاظ سے تم اپنی موت کا اقرار کرتے ہو۔

۴۵۵- تفسیر علی بن ابراہیم میں مرقوم ہے کہ کسی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: یوسف کی جدائی پر یعقوب کو دکھ کتنا ہوا تھا؟

آپؑ نے فرمایا: اگر ستر پسر مردہ ماؤں کا دکھ درد جمع کیا جائے تو حضرت یعقوب کو حضرت یوسفؑ کی جدائی پر اتنا دکھ اور غم ہوا تھا۔ مگر جناب یعقوبؑ کو "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ" کے الفاظ کا علم نہیں تھا اسی لیے وہ "واسفا علی یوسف" کہہ کر اپنے غم کا اظہار کرتے تھے۔

۴۵۶- نہج البلاغہ میں مرقوم ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے کسی شخص کو "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ" کہتا ہوا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پایا۔ آپؑ نے اس سے فرمایا:

''ہماری طرف سے ''انا للہ'' کے الفاظ اس بات کی دلیل ہیں کہ ہم خدا کی ملکیت ہیں اور ہماری طرف سے ''وانا الیہ راجعون'' کے الفاظ اس بات کی گواہی ہیں کہ ہم نے مرنا ہے''۔

۴۵۷- مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے:

''جو مصیبت کے وقت ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ'' کہے گا تو اللہ اس کی مصیبت کی تلافی کرے گا اور اس کا انجام بہتر کرے گا اور اسے اس کا نعم البدل عطا کر کے اسے راضی کرے گا''۔

۴۵۸- جس شخص پر کوئی مصیبت نازل ہوئی ہو اور وہ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اس کو یاد کر کے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھے تو اسے مصیبت کے دن کا سا اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔

صفا و مروہ کی پہاڑیاں

۴۵۹- کتاب علل الشرائع میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

''صفا کو اس لیے ''صفا'' کہا جاتا ہے کہ آدم صفی اللہ اس پر اترے تھے چنانچہ حضرت آدم کی صفوت کی وجہ سے پہاڑ کا نام ''صفا'' پڑ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝۳۳

''بے شک اللہ نے آدم و نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام جہانوں سے چُن لیا''۔

مروہ کی پہاڑی پر حضرت حوا اُتری تھیں۔ حضرت حوا عورت تھیں اور عورت کو ''امراۃ'' کہا جاتا ہے اس لیے جس پہاڑی پر بی بی اتری تھیں اسے لفظ ''امراۃ'' کی مناسبت سے ''مروہ'' کا نام دیا گیا۔

۴۶۰- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند اسماعیل کو مکہ میں چھوڑا تو اسماعیل پیاسے ہوئے۔ اس وقت صفا و مروہ کے درمیان ایک درخت تھا۔ ان کی والدہ نے انھیں لٹایا اور پانی کی تلاش کے لیے کوہ صفا پر کھڑی ہوئیں اور آواز دے کر کہا: کیا وادی میں کوئی انسان ہے؟

کسی طرف سے جواب موصول نہ ہوا۔ اس کے بعد بی بی ''مروہ'' پر آئیں اور یہاں بھی یہی آواز دی لیکن انھیں

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کہیں سے جواب نہ ملا۔ پھر بی بی صفا پر گئیں اور وہاں سے واپس مروہ آئیں۔ الغرض آپ نے صفا و مروہ کے سات چکر لگائے۔ اللہ نے ان کے عمل کو سنت کا درجہ دے دیا۔

حدیث طویل ہے۔ ہم نے بقدر ضرورت اس کا ایک حصہ نقل کیا ہے۔

۴۶۱- معاویہ بن عمار کا بیان ہے کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کا پس منظر یہ ہے کہ ایک مرتبہ ابراہیم علیہ السلام کے سامنے ابلیس نمودار ہوا۔ حضرت جبریلؑ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ وہ اس پر حملہ کر دیں۔ چنانچہ آپ نے اس پر حملہ کیا تو ابلیس صفا و مروہ پر دوڑنے لگا اور حضرت ابراہیمؑ بھی اس کے تعاقب میں چلتے رہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کے عمل کو اللہ نے سنت کا درجہ دے دیا اور اسے حج و عمرہ کا حصہ بنا دیا۔

۴۶۲- حلبی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی ابتدا کیسے ہوئی؟

آپؑ نے فرمایا: یہاں ابراہیم علیہ السلام کے سامنے شیطان ظاہر ہوا تھا۔ آپ اس کو مارنے کے لیے بھاگے تھے۔

۴۶۳- الکافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ میں دس سال تک قیام کیا مگر اس دوران آپؐ نے حج نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حج کا حکم دیا۔ آپ نے اعلان کرنے والوں کو حکم دیا کہ وہ مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں جا کر اعلان کر دیں کہ اس سال رسولؐ خدا حج پر جائیں گے جس نے حج کرنا ہو وہ ہمارے ساتھ چلے۔

اس اعلان کے بعد مدینہ اور اس کے گرد و نواح سے انسانوں کی ایک بڑی تعداد آپ کے پاس جمع ہوگئی۔ لوگ چاہتے تھے کہ آپ کے ساتھ حج کر کے آپ سے مناسک حج کی تعلیم حاصل کریں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲۶ ذی القعدہ کو گھر سے روانہ ہوئے اور جب مقام ذی الحلیفہ (یہ جگہ مدینہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے اور اسے آج کل میقات بیر علی کے نام سے پکارا جاتا ہے) پر پہنچے تو اس وقت سورج ڈھل چکا تھا۔ آپؐ نے وہاں غسل کیا اور درخت کے قریب واقع مسجد میں آئے اور آپ نے وہاں نماز ظہر ادا کی اور آپ نے حج افراد کا ارادہ کیا۔ پھر یہاں سے روانہ ہو کر آپ مقام "بیدا" پر پہنچے وہاں لوگوں کی کچھ صفیں آپ کے ساتھ شامل ہوئیں۔ آپ نے حج افراد کا تلبیہ کہا اور آپ اپنے ساتھ ۶۶ یا ۶۴ قربانی کے جانور لے کر گئے تھے اور سفر کر کے آپ ۴ ذی الحجہ کو مکہ پہنچے۔ آپ نے بیت اللہ کے طواف کے ساتھ چکر لگائے اور طواف کے بعد مقام ابراہیمؑ کے پیچھے آپ نے دو رکعت نماز

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

طواف پڑھی۔ پھر وہاں سے اٹھ کر آپ حجر اسود کے قریب آئے اور اسے بوسہ دیا جب کہ آپ اسے پہلے طواف میں بھی بوسہ دے چکے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللهِ (صفا و مروہ کی پہاڑیاں خدا کی نشانیاں ہیں) میں وہاں سے شروع کرتا ہوں جہاں سے خدا نے شروع کیا ہے۔ (یعنی سعی کے عمل کی ابتدا صفا سے کرنی چاہیے)۔

آنحضرتؐ کے اس اعلان سے قبل مسلمان یہ سمجھتے تھے کہ صفا و مروہ کے درمیان رسم سعی مشرکین کی ایجاد کردہ بدعت ہے اور جب آنحضرتؐ نے آیت قرآن سے اس کی سعی کا حکم دیا تو مسلمانوں کو پتہ چلا کہ صفا و مروہ کی رسم سعی حج و عمرہ کا حصّہ ہے۔

حدیث طویل ہے۔ ہم نے بقدر ضرورت اس کا ایک حصّہ نقل کیا ہے۔

۴۶۴۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

''میں سعی کا آغاز اس مقام سے کروں گا جس کا خدا نے پہلے ذکر کیا ہے۔ چنانچہ آنحضرتؐ صفا پر تشریف لائے اور وہاں سے سعی کا عمل شروع کیا''۔

۴۶۵۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں وہاں سے ابتدا کروں گا جس کا خدا نے ذکر پہلے کیا ہے۔ پھر آپ ''صفا'' پر چڑھے اور وہاں اتنی دیر کھڑے رہے جتنی دیر میں سورہ بقرہ پڑھی جا سکتی ہے''۔

حدیث طویل ہے ہم نے بقدر ضرورت اس کا ایک حصّہ نقل کیا ہے۔

۴۶۶۔ عبید بن زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص نے بیت اللہ کا طواف کیا اور سات چکر پورے کیے۔ پھر وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لیے گیا اور اس نے وہاں چار چکر لگائے کہ اس کو قضائے حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ اس نے صفا و مروہ کی سعی کو چھوڑا اور قضائے حاجت سے فارغ ہوا۔ پھر اس نے اپنی بیوی سے جماع کیا تو اس شخص کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''وہ غسل کرے اور واپس آ کر صفا و مروہ کے بقیہ تین چکر پورے کرے اور خدا سے مغفرت طلب کرے۔ اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے''۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

راوی کہتا ہے کہ پھر میں نے عرض کیا کہ اگر ایک شخص طواف فریضہ میں مشغول ہو اور چار چکر پورے کر چکا ہو پھر اسے قضائے حاجت کی ضرورت محسوس ہو اور وہ مسجد الحرام سے باہر چلا جائے اور قضائے حاجت سے فارغ ہو اور بعدازاں اپنی بیوی سے جماع کرے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''اس کا حج فاسد ہو گیا اور اس کو ایک اونٹ بطور کفارہ قربان کرنا ہوگا اور وہ غسل کرے اور پھر واپس آ کر طواف کے سات چکر پورے کرے۔ پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی بجالائے اور خدا سے مغفرت طلب کرے''۔

میں (راوی) نے عرض کیا: بھلا اس کی کیا وجہ ہے کہ جس نے صفا و مروہ کی سعی کو چھوڑ کر یہ کام کیا تھا تو اس پر تو کفارہ واجب نہیں ہے جب کہ جس نے طواف کو نامکمل چھوڑا اور بیوی سے ہم بستر ہوا تو اس پر کفارہ واجب ہے۔ آخر یہ فرق کیوں ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: بات یہ ہے کہ طواف فرض ہے اور اس کے بعد نماز بھی ہے جب کہ سعی رسولؐ خدا کی سنت ہے۔

میں نے کہا: کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا: اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ (بے شک صفا و مروہ کی پہاڑیاں خدا کی نشانیاں ہیں)۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

جی ہاں خدا نے یہ تو فرمایا ہے مگر اس کے آگے یہ بھی فرمایا ہے: وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ (جو ازخود بھلائی کرے تو خدا قدردان اور علم رکھنے والا ہے) اور اگر سعی فرض ہوتی تو اللہ تعالیٰ وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا کے الفاظ کبھی نہ فرماتا۔

سعی کا آغاز صفا سے کرنا چاہیے

۴۶۷۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب رسول اکرم طواف کر چکے اور دو رکعت نماز طواف ادا کر چکے تو آپؐ نے فرمایا:

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''میں سعی کا آغاز ''صفا'' سے کروں گا کیونکہ اللہ نے اس کا ذکر پہلے کیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ (بے شک صفا اور مروہ کی پہاڑیاں خدا کی نشانیوں میں سے ہیں''۔

یہ حدیث طویل ہے ہم نے بقدر ضرورت اس کا صرف یہ حصہ نقل کیا ہے۔

۴۶۸۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے' آپ نے فرمایا:

''تمام مناسک حج میں سے اللہ کو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا زیادہ پسند ہے کیونکہ یہاں آ کر جبار اور متکبر افراد بھی دوسروں کے ساتھ دوڑ میں شریک ہوتے ہیں''۔

۴۶۹۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے صفا و مروہ میں دوڑنے کے ذریعہ سے متکبرین کے تکبر کو خاک میں ملایا ہے''۔

۴۷۰۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیا صفا و مروہ میں سعی کرنا فرض ہے یا سنت ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: فرض ہے۔

سائل نے کہا تو کیا اللہ تعالیٰ نے سعی کے متعلق یہ نہیں فرمایا: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا (حج و عمرہ کرنے والے کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ ان کا چکر لگائے)۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''اس آیت کا تعلق عمرة القضا سے ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ مکہ کے ساتھ معاہدہ کیا تھا کہ جب آپ آئندہ سال عمرہ کے لیے آئیں گے تو اہلِ مکہ صفا و مروہ سے بت ہٹا لیں گے''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ معاہدے کے تین روز بعد کفار نے بت دوبارہ وہاں رکھ دیئے ہیں اور ایک شخص نے ابھی تک صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کی تو اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ کیا بتوں کی موجودگی میں صفا و مروہ کے درمیان سعی بجا لائے یا سرے سے صفا و مروہ کی سعی کو ہی ترک کر دے؟

اس سوال کے جواب میں اللہ نے یہ آیت نازل کی:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

"صفا و مروہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں جو کوئی حج یا عمرہ کرے تو اس کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ ان کے درمیان چکر لگائے"۔

مقصد آیت یہ ہے کہ بتوں کی موجودگی میں بھی صفا و مروہ کے درمیان سعی کا عمل بجالانا چاہیے۔

۱۷۴- من لایحضرہ الفقیہ میں مرقوم ہے کہ زرارہ بن اعین اور محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ ہم نے امام محمد باقر علیہ سلام سے عرض کیا کہ چار رکعتی نماز کو سفر میں کیسے پڑھا جائے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق حکم دیا ہے:

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ -

"جب تم سفر کرو تو تمھارے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ تم نماز قصر پڑھو"۔

چنانچہ سفر میں قصرِ نماز پڑھنا اسی طرح سے فرض ہے جس طرح سے گھر میں مکمل نماز پڑھنا فرض ہے۔

ہم نے عرض کیا:

اس آیت مجیدہ سے وجوب ثابت نہیں ہوتا کیونکہ آیت میں فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ کے الفاظ ہیں جس کا معنی یہ ہے کہ تمھارے لئے قصر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر قصر نماز واجب ہوتی تو اللہ تعالیٰ فعل امر کے واضح الفاظ اسے اس کی فرضیت کو بیان کر دیتا جیسا کہ اس نے پوری نماز کا واضح حکم دیا ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے تو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کے لیے بھی کم و بیش یہی الفاظ استعمال کیے ہیں اور فرمایا: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا "حج و عمرہ کرنے والے کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ صفا و مروہ کے درمیان چکر لگائے"۔

ان الفاظ کی موجودگی میں صفا و مروہ کی سعی واجب ہے کیونکہ اللہ نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر عمل کر کے دکھایا ہے۔ تو جس طرح سے فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ کے الفاظ کی موجودگی میں صفا و مروہ کی سعی واجب ہے اسی طرح سے فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ کے الفاظ کی موجودگی میں بھی سفر میں نماز قصر پڑھنا واجب ہے کیونکہ اللہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر عمل کر کے دکھایا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ
مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ ۙ أُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ
اللّٰعِنُونَ ﴿۱۵۹﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولٰٓئِكَ
أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۱۶۰﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا
وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ
وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ
وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿۱۶۲﴾ وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ
الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ ﴿۱۶۳﴾ إِنَّ فِى خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِى تَجْرِى فِى الْبَحْرِ بِمَا
يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَأَحْيَا بِهِ
الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۖ وَّتَصْرِيفِ
الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُونَ ﴿۱۶۴﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ
أَنْدَادًا يُّحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۖ وَالَّذِينَ اٰمَنُوٓا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۗ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ
جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا
مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾
وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا
مِنَّا ۭ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَا هُمْ
بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ ع يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ
حَلٰلًا طَيِّبًا ڮ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ
مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي
اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ
قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُهُمْ لَا
يَعْقِلُوْنَ شَـيْـــًٔـا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ
الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَاۗءً وَّنِدَاۗءً ۭ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ
فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا
رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''یقیناً وہ لوگ ہمارے نازل کردہ واضح بیانات اور ہدایات کو چھپاتے ہیں جسے ہم لوگوں کے لیے کتاب میں بیان کرچکے ہیں۔ ان لوگوں پر اللہ لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور جس کو چھپایا ہے اس کو واضح کردیں تو ان لوگوں کی میں توبہ قبول کرتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا مہربان ہوں۔ یقیناً وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور کافر ہوکر مرے تو ان پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ وہ اس لعنت میں ہمیشہ رہیں گے ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا اور نہ ہی انھیں مہلت دی جائے گی۔ اور تمھارا بس ایک ہی معبود ہے۔ اس رحمٰن ورحیم کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ بے شک آسمانوں اور زمین کی خلقت اور روز وشب کی آمدورفت اور ان کشتیوں میں جو دریاؤں میں چلتی ہیں جن سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور اس پانی میں جسے اللہ نے آسمان سے برسا کر مردہ زمین کو زندگی دی ہے اور اس میں ہر طرح کے چوپائے پھیلا دیئے ہیں اور ہواؤں کے چلنے میں اور اس بادل میں جو زمین و آسمان کے درمیان مسخر ہیں صاحبانِ عقل کے لیے نشانیاں پائی جاتی ہیں۔ اور لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو اس کا مثل قرار دیتے ہیں اور ان سے اللہ جیسی محبت بھی کرتے ہیں اور جو لوگ ایمان دار ہیں وہ ان سے بڑھ کر اللہ سے محبت رکھتے ہیں اور کاش ظالموں کو اس وقت یہ بات سوجھتی جو انھیں عذاب دیکھنے کے بعد سوجھے گی کہ یقیناً ہر طرح کی قوت خدا ہی کو ہے اور بے شک خدا سخت عذاب دینے والا ہے۔ اور جب پیشوا اپنے پیروکاروں سے بیزاری اختیار کریں گے اور وہ عذاب دیکھ چکے ہوں گے اور تمام وسائل ٹوٹ چکے ہوں گے۔ اور پیروکار کہیں گے کہ اگر ہمیں دوبارہ پلٹنا نصیب ہوجائے تو ہم بھی ان سے اسی

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

طرح بیزار ہو جائیں گے جس طرح سے وہ ہم سے بیزار ہوئے ہیں۔ خدا ان کے اعمال کو حسرت بنا کر پیش کرے گا اور وہ دوزخ سے نہ نکل سکیں گے۔ اے انسانو! زمین جو بھی حلال و پاکیزہ چیزیں ہیں انھیں کھاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو وہ تمھارا کھلم کھلا دشمن ہے۔ وہ تو بس تمھیں برائی اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور وہ تمھیں اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ تم خدا کے متعلق وہ باتیں کہو جن کا تمھیں علم نہیں ہے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ خدا نے نازل کیا ہے تم اس کی پیروی کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اس کا اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں اور نہ ہی راہِ راست پر چلتے رہے ہوں۔ اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے ان کی مثال تو اس شخص جیسی ہے جو ایسے جانور کو پکار کر اپنا حلق پھاڑے جو آواز و پکار کے سوا اور کچھ نہ سنتا ہو۔ وہ بہرے، گونگے، اندھے ہیں وہ کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ ایمان والو! ہمارے عطا کردہ پاکیزہ رزق میں سے کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو"۔

علمائے سوء ملعون ہیں

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۙ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ﴿١٥٩﴾

"یقیناً وہ لوگ جو ہمارے نازل کردہ واضح بیانات اور ہدایت کو چھپاتے ہیں جسے ہم لوگوں کے لیے کتاب میں بیان کر چکے ہیں، ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں"۔

اہل علم کی یہ شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ خدا کے نازل کردہ احکام و ہدایت کو لوگوں کے سامنے بیان کریں اور اس کے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لیے خودساختہ مصلحتوں کے اسیر نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے واضح کیا ہے کہ جو اہلِ علم خدا کے واضح احکام وہدایت کو چھپاتے ہیں وہ ملعون ہیں۔ ان پر خدا کی لعنت ہے اور تمام لعنت کرنے والوں کی بھی ان پر لعنت ہے۔

ویسے تو خدا کے تمام واضح بیانات وہدایت کو چھپانا بدترین فعل اور گناہ کبیرہ ہے مگر ہادیانِ دین کے فضائل ومناقب کو چھپانا زیادہ برا ہے۔ اسی لیے ہادیانِ دین نے اس کتمانِ حق کی شدید مذمت کی ہے جیسا کہ حسب ذیل روایات میں ہے:

۴۷۲- تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ ...... کے مصداق اتم وہ ہیں جو حضرت علی علیہ السلام کے فضائل ومناقب کو چھپاتے ہیں۔

۴۷۳- امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"جو لوگ ہمارے فضائل ومناقب کو چھپاتے ہیں وہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ ...... کی آیت کے مصداق ہیں۔ واللہ المستعان!"

۴۷۴- امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت مجیدہ کے ضمن میں فرمایا:

"اس آیت کے تحت ہر امام پر بھی واجب ہے کہ وہ اپنے بعد والے امام کے متعلق لوگوں کو بتائے"۔

۴۷۵- محمد بن مسلم نے کہا کہ اس آیت سے اہلِ کتاب مراد ہیں۔

اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ "ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں"۔

۴۷۶- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"وہ لعنت کرنے والے ہم ہیں"۔

مفسرین کے ایک قول کے مطابق تمام چوپائے ان پر لعنت کرتے ہیں۔

۴۷۷- تفسیر علی بن ابراہیم میں مرقوم ہے:

"جس پر خدا لعنت کرے تو تمام جن وانس اس پر لعنت کرتے ہیں"۔

۴۷۸- احتجاج طبرسی میں امام حسن عسکری علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے، آپؑ نے فرمایا:

امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ائمہ ہدیٰ اور مصابیح دجیٰ کے بعد اللہ کی بہترین مخلوق کون سی ہے؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آپؑ نے فرمایا: وہ علماء ہیں اگر وہ صحیح ہوں۔
پھر آپ سے پوچھا گیا کہ ابلیس، فرعون، ثمود اور آپؑ کے دشمنوں اور غاصبوں کے بعد خلقِ خدا میں بدتر کون ہے؟
آپؑ نے فرمایا: وہ علماء ہیں جب بگڑ جائیں، کیونکہ بگڑے ہوئے علماء باطل کے اظہار کرنے والے اور حقائق کو چھپانے والے ہوتے ہیں اور انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ (ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور تمام لعنت کرنے والے ان پر لعنت کرتے ہیں)

۴۷۹۔ مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"جس کسی سے ایسی بات پوچھی جائے جسے وہ جانتا ہو اور وہ اسے چھپا لے تو قیامت کے دن اس کے منہ میں دوزخ کی لگام ڈالی جائے گی"۔

مظاہرِ فطرت آیاتِ الٰہی ہیں

۴۸۰۔ اصول کافی میں ہشام بن الحکم سے منقول ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:
ہشام! اللہ تعالیٰ نے عقل کے ذریعہ سے انسانوں پر اپنی حجت تمام کی ہے اور بیان کے ذریعہ سے انبیاء کی مدد کی ہے اور دلائل سے اپنی ربوبیت کا اثبات کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے:

وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۠ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

(تمہارا معبود یکا و تنہا معبود ہے۔ اس رحمٰن و رحیم کے علاوہ اور کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور روز و شب کی آمد و رفت اور دریاؤں میں چلنے والی وہ کشتیاں جن سے لوگوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اور اللہ نے آسمان سے پانی اُتار کر جو زمین مُردہ کو حیات بخشی ہے اور طرح طرح کے جاندار پھیلائے اور ہواؤں کے چلانے، اور آسمان و زمین

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

کے درمیان مسخر بادل میں صاحبانِ عقل کے لیے نشانیاں ہیں)۔

۴۸۱۔ کتاب اہلیلجہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک طویل گفتگو کے ضمن میں فرمایا:

"آنکھ خدا کی عظیم نشانیوں کا مشاہدہ کرسکتی ہے۔ چنانچہ آنکھ ان بادلوں کو دیکھ سکتی ہے جو زمین و آسمان کے درمیان مسخر ہیں اور سینۂ سنگ سے پیدا ہونے والے درختوں کو آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ بادل کتنے لطیف ہیں مگر وہ اپنی لطافت کے باوجود بے حدوحساب پانی اٹھائے ہوئے ہیں۔ پانی کے علاوہ بادلوں میں رعد و برق بھی موجود ہے اور بادلوں میں اتنی برف موجود ہے جس کا اندازہ لگانے سے ہم قاصر ہیں۔ یہ بادل ٹکڑیوں کی شکل میں ہوتا ہے۔ پھر وہ جمع ہوجاتا ہے اور پھر بعض اوقات جمع ہونے کے بعد یہ دوبارہ پھٹ جاتا ہے اور بادل کئی ہزار میلوں کا سفر طے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے قطرات کی شکل میں بارش نازل کرتا ہے۔ اگر یکدم پانی اتار دے تو تمام کھیتیاں تباہ ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ اُوپر سے پانی برساتا ہے تاکہ ہر نشیب و فراز یکساں طور پر مستفید ہوسکے اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ بادل ایک شہر کے اُوپر سے گزر جاتا ہے اور وہاں ایک بوند تک بھی نہیں برساتا اور اس سے کچھ فاصلے پر دوسرے شہر میں موسلادھار بارش برستی ہے"۔

تمام مصنوعات صانع کی دلیل ہیں

۴۸۲۔ عیون الاخبار میں امام علی رضا علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول ہے۔ اس حدیث کے ضمن میں آپؑ نے منکرین خدا کے سامنے توحید کے دلائل دیتے ہوئے فرمایا:

"جب میں اپنے وجود کو دیکھتا ہوں تو میں دیکھتا ہوں کہ یہ جسم طول و عرض میں کامل ہے اور اس میں یہ نظام موجود ہے کہ اپنے سے تکالیف کو دُور کرے اور اپنی منفعت کو اپنی جانب جذب کرسکے۔ چنانچہ عمارتِ جسم دیکھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس عمارت کا کوئی نہ کوئی معمار ضرور ہے۔ چنانچہ میں نے اس کا اقرار کیا۔ صرف جسم ہی وجود خدا کی دلیل نہیں اس کے علاوہ گردشِ افلاک، بادلوں کا برسنا، ہواؤں کا چلنا، سورج چاند اور ستاروں کا وقت پر طلوع و غروب کرنا یہ سب کی سب خدا کے وجود کی محکم دلیل ہیں۔ چنانچہ یہ تمام چیزیں دیکھ کر مجھے معلوم ہوگیا کہ کوئی نہ کوئی ہستی اس نظام کو چلا رہی ہے (اور وہ ہستی خدا کی ہے)

۴۸۳۔ کتاب التوحید میں ہشام کی زبانی روایت ہے کہ ایک زندیق (دہریہ) نے امام جعفر صادق علیہ السلام

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے کہا: آپؑ کے پاس خدا کے وجود کی کیا دلیل ہے؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا:

''مصنوعات کو دیکھ کر صانع کا پتہ چلتا ہے۔ اگر تم ایک مضبوط عمارت دیکھو تو تم فوراً یہ فیصلہ کرتے ہو کہ یہ از خود وجود میں نہیں آئی۔ اس کا کوئی نہ کوئی بنانے والا ہے۔ اگرچہ تم نے بنانے والے کو نہ بھی دیکھا ہو تو بھی تمھاری عقل یہ فیصلہ کرتی ہے کہ بنانے والے کے بغیر کوئی چیز از خود نہیں بن جاتی۔ (یہ تمام مظاہر فطرت اس بات کی دلیل ہیں کہ ان کا بھی کوئی خالق اور مدبر ہے اور اسی خالق و مدبر کو ''اللہ'' کہا جاتا ہے)۔

اصول کافی میں بھی یہ روایت انہی الفاظ سے مرقوم ہے۔

قیامت کے دن جھوٹے پیر اپنے مریدوں سے بیزاری کا اعلان کریں گے

۴۸۴۔ امالی طوسی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

''جب قیامت کا دن ہوگا تو عرش کے نیچے سے آواز آئے گی: زمین خدا پر خدا کا خلیفہ کہاں ہے؟ یہ آواز سن کر حضرت داؤد علیہ السلام کھڑے ہو جائیں گے۔ اس وقت خدا کی طرف سے یہ آواز آئے گی: اگرچہ تم بھی ہمارے خلیفہ ہو لیکن ہم اس وقت تمھیں یاد نہیں کر رہے۔

پھر دوبارہ ندا بلند ہوگی کہ زمینِ خدا پر خدا کا خلیفہ کہاں ہے؟

اس وقت امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کھڑے ہوں گے۔ قدرت کی طرف سے آواز آئے گی:

اے گروہ خلائق! یہ علی بن ابی طالبؑ میری زمین پر میرا خلیفہ ہے اور میرے بندوں پر میری حجت ہے، جس کسی نے دنیا میں رہ کر اس کی رسی کو پکڑا تھا وہ آج بھی اسی کی رسی کو تھام لے۔

اس وقت علیؑ کا نور چمکنے لگے گا اور اس کے پیرکاروں کو جنت کے بلند درجات کی بشارت دی جائے گی۔ چنانچہ جن لوگوں نے دنیا میں رہ کر ان کی رسی کو تھاما تھا وہ اٹھ کر علیؑ کے پیچھے جنت کی جانب چل پڑیں گے۔ اس کے بعد خدا کی طرف سے یہ آواز آئے گی کہ جس نے دنیا میں کسی امام کی پیروی کی تھی آج وہ اس امام کے پیچھے چلا جائے۔

اس اعلان کے بعد رہبر اپنے پیروکاروں سے اظہار برأت کریں گے اور ان کے تمام اسباب منقطع ہو چکے ہوں گے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جب رہبر اپنے پیروکاروں سے بیزاری کا اعلان کریں گے تو اس وقت ان کے پیروکار کہیں گے: کاش ہمیں پھر زمین پر بھیج دیا جائے تو ہم بھی ان سے اسی طرح سے بیزاری اختیار کریں گے جیسے یہ ہم سے بیزاری اختیار کر چکے ہیں۔ اس وقت اللہ ان کے اعمال کو حسرت بنا کر پیش کرے گا اور انھیں دوزخ میں ڈال دیا جائے گا جہاں سے نکلنا انھیں نصیب نہ ہوگا"۔

۴۸۵- اصول کافی میں جابر سے منقول ہے' اس نے کہا کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللهِ (اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو اس کا مثل قرار دیتے ہیں اور ان سے اللہ جیسی محبت بھی کرتے ہیں) کی آیت مجیدہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا:

اس سے "فلاں فلاں" کے پیروکار مراد ہیں جنھوں نے خدا کے مقرر کردہ امام کو چھوڑ کر انھیں اپنا امام بنایا ہے اور انھی لوگوں کے لیے وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا...... کی آیات نازل ہوئی ہیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا:

"قیامت کے دن ظالموں کے رہبر اپنے پیروکاروں سے بیزاری کا اعلان کریں گے اور ان کے پیروکار کہیں گے کہ کاش ہمیں اگر دنیا میں جانے کا موقع مل جائے تو ہم بھی ان سے اظہارِ بیزاری کریں گے"۔

۴۸۶- تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے' انھوں نے فرمایا:

"وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (اہل ایمان خدا سے بہت زیادہ محبت رکھتے ہیں) کی آیت مجیدہ کے مصداق آلِ محمدؐ ہیں"۔

۴۸۷- منصور بن حازم کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ (وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں ہیں) کی تفسیر پوچھی تو آپؑ نے فرمایا:

"علیؑ کے دشمن دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اور انھیں وہاں سے رہائی نصیب نہیں ہوگی"۔

کنجوس دولت مند حسرتوں کا شکار ہوگا

كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ

(اس طرح خدا ان کے اعمال کو حسرت بنا کر ان کے لیے پیش کرے گا)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۴۸۸- الکافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، آپؑ نے فرمایا:

"اس آیت کا مصداق وہ شخص ہے جسے خدا نے دولت دی ہو اور وہ بخل کر کے اپنی دولت چھوڑ جائے اور اسے اطاعتِ خدا میں خرچ نہ کرے۔ اب دو ہی حالتیں ہیں یا تو اس کی دولت کا وارث ایسا شخص ہوگا جو اپنے باپ کی دولت کو راہِ خدا میں خرچ کرے گا اور جب قیامت کے دن بخیل باپ اپنی رسوائی دیکھے گا اور اپنے بیٹے کے درجات ملاحظہ کرے گا تو اسے اس وقت شدید حسرت ہوگی اور کہے گا کہ کاش میں نے بھی یہ دولت راہِ خدا میں خرچ کی ہوتی تو آج مجھے بھی ذلت و رسوائی نصیب نہ ہوتی۔

دوسری حالت یہ ہے کہ اس کی دولت کا وارث ایسا شخص ہوگا جس نے اس کی دولت کو خدا کی نافرمانی میں خرچ کیا ہوگا اور دولت چھوڑنے والا اس کا مددگار تصور کیا جائے گا۔ چنانچہ وہ اس حالت میں بھی حسرت کا اظہار کرے گا کہ کاش میں نے یہ دولت نہ چھوڑی ہوتی تو میری اولاد اسے خدا کی نافرمانی میں خرچ نہ کرتی"۔

۴۸۹- نہج البلاغہ میں امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے، آپؑ نے فرمایا:

"قیامت کے دن سب سے بڑی حسرت اس شخص کی ہوگی جس نے اللہ کی نافرمانی کر کے مال حاصل کیا ہو اور اس کا وارث وہ شخص ہوا ہو جس نے اسے اللہ کی اطاعت میں صرف کیا ہو کہ یہ تو اس مال کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جائے اور دولت چھوڑنے والا اس مال کی وجہ سے جہنم میں چلا جائے"۔

۴۹۰- مجمع البیان میں حَسَرٰتٍ عَلَیۡهِمۡ کی تفسیر کے متعلق کچھ اقوال بیان کیے گئے ہیں چنانچہ اس کا ایک حصہ یہ ہے:

تیسری توجیہ جو ہمارے اصحاب نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کی ہے، آپؑ نے فرمایا:

"اس سے وہ شخص مراد ہے جس نے دولت حاصل کی ہو اور اسے کارِ خیر میں خرچ نہ کیا ہو اور اس کے بعد اس کا وارث اسی دولت کو کارِ خیر میں خرچ کرے چنانچہ جب دولت چھوڑنے والا اپنے وارث کے میزان کی نیکیوں کو دیکھے گا تو اسے اس وقت سخت حسرت ہوگی"۔

۴۹۱- مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے:

"ایک شاذ قرأت میں لفظ "خطوات" کو "خطؤات" پڑھا گیا ہے"۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شیطان کے نقشِ قدم پر مت چلو

وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ

(اور شیطان کے نقشِ قدم پر مت چلو)

۴۹۲- امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے' انھوں نے فرمایا:

''طلاق کی قسم کھانا' معصیت خداوندی کی نذر ماننا اور غیر اللہ کی قسم کھانا شیطان کے نقشِ قدم کی پیروی ہے''۔

۴۹۳- تفسیر عیاشی میں محمد بن مسلم سے منقول ہے' انھوں نے کہا کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا' آپؑ نے فرمایا:

''وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ (اور شیطان کے نقشِ قدم پر مت چلو۔) غیر اللہ کی ہر قسم کا تعلق شیطان کے نقشِ قدم سے ہے''۔

jabir.abbas@yahoo.com

کافروں پر دعوتِ اسلام کا اثر مرتب نہیں ہوتا

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ۭ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾

''اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے ان کی مثل تو اس شخص جیسی ہے جو اپنے جانور کو پکار کر اپنا حلق پھاڑے جو آواز و پکار کے سوا کچھ نہ سنتا ہو۔ وہ بہرے' گونگے اور اندھے ہیں وہ کچھ بھی نہیں سمجھتے''۔

۴۹۴- تفسیر مجمع البیان میں مرقوم ہے:

''اس آیت مجیدہ کی تقدیر کلام اور تاویل کے متعلق مفسرین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس کا پہلا مفہوم تو یہ ہے کہ اللہ نے اپنے حبیبؐ سے فرمایا ہے:

''جن کافروں کو آپؐ دعوتِ اسلام دے رہے ہیں یہ لوگ تو چوپاؤں کی مانند ہیں جس طرح سے کوئی چوپایہ اپنے مالک کے صرف مخصوص الفاظ سے مانوس ہوتا ہے اس کے علاوہ اسے مالک کے کسی قول سے کوئی سروکار نہیں ہوتا وہ مالک

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی آواز تو سن سکتا ہے لیکن وہ اسے سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے۔ اسی طرح سے آپ بھی جب سرسخت کافروں کو ایمان کی دعوت دیتے ہیں تو آپؐ کے الفاظ ان کے کانوں تک بمشکل پہنچتے ہیں اور اگر بالفرض وہ آپؐ کے الفاظ سن بھی لیں تو وہ اپنے کفر کی وجہ سے ان پر توجہ کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے اور یوں وہ دولت ایمان کے حصول سے قاصر رہتے ہیں''۔

ابن عباس، حسن، مجاہد اور قتادہ سے اس آیت کی یہی تفسیر منقول ہے اور امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی یہی مفہوم منقول ہے۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ
بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٧٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ
مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۙ أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي
بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ ۚ
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٤﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ
بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾
ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي
الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ﴿١٧٦﴾ لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ
قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ ۚ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ
وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ
بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ
وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُتَّقُوْنَ ﴿١٧٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ
فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى
بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ
وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ
وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٧٨﴾
وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُوْنَ ﴿١٧٩﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ
تَرَكَ خَيْرَا ۖۚ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ
حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ؕ ﴿١٨٠﴾ فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ
عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ؕ ﴿١٨١﴾ فَمَنْ خَافَ

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾

''اس نے تو تم پر بس مُردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو حرام کیا ہے پس جو شخص مجبور ہو اور سرکشی کرنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو تو اس پر (ان چیزوں کے کھانے میں) کوئی گناہ نہیں ہے بے شک خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ بے شک وہ لوگ جو ان باتوں کو چھپاتے ہیں جنہیں خدا نے کتاب میں نازل کیا ہے اور اسے تھوڑی سی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں وہ تو دراصل اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں اور اللہ روزِ قیامت ان سے کلام نہیں کرے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلہ میں گمراہی اور مغفرت کے عوض عذاب خریدا ہے۔ آخر یہ آتشِ دوزخ پر کس قدر صبر کریں گے۔ اس عذاب کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور جنھوں نے کتاب میں اختلاف کیا ہے وہ پرلے درجے کی مخالفت میں ہیں۔ نیکی یہ نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق اور مغرب کی طرف کرلو بلکہ نیکی اس شخص کا حصّہ ہے جو اللہ اور آخرت اور ملائکہ اور کتاب اور' انبیاء پر ایمان لائے اور خدا کی محبت میں رشتہ داروں' یتامیٰ اور مساکین اور غربت زدہ مسافروں اور سوال کرنے والوں اور غلاموں کی آزادی کے لیے مال دے' اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور وہ جو عہد کرکے اسے پورا کرنے والے ہیں اور جو پریشانیوں اور بیماریوں اور جنگ کے حالات میں صبر کرنے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو اپنے ایمانی دعویٰ میں سچّے ہیں اور یہی لوگ پرہیزگار

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہیں۔ ایمان والو! تم پر مقتولین کے بارے میں قصاص فرض کیا گیا ہے۔ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ اور اگر کسی کو مقتول کے وارث کی طرف سے معافی مل جائے تو اسے بھی اس کے قدم بقدم نیکی کرنا اور خوش معاملگی سے اس کے حق کو ادا کرنا چاہیے۔ یہ تمھارے پروردگار کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے اور جو اس کے بعد زیادتی کرے تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اور اے اہلِ عقل! قصاص میں تمھارے لیے زندگی ہے تاکہ تم (خون ریزی سے) پرہیز کرو۔ تمھارے اوپر یہ فرض کیا گیا کہ جب تم میں سے کسی کی موت سامنے آجائے تو اگر مرنے والا کوئی مال چھوڑ کر مر رہا ہے تو اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کے لیے وصیّت کرے۔ یہ صاحبانِ تقویٰ پر حق ہے۔ اور جو وصیّت سننے کے بعد اس میں تبدیلی کرے تو اس کا گناہ تبدیل کرنے والے پر ہوگا۔ بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ (ہاں البتہ) جو شخص وصیّت کرنے والے سے بے جا طرفداری یا بے انصافی کا خوف رکھتا ہو اور وارثوں میں صلح کرا دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے''۔

مُردار اور خون وغیرہ کیوں حرام ہیں؟

۴۹۵۔ شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب عیون الاخبار میں امام علی رضا علیہ السلام کا ایک خط نقل کیا ہے جو انھوں نے محمد بن سنان کے خط کے جواب میں تحریر کیا تھا اور اس میں آپ نے احکام شرعیہ کے علل و اسباب بیان کیے تھے۔ اس خط میں آپؑ نے یہ بھی لکھا:

''اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے مُردار کا کھانا حرام کیا ہے کیونکہ یہ جسم انسانی کے لیے خرابی اور تباہی کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ حلال و حرام میں فرق رہے اور اسی فرق کو قائم رکھنے کے لیے اللہ نے ذبح کے وقت تکبیر

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مُردار کی طرح سے خون کا کھانا بھی حرام کیا ہے کیونکہ خون کا کھانا بھی انسانی جسم کے لیے سخت نقصان دہ ہے اور اس کے کھانے سے جسم میں زرد پانی پیدا ہوتا ہے اور جسم سے بدبو آتی ہے اور اس سے بدخلقی اور دل میں سختی پیدا ہوتی ہے اور خون کھانے والے سے شفقت و مہربانی ختم ہو جاتی ہے اور ایسا شخص اتنا بے رحم ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے یا والد کو بھی قتل کر سکتا ہے اور اس سے اس کا کوئی دوست بے خوف نہیں رہ سکتا۔

اللہ نے خنزیر کو حرام کیا ہے کیونکہ یہ مسخ شدہ جانور ہے۔ خدا نے بدکار افراد کو خنزیر کی شکل میں مسخ کر کے انھیں وعظ و نصیحت اور عبرت کا ذریعہ بنایا تھا اس کی حُرمت کے اعلان سے اللہ نے اپنی مخلوق کو یہ بتایا ہے کہ اس پر غضب نازل ہوا ہے۔ غیر اللہ کے نام پر ذبح ہونے والا جانور اس لیے حرام کیا گیا کیونکہ مخلوق پر خدا کا اقرار واجب کیا گیا ہے اور اس کی حرمت سے خدا کے نام پر ذبح ہونے والے اور بتوں کے نام پر ذبح ہونے والے کے درمیان فرق کو واضح کیا گیا ہے۔

خدا کا نام لینے سے خدا کی ربوبیت اور اس کی توحید کا اقرار ہوتا ہے جب کہ غیر اللہ کا نام پکارنے سے شرک اور غیر اللہ کی قربت کی خواہش کا اظہار ہوتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے شرک اور توحید کے فرق کو واضح کرنے کے لیے اس جانور کا کھانا حرام کیا ہے جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو"۔

۴۹۶۔ کتاب علل الشرائع میں ہے کہ ایک شخص نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا:

"اللہ نے شراب، مُردار، خون اور سور کے گوشت کو کیوں حرام قرار دیا؟"

آپؑ نے فرمایا:

"اللہ نے ان اشیاء کو حرام کر کے لوگوں کو خواہ مخواہ دوسری اشیاء کی ترغیب نہیں دی۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بہتر طور پر علم ہے کہ انسان کے لیے فائدہ مند چیز کیا ہے اور نقصان دہ چیز کون سی ہے۔ چنانچہ جو چیزیں انسان کے لیے مفید تھیں انھیں اللہ نے حلال کیا ہے اور جو چیزیں انسان کے لیے مضر تھیں، اللہ نے اسے حرام قرار دیا۔ اور مجبور شخص کے لیے ان کا بقدر ضرورت استعمال حلال کیا اور مجبور کو یہ اجازت دی گئی کہ وہ اتنا حرام کھا سکتا ہے جس سے اس کی جان محفوظ رہ سکے۔ اس سے زیادہ کھانا حرام ہے۔

مُردار انسانی صحت کے لیے سخت نقصان دہ ہے جو بھی مُردار کا گوشت کھائے گا تو اس کا جسم کمزور ہو جائے گا اور

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس کی طاقت جاتی رہے گی اور اس کی نسل منقطع ہو جائے گی اور مُردار خوار اتفاقی موت مرے گا۔

خون کھانے سے زرد پانی پیدا ہوتا ہے اور باؤلے پن کا اندیشہ بڑھ جاتا ہے۔ اس سے دل کی سختی اور شفقت و رحمت کی کمی پیدا ہوتی ہے۔ ایسا شخص اپنے قریبی دوست اور رشتہ دار کو بھی قتل کر سکتا ہے۔

اللہ نے بہت سے نافرمان لوگوں کو مسخ کیا تھا چنانچہ کچھ لوگ بندر بنے تھے اور کچھ بدکاروں کو ریچھ کی صورت دی گئی اور کچھ بدبختوں کو مسخ کر کے خنزیر کی شکل دی گئی۔ کیونکہ خنزیر مسخ شدہ جانور ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اسے حرام کیا ہے تاکہ خدا کے عذاب کو معمولی نہ سمجھ لیا جائے۔

حدیث طویل ہے۔ ہم نے بقدر ضرورت اس کا صرف ایک حصّہ نقل کیا ہے۔

۴۹۷- الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، آپؑ نے فرمایا: مُردار کی دس چیزیں پاک ہیں۔

۱- ہڈی ۲- بال ۳- پشم ۴- پَر ۵- سینگ ۶- سُم ۷- انڈہ ۸- شیر دان ۹- دودھ ۱۰- دانت۔

۴۸۹- الکافی میں علی بن المغیرہ سے روایت ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا:

کیا مردار سے کچھ فائدہ حاصل کرنا جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

میں نے کہا: ہم تک تو یہ روایت پہنچی ہے کہ رسولؐ خدا کا ایک مردہ بکری کے پاس سے گزر ہوا، آپؐ نے فرمایا: اس بکری کے مالکوں نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا؟ (اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مُردار کی کھال اتار کر بیچنا جائز ہے)

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''وہ بکری رسول اکرمؐ کی زوجہ سودہ بنت زمعہ کی تھی اور وہ انتہائی لاغر بکری تھی اسی لیے اسے کسی نے ذبح نہ کیا اور کچھ دنوں کے بعد وہ بکری مر گئی تھی۔ رسولؐ خدا نے اسی کے متعلق فرمایا تھا۔ اگر اس کے مالک اس کے گوشت کے خواہش مند نہ تھے تو انھوں نے اس کی کھال سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا؟ اور انھوں نے اسے زندگی میں ذبح کر کے اس کی کھال کیوں نہیں اُتاری؟''

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۴۹۹۔ محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا:

"اگر کسی مرد یا عورت کی نظر کمزور ہو جائے اور اطباء یہ کہیں کہ تم ہماری دوا استعمال کرو لیکن ایک مہینے تک تم چت لیٹے رہو، بستر سے حرکت نہ کرو اور لیٹے لیٹے نماز ادا کرو۔ کیا بیمار کو طبیب کی یہ بات مان لینی چاہیے؟"

امام علیہ السلام نے اس کی اجازت دی اور آپ نے فَمَنِ اضْطُرَّ...... کی آیت پڑھی۔ مقصد امام یہ تھا کہ مجبوری کی حالت میں تو حرام چیزیں بھی حلال ہو جاتی ہیں۔

باغی کون اور عادی کون ہے؟

۵۰۰۔ من لا یحضرہ الفقیہ میں سید عبدالعظیم حسنی سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے:

"فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ جو کوئی مُردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس پر خدا کا نام نہ لیا گیا ہو کے کھانے پر مجبور ہو جائے بشرطیکہ وہ "باغی" اور "عادی" نہ ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ "باغی و عادی" سے کیا مراد ہے؟"

آپؑ نے فرمایا: "عادی" سے چور مراد ہے اور "باغی" سے وہ شکاری مراد ہے جو صرف تفریح طبع کے لیے شکار کرتا ہو۔ چنانچہ اگر یہ افراد مجبور بھی ہو جائیں پھر بھی ان کے لیے حرام اشیاء کا کھانا حرام ہے۔

۵۰۱۔ امام صادق علیہ السلام کا فرمان ہے:

"جو شخص مُردار، خون اور خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور ہو جائے اور وہ مجبوری کے باوجود بھی نہ کھائے اور مر جائے تو وہ کافر ہو کر مرے گا"۔

۵۰۲۔ کتاب معانی الاخبار میں مرقوم ہے کہ آپ نے فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ کی آیت پڑھی اور فرمایا:

"باغی" وہ ہے جو امام کے خلاف خروج کرے اور "عادی" وہ ہے جو رہزنی کرے۔ ان دونوں کے لیے مجبوری کی حالت میں بھی مُردار حلال نہیں ہے۔

۵۰۳۔ الکافی میں مرقوم ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ کی آیت پڑھی اور

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فرمایا:

"باغی" سے شکار کا طالب اور "عادی" سے چور مراد ہے۔ ان دونوں کے لیے حالت اضطرار میں بھی حرام کھانا جائز نہیں ہے۔

لولا علی لھلك عمر

۵۰۴۔ من لایحضرہ الفقیہ میں مذکور ہے کہ ایک عورت حضرت عمر کے پاس آئی اور ان سے کہا: امیرالمومنین! میں نے بدکاری کی ہے آپ مجھ پر حد شرعی نافذ کریں۔

حضرت عمر نے اس عورت کے رجم کا حکم دیا۔ اس وقت حضرت علی علیہ السلام بھی وہاں موجود تھے۔ آپؑ نے حضرت عمر سے کہا کہ پہلے اس سے یہ تو پوچھو کہ اس نے کن حالات میں بدکاری کی تھی؟

حضرت عمر نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا:

ایک مرتبہ میں صحرا میں جا رہی تھی وہاں مجھے سخت پیاس لگی میں نے اِدھر اُدھر دیکھا تو مجھے دُور سے ایک خیمہ دکھائی دیا میں وہاں گئی تو وہاں ایک مرد بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس سے پانی مانگا تو اس نے کہا کہ میں تجھے اس شرط پر پانی دوں گا کہ تو اپنا آپ میرے حوالے کرے گی۔

میں نے انکار کر دیا اور وہاں سے واپس چلی آئی مگر کافی دیر اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارنے کے بعد مجھے کہیں بھی پانی نہ ملا اور میں پیاس کی وجہ سے ہلاکت کے قریب پہنچ گئی۔ آخر کار مجبور ہو کر میں اس خیمہ میں گئی اور اس سے پانی طلب کیا۔ اس شخص نے مجھ سے وہی پہلے والا مطالبہ کیا۔ مجبور ہو کر میں نے اس کے مطالبہ کی حامی بھر لی۔ چنانچہ اس شخص نے مجھے پانی پلایا پھر اس نے مجھ سے بدکاری کی۔

جب حضرت علی علیہ السلام نے اس عورت کی داستان سنی تو آپؑ نے فرمایا:

"اس عورت پر حد شرعی جاری نہ کی جائے کیونکہ یہ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ کے تحت بے قصور ہے۔ اس نے انتہائی مجبوری کی وجہ سے بدکاری کی ہے"۔

جب حضرت عمر نے حضرت علیؑ کا یہ فیصلہ سنا تو انھوں نے بے ساختہ کہا: لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ "اگر علی نہ ہوتے تو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

عمر ہلاک ہو جاتا"۔

۵۰۵- تہذیب الاحکام میں ہے کہ سماعہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کسی شخص کی آنکھوں میں پانی اتر آئے اور طبیب کہے کہ وہ ایک مہینہ یا چالیس دن چت لیٹا رہے تو کیا وہ شخص لیٹ کر نماز پڑھ سکتا ہے؟

امام علیہ السلام نے جواب دیا: "ہر حرام چیز ضرورت کے وقت حلال ہو جاتی ہے"۔

۵۰۶- تفسیر مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ کے متعلق مفسرین سے تین اقوال مروی ہیں۔ چنانچہ ان میں تیسرا قول یہ ہے:

"وہ امام مسلمین کے خلاف بغاوت کرنے والا نہ ہو اور معصیت کر کے حق پرستوں کے راستے سے تجاوز کرنے والا نہ ہو اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے بھی یہی مفہوم مروی ہے"۔

فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ

۵۰۷- اصول کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ اس کا مفہوم یہ ہے:

"وہ لوگ ایسے فعل پر کتنی ثابت قدمی سے قائم ہیں جس کے متعلق انھیں معلوم ہے کہ اس کا انجام دوزخ کی شکل میں نمودار ہوگا"۔

۵۰۸- مجمع البیان میں مرقوم ہے: فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ کے متعلق مفسرین سے کئی اقوال منقول ہیں۔ ایک قول کا مفہوم یہ ہے کہ دوزخ میں جلنے کے لیے کتنے جری ہیں!

علی بن ابراہیم نے اس مفہوم کو اپنی اسناد کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ اس آیت کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ "یہ لوگ اہلِ دوزخ کے کردار کو کس درجہ اپنائے ہوئے ہیں!"

یہ مفہوم امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی منقول ہے۔

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى خدا کی محبّت میں رشتہ داروں ...... کو مال دے۔

"ذوی القربیٰ" کے متعلق ایک احتمال یہ بھی ہے کہ اس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ دار مراد

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہیں۔ جیسا کہ آیت مودت میں ''ذوی القربیٰ'' سے آنحضرتؐ کے قرابت دار مراد ہیں۔

چنانچہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے یہی مفہوم مروی ہے۔

''وَالسَّآئِلِیْنَ '' اور سوال کرنے والوں کو مال دے۔

۵۰۹- من لا یحضرہ الفقیہ میں امام زین العابدین علیہ السلام سے افراد معاشرہ کے حقوق مروی ہیں۔ ان حقوق کے ضمن میں آپؑ نے فرمایا:

''سائل کا حق یہ ہے کہ اسے اس کی حاجت کی مقدار میں دیا جائے اور مسئول کا حق یہ ہے کہ اگر وہ سائل کو عطا کرے تو وہ شکریہ کے ساتھ قبول کرے اور اس کی فضیلت کو پہچانے اور اگر وہ کچھ نہ دے تو اس کے عذر کو قبول کرے''۔

وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ

''اور جو تنگی' بیماری اور جنگ کے اوقات میں صبر کرتے ہیں''۔

۵۱۰- عیون الاخبار میں امام رضا علیہ السلام کے غلام حارث بن دلہاث سے منقول ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سنا کہ مومن اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس میں تین خصلتیں نہ ہوں۔ اس میں ایک سنت رب کی ہونی چاہیے اور ایک سنت خدا کے نبی کی ہونی چاہیے اور ایک سنت خدا کے ولی کی ہونی چاہیے۔ ولی کی سنت دکھ اور بیماری میں صبر کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ ''وہ جو تنگی اور بیماری میں صبر کرتے ہیں''۔

۵۱۱- تفسیر علی بن ابراہیم میں مرقوم ہے: وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ کا مقصد یہ ہے کہ وہ بھوک' خوف' پیاس اور بیماری کے عالم میں صبر کرتے ہیں۔ وَحِیْنَ الْبَاْسِ یعنی جنگ میں قتل ہونے کے وقت بھی صبر کرتے ہیں۔

قصاص

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ

(اے ایمان والو! تم پر قصاص فرض کیا گیا ہے)

۵۱۲- تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

"قصاص کا حکم پوری جماعت مسلمین کے لیے ہے۔ قصاص صرف مومنین کے ساتھ مخصوص نہیں ہے"۔

۵۱۳- اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی

(آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت)

اسی آیت کے ضمن میں سماعہ بن مہران نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے' آپؑ نے فرمایا:

"غلام کے بدلے میں آزاد کو قتل نہ کیا جائے گا۔ البتہ اسے سخت پیٹا جائے گا اور غلام کی دیت اس سے وصول کی جائے گی اور اگر کوئی مرد کسی عورت کو قتل کرے اور مقتول کے وارث قاتل کو قصاص میں قتل کرنا چاہیں تو انھیں اس مرد کی آدھی دیت اس کے وارثوں کو ادا کرنا ہوگی"۔

۵۱۴- تہذیب الاحکام میں ابوبصیر نے امام محمد باقر یا امام جعفر صادق علیہما السلام میں سے کسی ایک بزرگوار سے روایت کی' انھوں نے فرمایا:

"غلام کے قصاص میں آزاد کو قتل نہ کیا جائے گا البتہ اسے سخت جسمانی سزا دی جائے گی اور اس سے غلام کی قیمت وصول کی جائے گی"۔

۵۱۵- مجمع البیان میں ہے کہ عورت مرد کے مساوی نہیں ہے وہ مرد کے نصف کے مساوی ہے لہٰذا اگر عورت کے بدلے میں مرد کو قتل کیا جائے تو عورت کے وارثوں سے آدھی دیت وصول کی جائے گی۔ طبری نے حضرت علی علیہ السلام سے بھی یہی قول نقل کیا ہے۔

۵۱۶- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"آزاد کو غلام کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے گا البتہ اسے سخت جسمانی سزا دی جائے گی اور غلام کی دیت اس سے وصول کی جائے گی"۔

معافی کی صورت میں

فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(پس اگر کسی کو مقتول کے وارث کی طرف سے معافی مل جائے تو اسے بھی اس کے قدم بقدم نیکی
کرنی چاہیے اور خوش معاملگی سے اس کے حق کو ادا کرنا چاہیے)

۵۱۷- الکافی میں حلبی کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مفہوم دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا:

''اس کا مقصد یہ ہے کہ جس نے حق لینا ہے اور دیت پر قاتل سے مصالحت کر چکا ہو تو وہ دیت کے متعلق سختی نہ کرے اور جس نے دیت ادا کرنی ہے اگر وہ دیت ادا کرنے کے قابل ہو تو پھر دیت کی ادائیگی میں ٹال مٹول نہ کرے اور آبرومندانہ طریقے سے دیت ادا کرے''۔

۵۱۸- ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ...... کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے فرمایا:

''اس سے وہ شخص مراد ہے جو دیت پر مصالحت کرلے تو دیت کے طالب کو چاہیے کہ وہ نرمی سے کام لے اور سختی نہ کرے اور جس کے ذمہ دیت ہے اگر وہ دیت کی ادائیگی کے قابل ہو تو پھر دیت کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام نہ لے''۔

۵۱۹- سماعہ بن مہران کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے قرآن مجید کی آیت فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ...... کا مقصد دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا:

''اس سے مراد وہ شخص ہے جو دیت قبول کرے۔ اللہ تعالیٰ نے دیت لینے والے کو حکم دیا ہے کہ وہ خوش اسلوبی سے دیت کا مطالبہ کرے اور سختی نہ کرے اور اس کے ساتھ ساتھ دیت دینے والے کو حکم دیا ہے کہ اگر وہ دیت ادا کرنے کے قابل ہو تو پھر خوش اسلوبی سے دیت ادا کرے۔

سماعہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (جو اس کے بعد زیادتی کرے تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے) کا کیا مطلب ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''اس کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص دیت لے لے یا مصالحت کرے اور دیت وصول کرنے کے بعد وہ کسی کو قصاص

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں قتل کرے یا کسی کے جسم کا حلیہ بگاڑے تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے"۔

قصاص میں زندگی مضمر ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ

(اور تمھارے لیے قصاص میں زندگی ہے)

۵۲۱۔ کتاب احتجاج طبرسی میں امام زین العابدین علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ آپ نے وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ کی آیت پڑھ کر فرمایا کہ اس آیت کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خطاب کر کے کہا:

"اے اُمت محمد! قصاص تمھارے لیے زندگی کا پیغام ہے کیونکہ جو بھی کسی کو قتل کا ارادہ کرے گا تو قتل کرنے سے پہلے وہ ضرور سوچے گا کہ اس کے قصاص میں وہ خود بھی زندہ نہیں رہے گا۔ اسی لیے وہ قتل سے باز رہے گا اور یوں قانون قصاص کی برکت سے دونوں افراد قتل سے بچ جائیں گے۔ اسی لیے اے عقل مند لوگو! قصاص کو واجب قرار دیا گیا تاکہ تم قتل سے بچ جاؤ"۔

۵۲۲۔ نہج البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے:

"اللہ نے ایمان فرض کیا تاکہ شرک کی ناپاکی دُور ہو اور قصاص واجب کیا تاکہ خون محفوظ رہیں"۔

۵۲۳۔ امالی طوسی میں مرقوم ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے میری چار باتوں کی قرآن میں تصدیق کی ہے جن میں سے ایک بات میں نے یہ کہی تھی: القتل یقل القتل "قتل، قتل کو کم کر دیتا ہے"۔ اللہ تعالیٰ نے میری اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے قرآن حکیم میں یہ آیت نازل فرمائی: وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (اور اے اہل عقل! قصاص میں تمھارے لئے زندگی ہے تاکہ تم بچ جاؤ)

وصیت

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بِالْمَعْرُوفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ۝١٨٠

(تمھارے اوپر یہ فرض کیا گیا کہ جب تم میں سے کسی کی موت سامنے آئے تو اگر مرنے والا کوئی مال چھوڑ کر مر رہا ہے تو اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کے لیے دستور کے مطابق وصیّت کرے۔ یہ صاحبانِ تقویٰ پر حق ہے)

۵۲۴- اصولِ کافی میں محمد بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا:

''کیا وارث کے لیے وصیّت جائز ہے؟''

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں!

پھر آپؑ نے كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ...... کی آیت تلاوت فرمائی۔

۵۲۵- من لا یحضرہ الفقیہ میں سماعہ بن مہران سے روایت کی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا...... کی آیت مجیدہ کی وضاحت دریافت کی تو آپؑ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو مال دار افراد کے لیے مقرر کیا ہے''۔

میں نے عرض کیا کہ کیا وصیّت کی کوئی حد بھی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں! اس کی کم از کم حد ۱/۹ حصّہ تک ہے۔

۵۲۶- کتاب احتجاج طبرسی میں مذکور ہے کہ جب اہلِ اقتدار نے دختر پیغمبر گوان کے حق میراث سے محروم کیا تو حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا نے مسجد نبویؐ میں خطبہ دیا۔ اس خطبہ میں آپؑ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے:

وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ

(اور قرابت دار قانونِ خدا کے تحت ایک دوسرے کی میراث کے زیادہ حق دار ہیں)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ

(اللہ تمھیں تمھاری اولاد کے متعلق وصیّت کرتا ہے کہ لڑکے کو لڑکی کے دو برابر حصّہ دیا جائے)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنۡ تَرَكَ خَيۡرَا ۖۚ اۨلۡوَصِيَّةُ لِلۡوَالِدَيۡنِ وَالۡاَقۡرَبِيۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ ۚ حَقًّا عَلَى الۡمُتَّقِيۡنَؕ ۝۱۸۰

(اگر کوئی مر رہا ہو اور اس کے پاس مال و دولت ہو تو وہ دستور کے مطابق والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لیے وصیت کرے۔ یہ صاحبانِ تقویٰ پر فرض ہے)

مگر اس کے باوجود تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ میرا کوئی حصہ نہیں ہے اور میں اپنے والد کی میراث کی حقدار نہیں ہوں اور میرے اور میرے والد کے درمیان کوئی تعلق نہیں ہے تو کیا اللہ نے تمھیں کسی آیت سے مخصوص کیا ہے اور میرے والد کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے؟"

۵۲۷- تفسیر عیاشی میں ابو بصیر کا بیان ہے کہ صادقین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار نے فرمایا کہ: كُتِبَ عَلَيۡكُمۡ اِذَا حَضَرَ ......کی آیت مجیدہ کو میراث کی آیات نے منسوخ کر دیا ہے اور اس آیت مجیدہ میں فَمَنۡ بَدَّلَهٗ کے الفاظ سے وہ شخص مراد ہے جس کو مرنے والے نے وصیت کی ہو۔

۵۲۸- مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا: کیا وارث کے لیے وصیت کرنا جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔

پھر آپ نے كُتِبَ عَلَيۡكُمۡ اِذَا حَضَرَ ......کی آیت مجیدہ تلاوت فرمائی۔

۵۲۹- حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

"جس شخص نے مرتے وقت اپنے ایسے رشتہ دار کے لیے وصیت نہ کی جس تک میراث نہیں پہنچتی تو اس نے اپنی زندگی کا اختتام معصیت پر کیا"۔

۵۳۰- مجمع البیان میں مرقوم ہے:

"مفسرین کا اس امر میں اختلاف ہے کہ انسان کے پاس کتنی دولت ہو تو اس کے لیے وصیت کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ ابن عباس کا قول ہے کہ جس کے پاس آٹھ سو درہم ہوں تو اس کے لیے وصیت کرنا ضروری ہے"۔

حضرت علی علیہ السلام اپنے ایک غلام کی عیادت کے لیے گئے اور وہ زندگی کے آخری سانس لے رہا تھا۔ اس کے پاس کل دولت سات سو یا چھ سو درہم تھی۔ اس نے آپؑ سے کہا:

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مولا! کیا میں وصیت نہ کروں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔ وصیت کے لیے اللہ نے اِنْ تَرَكَ خَيْرًا کے الفاظ فرمائے ہیں جب کہ تیرے پاس کوئی زیادہ مال نہیں ہے۔

روایت کے آخر میں صاحب مجمع البیان لکھتے ہیں: ہم بھی اسی پر عمل کرتے ہیں۔

۵۳۱- الکافی میں محمد بن مسلم سے منقول ہے' انھوں نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے موت کے وقت وصیت کی کہ اس کا مال "سبیل اللہ" میں دیا جائے۔ (تو کیا اس کی وصیت پر عمل کرنا درست ہے؟)

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"اگر مرنے والا کسی یہودی اور نصرانی کے متعلق بھی وصیت کرے تو بھی اس کی وصیت کو پورا کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ

"جو کوئی وصیت سن کر اسے تبدیل کرے تو اس کا گناہ تبدیل کرنے والے پر ہوگا"۔

۵۳۲- محمد بن مسلم نے صادقین علیہما السلام میں سے کسی ایک بزرگوار سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص وصیت کر جائے کہ اس کا مال "سبیل اللہ" میں دیا جائے۔

آپؑ نے فرمایا: تم اس کا مال وہاں دو جس کے متعلق اس نے وصیت کی ہے۔ اگرچہ وہ یہودی و نصرانی بھی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ

(جو کوئی وصیت سن کر اسے تبدیل کر دے تو اس کا گناہ ان پر ہوگا جو اسے تبدیل کریں گے)

۵۳۳- الکافی میں ایک روایت مذکور ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے وصیت کی اور فرمایا کہ وصیت پر عمل کرنے میں تمھاری نجات ہے اور خبردار وصیت کو ضائع نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ؁۱۸۱

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(جو کوئی وصیّت سن کر اسے بدل دے تو اس کا گناہ بدلنے والوں پر ہوگا بے شک خدا سننے والا جاننے والا ہے)

۵۳۴- یونس بن یعقوب کا بیان ہے کہ ہمدان میں ایک مومن کا والد فوت ہوگیا اور اسے امرِ امامت کے متعلق کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔ مرتے وقت اس نے اپنے کچھ مال کے متعلّق وصیت کی کہ اسے ''سبیل اللہ'' میں خرچ کیا جائے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کی وصیّت کا ذکر کیا گیا۔ آپؑ نے فرمایا:

''اگر کوئی شخص کچھ مال میرے ہاتھ میں دے کر مجھے یہ وصیّت کرے کہ یہ مال فلاں یہودی یا نصرانی کو دے دینا تو میں اس کی بھی وصیت پر عمل کروں گا''۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ (جو کوئی وصیت سن سمجھ کر اس میں تبدیلی کرے تو اس کا گناہ تبدیلی کرنے والوں پر ہوگا) دیکھو اگر کوئی شخص سرحدوں کی طرف جا رہا ہو تو وصیت کی رقم کو اُس کے ہاتھ وہاں پر لڑنے والے مجاہدین کے لیے روانہ کر دیا جائے۔

۵۳۵- حجاج خشّاب بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک عورت نے مرض الموت میں مجھے وصیت کی کہ میں اس کے مال کی اتنی مقدار ''سبیل اللہ'' میں خرچ کروں۔

عورت سے کہا گیا کہ اس سے تیرے لیے حج کیا جائے؟

عورت نے کہا: اسے ''سبیل اللہ'' میں خرچ کیا جائے۔

پھر کسی نے عورت سے کہا: کیا یہ رقم آلِ محمدؐ کو دے دی جائے؟

عورت نے کہا: اسے ''سبیل اللہ'' خرچ کرو۔ اس کے بعد عورت دنیا سے رخصت ہوگئی۔ اب آپ فرمائیں کہ میں اس رقم کو کہاں خرچ کروں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کی وصیت پر عمل کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾

''جو سن سمجھ کر وصیّت کو تبدیل کرے تو اس کا گناہ تبدیل کرنے والوں پر ہوگا۔ بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے''۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

پھر آپ نے مجھ (راوی) سے فرمایا: اچھا یہ بتاؤ اگر میں تمھیں کچھ رقم دیتا کہ جاؤ یہ رقم فلاں یہودی کو دے دو تو کیا تم وہ رقم کسی عیسائی کو دیتے؟

راوی کا بیان ہے کہ میں تین سال تک خاموش رہا۔ پھر میں آپؑ کے پاس گیا اور میں نے آپؑ سے وہی درخواست کی جو تین سال قبل کی تھی۔ آپؑ میری بات سن کر خاموش رہے پھر آپؑ نے فرمایا: اچھا وہ رقم لے آؤ۔

میں نے کہا: آپؑ وہ رقم کسے دیں گے؟

آپؑ نے فرمایا: میں وہ رقم "عیسیٰ شلقان" کو دینا چاہتا ہوں۔

وضاحت: الوافی میں ہے کہ عامہ کے نزدیک "سبیل اللہ" سے جہاد مراد لیا جاتا تھا۔ چونکہ ان کا جہاد حقیقت میں جہاد ہی نہیں تھا اسی لیے شرعی طور پر جہاد کی رقم کو فقرائے شیعہ پر خرچ کرنا حلال تھا۔ "شلقان" عیسیٰ بن ابی منصور کا لقب ہے اور وہ انتہائی نیک اور فاضل شخص تھا۔ رجال کشی میں ہے کہ وہ حضرتؑ کا وکیل تھا۔

۵۳۶- دیان بن شبیب کہتے ہیں کہ ایک عیسائی عورت نے غریب عیسائیوں کے لیے اپنے کچھ مال کی وصیت کی۔ میرے دوستوں نے مجھ سے کہا: تم یہ رقم اپنے غریب ایمانی بھائیوں میں تقسیم کر دو۔

میں نے امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری بہن نے غریب عیسائیوں کے لیے مجھے کچھ مال کی وصیت کی ہے جب کہ میری خواہش یہ ہے کہ میں مذکورہ رقم اپنے غریب ایمانی بھائیوں میں تقسیم کروں' اب آپؑ کیا فرماتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: تم اس کی وصیت پر عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَاِنَّمَآ اِثۡمُهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ يُبَدِّلُوۡنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌؕ ﴿۱۸۱﴾

"جو کوئی وصیت سن کر اس میں تبدیلی کرے تو تبدیلی کرنے والوں پر اس کا گناہ ہوگا۔ بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے"۔

۵۳۷- امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے مرتے وقت اپنی کچھ دولت ایک شخص کے سپرد کی اور اسے وصیت کی کہ اس رقم سے اس کی طرف سے حج بجا لائی جائے۔ مگر وصی نے اس کی موت کے بعد اس رقم سے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا تو کیا اس سے وصیت کے تقاضوں کی تکمیل ہو جائے گی؟

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آپؑ نے فرمایا: اس کے وصی پر فرض ہے کہ وہ اس کی وصیّت پر عمل کرے اور حج کروائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ''جو کوئی سن سمجھ کر وصیّت میں تبدیلی کرے تو اس کا گناہ انہی پر ہوگا جو اسے تبدیل کریں گے''۔

جب وصیّت حق تلفی پر مبنی ہو تو اس میں ردو بدل کرنا درست ہے

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾

(ہاں البتہ) جو شخص وصیّت کرنے والے سے بے جا طرفداری یا بے انصافی کا خوف رکھتا ہو اور وہ وارثوں میں صلح کرادے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

۵۳۸- تفسیر علی بن ابراہیم میں مرقوم ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''جو کوئی شخص کسی چیز کی وصیّت کرے تو وصی کے لیے جائز نہیں کہ وصیّت میں کسی طرح کا تغیّر و تبدل کرے۔ وصی کو چاہیے کہ وصیّت کے مطابق عمل کرے۔ ہاں اگر وصیّت کرنے والا شخص حکمِ خدا کی خلاف ورزی کرے اور وصیّت کی وجہ سے کسی وارث پر ظلم کرے اس صورت میں وصی کے لیے مرنے والے کی وصیّت میں ردو بدل کرنا جائز ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کے بہت سے وارث ہوں اور وہ سارے مال کی وصیّت کسی ایک وارث کے نام کر دے اور باقی رشتہ داروں کو محروم کر دے۔ اس صورت میں وصی کے لیے اس کی وصیّت میں ردو بدل کرنا جائز ہے اور اسی حق تلفی پر مبنی وصیّت کو اللہ نے ''جَنَفًا اَوْ اِثْمًا'' کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔

''جنف'' کسی ایک خاص رشتہ دار کو مخصوص کرنے کو کہا گیا ہے۔ اور ''اثم'' یہ ہے کہ کوئی شخص پارسیوں کے آتش کدوں کے لیے کچھ رقم کی وصیّت کرے یا کسی نشہ آور چیز کو بنانے کی وصیّت کرے تو اس حالت میں وصی کے لیے جائز ہے کہ اس کی وصیّت پر عمل نہ کرے۔

۵۴۰- الکافی میں مرقوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وصی کو یہ حق دیا ہے کہ اگر وصیّت سے کسی کی حق تلفی ہو رہی ہو تو وہ اس

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وصیت کو صحیح دستور کی طرف تبدیل کر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ

''جو شخص وصیّت کرنے والے سے بے جا طرفداری یا بے انصافی کا خوف رکھتا ہو اور وہ وارثوں میں صلح کرا دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے''۔

۵۴۱- محمد بن سوقہ کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ (پس جو کوئی وصیت سننے کے بعد اس میں تبدیلی کرے تو اس کا گناہ تبدیلی کرنے والوں پر ہوگا) کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اسے اس کے بعد والی اس آیت نے منسوخ کر دیا ہے: فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ''جو شخص وصیت کرنے والے سے بے جا طرفداری یا بے انصافی کا خوف رکھتا ہو اور وہ وارثوں میں صلح کرا دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے''۔

مقصد آیت یہ ہے کہ اگر وصی یہ محسوس کرے کہ وصیت کرنے والے نے ناجائز وصیت کی ہے اور اس وصیت پر خدا راضی نہیں ہے تو اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ حق تلفی پر مبنی وصیت کو حق کی طرف پھیر دے

۵۴۲- مجمع البیان کی ایک عبارت کا مفہوم اور ماحصل یہ ہے:

''جان بوجھ کر حق سے انحراف کرنے کے عمل کو ''اثم'' سے تعبیر کیا جاتا ہے اور غلطی سے حق سے منحرف ہونے کو لفظ ''جنف'' سے تعبیر کیا جاتا ہے اور ابن عباس اور حسن سے بھی یہی قول مروی ہے اور امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی یہی مفہوم منقول ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ۚ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُونَ ﴿١٨٤﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى
لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ
الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۚ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ
اَيَّامٍ اُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫
وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُونَ ﴿١٨٥﴾

"اے ایمان والو! تم پر روزے اسی طرح سے فرض کیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے شاید تم اس طرح متقی بن جاؤ۔ یہ روزے گنتی کے چند دنوں کے ہیں۔ تم میں سے جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اتنے ہی دن دوسرے دنوں میں روزے رکھے اور جو لوگ مشکل سے روزہ رکھنے کے قابل ہوں تو وہ روزے کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔ جو شخص اپنی خوشی سے بھلائی کرے تو یہ اس کے لیے زیادہ بہتر ہے اور اگر تم علم رکھتے ہو تو روزہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ اچھا ہے۔ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کا رہنما ہے اور اس میں ہدایت اور حق و باطل کے امتیاز کی روشن نشانیاں ہیں۔ تم میں سے جو اس مہینہ میں اپنی جگہ پر ہو تو اسے ... سفر میں ہو تو اور دنوں میں روزہ کی گنتی پوری کرے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خدا تمھارے لئے آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا تا کہ تم تعداد کی گنتی پوری کرو اور خدا نے جو تم کو ہدایت دی ہے اس کے لیے خدا کی بڑائی بیان کرو تا کہ تم شکر گزار بن جاؤ"۔

روزہ

۵۴۳- تفسیر عیاشی میں جمیل بن دراج سے منقول ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ کے متعلق پوچھا کہ آیا روزے فقط اہلِ ایمان پر ہی فرض ہیں کیا اس حکم میں گمراہ افراد اور منافق شامل نہیں ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں! اس خطاب میں گمراہ اور منافق اور وہ تمام افراد شامل ہیں جنہوں نے اسلام کی ظاہری دعوت کو قبول کیا ہے۔

۵۴۴- امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ ...... کی آیت اہلِ ایمان کے لیے مخصوص ہے۔

۵۴۵- من لایحضرہ الفقیہ میں حفص بن غیاث نخعی سے منقول ہے' اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا' آپؑ نے فرمایا:

"ماہِ رمضان کے روزے ہم سے پہلے کسی بھی اُمت پر فرض نہیں کیے گئے تھے"۔

میں (راوی) نے عرض کیا تو پھر یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (ایمان والو! تم پر اسی طرح سے روزے فرض کیے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے) کا کیا مطلب ہے؟

آپؑ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کے روزے صرف انبیاء پر ہی فرض کیے تھے' اُن کی اُمتوں پر فرض نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس فضیلت کے لیے اُمت اسلامیہ کے افراد کو مخصوص کیا اور اس مہینے کے روزے رسولؐ خدا اور اُن کی اُمت پر فرض کیے"۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

۵۴۶- صحیفہ سجادیہ کی دعاؤں میں سے ایک دعا میں امام سجاد علیہ السلام بارگاہِ احدیت میں عرض کرتے ہیں:

ثم اثرتنا به علی سائر الامم واصطفیتنا دون اهل الملل فصمنا بامرك نهاره وقمنا بعونك لیله -

"پھر تو نے دوسری اُمتوں پر ہمیں ترجیح دی اور تو نے اس فضیلت کے لیے دوسری ملتوں کو چھوڑ کر ہمارا انتخاب کیا چنانچہ ہم نے تیرے فرمان کے تحت اس کے دنوں میں روزے رکھے اور تیری مدد سے ہم نے رات کو قیام کیا"۔

۵۴۷- کتاب الخصال میں مرقوم ہے کہ کچھ یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے عالم نے رسولؐ خدا سے کچھ سوال کیے۔ ان سوالوں میں سے ایک سوال اس نے یہ کیا:

"اللہ نے آپؐ کی اُمت پر تیس روزے کیوں فرض کیے جب کہ دوسری اُمتوں پر اس سے زیادہ دنوں کے روزے فرض کیے گئے تھے؟"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"آدم علیہ السلام نے شجرہ ممنوعہ کا پھل کھایا تھا اور اس کا اثر تیس دن تک ان کے شکم میں باقی رہا تھا اسی لیے اللہ نے نسلِ آدم پر تیس دن کی بھوک پیاس کو فرض کر دیا اور رات کو کھانے پینے کی جو اجازت ہے وہ اس کی طرف سے فضل و کرم ہے۔ اور یہی فضل اللہ نے آدم پر بھی کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لیے میری اُمت پر تیس روزے واجب کیے"۔

اس کے بعد آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ

(تم پر اسی طرح سے روزے فرض کیے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ روزے گنتی کے چند دن ہیں)

رسولؐ خدا کا یہ جواب سن کر یہودی نے کہا: محمدؐ! آپؐ نے سچ فرمایا۔

۵۴۸- الکافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسول

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی:

"ایک مرتبہ جب ماہ شعبان کی تیس تاریخ تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال سے فرمایا: لوگوں کو جمع ہونے کے لیے ندا کرو۔ جب لوگ مسجد میں جمع ہوگئے تو آپ منبر پر تشریف لائے اور خدا کی حمد وثنا کی اور پھر فرمایا:

"لوگو! رمضان کا مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ اللہ نے اس فضیلت کے لیے تمھیں مخصوص کیا ہے اور یہ تمام مہینوں کا سردار ہے"۔

واضح رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ خطبہ کافی طویل ہے۔ ہم نے بقدر ضرورت صرف ایک اقتباس نقل کیا ہے۔

روزوں کا فلسفہ

۵۴۹- عیون الاخبار کے آخر میں شیخ صدوق نے فضل بن شاذان کا وہ رسالہ نقل کیا ہے جسے انھوں نے امام علی رضا علیہ السلام کی زبان سے احکامِ شرعیہ کے علل واسباب سن کر جمع کیا تھا۔ اس رسالہ میں یہ جملے بھی ہیں:

"اگر کوئی کہے کہ روزے کا حکم کیوں دیا گیا؟"

اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ روزے اس لیے واجب کیے گئے تاکہ لوگوں کو بھوک اور پیاس کی تکلیف کا پتہ چلے اور وہ اسے مثال بنا کر فقرِ آخرت کے دُور کرنے کی طرف متوجہ ہوسکیں اور اس کے ساتھ ساتھ روزے کا ایک مقصد یہ بھی ہے روزہ دار میں خشوع اور عاجزی وانکساری پیدا ہو اور بھوک پیاس برداشت کر کے معرفت کے درجات طے کرے اور یوں اجر وثواب کا حق دار قرار پائے اور اس کے علاوہ روزہ انسانی خواہشات کے طوفان کی شدت کو بھی کم کرنے میں ممد ومعاون ہے اور ذریعہِ نصیحت ہے اور شرعی تکالیف کی ادائیگی کے لیے تربیتِ نفس کا سبب ہے اور آخرت کے لیے رہنمائی کا کام دیتا ہے۔ روزہ کی وجہ سے انسان کو اپنے بھوکے پیاسے بھائیوں کی تکلیف کا عملی تجربہ بھی حاصل ہوتا ہے جس سے انسان میں غرباء ومساکین کے لیے محبت وہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور انسان اپنے مالی فرائض ادا کرنے کی طرف راغب ہوتا ہے۔

اور اگر کوئی یہ سوال کرے کہ "روزوں کے لیے ماہِ رمضان کا ہی انتخاب کیوں کیا گیا؟"

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ ''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں اللہ نے قرآن مجید نازل کیا جو کہ لوگوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے اور ہدایت اور حق و باطل کے امتیاز کی اس میں واضح نشانیاں موجود ہیں اور اسی مہینہ میں ہی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اعلانِ نبوت کا حکم دیا گیا اور اس مہینہ میں شب قدر بھی ہے جو کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور اس رات ہر صاحبِ حکمت امر کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور اس رات سال بھر کے خیر و شر' نفع نقصان' رزق اور موت کے فیصلے کیے جاتے ہیں اسی لیے اسے ''لیلۃ القدر'' کہا جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ''لوگوں کو صرف ماہِ رمضان کے روزوں کا حکم کیوں دیا گیا اس سے کم تعداد یا زیادہ تعداد میں روزوں کا حکم کیوں نہیں دیا گیا؟''

اس کے جواب میں کہا جائے گا: ''اس میں عام انسانوں کی قوتِ جسمانی کا خیال رکھا گیا ہے۔ اسے ہر طاقتور اور کمزور ادا کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی احکام نازل کیے ہیں اس میں لوگوں کی غالب اکثریت کو مدنظر رکھا ہے۔ کیونکہ لوگوں کی غالب اکثریت ایک ماہ کا روزہ رکھ سکتی ہے اسی لیے صرف ایک ہی مہینے کے روزے فرض کیے گئے اور کمزور افراد کو روزوں میں رعایت دی گئی اور اہلِ قوت کو مزید فضیلت حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی۔ اگر ایک ماہ سے کم روزوں سے تربیت ممکن ہوتی تو اللہ روزے کم کر دیتا اور اگر زیادہ دنوں کی ضرورت ہوتی تو اللہ روزے زیادہ کر دیتا۔

jabir.abbas@yahoo.com

بیمار اور مسافر کے لیے رعایت

۵۵۰- من لایحضرہ الفقیہ میں زہری سے ایک طویل حدیث منقول ہے جس کا ایک حصہ یہ ہے:

امام زین العابدین علیہ السلام نے مجھ (زہری) سے فرمایا:

''سفر اور بیماری کے روزوں کے متعلق عامہ کا اختلاف ہے۔ ان میں سے کچھ کہتے ہیں کہ بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھیں۔ اور کچھ اور لوگ کہتے ہیں کہ بیمار اور مسافر کی اپنی مرضی پر منحصر ہے چاہے تو روزہ رکھے اور اگر چاہے تو اس دن روزہ نہ رکھے''۔

جب کہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ بیمار اور مسافر کو ہر حالت میں افطار کرنا چاہیے۔ اور اگر کوئی بیمار یا مسافر روزہ رکھے تو ماہ رمضان کے بعد اس دن کی قضا رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ

''تم میں سے جو بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ اتنے ہی دن دوسرے دنوں میں روزے رکھے''۔

۵۵۱- تفسیر عیاشی میں ابوبصیر سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جس طرح سے مسافر کے لیے سفر کی ایک حد مقرر ہے تو کیا بیمار کے لیے بھی بیماری کی کوئی حد مقرر ہے؟

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

''یہ مریض کی ذاتی صوابدید پر منحصر ہے۔ اگر وہ اپنے اندر کمزوری محسوس کرے تو روزہ نہ رکھے اور اگر وہ اپنے اندر قوت محسوس کرے تو وہ روزہ رکھے''۔

خدا کی عطا کردہ رخصت کو ٹھکرانا کفرانِ نعمت ہے

۵۵۲- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں نہ تو واجب روزہ رکھتے تھے اور نہ ہی سنتی روزہ رکھتے تھے اور جو یہ کہتے ہیں وہ رسولؐ خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں''۔

یہ آیت آنحضرتؐ پر مقام ''کراع الغیم'' میں نازل ہوئی تھی۔ آپ نے ایک برتن میں پانی منگوایا اور آپ نے خود پیا اور لوگوں سے فرمایا: کہ تم بھی روزہ کھول دو۔

کچھ لوگوں نے کہا: اب تو سورج نکلنے ہی والا ہے۔ اگر ہم آج کا روزہ رکھ لیں تو اس میں آخر حرج ہی کیا ہے؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کا نام ''عُصَاۃ'' (نافرمان) رکھا۔ رسول اکرمؐ کی وفات تک انھیں اسی نام سے پکارا جاتا تھا۔

۵۵۳- حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میری اُمت کو ایک ایسا تحفہ دیا ہے جو آج تک کسی اُمت کو نصیب ہوا اور وہ تحفہ خدا کا خصوصی فضل ہے''۔

صحابہ نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! وہ خصوصی تحفہ کون سا ہے؟

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آنحضرتؐ نے فرمایا: وہ تحفہ سفر میں افطار اور قصرِ نماز ہے اور جو اس حکم پر عمل نہیں کرتا تو وہ خدا کے تحفہ کو ٹھکرا رہا ہے۔

۵۵۴- الکافی میں حلبی سے روایت ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے سفر میں روزہ رکھا۔ اس کا کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اسے یہ علم تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر کے روزہ سے منع کیا تھا تو اس کو روزہ کی قضا کرنی ہوگی اور اگر اسے معلوم نہ تھا تو اس کے ذمہ کوئی قضا نہیں ہے۔

۵۵۵- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"جو شخص مسئلہ سے ناواقفیت کی وجہ سے سفر میں روزہ رکھے تو اس کے ذمہ کچھ بھی نہیں ہے یعنی اس پر کوئی قضا نہیں ہے"۔

۵۵۶- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"جب کوئی شخص ماہِ رمضان میں سفر کرے تو اسے افطار کرنا چاہیے اور اگر کوئی شخص ناواقفیت کی وجہ سے روزہ رکھے تو اس پر کوئی قضا نہیں ہے"۔

۵۵۷- من لایحضرہ الفقیہ میں زرارہ سے روایت ہے' اس نے کہا: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ بیماری کی کیا مقدار ہو تو انسان روزہ نہ رکھے اور بیٹھ کر نماز پڑھے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"انسان اپنی طبیعت سے خود ہی زیادہ واقف ہے۔ وہ اپنی طاقت اور کمزوری کا خود ہی صحیح فیصلہ کر سکتا ہے"۔

۵۵۸- ولید بن صبیح کا بیان ہے کہ ایک دن مدینہ میں مجھے بخار آ گیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے میرے پاس ایک خوان بھیجا جس میں سرکہ اور زیتون تھا اور آپ نے مجھ سے فرمایا: "افطار کرو اور بیٹھ کر نماز پڑھ"۔

۵۵۹- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"جب روزہ دار کو اندیشہ ہو کہ روزہ کی وجہ سے اسے آشوبِ چشم لاحق ہو جائے گا تو وہ روزہ نہ رکھے"۔

۵۶۰- امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

"وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ (اور جو لوگ مشکل سے روزہ رکھنے کے قابل ہوں تو وہ ہر روزے کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلائیں) اس آیت مجیدہ سے بوڑھا شخص اور وہ شخص مراد ہے جسے پیاس زیادہ لگتی ہو۔

۵۶۱- وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہیں روزہ رکھنے کی طاقت ہو اور وہ بوڑھے ہو جائیں یا وہ شدت پیاس یا اس جیسی کسی بیماری میں مبتلا ہو جائیں تو وہ ہر دن کے عوض ایک مُد طعام فدیہ دیں"۔

۵۶۲- تفسیر علی بن ابراہیم میں وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ کے متعلق امام علیہ السلام کا فرمان ہے:

"جو شخص ماہِ رمضان میں بیمار ہو جائے تو وہ افطار کرے پھر وہ تندرست ہو جائے اور اگلا ماہِ رمضان آنے تک وہ روزے کی قضا نہ بجا لائے تو اسے چاہیے کہ وہ ہر روزے کے بدلے میں ایک دن کا روزہ رکھے اور فدیہ میں ایک مُد طعام بھی دے"۔

عظمتِ رمضان

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ

(رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا)

۵۶۳- اصول کافی میں حفص بن غیاث سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ: مولا! قرآن مجید تو کم و بیش بیس سال تک نازل ہوتا رہا مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا) آخر اس آیت کا کیا مفہوم ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"پورے کا پورا قرآن ماہِ رمضان میں بیت المعمور پر اُتارا گیا۔ پھر وہاں سے ضرورت کے تحت تھوڑا تھوڑا کر کے بیس سال کے عرصہ تک نازل ہوتا رہا"۔

امام علیہ السلام نے پھر فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صحفِ ابراہیم ماہِ رمضان کی پہلی تاریخ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کو نازل ہوئے اور تورات چھ ماہِ رمضان کو نازل ہوئی اور انجیل تیرہ ماہِ رمضان کو نازل ہوئی اور زبور اٹھارہ ماہِ رمضان کو نازل ہوئی اور قرآن مجید تیئس ماہِ رمضان کو نازل ہوا۔

۵۶۴- الکافی میں عمرو الشامی سے مروی ہے اس نے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''قرآن مجید ماہِ رمضان کی پہلی رات کو نازل ہوا لہٰذا تم بھی قرآن کا استقبال قرآن سے کرو''۔

۵۶۵- الکافی میں حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

'تم اس مہینہ کو صرف ''رمضان'' نہ کہا کرو بلکہ ماہِ رمضان کہا کرو کیونکہ تمھیں معلوم نہیں ہے کہ ''رمضان'' کیا ہے۔

۵۶۶- سعد کا بیان ہے کہ ہم آٹھ آدمی امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور رمضان کا ذکر چل پڑا۔ امام علیہ السلام نے ہم سے فرمایا:

''یہ نہ کہو کہ یہ ''رمضان'' ہے اور ''رمضان'' چلا گیا اور ''رمضان'' آ گیا۔ رمضان تو اللہ کے نام میں سے ایک نام ہے اور اللہ تو کہیں بھی آتا جاتا نہیں ہے کیونکہ جو آئے اور جائے تو وہ چیز زوال پذیر ہوتی ہے۔ اس کی بجائے تم کہو ''شھر رمضان'' یعنی ''ماہِ رمضان'' لفظ ماہ یا شہر مضاف ہے اور لفظ رمضان مضاف الیہ ہے یعنی رمضان کا مہینہ۔ بالفاظ دیگر خدا کا مہینہ۔ اللہ نے اس ماہ میں قرآن نازل کیا اور اس مہینہ کو مثالی مہینہ بنایا اور اسے عید کا پیش خیمہ بنایا''۔

۵۶۷- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''اگر کسی شخص نے ''ظہار'' کا روزہ رکھا ہوا ہو اور اس دن ماہِ رمضان کا روزہ ثابت ہو جائے تو وہ اپنے روزے کو ماہِ رمضان کا روزہ تصور کرے اور ماہِ رمضان کے بعد ''ظہار'' کا روزہ رکھے۔

قرآن کے مرکزی موضوعات

۵۶۸- اصول کافی میں اصبغ بن نباتہ سے منقول ہے' ان کا بیان ہے کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام سے سنا' آپؑ نے فرمایا:

''قرآن تین حصوں میں اترا۔ ایک تہائی ہماری مدح اور ہمارے دشمنوں کی مذمت میں نازل ہوئی اور ایک تہائی سنن و امثال پر مشتمل ہے اور ایک تہائی کا تعلق فرائض و احکام سے ہے''۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کو نازل ہوئے اور تورات چھ ماہِ رمضان کو نازل ہوئی اور انجیل تیرہ ماہِ رمضان کو نازل ہوئی اور زبور اٹھارہ ماہِ رمضان کو نازل ہوئی اور قرآن مجید تئیس ماہِ رمضان کو نازل ہوا۔

۵۶۴- الکافی میں عمرو الشامی سے مروی ہے اس نے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"قرآن مجید ماہِ رمضان کی پہلی رات کو نازل ہوا لہٰذا تم بھی قرآن کا استقبال قرآن سے کرو"۔

۵۶۵- الکافی میں حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

"تم اس مہینہ کو صرف "رمضان" نہ کہا کرو بلکہ ماہِ رمضان کہا کرو کیونکہ تمھیں معلوم نہیں ہے کہ "رمضان" کیا ہے۔

۵۶۶- سعد کا بیان ہے کہ ہم آٹھ آدمی امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور رمضان کا ذکر چل پڑا۔ امام علیہ السلام نے ہم سے فرمایا:

"یہ نہ کہو کہ یہ "رمضان" ہے اور "رمضان" چلا گیا اور "رمضان" آ گیا۔ رمضان تو اللہ کے نام میں سے ایک نام ہے اور اللہ تو کہیں بھی آتا جاتا نہیں ہے کیونکہ جو آئے اور جائے تو وہ چیز زوال پذیر ہوتی ہے۔ اس کی بجائے تم کہو "شھر رمضان" یعنی "ماہِ رمضان" لفظ ماہ یا شہر مضاف ہے اور لفظ رمضان مضاف الیہ ہے یعنی رمضان کا مہینہ۔ بالفاظ دیگر خدا کا مہینہ۔ اللہ نے اس ماہ میں قرآن نازل کیا اور اس مہینہ کو مثالی مہینہ بنایا اور اسے عید کا پیش خیمہ بنایا"۔

۵۶۷- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اگر کسی شخص نے "ظہار" کا روزہ رکھا ہوا ہو اور اس دن ماہِ رمضان کا روزہ ثابت ہو جائے تو وہ اپنے روزے کو ماہِ رمضان کا روزہ تصور کرے اور ماہِ رمضان کے بعد "ظہار" کا روزہ رکھے۔

قرآن کے مرکزی موضوعات

۵۶۸- اصول کافی میں اصبغ بن نباتہ سے منقول ہے' ان کا بیان ہے کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام سے سنا' آپؑ نے فرمایا:

"قرآن تین حصوں میں اترا۔ ایک تہائی ہماری مدح اور ہمارے دشمنوں کی مذمت میں نازل ہوئی اور ایک تہائی سنن وامثال پر مشتمل ہے اور ایک تہائی کا تعلق فرائض واحکام سے ہے"۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۵۶۹- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"قرآن مجید چار حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک چوتھائی کا تعلق حلال سے ہے اور دوسری چوتھائی کا تعلق حرام سے ہے۔ اور تیسری چوتھائی کا تعلق سنن و احکام سے ہے اور آخری چوتھائی اُمم سابقہ کے واقعات اور آنے والی نسلوں کے حالات اور تمھارے باہمی فیصلوں پر مشتمل ہے"۔

۵۷۰- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"قرآن کے چار حصے ہیں۔ ایک حصہ ہماری تعریف میں آتا ہے ایک حصہ ہمارے دشمنوں کی مذمت میں ہے اور ایک حصہ سنن و امثال اور ایک حصہ فرائض و احکام پر مشتمل ہے"۔

۵۷۱- زرارہ بیان کرتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"قرآن ایک ہے اور واحد لاشریک کا نازل کردہ ہے۔ اختلاف تو راویوں کا پیدا کردہ ہے"۔

۵۷۲- فضل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"دشمنانِ خدا جھوٹ کہتے ہیں۔ قرآن واحد کی طرف سے آیا ہے اور صرف واحد پر ہی نازل ہوا ہے"۔

۵۷۳- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: قرآن کی کچھ آیات کا خطاب کسی سے ہے اور اس کا مقصود کوئی اور ہے۔

۵۷۴- امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ایک روایت کا ماحصل یہ ہے کہ "ایسی تمام آیات جن سے یہ ترشح ہوتا ہے کہ ان میں اللہ نے اپنے حبیب کریم پر عتاب کیا ہے دراصل ان آیات کا روئے تخاطب تو آنحضرتؐ کی طرف ہے لیکن ان سے مقصود کچھ اور لوگ ہیں جیسا کہ یہ آیت ہے:

لَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيْلًا (اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ آپ ان کی طرف کچھ مائل ہو جائیں) اس آیت میں خطاب اگرچہ آنحضرتؐ سے ہے لیکن مراد کوئی اور ہے"۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

قرآن اور فرقان کا فرق

۵۷۵- کتاب معانی الاخبار میں مرقوم ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا قرآن اور فرقان دونوں ایک ہی چیز ہیں؟

آپؑ نے فرمایا:

"قرآن تو ساری کتاب کا نام ہے اور فرقان اس کے اس حصّہ کا نام ہے جو محکم اور واجب العمل ہے"۔

ماہِ رمضان میں بلاضرورت سفر نہ کیا جائے

۵۷۶- کتاب الخصال میں مرقوم ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

"جب ماہِ رمضان شروع ہو جائے تو آدمی کو بلاضرورت سفر نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (تم میں سے جو ماہِ رمضان میں اپنے گھر میں موجود ہو تو وہ روزہ رکھے)۔

۵۷۷- من لایحضرہ الفقیہ میں مذکور ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ کی آیت پڑھ کر فرمایا:

"یہ آیت کتنی واضح ہے لہٰذا جو شخص گھر میں موجود ہو وہ روزہ رکھے اور جو سفر میں ہو وہ روزہ نہ رکھے"۔

۵۷۸- حلبی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ماہِ رمضان شروع ہوا اور ایک شخص گھر میں موجود تھا اور اس کا سفر کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ پھر اس نے سفر کا ارادہ کر لیا۔ (تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟)

یہ سن کر امام علیہ السلام خاموش رہے اور آپؑ نے کوئی جواب نہ دیا۔

میں نے متعدد بار اپنا سوال حضرتؑ کے سامنے دہرایا تو آپؑ نے فرمایا:

"اس کا گھر میں رہنا افضل ہے البتہ کسی حاجت کے تحت باہر بھی جا سکتا ہے یا اسے اپنے مال کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر بھی وہ سفر کر سکتا ہے"۔

۵۷۹- تفسیر عیاشی میں صباح بن سیابہ سے منقول ہے، اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ابن یعقوب نے مجھ سے کہا تھا کہ میں آپ سے کچھ مسائل دریافت کروں۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آپؑ نے فرمایا: بیان کرو۔

میں نے کہا کہ وہ کہتا تھا کہ ماہِ رمضان شروع ہوا تو میں اپنے گھر میں تھا کہ کیا میں ماہِ رمضان میں سفر کرسکتا ہوں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فرمان ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (تم میں سے ماہِ رمضان کے وقت جو گھر میں ہو وہ روزہ رکھے) چنانچہ اگر کوئی شخص ماہ رمضان کے شروع ہونے کے وقت اپنے اہل وعیال میں ہو تو وہ حج، عمرہ کے لیے سفر کرسکتا ہے اور اگر اسے اپنے مال کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ اس مال کے تحفظ کے لیے بھی سفر کرسکتا ہے۔ اس کے علاوہ سفر نہیں کرسکتا۔

خدا آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

(خدا تمھارے لیے آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا)

۵۸۰- امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

''علی علیہ السلام آسانی ہیں اور فلاں فلاں لوگ تنگی ہیں جو بھی آدم کا فرزند ہوگا وہ ان کی سرپرستی میں کبھی نہیں جائے گا''۔

۵۸۱- کتاب علل الشرائع میں فضل بن شاذان کی زبانی احکامِ شرعیہ کے علل واسباب بیان کیے گئے ہیں اور فضل بن شاذان نے کہا کہ میں نے احکامِ شرعیہ کا یہ فلسفہ امام علی رضا علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے سنا تھا۔ اس کا ایک حصہ یہ ہے:

''اگر کوئی شخص یہ کہے کہ باقی نمازوں کی طرح سے نمازِ عصر کا کوئی واضح وقت مقرر نہیں ہے اس کے لیے بس یہی کہا گیا ہے کہ اسے نمازِ ظہر اور مغرب کے درمیان پڑھا جائے تو آخر ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس نماز کو عشا اور فجر کے درمیان یا فجر اور ظہر کے درمیان میں بھی تو فرض کیا جاسکتا تھا۔ آخر اس نماز کو ظہر ومغرب کے درمیان کیوں قرار دیا گیا؟

اس شخص کے جواب میں کہا جائے گا کہ یہ وقت تمام لوگوں کے لیے آسان ترین وقت ہے اور ہر کمزور اور طاقتور اس وقت پر نماز ادا کرسکتا ہے کیونکہ صبح کے وقت لوگ اپنے کاروبار اور تجارت ومعاملات میں مصروف ہو جاتے ہیں اسی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لیے اس نماز کو فجر اور ظہر کے درمیان نہیں رکھا گیا تاکہ لوگ اپنے کام کاج تسلی سے کرسکیں اور اسے نمازِ عشاء اور نمازِ فجر کے درمیان اس لیے نہیں رکھا گیا کہ لوگوں کے لیے رات کے وقت اٹھنا دشوار ہوتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نمازِ عصر کو آسان ترین وقت میں رکھا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ''خدا تمھاری آسانی چاہتا ہے تمھارے لیے تنگی نہیں چاہتا''۔

۵۸۲- الکافی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے دنیا کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ پھر اللہ نے ان چھ دنوں کو سال کے دنوں سے نفی کر دیا۔ اسی لیے سال کے تین سو چون (۳۵۴) دن ہوتے ہیں۔ شعبان کبھی تیس دنوں کا نہیں ہوتا اور خدا کی قسم رمضان کبھی تیس دنوں سے کم نہیں ہوتا کیونکہ فرض کبھی اُدھورا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ (تاکہ تم گنتی پوری کرو) اور شوال انتیس دن کا ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ حدیث کافی لمبی ہے۔ ہم نے بقدر ضرورت اس کا صرف ایک حصّہ نقل کیا ہے۔

عید الفطر کی تکبیرات

۵۸۳- سعید نقاش کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

''عید الفطر کی تکبیرات ہیں لیکن وہ مسنون ہیں''۔

میں نے کہا: وہ کب پڑھنی ہیں؟

آپؑ نے فرمایا:

''وہ عید کی رات نمازِ مغرب اور عشاء کے بعد اور عید کی صبح نمازِ فجر کے بعد اور نمازِ عید کے بعد پڑھی جائیں گی''۔

میں (راوی) نے عرض کیا: وہ تکبیرات کیسے پڑھی جائیں؟

آپؑ نے فرمایا: تم یہ کہو!

اللّٰه اكبر اللّٰه اكبر لا اله الا اللّٰه واللّٰه اكبر اللّٰه اكبر وللّٰه الحمد اللّٰه اكبر على ما هدانا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اللہ تعالیٰ نے ان کا حکم دیا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ

"تا کہ تم روزے پورے کرو اور ہدایت حاصل ہونے پر خدا کی بڑائی بیان کرو"۔

۵۸۴۔ تفسیر عیاشی میں مرقوم ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:

"ہم نے تو یہ سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتیس روزے زیادہ مرتبہ رکھے تھے اور آپ نے تیس روزے بہت ہی کم مرتبہ رکھے تھے؟"

یہ سن کر آپؑ نے فرمایا:

"اس روایت کا ایک حرف بھی سچا نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ تیس روزے رکھے تھے"۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ (تا کہ تم روزوں کی تعداد مکمل کرو)

اللہ نے تو پورے روزوں کا حکم دیا ہے کیا رسولؐ خدا اس میں کوئی کمی کر سکتے تھے؟

۵۸۵۔ محاسن برقی میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ (خدا نے جو تمہیں ہدایت کی ہے اس پر خدا کی بڑائی بیان کرو) تکبیر سے مراد تعظیم ہے اور ہدایت سے مراد ولایت ہے۔

۵۸۶۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ آیت مجیدہ میں جس شکر کے متعلق فرمایا گیا ہے اس سے مراد معرفت ہے۔

۵۸۷۔ من لایحضرہ الفقیہ میں فضل بن شاذان سے مروی روایت میں امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:

"عید الفطر کے دن باقی نمازوں کی بہ نسبت زیادہ تکبیرات رکھی گئی ہیں کیونکہ تکبیر خدا کی تعظیم اور ہدایت و عافیت کی دولت عطا کرنے پر اس کی تمجید کا نام ہے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے: وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (خدا نے جو تم کو ہدایت دی ہے اس کے لیے خدا کی بڑائی بیان کرو تا کہ تم شکر گزار بن جاؤ)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ
اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِىْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِىْ لَعَلَّهُمْ
يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ
هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ
تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ
بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا
حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ
الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ
عٰكِفُوْنَ ۙ فِى الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ وَلَا تَاْكُلُوْٓا
اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا
فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع

"اور جب میرے بندے تم سے میرے متعلّق پوچھیں تو میں قریب ہوں۔ میں ہر
پکارنے والے کی پکار قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتا ہے لہٰذا وہ بھی مجھ سے قبولیت
طلب کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ راہِ راست پر آجائیں۔ روزے کی رات میں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تمھارے لیے تمھاری بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے۔ وہ تمھارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ خدا نے دیکھ لیا کہ تم اپنے نفس سے خیانت کرتے تھے۔ خدا نے تم پر رجوع کیا اور تمھیں معاف کر دیا۔ اب تم بیویوں سے مباشرت کرو اور جو خدا نے تمھارے لیے مقدر کیا ہے اس کی آرزو کرو۔ اور رات کو کھاؤ پیو یہاں تک کہ سیاہ ڈورے سے فجر کا سفید ڈورا نمایاں نہ ہو جائے۔ پھر رات ہونے تک روزہ پورا کرو اور مساجد میں اعتکاف کی حالت میں ان سے مباشرت نہ کرو۔ یہ خدا کے مقرر کردہ حدود ہیں ان کے قریب نہ جانا۔ اللہ اس طرح سے لوگوں کے لیے اپنی آیات کو بیان کرتا ہے تاکہ وہ متقی بن جائیں۔ اور ایک دوسرے کا مال باطل طریقوں سے مت کھاؤ اور مال حکام کے حوالے کر کے لوگوں کے مال کو مت کھاؤ اور تم جانتے ہو"۔

خدا قریب ہے اور وہ دعاؤں کو قبول کرتا ہے

۵۸۸- اصولِ کافی میں احمد بن محمد بن ابی نصر سے منقول ہے کہ ایک دن امام علی رضا علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

مجھے یہ بتاؤ کہ اگر میں تم سے کوئی بات کہوں تو تم میری بات کا یقین کر لو گے؟

میں نے کہا: میں آپؑ پر قربان، اگر میں آپؑ کی بات پر یقین نہیں کروں گا۔ تو پھر کس کی بات پر یقین کروں گا۔ آپ خلق پر حجتِ خدا ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: تو پھر سنو خدا کے وعدے پر سب سے زیادہ یقین رکھنا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

"جب میرے بندے تم سے میرے متعلق پوچھیں تو میں قریب ہوں اور ہر پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں"۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (اللہ کی رحمت سے نا اُمید مت ہونا)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا (اللہ تم سے اپنی مغفرت اور فضل کا وعدہ کرتا ہے) لہٰذا دوسروں کی بہ نسبت خدا پر زیادہ یقین رکھو اور اپنے دلوں میں بھلائی کی اُمید رکھو خدا تمھاری غلطیاں معاف کرے گا۔

حدیث کافی طویل ہے۔ ہم نے بقدر ضرورت اس کا صرف ایک حصّہ نقل کیا ہے۔

۵۸۹- روضہ کافی میں امیر المومنین علیہ السلام سے ایک طویل خطبہ منقول ہے، اس خطبہ کے کچھ کلمات یہ ہیں:

''کثرتِ ذکر سے اپنے آپ کو خدا کی حفاظت میں لاؤ اور تقویٰ کے ذریعے سے خداخوفی کا مظاہرہ کرو اور اطاعت کے ذریعے سے اس کا تقریب تلاش کرو بے شک وہ قریب اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

''اور جب میرے بندے تم سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کو قبول کرتا ہوں۔ انھیں بھی چاہیے کہ وہ بھی مجھ سے طلب قبولیت کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ راہِ راست پر آجائیں''۔

۵۹۰- نہج البلاغہ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی وہ وصیت مرقوم ہے جو آپؑ نے صفین سے واپسی پر حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے نام تحریر کی تھی۔ اس عظیم وصیت نامہ کے چند الفاظ یہ ہیں:

''اللہ نے تمھارے ہاتھ میں اپنے خزانوں کو کھولنے والی کنجیاں دے دی ہیں اس طرح کہ اس نے تمھیں اپنی بارگاہ میں سوال کرنے کا طریقہ بتایا کہ جب تم چاہو دعا کے ذریعہ اس کی نعمتوں کے دروازے کھلوا لو، اس کی رحمت کے جھالوں کو برسا لو۔ ہاں بعض اوقات قبولیت میں دیر ہو تو اس سے نا اُمید نہ ہونا۔ اس لیے کہ عطیہ نیت کے مطابق ہوتا ہے اور اکثر قبولیت میں اس لیے دیر کی جاتی ہے کہ سائل کے اجر میں اور اضافہ ہو اور اُمیدوار کو عطیے اور زیادہ ملیں اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ تم ایک چیز مانگتے ہو اور وہ تمھیں حاصل نہیں ہوتی مگر دنیا یا آخرت میں اس سے بہتر چیز تمھیں مل جاتی ہے یا تمھارے کسی بہتر مفاد کے پیش نظر تمھیں اس سے محروم کر دیا جاتا ہے اس لیے کہ تم کبھی ایسی چیزیں بھی طلب کر لیتے ہو کہ اگر وہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

تمھیں دے دی جائیں تو تمھارا دین تباہ ہو جائے۔ لہٰذا تمھیں بس وہ چیز طلب کرنا چاہیے جس کا جمال پائیدار ہو اور جس کا وبال تمھارے سر نہ پڑنے والا ہو۔ رہا دنیا کا مال تو نہ یہ تمھارے لیے رہے گا اور نہ تم اس کے لیے رہو گے''۔

۵۹۱- امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

''جب تم نے خدا سے کچھ طلب کرنا ہو تو اس کی ابتدا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود سے کرو۔ پھر اپنی حاجت طلب کرو کیونکہ جب خدا سے دو چیزیں مانگی جائیں تو ایسا ہرگز نہیں ہے کہ وہ ایک درخواست کو قبول کرے اور دوسری کو رد کر دے''۔

۵۹۲- مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

''وَلْيُؤْمِنُوا بِي'' کا مقصد یہ ہے کہ میرے بندے اس حقیقت پر یقین رکھیں کہ میں ان کی درخواستوں کو قبول کرنے پر قادر ہوں۔ اور ''لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ'' کا مقصد یہ ہے کہ اس سے وہ حق کو پالیں گے اور انھیں حق کی رہنمائی نصیب ہوگی''۔

۵۹۳- جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بعض اوقات بندہ خدا سے کچھ طلب کرتا ہے اور وہ بندہ خدا کو پیارا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے:

جبریل! اس کی حاجت پوری کر' البتہ اس میں تاخیر کر میں اپنے بندے کی آواز سننا چاہتا ہوں اور بعض اوقات ایسا بندہ خدا سے کچھ طلب کرتا ہے جس سے خدا کو نفرت ہوتی ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ جبریل سے کہتا ہے کہ میرے اس بندہ کی حاجت کو فوری طور پر پورا کر کیونکہ میں اس کی مزید آواز سننا پسند نہیں کرتا''۔

ماہِ رمضان میں حقوقِ زوجیت کی ادائیگی حلال ہے

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ

(روزے کی رات میں تمھارے لیے تمھاری بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے)

۵۹۴- کتاب الخصال کے آخر میں ایک باب ہے جس میں امیر المومنین کی وہ چار سو تعلیمات ہیں جو آپ نے اپنے ساتھیوں کو تعلیم فرمائی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''مسلمان کو چاہیے کہ وہ ماہ رمضان کی چاندرات اپنی بیوی سے زفاف کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اُحِلَّ لَكُمۡ لَيۡلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمۡ ''روزے کی رات میں تمھارے لیے تمھاری بیویوں سے ''رفث'' کو حلال کیا گیا اور ''رفث'' سے مراد مجامعت ہے''۔

وَ كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا ...... اور رات کے وقت کھاؤ اور پیو......

۵۹۵- الکافی میں ابوبصیر سے مروی ہے کہ اس نے صادقین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار سے روایت کی۔ انھوں نے فرمایا کہ یہ آیت خوات بن جبیر انصاری کے متعلق نازل ہوئی۔ مدینہ میں خندق کھودی جارہی تھی اور خوات بھی اس میں شریک تھا۔ وہ روزہ کی حالت میں سارا دن خندق کھودتا رہا اور جب شام ہوئی تو وہ گھر آیا اور اس نے روٹی طلب کی۔ اس کی بیوی نے کہا: ابھی کچھ دیر انتظار کریں میں آپ کے لیے روٹی پکاتی ہوں۔ خوات سارے دن کا تھکا ہوا تھا اور اسے لیٹتے ہی نیند آ گئی اور اس وقت روزوں کا مسئلہ یہ تھا کہ اگر کسی کو افطار کے وقت کے بعد نیند آ جاتی تو پھر اس کے لیے کھانا پینا حرام ہو جاتا تھا۔

چنانچہ اس کی بیوی کھانا لے کر اس کے پاس آئی اور اسے نیند سے جگایا تو اس نے کہا کہ مجھے نیند آ گئی تھی۔ اب تو میرے لیے کھانا پینا حرام ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس نے کچھ نہ کھایا اور دوسرے دن وہ خندق کھودنے کے لیے آیا۔ خندق کی کھدائی کے دوران وہ بھوک پیاس کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑا جیسے ہی وہ گرا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے بے ہوشی کی وجہ پوچھی۔ اس نے آپ کو اپنا واقعہ سنایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَ كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الۡخَيۡطُ الۡاَبۡيَضُ مِنَ الۡخَيۡطِ الۡاَسۡوَدِ مِنَ الۡفَجۡرِ

''رات کے وقت کھاؤ پیو یہاں تک کہ فجر کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے جدا ہو جائے''۔

۵۹۶- حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ مستحب ہے کہ انسان ماہِ رمضان کی رات میں اپنی بیوی سے مجامعت کرے۔

۵۹۷- تفسیر علی بن ابراہیم میں منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''ماہِ رمضان میں رات کے وقت اگر کوئی سو جاتا تھا تو اس کے بعد اس کے لیے کھانا پینا اور حقوقِ زوجیت ادا کرنا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

حرام ہو جاتا تھا۔ یعنی نمازِ عشاء پڑھنے کے بعد اگر کوئی افطار کیے بغیر سو جاتا اور پھر بیدار ہوتا تو اس کے لیے افطار کرنا اور بیوی کے قریب جانا حرام ہو جاتا تھا"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک صحابی تھا جس کا نام خوات بن جبیر تھا اور وہ عبداللہ بن جبیر کا بھائی تھا جسے رسولؐ خدا نے جنگِ اُحد میں پچاس تیراندازوں کا امیر مقرر کر کے درہ کوہ پر متعین کیا تھا۔ اور وہ جنگِ اُحد میں بارہ افراد سمیت شہید ہو گیا تھا۔

خوات بن جبیر ایک بوڑھا اور کمزور شخص تھا اور اس نے روزہ رکھا۔ اس کی بیوی نے افطاری پیش کرنے میں دیر کر دی اور اسے افطار سے قبل نیند آ گئی اور جب وہ بیدار ہوا تو اس نے کہا: اللہ نے آج رات کا کھانا میرے لیے حرام کر دیا ہے۔ صبح کے وقت وہ آیا اور خندق کھودنے لگا۔ بھوک پیاس کی شدت سے نڈھال ہو کر وہ بے ہوش ہو گیا۔ رسولؐ خدا نے اس کی یہ حالت دیکھی تو آپ کو اس پر بڑا ترس آیا۔

علاوہ ازیں بہت سے جوان رات کے وقت چوری چھپے اپنی بیوی سے زفاف کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالٰی نے ماہِ رمضان کی سختی کو نرمی میں بدلا اور یہ آیت نازل فرمائی:

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ

(روزے کی رات میں تمھارے لیے تمھاری بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا۔ وہ تمھارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ خدا نے دیکھ لیا کہ تم اپنے نفس سے خیانت کیا کرتے تھے۔ خدا نے تم پر رجوع کیا اور تمھیں معاف کر دیا۔ اب تم ان سے مباشرت کرو اور جو خدا نے تمھارے لیے مقدر کیا ہے اس کی جستجو کرو اور رات کو کھاؤ پیو یہاں تک کہ سیاہ ڈورے سے فجر کا سفید ڈورا نمایاں نہ ہو جائے پھر رات ہونے تک روزہ پورا کرو)

چنانچہ اللہ تعالٰی نے ماہِ رمضان کی رات کو بیویوں سے جنسی تعلقات کو حلال قرار دیا اور طلوعِ فجر تک کھانا پینا بھی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حلال کر دیا۔ البتہ جب فجر کی سفید دھاری نمودار ہو جائے تو پھر روزہ شروع ہو جاتا ہے اور اس میں کھانا پینا اور حقوقِ زوجیت ادا کرنا حرام ہے۔

۵۹۸- من لایحضرہ الفقیہ میں مرقوم ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: فجر کی سفید دھاری کا کیا مطلب ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کا مقصد یہ ہے کہ رات کی تاریکی سے دن کی سفیدی نمایاں ہو جائے۔

۵۹۹- ایک اور حدیث میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں:

''سفید دھاری سے وہ فجر مراد ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہ ہو''۔

۶۰۰- مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا:

''ہر چاند رات کو بیوی کے پاس جانا مکروہ ہے مگر ماہِ رمضان کی چاند رات اس سے مستثنٰی ہے۔ اس رات مباشرت کرنا مستحب ہے''۔

۶۰۱- الکافی میں مرقوم ہے کہ ابوالحسن بن حصین نے امام محمد تقی علیہ السلام کو خط لکھا جس میں اس نے تحریر کیا:

''مولاؑ! میں آپؑ پر قربان جاؤں' نماز فجر کے متعلق آپؑ کے ماننے والوں میں کچھ اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ کچھ لوگ اس وقت نمازِ فجر پڑھتے ہیں جب آسمان پر فجر اول نمودار ہوتی ہے اور کچھ اس وقت نماز صبح پڑھتے ہیں جب اُفق کے نیچے سفیدی نمایاں ہو جاتی ہے۔ آپؑ واضح کریں کہ نمازِ فجر کا افضل وقت کون سا ہے تاکہ میں اس میں نماز ادا کر سکوں اور اگر بادل ہوں تو مجھے کیا کرنا چاہیے اور سفر و حضر میں اس کی حد کیا ہے؟''

اس خط کے جواب میں امام علیہ السلام نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا:

''خدا تجھ پر رحم کرے۔ فجر وہ سفید دھاری ہے جو اُفق میں نمودار ہوتی ہے۔ اس سے فجر کاذب مراد نہیں ہے۔ لہٰذا تم سفر و حضر میں اس وقت نماز پڑھو جب وہ سفید دھاری اچھی طرح سے نمایاں ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو کسی شک و شبہ میں نہیں رکھا''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''اور رات کے وقت کھاؤ پیو یہاں تک کہ فجر کی سفید ڈوری رات کی سیاہ ڈوری سے نمایاں ہو جائے''۔

چنانچہ سفید ڈوری کے نمایاں ہونے سے روزہ دار کے لیے کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے اور اس وقت نمازِ فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

۶۰۲- سماعہ بن مہران کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ دو افراد نے اٹھ کر فجر کی طرف دیکھا۔ ایک نے کہا کہ فجر نمودار ہوگئی ہے اور دوسرے نے کہا کہ نہیں ابھی فجر نمودار نہیں ہوئی اور مجھے فجر نمودار ہونے کی کوئی علامت دکھائی نہیں دیتی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''جو کہتا ہے کہ ابھی فجر نمایاں نہیں ہوئی وہ کھا پی سکتا ہے اور جس کا یہ گمان ہے کہ فجر نمایاں ہو چکی ہے اس کے لیے کھانا پینا حرام ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ

''اور رات کے وقت کھاؤ پیو یہاں تک کہ فجر کی سفید ڈوری رات کی سیاہ ڈوری سے نمایاں ہو جائے''۔

۶۰۳- سماعہ بن مہران کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کچھ لوگوں نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ غروب آفتاب کے قریب سیاہ بادل چھا گیا۔ انھوں نے سمجھا کہ دن غروب ہو گیا ہے اور انھوں نے روزہ کھول دیا۔ کچھ دیر بعد بادل ہٹا تو سورج چمک رہا تھا۔ (ایسے لوگوں کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟)

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ اس دن کی قضا کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ''پھر رات ہونے تک روزہ مکمل کرو۔ اور جو شخص رات سے پہلے افطار کرے گا تو اس پر قضا واجب ہوگی''۔

۶۰۴- ابوبصیر اور سماعہ بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''اگر ماہِ رمضان کے روزے میں سیاہ بادل چھا جائے اور لوگ سمجھنے لگیں کہ رات ہوگئی ہے اور کچھ افراد روزہ کھول

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دیں۔ پھر بادل ہٹ جائے اور سورج نمودار ہو جائے تو انھیں اس روزہ کی قضا کرنا ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ (پھر رات ہونے تک روزوں کو مکمل کرو) اب جس نے بھی رات ہونے سے قبل کھانا کھایا ہو اس پر قضا واجب ہوگی کیونکہ اس نے جان بوجھ کر کھانا کھایا ہے''۔

۶۰۵- تفسیر عیاشی میں مرقوم ہے:

''جس شخص کو ماہِ رمضان کے آخری دن سورج غروب ہونے سے پہلے ہلال عید نظر آ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس دن کا روزہ مکمل کرے''۔

۶۰۶- کتاب الخصال میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے والد سے پوچھا گیا کہ کتنی قسم کی عورتیں حرام ہیں اور ہم بستری کب حرام ہے؟

آپؑ نے فرمایا:

''چونتیس قسم کی عورتیں حرام ہیں جن میں سے سترہ حرام رشتے قرآن مجید میں بیان کیے گئے ہیں اور سترہ رشتوں کو رسولؐ خدا نے اپنی حدیث میں حرام کیا ہے۔ اعتکاف کی حالت میں بیوی سے ہم بستری حرام ہے

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِی الْمَسٰجِدِ (اور مساجد میں اعتکاف کی حالت میں ان سے مباشرت نہ کرو)

۶۰۷- الکافی میں مرقوم ہے کہ عمر بن یزید نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا بغداد کی بعض مساجد میں اعتکاف جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا:

''اعتکاف صرف ایسی جامع مسجد میں کرنا چاہیے جہاں امام عادل نے جماعت کرائی ہو۔ اسی لیے مسجد کوفہ مسجد بصرہ اور مسجد مدینہ اور مسجد مکہ میں اعتکاف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے''۔

۶۰۸- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''اعتکاف بیس رمضان کے بعد کرنا چاہیے اور علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: میری نظر میں اعتکاف مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ اور مسجد جامع کے علاوہ اور کہیں نہیں ہوتا۔ اور معتکف کسی سخت ضرورت کے بغیر مسجد سے باہر نہ جائے اور اگر اسے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جانا بھی پڑے تو وہاں پر بیٹھے بغیر مسجد میں واپس لوٹ آئے اور عورتوں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

۶۰۹۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اعتکاف کے متعلق پوچھا گیا۔ آپؑ نے فرمایا:

''اعتکاف مسجد الحرام' مسجد نبویؐ' مسجد کوفہ یا جامع مسجد کے علاوہ اور کسی جگہ پر صحیح نہیں ہے اور جب تک اعتکاف میں رہو تو روزہ نہ چھوڑو''۔

باطل طریقوں سے مال کھانے کی ممانعت

۶۱۰۔ زیاد بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ قریش میں یہ رواج تھا کہ وہ جوا بازی کرتے تھے اور جوئے میں اپنی دولت حتیٰ کہ اپنی بیوی تک کو بھی داؤ پر لگا دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں اس حرکت سے منع کیا اور فرمایا:

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ''تم باطل طریقوں سے ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ''۔

رشوت دے کر دوسروں کا مال اپنے لیے حلال نہ کراؤ

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾

(اور تم ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے مت کھاؤ اور مال حکام کو پہنچا کر بھی لوگوں کا مال مت کھاؤ حالانکہ تم یہ بات جانتے ہو)

۶۱۱۔ الکافی میں مرقوم ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ آیت پڑھ کر اپنے صحابی ابوبصیر سے فرمایا:

''ابوبصیر! خدا کو علم تھا کہ اُمت میں ظالم حاکم پیدا ہوں گے جو کہ رشوت لے کر غلط فیصلے کریں گے۔ اس آیت سے اللہ نے اہلِ عدل حکام کو مراد نہیں لیا بلکہ اس آیت سے ظالم حکام مراد ہیں''۔

۶۱۲۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ ابوالاسد نے امام علی نقی علیہ السلام کو خط لکھا اور اس نے خط میں لکھا:

''مولا! وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ کی آیت مجیدہ کا کیا مقصد ہے؟''

آپؑ نے جواب میں تحریر کیا:

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''حکام'' سے قاضی مراد ہیں اور جس شخص کو علم ہو کہ قاضی ظالم ہے اور وہ اس ظالم کے حکم سے جاری ہونے والا مال بھی وصول کرے تو بھی وہ اس آیت کی وعید میں شامل ہے''۔

۶۱۳- من لایحضرہ الفقیہ میں سماعہ بن مہران سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا:

''ایک شخص کے پاس صرف اتنی دولت ہے جس سے وہ قرض اتار سکتا ہے جب کہ اسے بھی اپنے خورد و نوش کے لیے اس رقم کی ضرورت ہے تو کیا اسے قرض اتارنا چاہیے اور اپنے خورد و نوش کے لیے مزید قرض اٹھانا چاہیے جب کہ آپ جانتے ہیں کہ قرض لینا کتنا مشکل ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ قرض چکا دے اور لوگوں سے بھی اتنا ہی قرض لے جتنا وہ ادا کرنے کے قابل ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (ایک دوسرے کے مال آپس میں باطل طریقوں سے مت کھاؤ)

۶۱۴- مجمع البیان میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

''باطل'' سے جھوٹی قسم مراد ہے یعنی انسان جھوٹی قسم کھا کر اپنے ناقص مال کو صحیح مال کہہ کر فروخت کرے اور لوگوں سے مال بٹورے۔

۶۱۵- تفسیر علی بن ابراہیم میں ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

''خدا کو معلوم تھا کہ اُمت میں ظالم حاکم پیدا ہوں گے جو رشوت لے کر ناجائز فیصلے کریں گے۔ اسی لیے اللہ نے ان کی طرف رجوع کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے اور ان کے حکم سے ملنے والی دولت کو باطل شمار کیا ہے''۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ ھِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۭ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِھَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۸۹ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝۱۹۰ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ
ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ
مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى
يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۭ كَذٰلِكَ جَزَاۗءُ
الْكٰفِرِيْنَ ۝۱۹۱ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۹۲
وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ فَاِنِ
انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۹۳ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ
بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ
فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝۱۹۴ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا
تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ڔ وَاَحْسِنُوْا ڔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۹۵

"یہ لوگ آپ سے چاند کے متعلق پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجیے کہ یہ لوگوں کے لیے اور حج کے لیے وقت معلوم کرنے کا ذریعہ ہے' اور نیکی یہ نہیں کہ تم مکانات میں پچھواڑے کی طرف سے آؤ بلکہ نیکی تو اس کے لیے ہے جو تقویٰ اختیار کرے اور گھروں میں

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دروازے کی طرف سے آئے اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیابی حاصل کرسکو اور جو لوگ تم سے جنگ کرتے ہیں تم بھی اللہ کی راہ میں ان سے جنگ کرو اور زیادتی نہ کرو۔ بے شک اللہ کو زیادتی کرنے والے ناپسند ہیں۔ ان کو جہاں پاؤ قتل کردو اور جس طرح سے انھوں نے تمھیں گھروں سے نکالا ہے تم بھی انھیں نکال دو اور فتنہ پردازی تو قتل سے بھی سخت گناہ ہے اور ان سے مسجد الحرام کے پاس اس وقت تک جنگ نہ کرنا جب تک وہ تم سے جنگ نہ کریں۔ پس اگر وہ تم سے جنگ کریں تو تم بھی ان سے جنگ کرو یہی کافروں کی سزا ہے۔ اگر وہ جنگ سے باز آجائیں تو خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ اور ان سے اس وقت تک جنگ جاری رکھو جب تک فتنہ کا قلع قمع نہ ہو جائے اور دین صرف اللہ کا نہ رہ جائے۔ پس اگر وہ باز آجائیں تو ظالموں کے علاوہ کسی پر زیادتی جائز نہیں ہے۔ حُرمت والے مہینہ کا جواب حُرمت والا مہینہ ہے اور حرمات کا بھی قصاص ہے۔ جو تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی کہ اس نے تم پر کی ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ متقین کے ساتھ ہے۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیک برتاؤ کرو یقیناً اللہ نیک برتاؤ کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

چاند شرعی اوقات کا ذریعہ ہے

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ

(وہ آپ سے ہلال کے متعلق پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجیے یہ لوگوں کے لیے اور حج کے لیے وقت معلوم کرنے کا ذریعہ ہے)

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۶۱۶- تہذیب الاحکام میں حلبی سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ کی آیت مجیدہ میں ''اھلہ'' سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا:

''اس سے مہینوں کے ہلال مراد ہیں۔ جب ہلال دیکھو تو روزہ رکھو اور جب دوسرا ہلال دکھائی دے تو عید الفطر کرو''۔

۶۱۷- ابی الجارود زیاد بن منذر عبدی کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا' آپؑ نے فرمایا:

''جس دن دوسرے لوگ روزہ رکھیں تو تو بھی روزہ رکھ اور جس دن دوسرے لوگ عید کریں تو تو بھی عید کر' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہلال کو وقت معلوم کرنے کا ذریعہ بنایا ہے''۔

۶۱۸- امام جعفر صادق علیہ السلام نے قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

''چاند روزہ' عید الفطر اور حج کے لیے وقت معلوم کرنے کا ذریعہ ہے''۔

گھر میں دروازے سے داخل ہونا چاہیے

۶۱۹- احتجاج طبرسی میں اصبغ بن نباتہ کی زبانی منقول ہے۔ اس نے کہا کہ میں امیر المومنین علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں ابن کوا آیا اور اس نے کہا:

امیر المومنین! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ (نیکی یہ نہیں کہ تم گھروں میں پچھواڑے سے آؤ نیکی تو اس کے لیے ہے جو تقویٰ اختیار کرے اور گھروں میں دروازوں سے داخل ہوا کرو) کی آیت مجیدہ کا کیا مقصد ہے؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

''ہم وہ گھر ہیں جن کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ دروازوں سے داخل ہوا کرو۔ ہم خدا کے گھر کا دروازہ ہیں جس کے متعلق خدا نے حکم دیا ہے کہ گھروں میں دروازوں سے آیا کرو۔ جس نے ہماری بیعت کی اور ہماری ولایت کا اقرار کیا تو وہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

گھر میں دروازے سے داخل ہوا اور جس نے ہماری مخالفت کی اور غیروں کو ہم پر فضیلت دی تو وہ گھر میں پچھواڑے سے داخل ہوا۔ اگر خدا چاہتا تو لوگوں کو اپنی معرفت خود بھی کرا سکتا تھا لیکن اس نے ہمیں اپنا دروازہ بنایا۔ ہمیں اپنا راستہ اور صراط قرار دیا اور اس نے ہمیں اپنا وہ دروازہ بنایا جس سے داخل ہونے کا حکم دیا اور جس نے ہماری ولایت سے انحراف کیا اور غیروں کو ہم پر فضیلت دی تو وہ دروازے کے بجائے پچھواڑے سے آیا اور ایسے لوگ راہِ حق سے ہٹے ہوئے ہیں"۔

۶۲۰- امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

"اللہ نے کچھ لوگوں کو علم کا وارث بنایا اور بندوں کو ان کی اطاعت کا حکم دیا اور فرمایا:

وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا (گھروں میں دروازوں سے جایا کرو) چنانچہ گھروں سے علم کے وہ گھرانے ہیں جنہیں انبیاء امانت بنا کر چھوڑ گئے اور ان گھروں کے دروازے ان کے اوصیاء ہیں"۔

۶۲۱- تفسیر عیاشی میں سعد سے منقول ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا:

"آلِ محمدؐ خدا کے مقرر کردہ دروازے اور اس کا راستہ ہیں اور وہ جنت کی دعوت دینے والے اور جنت کے رہنما ہیں اور وہ قیامت کے دن تک اہلِ ایمان کے پیشوا رہیں گے"۔

۶۲۲- تفسیر مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا کی آیت مجیدہ کے متعلق مفسرین نے کئی آراء پیش کی ہیں۔

"ایک قول یہ ہے کہ مجرم افراد گھر کے دروازے سے نہیں آیا کرتے تھے۔ وہ گھر کے پچھواڑے سے اپنے آنے جانے کے لیے ایک سوراخ بنا لیتے تھے اور اسی سے آمدورفت کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو تعلیم دی۔ یہ طریقہ غیر شائستہ ہے۔ گھروں میں جب بھی آنا چاہو تو دروازوں سے آیا کرو۔ ابوالجارود نے امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ قول نقل کیا ہے۔

اس آیت مجیدہ کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اپنے امور اور معاملات کو اوٹ پٹانگ طریقوں سے مت انجام دو۔ انھیں صحیح طریقے سے انجام دیا کرو۔ چنانچہ اس مفہوم کو جابر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

اس سلسلہ میں امام محمد باقر علیہ السلام سے تیسرا قول یہ بھی منقول ہے کہ آلِ محمدؐ خدا کا دروازہ اور اس کا مقرر کردہ راستہ ہیں اور جنت کے داعی اور رہنما ہیں اور قیامت کے دن تک اہلِ ایمان کے پیشوا ہیں"۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۶۲۳- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انا مدینة العلم وعلی بابها ولا تؤتی المدینة الا من بابها

''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے اور شہر میں دروازے سے ہی داخل ہوا جاتا ہے''۔

ایک اور روایت میں اَنَا مَدِیْنَةُ الْحِکْمَةِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا کے الفاظ بھی مروی ہیں یعنی ''میں حکمت کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے''۔

حکمِ جہاد

۶۲۴- وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ

(جو تم سے جنگ کریں تم بھی خدا کی راہ میں ان سے جنگ کرو۔)

مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ ہمارے ائمہ سے مروی ہے کہ اس آیت کے حکم کو کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ کی آیت نے منسوخ کر دیا اور اسی طرح سے وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ کی آیت کو وَلَا تُطِعِ الْکَافِرِیْنَ وَالْمُنَافِقِیْنَ وَدَعْ اَذَاهُمْ کی آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔

۶۲۵- مجمع البیان میں ہے: کی آیت مجیدہ میں مسلمانوں پر یہ واجب کر دیا گیا کہ شہر مکہ سے مشرکین کو نکال دیا جائے اور فَاِنْ قٰتَلُوْکُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ...... فِتْنَةٌ کی آیت مجیدہ میں مسلمانوں پر یہ واجب کر دیا گیا کہ شہر مکہ سے مشرکین کو نکال دیا جائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

لا یجتمع فی جزیرة العرب دینان ''جزیرہ عرب میں دو دین اکٹھے نہیں ہو سکتے''۔

۶۲۶- تفسیر عیاشی میں مرقوم ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

''فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (ظالموں کے علاوہ کسی پر زیادتی جائز نہیں ہے) کی آیت مجیدہ میں قاتلانِ حسینؑ کی اولاد بھی شامل ہے''۔

۶۲۷- امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ

''فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (ظالموں کے علاوہ کسی پر زیادتی جائز نہیں) کی آیت مجیدہ کا ایک مفہوم یہ ہے کہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اللہ قاتلینِ حسینؑ کی نسل کے علاوہ اور کسی پر زیادتی نہیں کرے گا"۔

۶۲۸- تہذیب الاحکام میں معاویہ بن عمار سے منقول ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص حرم میں کسی کو قتل کرے اور حرم میں چوری کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"اسے رُسوا کر کے اس پر حد شرعی جاری کی جائے گی کیونکہ اس نے حُرمتِ حرم کو ملحوظ نہیں رکھا جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَمَنِ اعۡتَدٰی عَلَیۡکُمۡ فَاعۡتَدُوۡا عَلَیۡہِ بِمِثۡلِ مَا اعۡتَدٰی عَلَیۡکُمۡ

"جو تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی کہ اس نے تم پر کی ہے"۔

مقصد یہ ہے کہ جو تم پر حرم میں زیادتی کرے۔

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا: فَلَا عُدۡوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیۡنَ "ظلم کرنے والوں کے علاوہ اور کسی پر زیادتی جائز نہیں ہے"۔

۶۲۹- تفسیر عیاشی میں علا بن فضیل سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا حرمت والے مہینے میں مسلمان، مشرکین سے جنگ کی از خود ابتدا کر سکتے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"جب مشرک اس مہینہ کو حلال سمجھ کر ابتدا کر چکے ہوں اور مسلمان یہ محسوس کریں کہ وہ اس مہینہ میں مشرکین پر غالب آسکتے ہیں تو انھیں جنگ کرنے کی اجازت ہے اور اسی مفہوم کو اللہ تعالیٰ نے آیت مجیدہ کے ان الفاظ سے بیان کیا ہے:

اَلشَّهۡرُ الۡحَرَامُ بِالشَّهۡرِ الۡحَرَامِ وَالۡحُرُمٰتُ قِصَاصٌ

"شہر حرام کا بدلہ شہر حرام ہے اور حرمات کا قصاص ہے"۔

۶۳۰- مجمع البیان میں وَالۡحُرُمٰتُ قِصَاصٌ (اور حرمات کا قصاص ہے) کے متعلق مرقوم ہے کہ اس کے دو مطلب لیے گئے ہیں:

"ایک مطلب تو یہ ہے کہ حرمت والے مہینے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قضائے عمرہ کے لیے داخل ہو کر کافروں کو رسوا کیا اور یوں جو انھوں نے ایک سال پہلے رسولؐ خدا کو حدیبیہ سے واپس بھیج کر بے حرمتی کی تھی اس کا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اگلے سال ازالہ ہو گیا۔

مجاہد کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ ذی قعدہ میں احرام باندھ کر عمرہ کرنے کی غرض سے آئے تھے لیکن مشرکین مکہ نے آپ کو عمرہ کی اجازت نہیں دی تھی اور آپ کو حدیبیہ سے واپس کر دیا تھا۔ اس کے بعد مشرکین فخر سے یہ کہا کرتے تھے کہ ہم نے اپنے مخالفین کو عمرہ کرنے سے روک دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بے حرمتی کا قصاص اس طرح سے لیا کہ آئندہ سال رسولؐ خدا قضائے عمرہ کے لیے مکہ میں تین دن کے لیے داخل ہوئے اور خدا نے ان کے راستے کی تمام رکاوٹوں کو دور کر دیا"۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی یہی منقول ہے۔

اپنے آپ کو قلاش کرنا اور خودکشی کرنا حرام ہے

وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۹۵﴾

(اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو اور بھلائی کرو۔ یقیناً اللہ بھلائی کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔)

۶۳۱- الکافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، آپؑ نے فرمایا:

"اگر کوئی شخص اپنی تمام دولت راہِ خدا میں لٹا دے اور خود پائی پائی کا محتاج ہو جائے تو اس نے اچھائی نہیں کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۹۵﴾ (اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو اور بھلائی کرو۔ یقیناً اللہ بھلائی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے) یعنی اعتدال برتنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

۶۳۲- عیون الاخبار میں امام علی رضا علیہ السلام کے بابِ ولادت میں مرقوم ہے کہ مامون الرشید نے امام علی رضا کو اپنا ولی عہد بننے کی دعوت دی تو آپؑ نے انکار کر دیا۔ بالآخر اس نے سخت دھمکی دی کہ اگر آپؑ نے اس عہدہ کو قبول نہ کیا تو میں آپ کو قتل کر دوں گا۔ جب آپؑ نے مامون کی یہ دھمکی سنی تو آپؑ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہوئے کہا:

"پروردگار! تو نے مجھے اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاک کرنے سے منع کیا ہے اور تو جانتا ہے کہ میں اس وقت

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مامون کی طرف سے مجبُور ہو چکا ہوں اور اگر میں نے اس کی ولی عہدی کا منصب قبول نہ کیا تو وہ مجھے قتل کر دے گا اور آج میں بھی یوسف و دانیال کی طرح سے مجبُور ہوں۔ جس طرح سے انھوں نے مجبُور ہو کر کافر سلاطین کی طرف سے عہدے قبول کیے تھے اسی طرح سے میں بھی عہدہ قبول کرنے پر مجبُور ہو چکا ہوں۔

پروردگار! عہد صرف تیرا ہی عہد ہے اور حکومت بھی تیری طرف سے ہی ہے۔ اب مجھے اپنا دین قائم کرنے کی توفیق دینا اور اپنے نبیؐ کی سنت کو زندہ کرنے کی توفیق عطا کرنا اور تو بہترین آقا اور مددگار ہے''۔

اس کے بعد آپؑ نے مامون کی طرف سے ولی عہدی کو اس شرط پر قبول کیا کہ نہ تو میں کسی کو مقرر کروں گا اور نہ ہی کسی کو معزول کروں گا اور نہ ہی کوئی رسم تبدیل کروں گا اور نہ ہی کسی روش کو بدلوں گا۔ حکومت مامون کی ہوگی اور میں دُور جا کر مشورہ دیتا رہوں گا۔

۶۳۳- عیون الاخبار کی ایک اور طویل روایت میں مروی ہے کہ جب امام علی رضا علیہ السلام نے مامون کی پیش کش کو ٹھکرا دیا تو مامون نے آپؑ سے کہا:

''خدا کی قسم! میں آپ کو ولی عہدی کا منصب قبول کرنے پر مجبُور کروں گا اور اگر اس کے باوجود بھی آپؑ نے اس پیش کش کو ٹھکرایا تو میں آپ کو قتل کر دوں گا''۔

یہ سن کر امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:

''مجھے اللہ نے اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے سے منع کیا ہے اور اگر یہی بات ہے تو جو تمھارے جی میں آئے کرو۔ میں اس شرط پر ولی عہدی کو قبول کرتا ہوں کہ نہ تو میں کسی کو سرکاری عہدہ پر متعین کروں گا اور نہ ہی کسی کو معزول کروں گا اور نہ پہلے سے جاری کسی رسم کو ختم کروں گا اور نہ ہی کسی روش کو تبدیل کروں گا۔ میں دُور رہ کر مشورہ دیتا رہوں گا''۔

مامون نے آپ کی شرط کو قبول کر لیا اور آپؑ نے مجبُور ہو کر ولی عہدی کا منصب قبول کیا۔

۶۳۴- من لا یحضرہ الفقیہ میں امام علی زین العابدین کا ''رسالۃ الحقوق'' نقل کیا ہے اس رسالہ میں آپؑ نے تحریر فرمایا:

''سلطان کا تم پر حق ہے تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ تم اس کے لیے ذریعۂ آزمائش ہو اور وہ تمھارے متعلق جواب دہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہے۔ خدا نے اسے تم پر حکومت دی ہے اسی لیے خواہ مخواہ اس کے غصہ کا محور نہ بننا ورنہ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں چلے جاؤ گے اور اگر اس نے تم سے کوئی برائی کی تو اس برائی میں تم بھی اس کے شریک قرار پاؤ گے''۔

۶۳۵- کتاب کمال الدین وتمام النعمۃ میں حضرت سلمان فارسی کی زبانی رسولؐ خدا کی ایک طویل حدیث منقول ہے جس میں آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

''بھائی! آپ میرے بعد زندہ رہیں گے اور آپ کو قریش کی طرف سے تکالیف اٹھانی پڑیں گی اور وہ تم پر ظلم کریں گے اگر تمھیں مددگار مل جائیں تو ان سے جہاد کرنا اور اپنے موافقین کو ساتھ لے کر مخالفین کے خلاف جنگ کرنا اور اگر تمھیں مددگار میسر نہ ہوں تو پھر صبر کرنا اور اپنا ہاتھ روکے رہنا اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالنا''۔

۶۳۶- اصول کافی میں مرقوم ہے کہ حسن بن جہم نے امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:

''امیرالمومنین علیہ السلام کو اپنے قاتل کا بھی علم تھا اور آپ کو اپنی ضربت کی شب اور مقامِ ضربت کا بھی علم تھا اور جب گھر میں بطخیں چیخی تھیں تو آپؑ نے فرمایا تھا کہ ابھی ان کی چیخیں بلند ہو رہی ہیں۔ اس کے بعد اس گھر سے نوحے کی صدائیں بلند ہوں گی۔

علاوہ ازیں حضرت اُم کلثوم نے ان سے کہا تھا کہ ابا جان! آج آپ گھر میں ہی نماز پڑھ لیں کسی اور سے کہیں کہ وہ مسجد میں جماعت کرا دے مگر آپؑ نے اپنی شاہزادی کا کہنا نہیں مانا تھا۔

اس تمام تر علم کے باوجود بھی آپؑ کسی ہتھیار کے بغیر باہر چلے گئے اور اس سلسلہ کی عجیب بات یہ ہے کہ آپ کو یہ بھی معلوم تھا کہ ابن ملجم آپ کا قاتل ہے۔ پھر اس کے باوجود آپؑ گھر سے باہر کیوں گئے؟

آپؑ نے فرمایا:

''یہ ساری باتیں حق ہیں مگر اللہ نے آپ کو تقدیر الٰہی کے نفاذ کے لیے اختیار دیا تھا (اگر چاہیں تو شہادت قبول کریں اور اگر نہ چاہیں تو گھر میں رہیں مگر آپؑ نے شہادت کو ترجیح دی)''۔

۶۳۷- امالی صدوق میں مرقوم ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''سلطان کی اطاعت واجب ہے اور جس نے سلطان کی اطاعت کو چھوڑا تو اس نے خدا کی نافرمانی کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے سے منع کیا ہے''۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

خدا بھلائی کرنے والوں سے محبّت رکھتا ہے

وَاَحۡسِنُوۡا ۛۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۹۵﴾

(اور بھلائی کرو۔ یقیناً اللہ بھلائی کرنے والوں سے محبّت کرتا ہے)

۶۳۸۔ محاسن برقی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

"جب کوئی مومن اچھے انداز سے عمل کرتا ہے تو اللہ اس کے ہر عمل کے بدلے میں اسے سات سونیکیاں عطا کرتا ہے۔ لہٰذا خدا کی طرف سے ثواب حاصل کرنے کے لیے اچھے طریقہ سے عمل بجالاؤ"۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا:

"احسان کیا ہے؟"

آپؑ نے فرمایا:

"جب نماز پڑھو تو رکوع وسجدہ کو بہتر انداز سے بجالاؤ اور جب روزہ رکھو تو ہر اس چیز سے پرہیز کرو جس سے روزہ باطل ہوسکتا ہو۔ اور جب تم حج کرو تو ایسے تمام کاموں سے پرہیز کرو جو حج وعمرہ کے منافی ہیں"۔

پھر آپؑ نے فرمایا:

"تم خدا کے لیے جو بھی کام کرو تو تمھارا کام ہر طرح کی میل کچیل سے پاک ہونا چاہیے"۔

وَاَتِمُّوا الۡحَجَّ وَالۡعُمۡرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنۡ اُحۡصِرۡتُمۡ فَمَا اسۡتَيۡسَرَ مِنَ
الۡهَدۡىِ ۚ وَلَا تَحۡلِقُوۡا رُءُوۡسَكُمۡ حَتّٰى يَبۡلُغَ الۡهَدۡىُ مَحِلَّهٗ ؕ
فَمَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ بِهٖۤ اَذًى مِّنۡ رَّاۡسِهٖ فَفِدۡيَةٌ مِّنۡ
صِيَامٍ اَوۡ صَدَقَةٍ اَوۡ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنۡتُمۡ ۛ وقفة فَمَنۡ تَمَتَّعَ
بِالۡعُمۡرَةِ اِلَى الۡحَجِّ فَمَا اسۡتَيۡسَرَ مِنَ الۡهَدۡىِ ۚ فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ
عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾
اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ
وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ
يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ
يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ
رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ
الْحَرَامِ ۠ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ
الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا
اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ
مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ
خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾

"اور حج وعمرہ کو اللہ (کی رضا) کے لیے پورا کرو۔ پس اگر تم محصور کر لیے جاؤ تو جو قربانی ممکن ہو وہ دے دو اور اس وقت تک سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنی منزل تک نہ پہنچ جائے۔ جو تم میں سے مریض ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو وہ روزہ یا صدقہ یا قربانی دے۔ پھر جب اطمینان ہو جائے تو جس نے عمرہ سے حج تمتع کا ارادہ کیا ہے وہ ممکنہ قربانی دے دے اور جس کو قربانی میسر نہ ہو تو تین روزے حج کے دوران اور سات روزے واپسی پر رکھے اس طرح پورے دس ہو جائیں۔ یہ حج تمتع اور قربانی ان کے لیے ہے جن کے اہلِ مسجد الحرام کے حاضر شمار نہیں ہوتے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ خدا کا عذاب بہت سخت ہے۔ حج کا عمل چند مقررہ مہینوں میں ہوتا ہے اور جو شخص بھی اس زمانے میں اپنے اُوپر حج لازم کرے تو اسے عورتوں سے مباشرت اور گناہ اور جھگڑے کی اجازت نہیں ہے اور تم جو بھی اچھائی کرو گے خدا اسے جانتا ہے۔ اپنے لیے زادِ راہ فراہم کرو۔ بے شک بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے اور اے عقلمندو! مجھ سے ڈرتے رہو۔ تم پر اپنے پروردگار کا فضل و کرم تلاش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پس جب تم عرفات سے کوچ کرو تو مشعر الحرام کے پاس ذکرِ خدا کرو اور خدا کو اس طرح سے یاد کرو جیسا کہ اس نے تمھیں ہدایت دی ہے۔ اگرچہ تم اس سے قبل گمراہ لوگوں میں سے تھے۔ پھر تم بھی باقی لوگوں کی طرح وہاں سے کوچ کرو اور خدا سے مغفرت طلب کرو۔ یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جب تم اپنے مناسک ادا کر لو تو خدا کو اس طرح سے یاد کرو

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جس طرح سے تم اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے زیادہ یاد کرو۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں: ہمارا پروردگار! ہمیں دنیا ہی میں بھلائی دے دے اور ان کا آخرت میں کوئی حصّہ نہیں ہے۔ اور ان میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی نیکی عطا فرما اور آخرت میں بھی نیکی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے ان کی کمائی کا حصّہ ہے اور خدا بہت جلد حساب لینے والا ہے"۔

حج وعمرہ کے احکام

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ

(اور خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیے حج وعمرہ کو پورا کرو)

٦٣٩- مجمع البیان میں ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ حج وعمرہ کے تمام مناسک پورے کرو اور اس کی حدود کا خاص خیال رکھو اور حج وعمرہ کے اعمال کو اچھی طرح سے بجا لاؤ۔ یہی مفہوم امیر المومنین اور امام زین العابدین علیہما السلام سے منقول ہے۔

٦٤٠- عیون الاخبار میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی وہ تحریر نقل کی گئی ہے جس میں آپؑ نے مامون کی فرمائش پر اسلام کے بنیادی عقائد واعمال تحریر کیے تھے چنانچہ اس دستاویز میں آپؑ نے یہ کلمات بھی لکھے:

"عام لوگ جس طرح سے حجِ قران اور حجِ افراد کر رہے ہیں یہ سراسر ناجائز ہے۔ حجِ قران اور حجِ افراد ان لوگوں کے لیے ہے جو مکہ کے رہائشی ہوں۔ میقات کے علاوہ احرام باندھنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ "اور حج وعمرہ کو اللہ کے لیے پورا کرو"۔

٦٤١- کتاب الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، آپؑ نے فرمایا:

"حجِ افراد اور حجِ قران صرف اہلِ مکہ کے لیے مخصوص ہے اور میقات سے پہلے احرام باندھنا جائز ہے اور مرض یا تقیہ کے علاوہ میقات سے اس میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (تم خدا کے لیے حج وعمرہ کی تکمیل کرو) اور اس کے تمام کرنے کا مقصد یہ ہے کہ انسان بیوی سے مباشرت نہ کرے اور گناہ اور جھگڑے سے اجتناب کرے۔

۶۴۲- کتاب علل الشرائع میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

"مخلوق پر حج کی طرح سے عمرہ بھی واجب ہے البتہ اس کے لیے استطاعت کا ہونا بنیادی شرط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (اور اللہ کے لیے حج وعمرہ کو مکمل کرو)۔ عمرہ مدینہ میں نازل ہوا تھا اور عمرہ ماہِ رجب کا عمرہ ہے۔

۶۴۳- امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ حج کو "حج" کیوں کہا جاتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: عربی زبان کا ایک محاورہ ہے۔ "حَجَّ فُلَانٌ" یعنی فلاں شخص نے نجات پائی۔ چونکہ حج نجات کا ذریعہ ہے۔ اسی لیے اس کو حج کہا جاتا ہے۔

۶۴۴- الکافی میں عمر بن اذنیہ سے روایت ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے کچھ مسائل ابن بکیر کے ذریعہ سے امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس روانہ کیے اور کچھ اور مسائل لکھ کر ابی العباس کے ہاتھ امام علیہ السلام کی خدمت میں بھیجے۔ چند دنوں کے بعد امام علیہ السلام کی طرف سے مجھے تحریری جواب ملا۔ اس میں آپ نے لکھا کہ تم نے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (اللہ کی خوشنودی کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج واجب ہے جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو) کے متعلق سوال کیا ہے۔

اس سے حج وعمرہ دونوں مراد ہیں کیونکہ دونوں فرض ہیں اور تو نے وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (اور حج وعمرہ کو خدا کے لیے تمام کرو) کے متعلق بھی سوال کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ حج وعمرہ کو مکمل کرو اور اس کی تکمیل اس کے مناسک کی ادائیگی سے ہوتی ہے اور جو چیزیں حالتِ احرام میں حرام ہیں احرام باندھنے والا ان سے پرہیز کرے۔

۶۴۵- امام جعفر صادق علیہ السلام نے وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ کی آیت پڑھ کر فرمایا:

"حج وعمرہ دونوں فرض ہیں"۔

۶۴۶- عبداللہ بن سنان نے کہا ہے کہ وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ کا مقصد یہ ہے کہ عازمِ حج وعمرہ بیوی سے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مباشرت نہ کرے اور گناہ کا کام نہ کرے اور حج کے دوران کسی سے جھگڑا نہ کرے۔

۶۴۷- معاویہ بن عمار کا قول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا' آپؑ نے فرمایا:

''صاحبانِ استطاعت پر عمرہ بھی حج کی طرح سے واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (اور خدا کی رضا کے لیے حج وعمرہ کو مکمل کرو) عمرہ مدینہ میں نازل ہوا تھا۔

میں (راوی) نے کہا: فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ کے تحت اگر کوئی شخص حج سے پہلے عمرہ کرے اور پھر حج کرے تو کیا یہ کافی ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔

۶۴۸- زرارہ بن اعین کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

''عمرہ بھی حج کی طرح سے لوگوں پر واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (حج وعمرہ کو اللہ کے لیے مکمل کرو)

۶۴۹- الکافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا:

''حج کی تکمیل ملاقاتِ امام سے ہوتی ہے''۔

۶۵۰- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''جب احرام باندھو تو خدا کا تقویٰ ملحوظِ خاطر رکھو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرو اور بہتر بات کے علاوہ زبان سے اور کچھ نہ کہو' کیونکہ حج وعمرہ کی تکمیل کی ایک شرط یہ ہے کہ انسان اچھی بات کے علاوہ زبان سے اور کچھ نہ نکالے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ

(جس نے ان ایام میں اپنے اوپر حج فرض کیا ہو تو بیوی سے ہم بستری نہ کرے اور گناہ سے پرہیز کرے اور حج کے ایام میں کسی سے جھگڑا نہ کرے)

۶۵۱- عیون الاخبار میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی حج کرے تو حج کے آخر میں مدینہ آ کر ہماری زیارت کرے۔ اس سے حج کی تکمیل ہو جائے گی''۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جب تندرست ہو جائے تو اس پر عمرہ کرنا واجب ہوگا۔ اور اگر وہ حج کا ارادہ رکھتا ہو اور لوٹ آئے اور اپنے گھر قیام کرے یہاں تک کہ حج کے ایام گزر جائیں تو وہ آیندہ سال حج کرے۔

چنانچہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین علیہ السلام عمرہ کے لیے گھر سے روانہ ہوئے اور راستے میں بیمار پڑ گئے۔ حضرت علی علیہ السلام کو مدینہ میں ان کی بیماری کا پتہ چلا تو وہ امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے۔ اس وقت امام حسین علیہ السلام مقام "سقیا" میں قیام پذیر تھے۔

آپؑ نے فرمایا: فرزند! تمھیں کیا تکلیف ہے؟

امام حسینؑ نے عرض کیا: ابا جان! میرے سر میں درد ہے۔

یہ سننے کے بعد حضرت علیؑ نے ایک اونٹ منگوایا اور اسے نحر کیا اور اس کے ساتھ ہی امام حسینؑ کا سر منڈوا دیا اور انھیں ساتھ لے کر مدینہ چلے آئے۔ اور پھر جب امام حسینؑ تندرست ہو گئے تو آپؑ نے پھر عمرہ کیا۔

میں (راوی) نے عرض کیا:

مولاؑ! یہ بتائیں جب وہ راستے سے گھر چلے گئے اور انھوں نے تندرست ہونے کے بعد عمرہ بھی نہیں کیا تھا تو کیا اس درمیانی وقت میں ان کے لیے بیویوں سے مباشرت جائز تھی یا نہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"جب تک انھوں نے بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ پر سعی نہیں کی تھی اس وقت تک ان کے لیے بیویوں سے مقاربت جائز نہیں تھی"۔

میں (راوی) نے عرض کیا: فرزندِ رسولؑ! ابھی آپؑ نے بتایا کہ رسولؐ خدا کے لیے تو بیویوں سے مباشرت جائز تھی اور امام حسینؑ کے لیے بیویوں سے مباشرت جائز نہیں تھی جب کہ رسولؐ خدا نے بھی بیت اللہ کا طواف نہیں کیا تھا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"ان دونوں میں فرق ہے۔ رسولؐ خدا 'مصدود' تھے اور امام حسینؑ "محصور" تھے اور مصدود اور محصور کے احکام میں فرق پایا جاتا ہے"۔

۶۵۴- امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

"جب کوئی شخص راستے میں بیماری کی وجہ سے محصور ہو جائے تو وہ اپنی قربانی دوسروں کے ہاتھ روانہ کر دے اور اگر اسے بیماری سے افاقہ ہو جائے اور اس کا خیال ہو کہ وہ مناسکِ حج میں پہنچ جائے گا تو وہ مکہ کی طرف چل پڑے اور اگر اس کے وہاں پہنچنے تک اس کی قربانی ذبح نہ ہوئی ہو تو وہ اپنے احرام پر باقی رہے اور مناسک ادا کر کے اپنی قربانی ذبح کرے اور اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے اور اگر وہ اس وقت مکہ پہنچے جب اس کی قربانی ذبح ہو چکی ہو تو وہ آئندہ سال حج یا عمرہ ادا کرے۔

میں (راوی) نے کہا: اگر وہ حالتِ احرام میں مکہ پہنچنے سے پہلے مر جائے تو پھر اس کا کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا:

"اگر وہ حج کے لیے روانہ ہوا تھا تو اس کی نیابت میں حج کی جائے گی' اسی طرح سے اس کی نیابت میں عمرہ بھی کیا جائے گا۔ موت تو خدا کی تقدیر ہے"۔

۶۵۵- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے محصور ہو جائے اور وہ اپنے ساتھ قربانی بھی لے کر روانہ نہ ہوا ہو تو وہ لوٹ جائے اگر اس کے پاس قربانی کی رقم نہ ہو تو پھر قربانی کے عوض روزے رکھے"۔

۶۵۶-امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے "محصور" ہو جائے یعنی رُکنے پر مجبور ہو جائے اور وہ اپنی قربانی کو لوگوں کے ہاتھوں روانہ کر دے لیکن روزِ قربانی سے قبل اس کے سر میں جوؤں وغیرہ کی وجہ سے اذیت پڑ جائے تو جس جگہ وہ ٹھہرا ہوا ہو وہاں ایک بکری ذبح کرے یا روزے رکھے یا صدقہ دے اور روزے تین دن کے ہیں اور صدقہ چھ مساکین کو دینا ہوگا اور ہر مسکین کو نصف صاع (ڈیڑھ کلوگرام) غلہ دے"۔

۶۵۷- سہل بن ابی نصر نے رفاعہ سے نقل کیا۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کسی کا اجیر بن کر حجِ تمتع کے لیے روانہ ہوا اور راستے میں رکاوٹ پڑ گئی اور وہ نہ جا سکا تو وہ اگلے سال اگر حج نہ کرے تو کیا وہ بری الذمہ ہو جائے گا؟

آپؑ نے فرمایا: اسے آئندہ سال حج کرنا پڑے گا۔ اور اگر حج پر جائے اور محصور ہو جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں نے پوچھا کہ ایک شخص قربانی لے کر روانہ ہوا۔ راستے میں بیمار پڑ گیا اور حج پر نہ جا سکا۔

آپؑ نے فرمایا: وہ اپنی قربانی آگے روانہ کر دے۔

میں نے پوچھا: کیا وہ اگلے سال حجِ تمتع کر سکتا ہے۔

فرمایا: نہیں۔ اس سے جس طرح کی حج قضا ہوئی تھی وہ ویسی ہی بجا لائے گا۔

۶۵۸- امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

''مصدود'' کو جہاں روکا جائے تو وہیں قربانی ذبح کر دے اور پھر وہاں سے اپنے گھر آ جائے اور اسے بیوی سے مقاربت کی اجازت ہے جب کہ ''محصور'' اپنے ساتھیوں کے ہاتھ اپنی قربانی روانہ کرے اور ان سے قربانی ذبح کرنے کا ایک دن مقرر کرا لے اور جب وہ دن اور وقت آ جائے تو ''محصور'' اپنا احرام کھول دے۔

میں (راوی) نے عرض کیا: اگر اس کے ساتھی کچھ دنوں کے بعد اسے اس کی رقم واپس کر دیں اور کہیں کہ ہم نے تمھاری طرف سے قربانی نہیں کی تھی اور وہ شخص بھی احرام کھول چکا ہو تو اس شخص کے لیے حکمِ شریعت کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس شخص کو ذاتی طور پر حج وعمرہ کا اعادہ کرنا ہوگا اور بیویوں سے پرہیز کرنا ہوگا۔

۶۵۹- عیون الاخبار میں فضل بن شاذان سے شریعت طاہرہ کے کچھ علل واسباب مذکور ہیں اور فضل کہتے تھے کہ میں نے یہ علل واحکام امام علی رضا علیہ السلام سے سنے تھے۔

چنانچہ اسی فلسفہ احکام میں آپؑ نے فرمایا:

''اگر یہ سوال کیا جائے کہ اسلام میں صرف ایک حج کا حکم کیوں دیا گیا ہے جب کہ زیادہ کا حکم بھی تو دیا جا سکتا تھا؟ اس کے جواب میں کہا جائے گا: اللہ تعالیٰ نے فرائض سب سے کمزور فرد کی حیثیت کو دیکھ کر مقرر کیے ہیں جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے:

فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ''یعنی جو قربانی ممکن ہو وہ کرے'' اور اس آیت کے تحت ایک بکری کی قربانی ضروری ہے کیونکہ بکری کی قربانی امیر وغریب دونوں کے لیے آسان ہے۔ اسی طرح سے دوسرے فرائض میں بھی اللہ تعالیٰ نے بندوں کی سہولت کو مدنظر رکھا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حجِ رسولؐ

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کا ارادہ کیا تو آپ ۲۶ ذی قعدہ کو گھر سے روانہ ہوئے۔ آپ مسجد شجرہ تشریف لائے اور آپؐ نے وہاں نماز پڑھی۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر ''بیداء'' تشریف لائے۔ آپؐ نے وہاں پہنچ کر احرامِ حج باندھا اور تلبیہ کہا۔ آپؐ نے قربانی کے لیے ایک سو اونٹ ساتھ لیے۔ آپؐ کی دیکھا دیکھی باقی لوگوں نے بھی حج کی نیت سے احرام باندھا اور کسی کی نیت بھی عمرے کی نہیں تھی اور نہ ہی انھیں حجِ تمتع کا کوئی علم تھا۔ اور جب رسول اکرمؐ مکہ تشریف لائے اور آپؐ نے بیت اللہ کا طواف کیا تو آپ کو دیکھ کر باقی لوگوں نے بھی بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر آپؐ نے مقامِ ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز پڑھی اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔ پھر آپؐ صفا و مروہ پر تشریف لے گئے اور فرمایا میں اس سے ابتدا کروں گا جس سے خدا نے ابتدا کی ہے۔ پھر آپؐ نے سعی کا آغاز صفا سے کیا۔ اس کے بعد آپ نے مروہ میں سعی کی اور یوں آپ نے صفا و مروہ پر سات چکر لگائے۔

جب آپ نے سعی مکمل کر لی تو آپ نے مروہ پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ احرام کھول دیں اور اس طواف وسعی کو عمرہ قرار دیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔

آپ کا فرمان سن کر لوگوں نے احرام کھول دیئے اور آپؐ نے فرمایا:

اگر بعد والا کام میں نے پہلے نہ کیا ہوتا تو میں خود بھی احرام سے آزاد ہو جاتا لیکن میں چونکہ قربانی لے کر آیا ہوں اسی لیے میں احرام نہیں کھول سکتا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ

''جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے تب تک تم سر نہ منڈاؤ''۔

اس وقت سراقہ بن مالک بن جعشم کھڑے ہوئے اور انھوں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا:

یارسولؐ اللہ! آپ ہمیں مناسک حج وعمرہ کی یوں تعلیم دیں جیسے ہم آج پیدا ہوئے ہوں۔ بھلا یہ فرمائیں۔ یہ فرمان صرف اسی سال کے لیے ہے یا ہر سال کے لیے یہی حکم ہے؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

رسولؐ خدا نے فرمایا: بلکہ یہ تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔

اس وقت ایک شخص نے کھڑے ہو کر آنحضرتؐ سے عرض کیا:

یارسولؐ اللہ! کیا ہم حج کے لیے اس انداز سے روانہ ہوں کہ ہمارے سروں سے پانی ٹپک رہا ہو؟

نبی اکرمؐ نے اس شخص سے فرمایا: تو کبھی اس پر ایمان نہیں لائے گا۔

واضح رہے کہ یہ حدیث کافی طویل ہے۔ ہم نے بقدر ضرورت اسے نقل کیا ہے۔

۶۶۱۔ کتاب علل الشرائع میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسولؐ خدا سے نقل کیا کہ جب آنحضرتؐ حجۃ الوداع پر تشریف لے گئے اور بیت اللہ کا طواف کر چکے اور صفا و مروہ میں سعی مکمل کر چکے تو آپؐ نے مروہ پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا جس میں آپؐ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

"لوگو! یہ جبریلؑ ہے۔ یہ کہہ کر آپؐ نے اپنی پشت کی طرف اشارہ کیا اور جبریلؑ مجھے حکم دے رہا ہے کہ جو افراد اپنی قربانی ساتھ لے کر نہیں آئے آپ ان سے کہیں کہ وہ احرام کھول دیں اور احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو جائیں اور اگر میں نے بعد والا کام پہلے کیا ہوتا تو میں بھی تمھاری طرح سے احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو جاتا لیکن مجبوری یہ ہے کہ میں قربانی ساتھ لے کر آیا ہوں اور جو قربانی ساتھ لے کر آئے تو وہ قربانی کرنے سے پہلے احرام سے آزاد نہیں ہو سکتا۔

اس وقت سراقہ بن مالک بن جعشم الکنانی نے کھڑے ہو کر عرض کیا:

"یارسولؐ اللہ! آپ ہمیں ہمارے دین کی یوں تعلیم دیں جیسے ہم نے آج ہی دنیا میں جنم لیا ہو۔ آپؐ یہ بتائیں کہ یہ حکم صرف اس سال کے لیے مخصوص ہے یا یہ حکم ہر سال کے لیے ہے؟"

رسولؐ خدا نے فرمایا: "نہیں یہ ہمیشہ کے لیے ہے"۔

اس وقت ایک شخص نے اٹھ کر کہا:

"یارسولؐ اللہ! کیا ہم حج کے لیے اس طرح سے جائیں کہ ہمارے سروں سے غسلِ جنابت کے پانی کے قطرات ٹپک رہے ہوں؟"

رسولؐ خدا نے فرمایا کہ تو اس پر کبھی بھی ایمان نہیں لائے گا۔

۶۶۲۔ فضیل بن عیاض کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے حج کے متعلق لوگوں میں پائے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

جانے والے اختلاف کے متعلق پوچھا' کیونکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رسولؐ خدا حج کی نیت سے مدینہ سے روانہ ہوئے تھے۔ جب کہ کچھ دوسرے کہتے ہیں کہ آپ عمرہ کی نیت سے روانہ ہوئے تھے اور کچھ اور کہتے ہیں کہ آپ نے ''حجِ قران'' کیا تھا اور کچھ کہتے ہیں کہ آپ حکمِ خداوندی کے منتظر بن کر مدینہ سے روانہ ہوئے تھے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کو معلوم تھا کہ یہ رسولؐ خدا کا آخری حج ہے اور اس کے بعد آنحضرتؐ کو حج نصیب نہیں ہوگا اسی لیے حج کی تمام اقسام کو اللہ نے آپ کے اس سفر میں جمع کر دیا تھا تاکہ تمام طریقے سنت نبویؐ کے ضمن میں شامل ہو سکیں۔ چنانچہ جب آپ بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کر چکے تو جبریلؑ امین نے ان سے کہا کہ آپ اسے عمرہ تسلیم کریں البتہ جو لوگ قربانی ساتھ لے کر آئے ہیں وہ احرام میں ہی رہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

حَتّٰی یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ [1] (یہاں تک کہ قربانی اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ جائے) چنانچہ اللہ نے آپ کے لیے حج و عمرہ دونوں کو یکجا کر دیا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اہلِ عرب کی عادت کے مطابق حج کے مقصد سے ہی برآمد ہوئے تھے کیونکہ اہلِ عرب ایامِ حج میں صرف حج ہی کیا کرتے تھے اور اس سفر میں آپ حکم خداوندی کے بھی منتظر تھے اور آپؐ فرماتے تھے کہ اسلام نے جو تبدیلی کی ہے سو کی ہے لیکن جہاں اسلام نے کوئی حکم نہیں دیا وہاں سابقہ حکم ہی برقرار رہے گا۔

اہلِ عرب حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو صحیح نہیں سمجھتے تھے اور حج کو عمرہ میں بدلنے کا عمل آنحضرتؐ کے اصحاب کو سخت گراں محسوس ہوا تھا مگر اس کے باوجود آپؐ نے انھیں حکم دیا تھا کہ وہ احرام سے آزاد ہو جائیں اور اس کو عمرہ قرار دیں۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا:

''عمرہ قیامت کے روز تک حج میں داخل ہو چکا ہے اور یہ کہہ کر آپؐ نے اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈالیں اور فرمایا: جس طرح سے یہ انگلیاں ایک دوسرے سے پیوست ہیں اسی طرح سے عمرہ بھی حج سے پیوست ہو چکا ہے''۔

میں (راوی) نے کہا کیا اہلِ عرب میں حج کے مناسک کا کچھ ڈھانچہ باقی تھا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''زمانہ جاہلیت میں لوگوں نے دینِ ابراہیم کا حلیہ بدل دیا تھا مگر ختنہ' نکاح اور حج کی رسومات پھر بھی کسی نہ کسی شکل میں باقی تھے اور وہ پورے طور پر ضائع نہیں ہوئے تھے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وقت سے قبل سر منڈوانا

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ

(تم میں سے جو بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو وہ روزوں یا صدقہ یا قربانی کی صورت میں فدیہ دے کر سر منڈوا دے)

۶۶۳- الکافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، آپؑ نے فرمایا:

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ایک صحابی کعب بن عجرہ کے پاس سے گزرے تو آپؐ نے دیکھا کہ اس کے سر سے جوئیں گر رہی تھیں اور وہ بے چارہ حالتِ احرام میں تھا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: کیا تجھے یہ جوئیں اذیت دے رہی ہیں؟

اس نے عرض کیا: جی ہاں یا رسولؐ اللہ!

اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت فرمائی کہ تم میں سے جو بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو وہ روزوں یا صدقہ یا قربانی کی صورت میں فدیہ دے کر قبل از وقت سر منڈوا لے''۔

چنانچہ اس آیت مجیدہ کے نزول کے بعد آنحضرتؐ نے اسے حکم دیا کہ وہ قبل از وقت سر منڈوا کر جوؤں سے نجات حاصل کرے مگر اسے اس کے عوض تین روزے رکھنے ہوں گے یا چھ مساکین کو کھانا کھلانا پڑے گا اور ہر مسکین کو دو مُد غلہ دینا ہوگا یا پھر ایک بکری قربان کرنا ہوگی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''قرآن مجید میں جہاں بھی حرف ''اَوْ'' استعمال ہوا ہے تو انسان کو وہاں اختیار ہے کہ وہ مذکورہ اشیاء میں سے جسے چاہے اپنے لیے پسند کرے''۔

۶۶۴- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے راستے میں رُک جائے اور اس نے اپنے قافلہ والوں کو اپنی قربانی دے کر آگے روانہ کیا ہو اور ابھی قربانی کے ذبح کا دن نہ آیا ہو اور اس کے سر میں تکلیف ہو جائے تو وہ جہاں رُکا ہوا ہو وہاں ایک بکری

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ذبح کرے یا تین دن کے روزے رکھے یا چھ مساکین کو دو دو مُد غلہ دے کر سر منڈوا دے۔

۶۶۵۔ من لا یحضرہ الفقیہ میں مرقوم ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر کعب بن عجرہ انصاری کے پاس سے ہوا اور وہ حالت احرام میں تھا مگر جوؤں نے اس کے سر اور آبروؤں اور آنکھوں پر ڈیرے ڈالے ہوئے تھے اور وہ بے چارہ شدید اذیت محسوس کر رہا تھا اور احرام کی وجہ سے وہ جوئیں نکال نہیں سکتا تھا۔ آنحضرتؐ نے اس کی طرف سے ایک بکری کی قربانی دی اور اس کا سر منڈوا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی افراد کو رعایت دی ہے اور ان کے متعلق فرمایا:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ

(جو تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو روزوں یا صدقہ یا قربانی کی صورت میں فدیہ دے کر اپنا سر منڈوا دے)

اس صورت میں تین روزے یا چھ مساکین کو نصف صاع کھجوریں یا بکری کی قربانی کرنی پڑتی ہے مگر اس قربانی کا گوشت صرف مساکین کو کھلایا جائے گا۔

۶۶۶۔ زُہری نے امام علی زین العابدین علیہ السلام سے روزوں کے متعلق ایک طویل اور مفصل حدیث نقل کی ہے اور اس حدیث کا ایک حصّہ یہ ہے:

''جو شخص حج میں قبل از وقت سر منڈوائے تو اس پر تین روزے یا چھ مساکین کا کھانا یا ایک بکری کی قربانی واجب ہے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ

(تو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو وہ روزوں یا صدقہ یا قربانی کی شکل میں فدیہ ادا کرے)

چنانچہ انسان کو اختیار ہے چاہے تو وہ تین روزے رکھے یا چھ مساکین کو غلہ دے یا ایک بکری قربانی کرے۔ علاوہ ازیں حج تمتع کرنے والے جس شخص کے پاس قربانی کی طاقت نہ ہو تو وہ اس قربانی کے بدلے میں دس روزے رکھے، تین

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

روزے مکہ میں رکھے اور سات روزے وطن واپس آ کر رکھے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ ۗ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۗ

(اور جس نے عمرہ سے حج تمتع کا ارادہ کیا ہے وہ ممکنہ قربانی دے دے اور جس کو قربانی میسر نہ ہو تو وہ اس کے عوض تین روزے حج کے دوران اور سات روزے واپسی پر رکھے اور اس طرح پورے دس روزے ہو جائیں۔)

۶۶۷- کتاب علل الشرائع میں احکام شرعیہ کے کچھ علل و اسباب فضل بن شاذان کی زبانی مروی ہیں اور انھوں نے کہا کہ انھوں نے یہ علل و اسباب امام علی رضا علیہ السلام سے سنے تھے۔ چنانچہ ان علل و اسباب کے بیان میں یہ کلمات بھی موجود ہیں:

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ حج تمتع کا لوگوں کو کیوں حکم دیا گیا؟

اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ یہ رب کی طرف سے سہولت اور رحمت ہے تاکہ لوگ جلدی احرام کھول سکیں اور احرام میں زیادہ عرصہ پابند نہ رہیں ورنہ انھیں سخت زحمت محسوس ہوگی اور اس متعہ حج کا ایک فلسفہ یہ بھی ہے کہ انسان بیک وقت حج و عمرہ دونوں کی سعادت حاصل کر سکے اور اگر متعہ حج نہ ہوتا تو انسان عمرہ سے محروم رہتا۔ اور اس متعہ حج کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس میں عمرہ علیحدہ ہے اور حج علیحدہ ہے۔ عمرہ اور حج کے درمیان انسان کو کچھ آزادی کا وقت مل جاتا ہے۔ اور اس متعہ حج کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ طواف بیت اللہ درست ہوتا ہے اگر متعہ حج نہ ہوتا تو حج کرنے والا طواف کعبہ سے ابتدا نہ کر سکتا کیونکہ جیسے ہی وہ طواف کرتا تو اس کا احرام کھل جاتا اور اس کا احرام فاسد ہو جاتا اور یوں وہ حج کی ادائیگی سے قبل احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو جاتا۔ علاوہ ازیں حج تمتع کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے حجاج کو قربانی اور کفارہ دینا پڑتا ہے جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں اور قربانی کی وجہ سے مساکین کو گوشت نصیب ہو جاتا ہے۔

۶۶۸- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"حج، عمرہ کے ساتھ متصل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فَاِذَآ اَمِنۡتُمۡ ۚ فَمَنۡ تَمَتَّعَ بِالۡعُمۡرَةِ اِلَى الۡحَجِّ فَمَا اسۡتَيۡسَرَ مِنَ الۡهَدۡيِ ۚ

(پھر جب اطمینان ہو جائے تو جس نے عمرہ سے حج تمتع کا ارادہ کیا ہے تو وہ ممکنہ قربانی دے دے)

اسی لیے شہر مکہ سے باہر رہنے والوں کو حج تمتع ہی بجا لانی چاہیے کیونکہ اللہ تعالٰی نے حج تمتع کا حکم اپنی کتاب میں نازل کیا ہے اور رسولؐ خدا نے اسے اپنی سنت کے ذریعہ سے بیان فرمایا ہے۔

۶۶۹- الکافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

فَمَنۡ تَمَتَّعَ بِالۡعُمۡرَةِ اِلَى الۡحَجِّ فَمَا اسۡتَيۡسَرَ مِنَ الۡهَدۡيِ کی آیت مجیدہ میں جس ممکنہ قربانی کا حکم دیا گیا ہے اس سے بکری کی قربانی مراد ہے۔

۶۷۰- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"اگر کوئی شخص مکہ آ کر حج تمتع بجالائے اور حج کے بعد مکہ میں اگلے حج تک قیام کرے تو اس پر ایک بکری کی قربانی واجب ہو جائے گی اور اگر کوئی شخص حج کے مخصوص مہینوں کے علاوہ تمتع کرے اور پھر مکہ سے روانہ ہو جائے اور حج کے وقت واپس آ جائے تو اس پر کوئی قربانی واجب نہ ہوگی کیونکہ اس نے حج افراد ادا کی ہے جب کہ قربانی حج تمتع کرنے والوں پر واجب ہے"۔

۶۷۱- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الۡحَجِّ وَسَبۡعَةٍ اِذَا رَجَعۡتُمۡ ؕ تِلۡكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

(جسے حج کے لیے قربانی میسر نہ ہو تو وہ حج کے دوران تین روزے رکھے اور سات روزے وطن واپسی پر رکھے اور یوں دس روزے کامل ہو جائیں گے)

یہ دس روزے قربانی کی تکمیل کے لیے واجب کیے گئے ہیں۔

۶۷۲- تہذیب الاحکام میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک روایت مروی ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ کی آیت میں جس کمال اور تکمیل کی بات کی گئی ہے اس سے قربانی کا کامل ہونا مراد ہے۔

۶۷۳- ابن ابی نصر کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص حج تمتع بجالایا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس کے پاس قربانی کی رقم نہ ہو البتہ اس کے پاس ضروری کپڑوں کے علاوہ کچھ فالتو کپڑے موجود ہوں جن کی قیمت ایک سو درہم ہو تو کیا ایسے شخص پر قربانی واجب ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: تو کیا اس کے پاس کرایہ اور خرچہ کی رقم موجود ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں، اس کے پاس کرائے اور خرچ کی رقم موجود ہے، اور ضروری اخراجات کے بعد بھی اس کے پاس ایک سو درہم کی قیمت کے فالتو کپڑے بھی موجود ہیں۔ اس کے لیے قربانی کا کیا حکم ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''ایک سو درہم کے کپڑوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ایسے شخص کو قربانی کے عوض دس روزے رکھنے چاہئیں اور ایسے افراد کو اللہ نے خصوصی رعایت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ

(جسے قربانی کرنا میسر نہ ہو تو وہ حج کے دوران تین روزے رکھے اور سات روزے وطن واپسی پر رکھے)

۶۷۴- الکافی میں محمد بن عبداللہ کرخی سے منقول ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ حج تمتع کرنے والا اگر اپنے ساتھ قربانی لے کر نہ جائے تو کیا قربانی کے دن سے قبل وہ روزے رکھے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ قربانی کے دن تک صبر کرے۔ اگر اسے اس دن بھی قربانی میسر نہ ہو تو پھر وہ روزے رکھے۔

۶۷۵- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''جس شخص پر قربانی میسر نہ آنے کی وجہ سے دس روزے واجب ہوں تو وہ تین روزے ایامِ حج میں رکھے اور سات روزے وطن واپسی پر رکھے۔ لیکن جب تین روزے رکھے تو ان میں فاصلہ نہیں ہونا چاہیے۔ جس طرح سے قسم کے تین روزوں میں فاصلہ کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح سے ان روزوں میں بھی فاصلہ کرنا جائز نہیں ہے''۔

۶۷۶- رفاعہ بن موسیٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ حج تمتع کرنے والے کو اگر قربانی کی استطاعت نہ ہو تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے یعنی سات اور آٹھ اور نو ذی الحجہ کو روزے رکھے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں نے کہا: اگر ''روز ترویہ'' (۸ ذی الحجہ) بھی گزر جائے اور اس نے روزہ نہ رکھا ہو تو پھر کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ایامِ تشریق کے بعد تین روزے رکھے۔

میں (راوی) نے کہا: اگر اتنے دن تک اس کا ساربان ٹھہرنا قبول نہ کرے تو پھر کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ''حصبہ'' کے دن اور اس کے بعد دو دن تک روزہ رکھے۔

میں (راوی) نے عرض کیا: ''حصبہ'' سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے اس کی روانگی کا دن مراد ہے۔

میں (راوی) نے کہا: کیا وہ حالتِ روزہ میں سفر کرے؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔ کیا وہ عرفہ کے روز مسافر نہیں تھا۔ ہم اہل بیتؑ خدا کے فرمان کو مدنظر رکھ کر فتویٰ دیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ (وہ حج کے دنوں میں تین دن کے روزے رکھے) اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ماہ ذی الحجہ میں روزے رکھے۔

۶۷۷- صادقین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار کا فرمان ہے:

''جس کو قربانی میسر نہ ہو اور وہ اس کے عوض ماہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں تین روزے رکھنا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے''۔

۶۷۸- معاویہ بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: اگر حجِ تمتع کرنے والے کسی شخص کو قربانی میسر نہ ہو تو کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اس کے عوض ایامِ حج میں تین روزے رکھے۔ وہ پہلا روزہ سات ذی الحجہ کو رکھے اور دوسرا روزہ ۸ ذی الحجہ کو رکھے اور تیسرا روزہ ۹ ذی الحجہ کو رکھے۔

میں (راوی) نے کہا: اگر اس سے یہ دن گزر جائیں تو پھر کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ روانگی کی شب اُٹھ کر سحری کرے اور روانگی کے دن روزہ رکھے اور اس کے بعد دو دن مزید روزے رکھے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں (راوی) نے کہا: اگر اس کا ساربان ایک جگہ قیام کرنا پسند نہ کرے تو کیا راستے میں ہی روزے رکھے؟

آپؑ نے فرمایا: چاہے تو راستے میں روزے رکھے اور اگر چاہے تو گھر جا کر روزے رکھے۔

۶۷۹- امام علی رضا علیہ السلام سے ایک شخص نے پوچھا کہ ایک شخص حج تمتع کی نیت سے روانہ ہوا۔ اس کے پاس قربانی کی رقم نہیں تھی البتہ اس کے پاس اس کے کپڑے موجود تھے۔ اگر وہ کپڑوں کو فروخت کر دے تو وہ قربانی کا جانور خرید کر سکتا ہے اور کیا ایسے شخص کو قربانی کرنی چاہیے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔ مومن کپڑوں سے زینت حاصل کرے۔ وہ کپڑے بیچ کر قربانی کا جانور خرید نہ کرے اور قربانی کے عوض دس روزے رکھے۔

۶۸۰- ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کسی کے پاس قربانی کی رقم موجود ہو لیکن اسے قربانی کا جانور نہ مل سکے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ مذکورہ رقم کسی مکہ والے کے حوالے کر دے اور اس سے کہے کہ وہ کسی وقت جانور خرید کر کے اس کی طرف سے قربانی کر دے اور اگر ماہ ذی الحجہ گزر جائے تو آئندہ ماہ ذی الحجہ تک اس کی طرف سے کسی بھی وقت قربانی کی جا سکتی ہے۔

۶۸۱- یحییٰ ازرق کا بیان ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر ایک شخص کے پاس قربانی کی رقم موجود ہو اور اس رقم سے قربانی کا جانور خرید کر سکتا ہو مگر اس نے جانور خرید کرنے میں اتنی دیر کر دی کہ جانوروں کی قیمتیں بڑھ گئیں اور وہ اپنی موجودہ رقم سے جانور خرید نہ کر سکے تو وہ کیا کرے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ ایامِ تشریق کے بعد تین روزے رکھے۔

۶۸۲- ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر حجِ تمتع کرنے والے شخص کو قربانی میسر نہ آ سکی تو اس نے مکہ میں تین روزے رکھے۔ پھر ایامِ حج کے بعد وہ گھر جانے کے بجائے مکہ ہی میں ٹھہر جائے تو بقیہ سات روزے کب رکھے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

جب وہ محسوس کرے کہ اس کے اہلِ شہر اب اپنے شہر پہنچ چکے ہوں گے تو وہ بقیہ سات روزے مکہ ہی میں رکھے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

۶۸۳- ابوبصیر کا بیان ہے کہ میں نے صادقین علیہما السلام میں سے کسی ایک بزرگوار سے پوچھا کہ ایک شخص حج تمتع بجالایا اور وہ قربانی کے دن قربانی نہ کرسکا کیونکہ اس کے پاس قربانی کی رقم موجود نہیں تھی۔ پھر جس دن مکہ سے اس کی روانگی ہونے لگی تو اس کے پاس قربانی کی رقم کہیں سے آگئی تو ایسے شخص کا شرعی حکم کیا ہے؟ کیا وہ بکری خرید کر کے ذبح کرے یا اس کے بدلے روزے رکھے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

''قربانی کا وقت گزر چکا ہے اسی لیے وہ روزے رکھے''۔

۶۸۴- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے ماہ ذی الحجہ میں روزے نہ رکھے ہوں یہاں تک کہ ماہِ محرم شروع ہوگیا تو اس پر ایک بکری کی قربانی واجب ہے۔ وہ روزے نہ رکھے اور منٰی میں بکری ذبح کرے۔

۶۸۵- حماد بن عثمان کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ حج تمتع کرنے والے شخص نے ایامِ حج میں قربانی کے بدلے تین روزے رکھے۔ پھر جس دن وہ منٰی میں نکلنے لگا تو اس کے پاس قربانی آگئی تو کیا وہ قربانی کرے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کے روزے اس کے لیے کافی ہیں۔

۶۸۶- اگر کوئی شخص حجِ تمتع میں قربانی نہ کرسکے اور روزے رکھنے سے پہلے مرجائے تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزے رکھے۔

۶۸۷- امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص حجِ تمتع بجالایا۔ اس کے پاس قربانی نہیں تھی۔ اور اس نے قربانی کے عوض ایامِ حج میں تین روزے رکھے۔ پھر جب وہ گھر پہنچا تو وہ مرگیا۔ کیا اس کے وارث پر اس کے سات روزے فرض ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اس کے وارث پر کوئی قضا نہیں ہے۔

۶۸۸- عقبہ بن خالد کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص حج تمتع کے لیے مکہ پہنچا۔ اس کے پاس قربانی خریدنے کی رقم نہیں تھی۔ چنانچہ اس نے قربانی کے عوض تین روزے رکھے۔ پھر اسے کہیں سے رقم مل گئی تو کیا وہ قربانی خرید کر کے قربانی کرے یا گھر واپس پہنچ کر سات روزے رکھے؟

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آپؑ نے فرمایا: وہ قربانی خرید کر کے قربانی کرے اور اس نے جو روزے رکھے تھے وہ مستحب شمار ہوں گے۔

۶۸۹- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل ''سرف'' اہل ''مُر'' اور اہلِ ''مکہ'' کے لیے حجِ تمتع جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ

(حجِ تمتع وہ کریں جن کے اہل مسجد الحرام کے باشندے شمار نہیں ہوتے)

جب کہ سرف اور مرالظہران میں رہنے والے مکہ کے رہائشی شمار ہوتے ہیں۔ (واضح رہے کہ ''سرف'' مکہ سے دس میل اور مرالظہران اس سے کچھ فاصلہ پر واقع ہے)

۶۹۰- ابوبصیر کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: کیا اہلِ مکہ حجِ تمتع کر سکتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔ اہلِ بستان، اہلِ ذات عرق اور اہلِ عسفان اور ان جیسے دوسرے مقامات کے افراد کو بھی حجِ تمتع کی اجازت نہیں ہے۔

(واضح رہے کہ بستان بن عامر نامی جگہ مکہ کے قریب ہے اور ''ذات عرق'' بھی مکہ کے قریب ہے اور یہ مقام اہل عراق کا میقات ہے اور ''عسفان'' نامی جگہ مکہ سے تین منازل کے فاصلے پر ہے)

۶۹۱- امام جعفر صادق علیہ السلام نے قرآن کریم کی یہ آیت ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پڑھ کر فرمایا: جس کا گھر مکہ کے مشرق، مغرب اور شمال وجنوب میں اٹھارہ میل کے فاصلے پر ہو تو اسے متعۃ الحج کی اجازت نہیں ہے جیسا کہ مُر اور اس سے ملحقہ علاقے ہیں۔

۶۹۲- داؤد بن حماد کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: کیا اہلِ مکہ حج تمتع کر سکتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: انھیں حجِ تمتع کی اجازت نہیں ہے۔

میں نے پوچھا جو شخص باہر سے آ کر مکہ میں رہائش اختیار کرے تو کیا وہ حجِ تمتع کر سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب اسے ایک یا دو سال کا عرصہ گزر چکا ہو تو اسے بھی وہی کچھ کرنا چاہیے جو کہ اہل مکہ کرتے ہیں۔

میں (راوی) نے کہا: اگر اسے مکہ میں رہائش اختیار کیے ہوئے ایک ماہ کا عرصہ گزرا ہو تو کیا وہ حجِ تمتع کر سکتا ہے؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں، وہ حجِ تمتع کر سکتا ہے۔

میں نے کہا: وہ کہاں سے حجِ تمتع کا آغاز کرے؟

آپؑ نے فرمایا: حدودِ حرم سے باہر نکل کر احرام باندھے۔

میں نے پوچھا: وہ کس جگہ جا کر احرام سے آزاد ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: مکہ سے کچھ فاصلے پر جا کر وہ احرام کی پابندیوں سے آزاد ہوگا۔

۶۹۳- محمد بن ابی نصر کا بیان ہے کہ امام محمد تقی علیہ السلام ۲۱۲ ہجری میں حج کے لیے مکہ تشریف لائے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ حجِ افراد کی نیت سے آئے ہیں یا حجِ تمتع کی نیت سے آئے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: میں حجِ تمتع کی نیت سے آیا ہوں۔

میں (راوی) نے پوچھا: مولاؑ! آپ یہ بتائیں کہ حجِ تمتع کرنے والا افضل ہے یا وہ جو حجِ افراد کرے اور اپنے ساتھ قربانی بھی لے آئے؟

آپؑ نے فرمایا: حجِ تمتع کرنے والا افضل ہے اور جو حجِ افراد کرے اور قربانی بھی لے کر آئے تو وہ مفضول ہے۔ حجِ تمتع کرنے والے باقی حج کرنے والوں سے بہتر ہیں۔

۶۹۴- امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

"حجِ قران اور حجِ افراد صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو مسجد الحرام کے نزدیک رہتے ہوں"۔

۶۹۵- الکافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، آپؑ نے فرمایا:

"حج کے مخصوص مہینے ہیں اور وہ ہیں: شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ۔ ان مہینوں کے علاوہ دوسرے کسی مہینے میں حج جائز نہیں ہے۔

۶۹۶- امام جعفر صادق علیہ السلام نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ

(حج کا عمل چند مخصوص مہینوں میں ہوتا ہے جو بھی ان میں اپنے اُوپر حج فرض کرے)

اور اس کے بعد آپؑ نے فرمایا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''فرض کرنے کا مقصد تلبیہ ''اشعار'' اور ''تقلید'' ہے۔ لہٰذا جو شخص بھی ان میں سے کوئی عمل کرے تو اس نے اپنے اُوپر حج فرض کیا ہے اور حج صرف انہی مہینوں میں ہی فرض ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ حج کے مخصوص مہینے ہیں۔

۶۹۷- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''شوال' ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن حج کے مہینے ہیں''۔

۶۹۸- من لایحضرہ الفقیہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

''حج کے مخصوص مہینے ہیں اور وہ شوال' ذی قعدہ اور ذی الحجہ ہیں۔ لہٰذا جو حج کا خواہش مند ہو جب وہ ذی الحجہ کا چاند دیکھے تو بال مت کٹوائے اور جو صرف عمرہ کا خواہش مند ہو تو وہ ایک مہینہ تک بال نہ کٹوائے''۔

۶۹۹- مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ ہمارے نزدیک شوال' ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن حج کے مخصوص مہینے ہیں اور یہی مفہوم امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے' جب کہ عطاء' ربیع اور طاؤس کا قول ہے کہ اس سے شوال' ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے تین ماہ مراد ہیں اور ہماری روایات میں بھی یہ مفہوم مروی ہے۔

۷۰۰- الکافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ شوال' ذی قعدہ اور ذی الحجہ حج کے مہینے ہیں۔

۷۰۱- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''جو شخص حج کے مہینوں کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں احرامِ حج باندھے تو اس کا حج نہیں ہے''۔

۷۰۲- امام جعفر صادق علیہ السلام نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ

(جو ان مہینوں میں اپنے اُوپر حج فرض کرے تو اسے عورتوں سے مباشرت' گناہ اور جھگڑے کی اجازت نہیں ہے)

اس آیت مجیدہ کی تلاوت کے بعد آپؑ نے فرمایا:

''اللہ نے لوگوں پر کچھ شرائط عائد کی ہیں اور اپنے اوپر بھی ایک شرط رکھی ہے''۔

حلبی (راوی حدیث) نے کہا: مولاؑ! اللہ نے لوگوں پر کون سی شرائط عائد کی ہیں اور اپنے اوپر کون سی شرط عائد کی ہے؟

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''اللہ نے لوگوں پر یہ شرط عائد کی ہے کہ وہ بیویوں سے مباشرت نہ کریں، گناہ سے بچیں اور حج میں جھگڑنے سے پرہیز کریں''۔

اللہ تعالیٰ نے جو شرط اپنے اوپر عائد کی ہے وہ یہ ہے: فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ (اس کے بعد جو دو دنوں کے اندر جلدی کرے گا اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور جو تاخیر کرے گا اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے بشرطیکہ اس نے پرہیزگاری اختیار کی ہو) چنانچہ جب وہ حج سے لوٹے گا تو اس پر کوئی گناہ باقی نہیں ہوگا)

راوی کا بیان ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے کہا: آپ یہ فرمائیں: اگر کوئی شخص گناہ میں مبتلا ہوگیا ہو تو اس کی کیا سزا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ نے اس کے لیے کوئی حد مقرر نہیں کی ہے۔ وہ استغفار کرے اور تلبیہ کہے۔

راوی نے پھر کہا: اگر کوئی شخص جھگڑے میں مبتلا ہوا ہو تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جس نے دو سے زیادہ بار جھگڑا کیا ہو اگر وہ جھگڑے میں حق پر ہو تو اسے کفارہ میں بکری ذبح کرنی چاہیے اور اگر وہ غلطی پر ہو تو کفارہ میں گائے ذبح کرے۔

۷۰۲۔ معاویہ بن عمار کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''جب تو احرام باندھ لے تو تیرے لیے خدا کا تقویٰ اور اللہ کا کثرت سے ذکر ضروری ہے اور اچھی بات کہنے کے علاوہ کم کلام کرو کیونکہ حج وعمرہ کی تکمیل کے لیے یہ ضروری ہے کہ انسان اچھائی کے علاوہ اپنی زبان کی حفاظت کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۭ جو ان مہینوں میں اپنے اوپر حج لازم کرے تو وہ بیوی سے مباشرت، گناہ اور جھگڑے سے پرہیز کرے۔

''رفث'' سے مباشرت مراد ہے اور ''فسوق'' سے جھوٹ اور گالی گلوچ مراد ہے۔ اور ''جدال'' سے ''لا واللہ، بلی واللہ'' جیسی قسمیں مراد ہیں۔ تمھیں معلوم ہونا چاہیے جو شخص ایک ہی مقام پر مسلسل تین سچی قسمیں کھائے اور وہ حالت احرام میں ہو تو اس نے ''جدال'' کا ارتکاب کیا۔ کفارہ میں اسے قربانی کرنی چاہیے اور صدقہ دینا چاہیے اور اگر اس نے ایک جھوٹی قسم کھائی تو بھی اس نے ''جدال'' کا ارتکاب کیا۔ اسے بھی کفارہ میں قربانی کرنی چاہیے اور صدقہ دینا چاہیے۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

میں (راوی) نے کہا: اگر کوئی شخص "لعمری وبلی لعمری" (ہاں ہاں مجھے اپنی زندگی کی قسم) کہہ کر قسمیں کھائے تو کیا اس نے بھی "جدال" کا ارتکاب کیا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

نہیں۔ "جدال" تو "لا واللہ، بلی واللہ" کا نام ہے۔

۷۰۴۔ ابوبصیر نے صادقین (امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام) میں سے ایک بزرگوار سے روایت کی۔ انھوں نے فرمایا:

"جب کوئی شخص حالتِ احرام میں تین مسلسل سچی قسمیں کھائے تو اس نے "جدال" کا ارتکاب کیا اور اسے قربانی دینی ہوگی اور اگر کوئی ایک جھوٹی قسم کھائے تو اس نے بھی "جدال" کا ارتکاب کیا اور اسے بھی کفارہ میں قربانی کرنی ہوگی"۔

۷۰۵۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے صادقین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار سے پوچھا کہ ایک شخص احرام میں ہو اور وہ اپنے ساتھیوں کی رضا کارانہ طور پر خدمت کرنا چاہتا ہو اور اس کا ساتھی اس سے کہے کہ تم یہ کام نہ کرو اور وہ جواب میں کہے کہ خدا کی قسم میں ایسا ضرور کروں گا اور کئی مرتبہ وہ اس قسم کو دُہرائے تو کیا اس پر بھی وہی کفارہ عائد ہوگا جو "جدال" کے ارتکاب پر واجب ہوتا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

"نہیں۔" "اس قسم سے اس کا مقصد اپنے مومن بھائی کا احترام کرنا تھا جب کہ جدال تو ان قسموں سے واقع ہوتا ہے جو معصیت کے دائرہ کار میں آتی ہوں"۔

۷۰۶۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"جھگڑنے کا کفارہ ایک بکری ہے اور گناہ کا کفارہ ایک گائے کی قربانی ہے اور مباشرت سے حج کا عمل ضائع ہوجاتا ہے"۔

۷۰۷۔ نہج البلاغہ میں امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

"اے اللہ کے بندو! میں تمھیں اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اس لیے کہ یہی تقویٰ زادِ راہ ہے اور اسی کو لے کر پلٹنا ہے۔ یہ زاد (منزل تک) پہنچانے والا ہے اور یہ پلٹنا کامیاب پلٹنا ہے"۔

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فضلِ خداوندی کا مفہوم

۷۰۸۔ مجمع البیان میں مرقوم ہے:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ

(تم پر اپنے پروردگار کا "فضل" تلاش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے)

اس آیت مجیدہ میں لفظ "فضل" سے کیا مراد ہے۔ اس سلسلہ میں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد تجارت ہے۔ کیونکہ زمانۂ جاہلیّت میں عازمِ حج کے لیے تجارت کو گناہ تصور کیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اس خیال کی تردید کی اور فرمایا کہ تجارت کرنے میں تم پر کوئی گناہ عائد نہیں ہوگا۔ ابن عباس اور ہمارے ائمہ سے یہ مفہوم مروی ہے۔

علاوہ ازیں فضل کی ایک تاویل یہ بھی کی گئی ہے کہ اس سے مراد مغفرت ہے یعنی مفہوم آیت یہ ہے کہ اگر تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس مفہوم کو جابر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

افاضہ کا حکم

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ

(پھر تم وہاں سے کوچ کرو جہاں سے دوسرے لوگ کوچ کرتے ہیں)

۷۰۹۔ تفسیر عیاشی میں زید الشحام سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ کی آیت مجیدہ کا مفہوم پوچھا تو آپؑ نے فرمایا:

"یہ حکم خصوصی طور پر قریش کو دیا گیا کیونکہ وہ باقی لوگوں کے ساتھ کوچ کرنے کو اپنی توہین سمجھتے تھے اس لیے اللہ نے ان کو حکم دیا کہ وہ بھی باقی لوگوں کی طرح عرفہ سے کوچ کریں"۔

۷۱۰۔ رفاعہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ کی آیت مجیدہ کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا:

اہلِ حرم مشعر الحرام میں وقوف کیا کرتے تھے جب کہ دوسرے لوگ عرفہ میں وقوف کرتے تھے اور وہ اس وقت تک کوچ نہیں کرتے تھے جب تک اہلِ عرفہ کوچ کر کے انھیں آتے ہوئے دکھائی نہ دیتے۔ چنانچہ ایک شخص جس کا نام

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

''ابوسیار'' تھا اور اس کے پاس ایک گدھا تھا جو بڑا تیز رفتار تھا اور جب باقی لوگ عرفہ سے کوچ کرتے تو وہ گدھا دوڑ کران سے پہلے قریش کے سامنے نمودار ہوتا تھا اور وہ اسے دیکھ کر کہتے تھے کہ اب ''ابوسیار'' آ گیا ہے۔ پھر وہ وہاں سے کوچ کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اہلِ حرم کو نصیحت کی کہ وہ اپنا خصوصی امتیاز ختم کردیں اور وہ بھی باقی لوگوں کے ساتھ عرفہ میں وقوف کریں اور لوگوں کے ساتھ کوچ کریں۔

۷۱۱- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ کی آیت مجیدہ میں ''الناس'' سے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ مراد ہیں۔

۷۱۲- جابر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ ''ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ'' سے اہلِ یمن مراد ہیں۔ یعنی جہاں سے اہلِ یمن کوچ کریں تم بھی ان کے ساتھ کوچ کرو۔

۷۱۳- روضہ کافی میں امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

''ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر آپ عالم ہیں تو یہ بتائیں کہ ''ناس'' کون ہیں، ''اشباہ الناس'' کون ہیں اور ''نسناس'' کون ہیں؟

امیر المومنین علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا:

جانِ پدر! اس شخص کے سوال کا جواب دو۔

امام حسینؑ نے فرمایا: ''ناس'' ہم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ پھر تم بھی وہاں سے کوچ کرو جہاں سے ''ناس'' کوچ کریں۔ حضرت رسول اکرمؐ نے لوگوں کو ''افاضہ'' کرایا۔

واضح رہے کہ یہ حدیث کافی طویل ہے۔ ہم نے بقدر ضرورت اسے یہاں نقل کیا ہے۔

۷۱۴- مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ ''اَفَاضَ النَّاسُ'' کے متعلق مفسرین نے دو قول پیش کیے ہیں:

۱- اس سے افاضہ عرفات (عرفات سے کوچ کرنا) مراد ہے اور ''الناس'' سے دوسرے عرب مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے سے قریش کے غرور و امتیاز کا خاتمہ کیا ہے اور یہ غرور و امتیاز صرف قریش تک ہی محدود نہیں رہا تھا۔ ان کے حلیف پانچ قبائل بھی اس امتیاز میں ان کے ساتھ شریک تھے۔ چنانچہ قریش اور اس کے حلیف قبائل کے افراد

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

باقی لوگوں کے ساتھ نہ تو عرفہ میں وقوف کرتے تھے اور نہ ہی لوگوں کے ساتھ وہاں سے کوچ کرتے تھے۔ اور وہ کہا کرتے تھے:

ہم حرم پروردگار کے رہائشی ہیں۔ ہمیں حرم سے باہر جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ وہ صرف مزدلفہ میں وقوف کیا کرتے تھے اور وہاں سے ہی کوچ کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے غرور کو پاش پاش کیا اور انھیں حکم دیا کہ وہ کوئی جداگانہ مخلوق تھوڑی ہیں لہٰذا وہ بھی باقی لوگوں کے ساتھ وقوف عرفات میں شامل ہوں اور دوسرے عربوں کے دوش بدوش وہاں سے کوچ کریں۔ چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام سے یہی قول منقول ہے۔

۲- ایک قول یہ ہے کہ اس آیت مجیدہ میں جس افاضہ (کوچ) کا حکم دیا گیا ہے اس سے عید قربان کے دن مزدلفہ سے منیٰ کا کوچ مراد ہے جس کے بعد شیطان کو پتھر مارے جاتے ہیں اور قربانی کی جاتی ہے۔

پہلے مفہوم پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ لفظ "ثُمَّ" ترتیب کے لیے آتا ہے اور اگر یہ مفہوم مراد لیا جائے تو پھر ترتیب صحیح نہیں رہتی۔

ہمارے علماء نے اس سوال کا یہ جواب دیا ہے کہ یہاں کلام میں "تقدیم وتاخیر" ہے اور "تقدیر کلام" کچھ اس طرح سے ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾

(یعنی تم پر خدا کا فضل تلاش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر تم وہاں سے کوچ کرو جہاں سے دوسرے لوگ کوچ کرتے ہیں اور جب تم عرفات سے کوچ کرو تو مشعر الحرام (مزدلفہ) کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور خدا سے مغفرت طلب کرو۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے)

عرفات کی وجہ تسمیہ

۷۱۵- مجمع البیان میں مرقوم ہے کہ "عرفات" کی وجہ تسمیہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ابراہ...

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

علیہ السلام نے اللہ سے اس وادی کے اوصاف سنے تھے۔ پھر جب وہاں پہنچے تو انھوں نے اوصاف سے ہی اس وادی کو پہچان لیا تھا۔ چنانچہ اس پہچان ومعرفت کی وجہ سے وادی کا نام ''عرفات'' رکھا گیا۔ حضرت علی علیہ السلام سے یہ قول منقول ہے:

ایک قول یہ ہے کہ آدم وحوا کی یہاں ملاقات ہوئی تھی اور انھوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا تھا۔ اسی لیے اس وادی کو ''عرفات'' کہا گیا۔ اس روایت کو ہمارے اصحاب نے بھی نقل کیا ہے۔

۷۱۶- کتاب علل الشرائع میں معاویہ بن عمار سے منقول ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ''عرفات'' کو ''عرفات'' کیوں کہا جاتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام عرفہ کے دن یہاں آئے تھے۔ جب سورج ڈھلا تو حضرت جبریلؑ ان کے پاس آئے اور ان سے کہا:

یا ابراھیم اعترف بذنبك واعرف مناسك

''ابراہیم یہاں خدا کے حضور اپنی خطاؤں کا اعتراف کرو اور اپنے مناسک کو پہچان لو''۔

حضرت ابراہیم نے کہا تھا: جی ہاں۔ میں مناسک بھی جان گیا اور اپنی خطاؤں کا اعتراف بھی کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت جبریلؑ وابراہیمؑ کے الفاظ کی وجہ سے اس جگہ کا نام ''عرفات'' رکھا گیا۔

jabir.abbas@yahoo.com

رسولؐ خدا نے افاضہ کیسے کیا؟

۷۱۸- الکافی میں معاویہ بن عمار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے۔ جس کا ایک حصہ یہ ہے:

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے مکہ پہنچ کر ''بطحاء'' (پتھریلی زمین) پر قیام کیا اور انھوں نے گھروں میں قیام نہیں کیا تھا۔ جب ترویہ کے دن سورج ڈھلا تو آپؐ نے لوگوں کو حکم دیا کہ غسل کر کے حج کی نیت کریں۔ آپؐ نے یہ حکم صادر فرما کر اپنے دادا ابراہیمؑ کی ملت پر عمل کیا تھا۔

چنانچہ آنحضرتؐ اور ان کے اصحاب حج کی نیت کر کے منیٰ آئے۔ آپؐ نے وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں۔ پھر آپؐ لوگوں کو ساتھ لے کر وہاں سے روانہ ہوئے جب کہ قریش کی عادت تھی کہ وہ مزدلفہ سے ہی کوچ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کیا کرتے تھے اور مزدلفہ کو ''جمع'' بھی کہا جاتا ہے۔ قریش وہاں سے دوسروں کو کوچ کرنے سے روکا کرتے تھے۔

چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منیٰ سے روانہ ہوئے تو قریش کو یہ اُمید تھی کہ آنحضرت بھی وہاں سے کوچ کریں گے جہاں سے وہ کوچ کرنے کے عادی تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ پر یہ آیت نازل فرمائی:

ثُمَّ اَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ یعنی تم وہاں سے کوچ کرو جہاں سے ابراہیمؑ و اسماعیلؑ نے کوچ کیا تھا اور ان کے بعد دوسرے انبیاء نے بھی کوچ کیا تھا۔ جب قریش نے دیکھا کہ آنحضرت کا قبہ تو مزدلفہ سے آگے چلا گیا ہے تو انھیں اس وقت اپنے افاضہ کے متعلق تنگدلی کا احساس ہوا۔ جب آپ ''نمرہ'' پر پیلو کے درختوں کے سامنے پہنچے تو وہاں پر آپ کا خیمہ نصب کیا گیا۔ آپ کو دیکھ کر دوسرے لوگوں نے بھی وہاں پر اپنے خیمے لگا دیئے۔ زوالِ آفتاب کے بعد آپ نہا دھو کر قریش کو ساتھ لے کر باہر آئے۔ آپؐ نے تلبیہ (لبیک اللھم لبیک ......) منقطع کیا اور مسجد میں تشریف لائے اور وہاں آپؐ نے لوگوں کو وعظ و نصیحت کی۔ پھر آپؐ نے ایک اذان اور دو اقامتوں سے ظہر و عصر کی نماز وہیں ادا کی۔ اس کے بعد آپؐ ''موقف'' (عرفات کا وہ میدان جہاں قیام کیا جاتا ہے) پر تشریف لائے اور وہاں وقوف کیا۔ لوگ آپؐ کی ناقہ کے قدموں کے نشانات کے پاس پاس بیٹھنے کی کوشش میں ایک دوسرے سے سبقت کرنے لگے۔ آپؐ نے انھیں مخاطب کر کے کہا:

''لوگو! میری ناقہ کے نشانِ قدم ہی موقف نہیں یہ سارے کا سارا موقف ہے''۔ یہ کہہ کر آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اس میدان کی طرف اشارہ کیا۔

اس کے بعد لوگ اِدھر اُدھر پھیل گئے۔ پھر آپؐ نے مزدلفہ میں بھی یہی کچھ کیا۔ لوگ غروبِ آفتاب تک وہاں بیٹھے رہے۔ غروبِ آفتاب کے بعد آپؐ نے وہاں سے کوچ کیا اور آپؐ نے لوگوں کو آرام و سکون سے چلنے کا حکم دیا۔ پھر آپؐ وہاں سے چل کر مزدلفہ آئے اور مزدلفہ کا دوسرا نام ''مشعر الحرام'' ہے۔

۲۱۹- معاویہ بن عمار کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مشرکین غروبِ آفتاب سے پہلے عرفات سے مزدلفہ کی طرف کوچ کیا کرتے تھے۔ رسولؐ خدا نے ان کی مخالفت کی اور آپؐ نے غروبِ آفتاب کے بعد وہاں سے کوچ کیا۔

اس کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

"آفتاب غروب ہونے کے بعد لوگوں کے ساتھ وہاں سے کوچ کرو اور پورے سکون و وقار کے ساتھ چلو اور دورانِ راہ خدا سے مغفرت طلب کرتے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾

"پھر تم بھی وہاں سے کوچ کرو جہاں سے دوسرے لوگ کوچ کریں اور خدا سے مغفرت طلب کرو۔ بے شک خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے"۔

۷۲۰- امام جعفر صادق علیہ السلام سے وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ (اور چند معین دنوں میں خدا کو یاد کرو) کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا:

"ایامِ معلومات" سے ایامِ تشریق یعنی ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کے دن مراد ہیں اور زمانۂ جاہلیت کا رواج تھا کہ جب لوگ قربانی کر لیتے تھے تو وہ اپنے آباؤاجداد کے کارناموں پر فخر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ میرا والد ایسا ایسا تھا اور میرے باپ نے فلاں فلاں کارنامے سرانجام دیئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا:

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۭ

"جب تم اپنے مناسک ادا کر لو تو خدا کو اس طرح سے یاد کرو جس طرح سے تم اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ یاد کرو"۔

چنانچہ ایامِ تشریق کی تکبیرات یہ ہیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدَانَا اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا رَزَقَنَا مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۔

۷۲۱- تفسیر مجمع البیان میں كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ کے ضمن میں امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث نقل کی گئی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:

"اہل عرب کا دستور تھا کہ جب وہ مناسکِ حج سے فارغ ہوتے تھے تو اپنے آباء و اجداد کے فضائل اور ان کے کارنامے اور ان کے احسانات کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح کی اور انھیں حکم دیا کہ وہ اپنے آباؤاجداد کے ذکر کی بجائے اللہ کا ذکر کریں اور خدا کے عظیم احسانات کا تذکرہ کریں، کیونکہ اللہ کی نعمات آباء و اجداد کے احسانات

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

سے بہر نوع زیادہ ہیں۔

۷۲۲- تفسیر علی بن ابراہیم میں مذکور ہے کہ اہلِ عرب جب مزدلفہ میں وقوف کرتے تو اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرتے تھے اور وہ بات بات پر ایک دوسرے سے کہتے: لاوابیك ، لاوابی (نہیں تیرے والد کی قسم، نہیں میرے والد کی قسم) اللہ نے انھیں حکم دیا کہ وہ اس طرح کی "طرفہ" قسم کی بجائے "لاواللّٰہ، بلی واللّٰہ" کہیں تو ان کے لیے زیادہ بہتر ہے۔

۷۲۳- تفسیر عیاشی میں بھی یہ روایت انہی الفاظ کے ساتھ مرقوم ہے۔

اہلِ ایمان کی دُعا

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

(اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی نیکی عطا فرما اور آخرت میں بھی نیکی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے)

۷۲۴- کتاب معانی الاخبار میں مرقوم ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ دنیا کی نیکی کیا ہے اور آخرت کی نیکی کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: دنیاوی بھلائی رزق و معاش کی وسعت اور حسنِ خلق ہے اور آخرت کی بھلائی خدا کی رضامندی اور جنت ہے۔

۷۲۵- الکافی میں معاویہ بن عمار سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"بیت اللہ کے گرد سات چکر لگاؤ اور طواف میں یہ یہ دعائیں پڑھو اور جب رکنِ یمانی اور حجر اسود کے درمیان پہنچو تو یہ دعا پڑھو:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

۷۲۶- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"جب طواف میں رکن اور حجر اسود کے درمیان پہنچو تو یہ دعا مانگو:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور جب کوئی مومن یہ دعا مانگتا ہے تو وہاں ایک فرشتہ مقرر ہے جو آمین کہتا ہے۔

۷۲۷- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"دنیا کی بھلائی حسنِ معیشت اور وسعت رزق ہے اور آخرت کی بھلائی جنت اور رضائے پروردگار ہے"۔

۷۲۸- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے والد ماجد "موقف" سے واپس آئے تو ایک شخص نے ان سے کہا:

"کیا اللہ اپنی اس تمام مخلوق کو ناکام و نامراد لوٹائے گا؟"

میرے والد نے فرمایا: موقف میں جو بھی قیام کرے گا تو خواہ وہ مومن ہو یا کافر ہو اللہ اس کی مغفرت کرے گا اور مغفرت کے تین درجات ہیں۔ مومن کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور خدا اس کو دوزخ سے آزادی عطا کرتا ہے اور اسی مفہوم کو اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بیان کیا ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾

(اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔ انھوں نے جو بھی عمل کیا ہے اس میں ان کا حصّہ ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے)

خدا نے چاہا تو آئندہ صفحات میں پوری حدیث نقل کریں گے۔ (من المترجم)

۷۲۹- کتاب احتجاج طبرسی میں حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے' آپؑ نے فرمایا:

"ایک مرتبہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ اچانک آپؐ نے لوگوں سے اپنے ایک صحابی کی خیر خیریت دریافت کی۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسولؐ اللہ! وہ تو مصیبت میں مبتلا ہو چکا ہے اور اس کی حالت اس پرندے جیسی ہوگئی ہے جس کے پر و بال جھڑ گئے ہوں۔

آنحضرتؐ اس کی عیادت کے لیے اس کے گھر تشریف لے گئے تو آپؐ نے دیکھا کہ واقعی وہ بے بال و پر پرندہ کی طرح سے دکھائی دیتا تھا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

آنحضرتؐ نے اس سے فرمایا تو اپنی صحت کے ایام میں کیا دعا کیا کرتا تھا؟

اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں خدا سے یہ التجا کرتا تھا کہ خدایا تو نے مجھے آخرت میں جو بھی عذاب دینا ہو وہ عذاب مجھے دنیا میں دے دے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اس کے بجائے تو نے یہ دعا کیوں نہ مانگی:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

(پروردگار! ہمیں دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذابِ دوزخ سے بچالے)

چنانچہ صحابی نے جیسے ہی یہ دعا پڑھی تو وہ یوں اٹھ کھڑا ہوا جیسے زنجیر کھلنے کے بعد کوئی قیدی کھڑا ہو جاتا ہے اور وہ فی الفور تندرست ہو گیا اور ہمارے ساتھ باہر چلا آیا۔

۷۳۰- مجمع البیان میں وَاللّٰهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ (اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے) کی تفسیر میں لکھا ہے:

"اللہ تعالیٰ آنکھ جھپکنے کی دیر میں تمام مخلوقات کا حساب لے لے گا"۔

ایک اور روایت میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ اتنی ہی دیر میں تمام مخلوق کا حساب لے لے گا جتنی دیر میں ایک بکری دوہی جاتی ہے"۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

"اللہ جس طرح سے بیک وقت مخلوق کو رزق دیتا ہے اسی طرح سے بیک وقت ان سے حساب لے گا"۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas
jabir.abbas@yahoo.com